

F. SOENNECKEN
BONN

دیوان
واقف لاهوری

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی



دیوانِ واقف

اثر

نور العین واقف لاہوری

باہتمام

پرفسور غلام ربّانی عزیز





دیوانِ واقف

اشاعت : ————— اوّل

سال : ————— ۱۹۶۲ء

قیمت : ————— ۱۰ روپے

ملنے کا پتہ

پنجابی ادبی اکیڈمی
۱۲۔ جی ماڈل ٹاؤن
لاہور (پاکستان)

چھاپخانہ پنجابی ادبی اکادمی، لاہور۔

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

۲۰



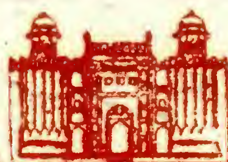
دیوانِ واقف

از

نورالعین واقفِ لاہوری

باہتمام

پروفیسر غلام ربّانی عزیز



تشکّر

پنجابی ادبی اکیڈمی

وزارتِ فرہنگ دولتِ پاکستان

کی ممنون ہے

جس نے اکیڈمی کو مناسب مالی امداد دے کر
اس کتاب کی طباعت کے لئے
اہم وسیلہ بہم پہنچایا ہے

پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر

نورالعین واقف

جن لوگوں نے **نورالعین واقف** کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس کا ذکر کیا ہے، ان میں اولیت کا فخر **سراج الدین علی خان آرزو** کو ہے۔ آرزو نے اپنا تذکرہ **مجمع النفایس** ۱۱۶۴ھ (۱۷۵۰-۵۱ء)[1] میں مکمل کیا۔ اس میں وہ لکھتا ہے:

"نورالعین واقف از شرفای پنجاب است۔ پدر و جدش قاضی بتاله بود که قصبه ایست از مضافات لاهور۔ از علوم بهره دارد و تتبع بسیار نموده شعر را خوب میگوید۔ پیش ازین بوساطت علی محمد تجرد اخلاص غائبانه با فقیر آرزو بهم رسانیده مکرر درخواست اصلاح اشعار خود نموده۔ چون این عاصی ناقص را از تربیت خود فرصت نیست و بخود گمان استادی ندارد چند بار ابا نمود۔ بسبب آنکه آن مرد عزیز بسیار بجد شد یک مرتبه هر چه بخاطر رسید نوشته فرستاد۔ ازان باز قریب بچهار سال است خط او نرسیده۔ بهر حال خبر مشق سخن او رسید۔ اگر چندی دیگر بهمین وضع مشق بر خود روا دارد، گمان دارم که بپایه‌ی اعلی رسد۔ چون در گوشه‌ٔ ملک واقع شده و بقول خودش که در تمام عمر صحبت به از خود را ادراک نکرد، آنچه میگوید از مغتنمات است۔ پس اگر اتفاق صحبت بزرگان فن او را دست دهد، ترقیات نمایان خواهد نمود۔ الغرض غنیمت کشتی لخت ء خداش سلامت دارد"[2]۔

عبدالحکیم حاکم لاہوری نے **میر غلام علی آزاد**

---

1. Storey, C.A., *Persian Literature, i, 839.*

2 - مجمع النفایس سراج الدین علی خان آرزو، بنقل از مردم دیده عبدالحکیم حاکم، ص ۱۱۴۔

بلگرامی کے بقول[1] اپنی گرانقدر تصنیف مردم دیدہ ۱۰ جمادی الاولی اور ۱۹ شوال ۱۱۷۵ھ (۶۲-۱۷۶۱ء) کو مکمل کی تھی۔ حاکم لاهوری اس کتاب میں ذکر کرتا ھے کہ میں گذشتہ تیس سال سے واقف کو جانتا ھوں۔ وہ لکھتا ھے:

"فقیر مؤلف این تالیف از سی سال باین عزیز بزرگ آشنا است۔ اول صحبت بخانهٔ مخدومی شاه آفرین مرحوم دیده بود۔ پس ازان گاه گاهی بغریب خانه تشریف میفرمود و روز بروز اخلاص و اتحاد رو بتزاید آورد و اکثر جا مشق سخن یکجا کرده میشد۔ از اوصاف حمیده و اخلاق او چه بیان نماید که زبان قاصر است۔ حاصل کلام علم و فضل ارث خاندان اوست۔ طالب علمی چند قریب بفراغ تحصیل دارد۔ افکار آبدارش خیلی مؤثر و بدرد است۔ معانی بلند و پاکیزه و الفاظ شسته و روانی کلامش روان را تازگی میبخشد۔ بالفعل باینطور شعر گفتن خاصهٔ اوست' حد دیگری نیست۔

"هر چند خان آرزو ستاش میر شمس الدین فقیر در مجمع النفایس بسیار کرده ' لیکن انصاف اینست که این عزیز روشندل شمس الدین پنجاب است۔ دیوانی قریب بشش هفت هزار بیت ترتیب داده و قصاید هم دارد۔ ترجیع بندی در کمال فصاحت و بدرد گفته۔ ظاهرا چنین ترجیع بند از قد ما هم کس کم گفته باشد۔ عاشق غزل است و رباعی هم خوب میگوید و هرچه میگوید ناخن بدل میزند و خالی از تلاش و لطف نیست۔ پختگی و استادی از سخنش معلوم است۔ خودش میفرماید:

نالهٔ چند کرده ام موزون
نه غزل نی قصیده ای دارم

"در پرهیزگاری و متابعت سنت نبوی علیه الصلواة والسلام و آله وسلم بجان میکوشد۔ کم اختلاط و کم دماغ و بی نیاز و آزاد و غنی دل است۔ در پاس آشنایی و اخلاص یکهٔ روزگار طبع هموار و نرمی گفتار و کم گویی خاصهٔ اوست۔ طورش علاحده از طور برادران و اقرباست۔ فقیر باهمه وحشت مزاج صید دام

1- خزانهٔ عامره میر غلام علی آزاد بلگرامی، ص ۲۰۰ -

خلق و اخلاص او بوده ام ۔ درینولا از یک و نیم سال که فقیر بعزم حصول سعادت حرمین شریفین بر آمده ام ، او هم بطریق سیر و تماشای ملک دکن و سورت رفیق شفیق درین سفر بوده ۔ او سبحانه تعالیٰ بخیر و عافیت این مرد بزرگ را و بطفیلش این عاصی را بوطن رساند و خاتمه بخیر گرداند و مرا باز بزیارت روضهٔ آنسرور صلی اللہ علیه و سلم مشرف گرداند ۔ آمین برب العباد بحرمت النبی و آله الامجاد ۔"[1]

جس تیسرے بزرگ نے **واقف** کو دیکھ کر اس کے حالات قلمبند کیے ہیں وہ **میر غلام علی آزاد** بلگرامی ہیں انھوں نے اپنی تصنیف **خزانۂ عامرہ** (یہ کتاب ۱۱۷۶ ھ میں مکمل ہوئی تھی) میں یہ تحریر فرمایا ہے :

"**واقف** بتالوی شیخ نورالعین نام دارد ، خلف قاضی **امانت اللہ** ساکن بتاله ، بفتح بای موحده و تای فوقانی هندی بر وزن حلاله (قصبه ایست از توابع دارالسلطنت لاهور بفاصله سی کروه جانب شرق) ۔ منصب قضای آن مکان به سلسلهٔ آبای او تعلق دارد ۔ صاحب افکار صایبه و زبدهٔ شعرای فناجیه ؟ است ۔ طبع بلندش تحسین خواه و فکر ارجمندش قابل ۔ بارک اللہ عمری خدمت سخن کرد و در تصحیح زبان کوشید ۔ اگرچه کتب تحصیلی هم کسب نموده اما لذت شعری بر مذاقش غالب آمد ۔ خود با فقیر نقل کرد که شبی در رویا این مصراع بخاطر رسید :

جام طرب بدست تو لبریز داده اند

بعد بیدار شدن این پیش مصراع رسانیدم :

در خنده اختیار نداری برنگ گل

و نیز با فقیر گفت که وقتی این مصراع بخاطر رسید :

ای چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا

شش ماه فکر مصراع دیگر کردم و بعد شش ماه این پیش مصراع بهم رساندم :

دل ز دستم به شبستان غمت گم گردید

---

۱ - مردم دیده عبدالحکیم حاکم ، ص ۱۱۴ ، ۱۱۶ -

میان او و شاه عبدالحکیم حاکم وداد جانی و اتحاد روحانی است۔ باراده سیر دکن با حاکم از خطهٔ پنجاب روان شد و بیست و نهم رجب سنه اربع و سبعین و مائه و الف[1] وارد اورنگ آباد گردید و بافقیر بر خورد۔ مهذب الاخلاق و مغتنم الوجود است۔ بعد یک هفته هر دو عزیز رخت سفر جانب بندر سورت کشید۔ حاکم از راه دریا جانب حرمین شریفین قطره زد و واقف که از ضعف جثه و هجوم امراض طاقت سفر دریا نداشت در سورت کمر اقامت کشاد۔ بزبان اعتذار میگوید: بملاحظهٔ تلوث خود از سفر حجاز و زیارت اماکن معلی که محل تقدس و تنزه است مقصر ماندم و این شعر استاد حسب حال خود یافتم۔

گرچه جان بی‌گو بلب نزدیک است
دور بودن با ادب نزدیک است

هرچند اکثر عوام و برخی خواص تازیانهٔ طعن بر توسن همت این قاصر میزنند که در وحل حرمان فروماند لکن ادا فهم میداند که سر رشتهٔ ادب نگاه میداشتم و خود را نالائق بعض دانسته از دور جواهر اشک نیاز نثار هر دو آستان مقدس کردم۔

و چون حاکم از سفر حرمین شریفین مراجعت نمود هر دو عزیز باهم از سورت برآمده پانزدهم جمادی الاول سنه خمس و سبعین و مائه و الف[2] به اورنگ آباد رسیدند و در تکیهٔ شاه محمود قدس سره فرود آمدند۔ حاکم نوزدهم شوال[3] سال مذکور به سیر حیدر آباد متوجه شد و واقف همین جا توقف کرد و نوزدهم صفر سنه ست و سبعین و مائه[4] و الف حاکم باورنگ آباد مراجعت نمود و دوم ربیع الاخر همین سال[5] واقف و حاکم هر دو باراده هند اورنگ آباد را وداع کردند و چون شارع متعارف بر کانپور و مالوه غیر مامون بود راه براز و چترپور اختیار کردند۔ اتفاقاً مابین اورنگ آباد و بالاپور قطاع الطریق ریخته ساز و سامان

---

1 - مطابق ۲۴ فروری ۱۷۶۱ء - 2 - مطابق ۱۲ دسمبر ۱۷۶۱ء -
3 - مطابق ۱۳ مئی ۱۷۶۲ء - 4 - مطابق ۹ ستمبر ۱۷۶۲ء -
5 - مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۷۶۲ء -

و کتابہا همه بغارت بردند هیچ چیز نماند ، الا عینک و قدری سیماب - وجه همراه بودن سیماب اینکه واقف شوق کیمیا دارد - سیماب که در اورنگ آباد ارزانست قدری همراه گرفته بود و این اعزه سبکبار شده ببالاپور رسیدند و ازانجا کتابتی مشتملبرین ماجرا نامزد فقیر نمودند و واقف این مطلع و رباعی حسب حال موزون کرده بقلم آورد :

عینکی و پاره‌ی سیماب با ما مانده است
چشم بیخواب و دل بیتاب با ما مانده‌است

کردند غریب غارتی راهزنان
سر ماند و نماند هیچ چیز از سامان
بردند هر آنچه بود الا عینک
وا مانده بما همین دو چشم حیران

فقیر قدری زر سرانجام کرده بطریق هنڈوی بهر دو عزیز ارسال داشت - واقف در بالاپور بیماری صعب کشید - چون نقل مکان در تفریح مزاج و ازالهٔ مرض دخلی دارد واقف را بر دوش کهاران سوار کرده بگولاپور بردند و بسبب تداوی واقف و کرایهٔ کهاران و دیگر ضروریات سفر زاد راه رو بکمی آورد و مسافت دور و دراز هندوستان توشه ای میخواست - لهذا باز آدم اجیر از گولاپور نزد فقیر فرستادند - این بار هم مبلغی بصاحبین مرسل گردید - از گولاپور بناگپور رفتند و ازانجا پیشتر شدند - بعد طی منازل و قطع مراحل حاکم دوم شوال سال [1] حال بخانپور و هشیارپور و واقف به بتاله رسید و عنایت حق تعالی چشم این اعزه را بسرمهٔ سواد وطن روشن ساخت - واقف در سلک ارباب صلات نیست - نام او حاکم برابر ادای حق صحبت ثبت افتاد - واقف دیوان خود را که سیر ضخامت است بمطالعهٔ فقیر داد - [2] "

مشہور مستشرق بیل نے اپنی معروف تالیف **اورینٹل بیاگرفیکل ڈکشنری** میں **واقف** کی تاریخ وفات درج کی ہے :

1. مطابق ۱٦ اپریل ۱۷٦۳ء -
2. خزانهٔ عامره میر غلام علی آزاد بلگرامی ، ص ۳۵۱ - ۳۵۰ -

"WAQIF (واقف), the poetical name of a poet whose proper name is Nur-al-Ayn. He was a native of Patiala, of which place his father was a Qazi. He was contemporary with the poet Arzu, and died about the year A.D. 1776, A.H. 1190. He is commonly called Waqif Lahori, and his Diwan contains about 800 Persian Ghazals."[1]

بیل نے غالباً اپنے اصل مسودہ میں بٹالہ ھی لکھا ھوگا ۔ لیکن اس کی موت کے بعد اس کی تالیف کو طبع کرنے والے ھنری جارج کین (Henry George Keene) نے طباعت کے وقت بٹالہ کا پٹیالہ بنادیا ھے ۔

واقف کے معاصرین میں سے چشمدید حالات لکھنے والوں میں سے ھماری رسائی صرف آرزو، آزاد اور حاکم کے بیانات تک ھوئی ھے اور ھم انھیں معتبر سمجھتے ھیں ۔ واقف کے متعلق دیگر تذکرہ نویسوں نے تقریباً انھی تین بزرگوں کے بیانات سے خوشہ چینی کی ھے ، لھذا ھم نے ان کے اندراجات کو دھرانا ضروری نہیں سمجھا ۔ صرف بیل سے ایک اقتباس لیا گیا ھے کیونکہ اس نے کسی طرح اور کسی وجہ سے واقف کی تاریخ وفات اور غزلیات کی تعداد معین کی ھے ۔

واقف کے ھمعصروں نے جو واقعات قلمبند کیے ھیں ان سے واقف کی تصویر کچھ یوں بنتی ھے :

شیخ نورالعین قاضی امانت اللہ کے صاجزادے تھے ۔ اور بٹالہ کے رھنے والے تھے ۔ یہ شہر اس وقت توابع لاھور میں شمار ھوتا تھا ۔ تاریخ پیدایش اور وفات کہیں درج نہیں ۔ گو بیل نے تاریخ وفات ۱۱۹۰ ھجری قمری (مطابق ۱۷۷۶ میلادی) درج کردی ھے ۔ واقف تخلص کرتے تھے اور آپ کے والد اور دادا بٹالہ کے قاضی تھے ۔ آپ کو علوم متداولہ سے بھرہ بوداری کا موقع ملا ۔

---

1. Beale, T.W., *An Oriental Biographical Dictionary*, p. 414.

واقف سراج الدین علی خان آرزو، عبدالحکیم حاکم، علی محمد تجرد، میر غلام علی آزاد بلگرامی اور شاہ فقیر اللہ آفرین کے معاصر تھے اور آرزو کے سوا باقی تمام حضرات سے آپ کے گہرے مراسم تھے - ان سب نے واقف کے علم و فضل شرافت نسبی، پرہیزگاری، متابعت سنت نبوی اور اوصاف حمیدہ کی بے انتہا تعریف کی ہے -

واقف ۱۱۶۴ هجری قمری سن حاکم کی معیت میں دکن کی سیر کو نکلا - اور اورنگ آباد پہنچ کر آزاد سے ملا - ایک ہفتہ کی اقامت کے بعد دونوں دوست سورت پہنچے - حاکم سمندر کے راستے حرمین شریفین کی زیارت کے لیے روانہ ہوا اور واقف بندر سورت میں ہی ٹھہر گیا - حاکم جب سفر حجاز سے واپس پہنچا تو دونوں دوست پھر ۱۵ جمادی الاول ۱۱۷۵ هجری قمری کو اورنگ آباد پہنچے اور تکیہ شاہ محمود میں مقیم ہوے - حاکم پھر حیدر آباد کی سیر کو نکلا اور واقف یہیں مقیم رہا - حاکم نے ۱۹ صفر ۱۱۷۶ کو مراجعت کی اور ۲ ربیع الثانی کو دونوں دوست دکن کو الوداع کہ کر ہندوستان روانہ ہوے - سیدھا رستہ برہانپور اور مالوہ سے گذرتا تھا، لیکن یہ غیر مامون تھا اس لیے یہ لوگ برار اور چترپور کے راستے روانہ ہوے - اتفاقاً یہاں بھی اورنگ آباد اور بالاپور کے درمیان ڈاکوؤں کے ہاتھ ساز و سامان لٹوا بیٹھے - واقف کو کیمیا گری کا بھی شوق تھا - اورنگ آباد سے کچھ پارہ اسی غرض سے ساتھ لایا تھا - بس یہی پارہ اور ایک عینک ڈاکوؤں کی دستبرد سے بچ رہی -

اس بدحالی اور غربت میں واقف نے آزاد بلگرامی سے مالی استمداد کی درخواست کی اور آزاد نے ہنڈی کے ذریعہ روپیہ بھجوایا - واقف اس وقت بالاپور میں بیمار پڑ گیا اور اس قدر بیمار ہوا کہ کہاروں کے کندھوں پر گولاپور پہنچا- بیماری اور علاج کے اخراجات سے دونوں دوستوں کی حالت پھر پتلی ہوگئی - اور ایک دفعہ پھر آزاد نے اطلاع ملنے پر امداد کی - گولاپور سے دونوں دوست ناگپور پہنچے اور قطع مسافت کرتے ہوے ۲۰ شوال

۱۱۶۲ کو حاکم هشیار پور اور واقف واپس بٹالہ پہنچا ۔

... واقف کسی دربار سے متعلق نہیں تھا ۔ گو حاکم نے اس کی شاعری کی بہت تعریف کی ہے اور اسے شمس‌الدین پنجاب کا خطاب دیا ہے ۔

دیوان واقف کا ایک نادر نسخہ

زیر نظر نسخہ کی تدوین کے لیے دیوان واقف کے جو خطی اور مطبوعہ نسخے کتاب کے مرتب جناب پروفیسر غلام ربانی عزیز صاحب نے استعمال کیے ان کا ذکر آگے ملے گا ۔ یہاں صرف اس نادر نسخے کا ذکر کرنا مقصود ہے جو حسن اتفاق سے اکیڈیمی کے کتابخانے میں اس وقت پہنچا جب کتاب طباعت کے ابتدائی مراحل طے کر رہی تھی ۔ یہ نسخہ مصحح کو دے دیا گیا اور طباعت کے دوران میں اس نسخے سے متن کی تصحیح میں بہت مدد ملی ۔

دیوان واقف کا یہ خطی نسخہ واقف کی زندگی میں مرتب ہوا ۔ اور واقف نے اسے دیکھ کر اس کی تصحیح کی اور مختلف مقامات پر اصلاح کیے ۔ یہ نسخہ دو کاتبوں نے لکھا ہے ۔ جن میں سے ایک کے امضاء برگ ۲۱۰ پر یوں درج ہیں :

خط میر محمد خان کابلی یوسف زئی

یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ میر محمد خان کون بزرگ تھے ۔ بہر صورت یہ نسخہ متوسط درجے کے نستعلیق میں لکھا گیا ہے ۔

برگ ۱۶۲ پر ایک مہر غلام محمد کی موجود ہے جس پر ۱۲۱۱ کا سن درج ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ نسخہ اس سے بہت پہلے لکھا گیا تھا ۔ اس خطی نسخے کی اہمیت اس امر سے بھی واضح ہوتی ہے کہ واقف کی وفات سے چند سال بعد یہ نسخہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے کتابخانے میں ۱۲۲۲ ہجری قمری (مطابق ۱۸۰۷ میلادی) میں پہنچ جاتا ہے ۔ اس کی شہادت برگ ۱ پر یوں درج ہے :

"... دیوان واقف بتاریخ . . . (کرم خورده) ربیع الاول ... سنہ ۱۲۲۲ داخل کتابخانہ سرکار خالصہ شرفہ گردید" ۔

نمونهٔ خط نورالعین واقف

(نسخهٔ خطی متعلق بکتابخانهٔ پنجابی ادبی اکادمی)

اس نسخے کے متن اور حواشی میں جا بجا واقف نے تصحیح کی ہے ۔ اور کسی شاعر افغان نے اپنے ہم طرح اشعار اور غزلیات بھی درج کردی ہیں ۔

واقف اس نسخے کے کاتبوں کے کام سے قطعاً مطمئن نہیں تھا ۔ اسی لیے اس نے دیوان کے اختتام پر یہ اطلاع درج کی ہے کہ میں نے اس دیوان کے چند اجزا دیکھ کر تصحیح کر دی ہے ۔ واقف کے اس بیان کا عکس کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے اور متن بدرج ذیل ہے :

" فقیر نورالعین واقف احسن اللہ بہ المواقف چند جز ازین دیوان نو خط دیدم ۔ ناسخان سلمہم اللہ تعالیٰ اکثر بجا حروف را ماسخ شدہ غلط نوشتہ اند ۔ باید کہ شعر فہم سخن رس گناہ کاتب برگردن شاعر نہ بندد و بسبب اضطرابی کہ چندین اسباب دارد ، بندۂ را فرصت این نبوذ کہ این اجزا را بنظر . . . (کرم خوردہ) میدیدم و اغلاط را بتصحیح میرساندم ۔ امید کہ معذور دارند ۔ و السلام . . . (کرم خوردہ) ختام الکلام ۔ "

مآخذ

۱ ۔ خزانۂ عامرہ میر غلام علی آزاد بلگرامی ۔ کانپور ، ۱۸۷۱ ۔

۲ ۔ مجمع النفائس سراج الدین علی خان آرزو بنقل از مردم دیدہ عبدالحکیم حاکم ۔ لاہور ، ۱۹۶۰ ۔

۳ ۔ مردم دیدہ عبدالحکیم حاکم لاہوری ۔ لاہور ، ۱۹۶۰ م ۔

4. Beale, T.W., *An Oriental Biographical Dictionary*. London, 1894.

5. Storey, C.A., *Persian Literature*. London, 1953

پروفیسر غلام ربانی عزیز

دیوان واقف کے خطی اور مطبوعہ نسخے

دیوان واقف کی تصحیح اور ترتیب کے دوران میں مندرجہ ذیل سات نسخے میرے زیر مطالعہ رہے :

(الف) یہ بیش قیمت نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی ملکیت ہے - شیرازہ شکستہ اور اکثر اوراق کرم خوردہ ہیں لیکن اسے حسن اتفاق کہنا چاہیے یا حملہ آور کرم کی خوش ذوقی کہ متن کتاب تقریباً محفوظ ہے - خط دیدہ زیب ہے اور نستعلیق کا نہایت عمدہ نمونہ ہے - کتابت کی غلطیاں ضرور پائی جاتی ہیں ، لیکن مطالعۂ کتاب کے اثنا یہ احساس بڑی شدت سے دامنگیر رہتا ہے کہ کاتب نے بڑی دیدہ‌ریزی اور محنت سے اس کام کو سرانجام دیا ہے اوراق کی تعداد ۲۶۸ ہے -

کتاب کے آخر میں کاتب کا نام مرقوم تھا ' لیکن کسی نے مٹا دیا ہے - تاریخ کتابت ۲۰ ذی‌القعدہ ۱۲۳۰ھ درج ہے -

(ب) یہ قلمی نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی کی ملکیت ہے - (شمارہ spi VI I28) خط نستعلیق ہے لیکن دیدہ زیب نہیں ، نیز نسخہ الف کے مقابلے میں یہ نسخہ مختصر اور نامکمل ہے - چنانچہ ردیف تا میں غزلوں کی کافی تعداد اس نسخے میں نہیں- اسی‌طرح بعض اور ردیفیں بھی مختصر ہیں - کتابت کی غلطیوں کی بھی کمی نہیں - تقطیع بڑی ہے اور تعداد اوراق ۲۴۷ - کاتب کا نام مذکور نہیں - تاریخ کتابت ۲۹ اپریل ۱۸۱۷ء مطابق ۸ جمادی‌الثانی ۱۲۳۲ھ درج ہے -

(ج) یہ نسخہ مختصر سے عرصے کے لیے میرے زیر مطالعہ رہا - ڈاکٹر محمد باقر صاحب نے اسے چند روز کے لیے اسلامیہ کالج پشاور لائبریری (شمارہ ۱۷۹۶) سے مستعار لیا تھا - خط معمولی اور نستعلیق ہے - غزلیات اور باقی مندرجات عین بین نسخہ الف کے مطابق ہیں - یہاں تک کہ جو الفاظ نسخہ الف میں غلط مرقوم ہیں اس نسخے میں بھی

وہ غلطی بعینہ موجود ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یا تو یہ نسخہ بتمامہ اول‌الذکر پر مبنی ہے ۔ اور یا دونوں نسخے ایک ہی نسخے سے نقل کیے گئے ہیں ۔ کاتب کا نام درج نہیں ۔

(د) یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی لائبریری کی ملکیت ہے ۔ نمونۂ کتابت کشمیری اور کاتب بھی کشمیر کا باشندہ ہے ۔ جس نے وطن میں ہی بیٹھ کر اسے تحریر کیا ۔ نسخہ نامکمل اور اکثر ردیفوں میں غزلیات کی تعداد بہت ہی کم ہے ۔ تعداد اوراق ۲۲۷ ہے ۔ تاریخ کتابت ۷ ربیع الثانی ۱۲۶۱ ہجری درج ہے ۔ کاتب کا نام مذکور نہیں ۔

(ہ) یہ خطی نسخہ (شمارہ ۶۶) ڈاکٹر محمد باقر صاحب کی ملکیت ہے ۔ یہ سوء اتفاق ہے کہ نسخہ مقابلتاً نا مکمل ہے ۔ نمونۂ کتابت عمدہ نستعلیق ہے ۔ غزلیات کی تعداد اکثر ردیفوں میں بہت ہی کم ہے ۔ آخر میں کچھ ردیفیں سرے سے ہیں ہی نہیں ۔ رباعیات بھی ندارد ہیں ۔ ہاں البتہ چند غزلیات ایسی ہیں ۔ جو اور کسی نسخے میں نہیں ۔ تعداد اوراق ۱۷۴ ہے ۔ سال کتابت ۱۲۶۵ ہجری درج ہے ۔ کاتب کا نام میرزا درج ہے ۔

(و) یہ نسخہ بھی پنجاب یونیورسٹی (شمارہ pi VI 174) کی ملکیت ہے ۔ باقی تمام نسخوں کے مقابلے میں جن سے مجھے استفادے کا موقع ملا یہ نسخہ مکمل تر اور صحیح تر معلوم ہوا کتابت دیدہ زیب ، قلم نستعلیق اور تعداد اوراق ۴۰۴ ہے ۔ جلد پر شنگرفی رنگ کے بیل بوٹے بنے ہوئے ہیں کتاب کے آخر میں کاتب کے قلم سے ذیل کی تحریر ہے :—

” تمام شد بعون عنایت ایزد کار ساز این کتاب دیوان واقف بدست خط احقرالعباد فدوی منشی فیض بخش ۔ در مکتب قلعہ دیدار سنگھ تحریر یافت “

تاریخ کتابت :—

مطبوعہ : یہ نسخہ ۱۳۳۹ ھ میں شیخ الہی بخش جلال الدین

تاجر کتب کشمیری بازار لاہور کی نگرانی میں مطبع اسلامیہ سٹیم لاہور میں طبع ہوا، صفحات کی تعداد ۲۷۶ ہے۔ نسخہ الف اور و کے مقابلے میں یہ نسخہ بھی ناقص ہے۔ نا مکمل غزلیات، قطعات اور نیز متفرق اشعار کی تعداد بہت کم ہے۔ رباعیات سرے سے ہیں ہی نہیں۔ ترجیع بند بھی نہیں۔ لیتھو پریس کے اغلاط بھی کافی ہیں۔ تاہم اس نسخے میں بعض غزلیات ایسی بھی ہیں جو اور کسی نسخے میں نہیں ملتیں۔ کتاب کے آخر میں چند صفحات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جس میں بعض ردیفوں کے ماتحت ایک آدھ مکمل یا غیر مکمل غزل اور کچھ متفرق اشعار درج ہیں۔

ترتیب کتاب

دیوان واقف کے مندرجہ بالا نسخ میں مندر جات کی صورت وہ نہیں تھی جو راقم الحروف نے ترتیب کے دوران میں اختیار کی۔ غزلیات، ناتمام غزلیات، قطعات اور متفرق اشعار کے عنوان سہولت کار کی خاطر تجویز کرنا پڑے۔ اصل مسودات مین عجیب گڑ بڑ پائی جاتی ہے اور کوئی ترتیب کسی کاتب کے پیش نظر نہیں رہی۔ جو کچھ سامنے آیا نقل ہوتا چلا گیا۔

جب اس مسودے کی ترتیب و تصحیح کا کام میرے سپرد ہوا تو میں نے ارادہ کر لیا کہ جہاں تک بن پڑیگا اس انتشار اور بد نظمی کو رفع کرنے کی پوری کوشش کی جائے گی، چنانچہ مذکورہ بالا عنوان تجویز کرکے تمام اصناف سخن کو ردیف وار ایک منطقی ترتیب دے دی۔ رباعیات میں بھی صورت حال یہی ہے، باین استثنا، کہ رباعیات بتمامہا کتاب کے آخر میں ایک جگہ جمع کر دی گئی ہیں، کیونکہ حسن ترتیب کا منطقی اقتضا یہی تھا۔

یہاں یہ عرض کر دینا غیر مناسب نہ ہوگا کہ قطعات کے عنوان کے تحت ردیف وار جو اشعار درج کیے گئے ہیں۔ قارئین کرام انہیں لغوی معنوں میں قطعات شمار کریں۔ کیونکہ ان میں سے اکثر و بیشتر ایسے ہیں جن میں باھمی ربط ناپید ہے اور کوئی مرکزی خیال موجود نہیں۔ گویا اس لحاظ سے یہ قطعات متفرق اشعار کی وہ قسم ہیں۔ جو احاد (افراد) کی بجاے مثنی کی ذیل میں آنا چاہئیں۔

فہرست مندرجات

فهرست غزلیات

ردیف الالف | صفحه

ناتمام غزلیات

ردیف الباء

ناتمام غزلیات

ردیف‌التاء

ناتمام غزلیات

ردیف الجیم

ناتمام غزل

ناتمام غزلیات

ردیف الراء

ناتمام غزلیات

ردیف السین

ناتمام غزلیات

ردیف الیشن

تا تمام غزلیات

ردیف النون

ناتمام غزلیات

ردیف الواو

ردیف الهاء

ناتمام غزلیات

بسم الله الرحمن الرحیم

غزلیات

ا

ای ببزم شوق تو نالان بهر سو ساز ها
رفته در هر گوشه ای زان سازها آواز ها
مه‌جبینان جبهه سا بر آستانت از نیاز
نازنینان بر درت از سر نهاده ۱ ناز ها
در هوای اوج توحید تو از کف ۲ می رود
طائران قدس را سر رشته ی پرواز ها
نیست ۳ عکس شاهد عرفان تو صورت پذیر
فکر گو آیینه ی خود را کند پرواز ها
گرچه ۴ اسرارت بسی گفتند از طال اللسان
همچنان هستند لیکن سر بمهر آن ۵ راز ها
راه بی انجام حمدت سر چو کردند اهل فکر
کرد در اول قدم گم خویش را آغاز ها
پر نیارد زد بگرد صیدگاه حمد ۶ تو
میکند هر چند شاهین خرد انداز ها
صید کردن مرغ حمدت را نه کار چون منی است
کمتراند ۷ از صعوه ای در چنگ او شهباز ها
از رگ و پی بنده واقف نی همین در ناله است
ای به بزم شوق تو نالان بهر سو ساز ها

---

۱ : بنهاده از سر ناز ها (مطبوعه) ـ
۲ : سر (مطبوعه) ـ
۳ : ج میں یہ شعر نہیں ـ
۴ : رازهایت را بسی گفتند سرمستان عشق (و) ـ
۵ : ساز ها (ا ، ب) ـ
۶ : کی تواند سر زدن در صید گاه حمد تو (ه ، و) ـ
۷ : کم زند ـ

۲

۱ خیال آن قد رعنا شگفته کرد مرا — هوای عالم بالا شگفته کرد مرا
چو گلبنی که صبا را بروگزر افتد — پیام دوست زصد جا شگفته کرد مرا
بسان قطره بسی دل گرفته بودم لیک — قبول خاطر دریا شگفته کرد مرا
به گلستان جهان غنچه ای چومن نبود — نسیم سوخت نفس تا شگفته کرد مرا
هزار شکر خدا را که تنگدستی فکر — به رغم مردم دنیا شگفته کرد مرا
ز مهراو به گریبان من (چو) ۲ گل چاکی است — که همچوصبح سراپا شگفته کرد مرا
۳ بخویش تنگ نه گیرد گل کشاده جبین — که غنچه خفتن شبها شگفته کرد مرا
۴ فلک کند اگر احسان ملول می گردد — گرفته شد دل او تا شگفته کرد مرا
نه گشت وا گره من ز ناخن مه عید — ز ابروی تو یک ایما شگفته کرد مرا
درین حدیقه فلک تنگدل بسی دارد — ازین چه سود که تنها شگفته کرد مرا
۵ ترا بلطف زبانی بمن مضایقه چیست ؟ — چو میتوان به دلاسا شگفته کرد مرا
۶ کسی نبود که برلب زند مرا انگشت — به بزم قلقل مینا شگفته کرد مرا
۷ نبود غمکده ی دهر جای خندیدن — فلک ببین که چه بیجا شگفته کرد مرا
۸ دم نسیم سحر کارگر نه شد در من — لبش بباد مسیحا شگفته کرد مرا
۹ ببین تصرف دلتنگیم که یار آخر — کشاد بند قبا را شگفته کرد مرا
۱۰ من و تو غنچه ی یک گلشنیم لیک صبا — شگفته کرد ترا ، نا شگفته کرد مرا
رهین عشق بیابانی خودم **واقف** — ز شهر ۱۱ برد و بصحرا شگفته کرد مرا

۳

۱۲ زحد بردی بپا جور و جفا را — مدارا میتوان کردن خدا را
بسی خاصیت است آن خاک پا را — خبر زان نیست روح توتیا را
مکن جور ای کمان ابرو مبادا — فرستم بر فلک تیر دعا را

---

۱ : اس غزل کے اشعار کی تعداد مختلف نسخوں میں مختلف ہے -
۲ : شعر میں سکتہ پڑتا ہے - اس لئے اضافہ چو کے بغیر چارہ نہیں -
۳ : بخویش تنگ بگیرد گل کشادہ جبین (و) -
۴ : یہ شعر و میں نہیں -
۵ : صرف و اور مطبوعہ میں ہے -
۶ : صرف د ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۷ : صرف نسخہ د میں ہے -
۸ : و و مطبوعہ میں ہے -
۹ : د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۱۰ : صرف مطبوعہ میں ہے -
۱۱ : بردہ (مطبوعہ) -
۱۲ : یہ غزل د و ہ میں نہیں -

بر افگندی نقاب از رخ بشوخی خجل کردی ز روی خود حیا را
هواداران خود را قدر بشناس مده برباد مشت خاک پا را
وفا از عمر میخواهم نکویان ! شمارم تا وفاهای شما را
مرا بست و کشاد از دست غیر است من خونین جگر مانم حنا را
ز یار آمد بکار من نه اغیار نیم ممنون کس ، منت خدا را !
۱ خریدی چون دلم رد کردنش چیست مگر دریافتی عیب وفا را
خورم گر آب حیوان بی تو مشکل که در عمر خضر گردد گوا را
ببندد گل دکان عطر واقف کشاید یار چون بند قبا را

۴

خوش نگاهان بسکه شوخ افتاده مژگان شما
پیش دستی میکند بر چشم فتان شما
کار کرد از بس بدلها تیر مژگان شما
دسته ی ابرو کمانان گشته قربان شما
از گلستان می ستاند باج زندان شما
وقت آن کس خوش که باشد از اسیران شما
رشک داغ دل مرا بسیار می آرد بشور
تا سیه کرد است چشمی بر نمکدان شما
دور چشم بد که چون بادام توام با دلم
سخت چسپان اختلاط افتاد پیکان شما
قابل رنگ شهادت نیستم لیک از هوس
گاه گاهی میکشم خود را به میدان شما
۲ می فروشان خرقه میخواهم کنم رهن شراب
گر قبول افتد شوم مرهون احسان شما
ملک دل را از نگاهی میتوان تسخیر کرد
چیست از لشکر کشی منظور مژگان شما
بود جان بردن ز ضعف دل بسی مشکل مرا
بو نمیکردم اگر سیب زنخدان شما

۱ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے ۔
۲ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔
۳ : ولی (۸) ۔

قطره های خون من چون گل گریبان میدرد
جامه زیبان از هوای ۱ طرف داماں شما
بر نتابد از خضر هم منت تعمیر را
همت رندی ۲ که باشد خانه ویران شما
نیست در داماں من این طفل را یکدم قرار
بعد ازین می افگنم دل در گریبان شما
گردش چشم تو باشد کار ساز عالمی
آسمان بیکار میگردد بدوران شما
خواه بد گوئید خوبان خواه دشنامم دهید
۳ ما دعا گوی شمائیم و ثنا خوان شما
افتدم سررشته ی جمعیت عالم بدست
گر دهد تاری بمن زلف پریشان شما
میکنی نسبت لب شیرین خود را با عسل
این سخن هرگز مناسب نیست ۴ با شان شما
حیرتم کشته است خون عالمی ۵ چون ریخته
با دم برگشته خنجرهای مژگان شما
با دل پر خون بسان زخم خندان زیستن
جان من هست اختراع دردمندان شما
۶ بی اثر نبود صدای کز شکست دل بود
کاش افتد شیشه ام از طاق نسیان شما
همچو من تلخی نصیبی نیست ای شیرین لبان
روزی من زهر شد از شکرستان شما
واقف آتش بجان هرگز نخواهد بردے جان
همچو شمع صبح از لبها ی خندان شما

۵

آب گر دید دل و از نظر افتاد مرا نوبت گریه بخون جگر افتاد مرا

---

۱ : طوف (مطبوعه) ۔ ۲ : ابری (ب) ۔
۳ : من دعا گوی شمایم من ثنا خوان شما (ب ۔ د ، ہ ، و ، مطبوعه) ۔
۴ : شایان شما (الف) ۔
۵ : شد (ہ)
۶ : یه دو شعر صرف ہ اور و میں ہیں ۔ ۷ : دید (ہ) ۔

چشم روزیکه بران خاک در افتاد مرا سرمه چون خاک سیه از نظر افتاد مرا
ای که گویی در و دیوار تو افتاد چرا همه از دولت این چشم تر افتاد مرا
نه فتاده است به یعقوب ز هجر یوسف آنچه از دوری آن خوش پسر افتاد مرا
غنچه ماند این دل وهنگام جوانی بگذشت گل شدنها به بهار دگر افتاد مرا
تا شود مانع من از سفر دشت جنون در قدم آبله با چشم تر افتاد مرا
آه با اینکه نه دست است و نه پا چون اشکم سفر بادیه ی غم بسر افتاد مرا
طرفه پرواز نصیب تو شد ای پروانه آتش از رشک تو در بال و پر افتاد مرا
سخت افسرده ام امروز ندانم واقف [1] در کدامین دل بیغم گذر افتاد مرا

۶

سیه کرد از تغافل بسکه چشمش روزگار ما [2]
چو گرد سرمه خیزد تیره در محشر غبار ما
مزاج ما بدینسان در قفس تغییر اگر یابد
شود آب و هوای گلستان ناسازگار ما
بما این گرم [1] خوبیها که دیدی نیست امروزش
بطفلی روی ما می شست چشم اشکبار ما
[3] ازین سختی رهائی نیست ما را بعد مردن هم
که باشد پاره ای از کوه غم سنگ مزار ما
[4] نداریم از کسی در گریه امید مددگاری
دل خون گشته شاید ساعتی آید بکار ما
بصد خون جگر کردیم دل را پرورش لیکن
چو طفل شوخ رفت آخر برون از اختیار ما
ثبات بندگی بنگر که نقش [5] سجده در کویش
پس از ما همچو [6] خاتم ماند عمری یادگار ما

---

۱ : نسخه د میں دوسرا مصرع حسب ذیل مرقوم ہے :
در دل سرد که آیا گذر افتاد مرا
۲ : چشمت (د ، و) نسخه ہ میں مصرع اول حسب ذیل ہے :
سیه کرد از دو چشمش گر تغافل روزگار ما
۳ : نسخه ہ میں نہیں ۔
۴ : آید ساعتی شاید به کار ما (نسخه د) ۔
۵ : سجده ی کویش (د) ۔
۶ : خاتم (د) ۔

چه بیرون میکنی از کوی خود ما خاکساران را
که آداب نشست و خاست میداند غبار ما
تمام سال از تاثیر اشک و آه خود **واقف**
هوا ی سرد و آب گرم باشد در دیار ما

۷

۱ چرا در گریه آوردی چو من آزرده جانی را
خراب از سیل کردی خانه آبادان ! جهانی را
۲ ندانم کز صف مژگان خوبان رو بگردانم
توانم سرخ کرد از خون خود نوک سنانی را
ز سوزم رونقی در خاندان عشق پیدا شد
چراغ داغم آخر کرد روشن دودمانی را
خدنگ غمزه اش خوردم ، پرید از من چنان هوشم
که میگیرم به دعوی هر زمان ابرو کمانی را
درین فکرم که رنگین قصه ی خود را کنم انشا
بخون دل نویسم سرخی هر داستانی را
نظیری گفت چون آن شوخ آمد بر سرم **واقف**
" کجا بودی که امشب سوختی آزرده جانی را "

۸

۳ مکن بی جا نه کوی خود چو من بی خانمانی را
غریبی ، درد مندی ، خاکساری ، ناتوانی را
۴ مکن تکلیف شرح درد دل آزرده جانی را
مزن انگشت بر لب تا توانی بی زبانی را
غمم بسیار و من از یار دارم رخصت آهی
چسان یا رب ! ادا سازم به سطری داستانی را

---

۱ : یه غزل سب نسخوں میں ہے - البته تعداد اشعار کم و بیش ہے -
۲ : نه آنم (ب - ج - ہ) -
۳ : نسخه و میں مطلع اور مقطع تو وهی ہے - جو نسخه ا ، ب اورج میں ہے - لیکن باقی سب اشعار مختلف هیں - اس لئے مطبوعه نسخے کے دوسرے شعر کو جو مطلع ثانی ہے - مطلع قرار دے کر د ، ہ اور مطبوعه کے زائد اشعار اسی غزل میں لکھ دئے گئے هیں -
۴ : یه سات شعر صرف نسخه ہ میں هیں -

سواری تاخت آورده است بر معموره ی هوشم
که برهم می زند از یک عنان گردش جهانی را
مرا دیوانه می دانند طفلان جای آن دارد
که در پیری به دل جا داده ام عشق جوانی را
شکایت چون کنم در پیش او از شور بختی ها
چرا در تلخ گفتن آورم شیرین دهانی را
بپای خود ازین گلزار نتوانم برون رفتن
مگر چون سایه گیرم دامن سرو روانی را
فلک از سیر دور خود نه دارد غیر ازین مطلب
که آمد بر سر نامهربانی مهربانی را
۱ صبا ار یار از حال منت پرسد ، بگو ، دیدم
در آتش از تپ سوزنده مشت استخوانی را
۲ ندانم مشهد خود را ولیکن این قدر دانم
که خونم سرخ خواهد کرد خاک آستانی را
۳ مشو مغرور از رنگین نوای خویشتن بلبل
بیا بشنو ز من یکره صفیری خون چکانی را
ندارم بیش ازین طاقت که باشم پاسبان دل
خداوندا بسر رفتم رسانی دلستانی را
به گلشن بر غریب افتاده مستان عندلیب من
برای خاطرش خالی توان کرد آشیانی را
۴ کجا آن گل خبر از رنگ زردی های من دارد
بجای نامه بفرستم باو برگ خزانی را
سواد رخش تازی سوی من ترکانه میتازی
مبادا سر دهد دل نالهٔی آتش عنانی را
عزیز وقتم و چرخم به چاه خواری افگنده
نمی افتد بسروقتم گزاری کاروانی را
نظیری گفت چون آن ماه آمد بر سر **واقف**
”کجا بودی که امشب سوختی آزرده جانی را“

---

۱ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں ۔
۲ : ہاور و میں ہے ۔ ۳ : یہ تین شعر صرف ہ میں ہیں ۔
۴ : یہ تین شعر صرف مطبوعہ میں ہیں ۔

۹

۱ دلا نمی شنوم از دو شب فغان ترا
که مهر کرده نه دانم دگر دهان ترا
چنین که خانه ی دلها خراب تیر تو شد
خدا خراب کند خانه ی کمان ترا
ازان بکوی تو شبها خموش می باشم
که درد سر نتوان داد پاسبان ترا
نمی کشایی۲ شمشیر از کمر یک دم
که بسته است به قتلم چنین میان ترا
۳ کسی نه داد سراغ تو ای کمان ابرو
ز تیر آه بپرسم کنون نشان ترا
به یک اشاره ی ابرو نمی رسد زورم
بگو چگونه کشم ای جوان کمان ترا
۴ لبم ز خون دل آلوده و تو نازک طبع
چگونه بوسه زنم خاک آستان ترا
ازان قصور که **واقف** به کوی۵ او کردی
نمی خورد سگ آن شوخ استخوان ترا

۱۰

۶بسیار کردم با غم مدارا — بر بنده رحمی ای بت خدا را
رفتیم یاران تخفیف تصدیع — گر درد سر بود از ما شما را
اشکم برآمد از پرده افسوس — آن راز پنهان شد آشکارا
جانان ندارد غیر از جفا هیچ — ۷پس از که گیرم مزد وفا را
۸مگزار مارا محروم دشنام — باطل مگردان حق دعا را

---

۱ : چھٹا شعر ہ میں نہیں ۔ چونکہ نسخہ د کے کئی صفحات یہاں سے ناپید ہیں اس لئے مقطع مذکور نہیں ۔
۲ : کشائی کے بعد تو کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ اور یا ی پر زیادہ زور دینا پڑتا ہے ۔
۳ : یہ شعر و اور مطبوعہ میں نہیں ۔
۴ : یہ شعر صرف و اور مطبوعہ میں ہے ۔
۵ : تو در وفا کر دی (مطبوعہ) ۔
۶ : نسخہ د میں یہ غزل نہیں ۔ ۷ : کس از که گیرد (ہ ، و ، مطبوعہ)
۸ : ہ میں یہ شعر نہیں ۔

خاکی بیاور ای باد زان کوی چشم از تو دارم این توتیا را
افتد ز چشمش کحل‌الجواهر هرکس که بیند آن خاک پا را
تا چند بوسد پایی نگارم کم کن الهی تخم حنا را
سیلاب اشکم بگزشت از سر با او رسانید این ماجرا را
شد غرق واقف در آب دیده یاران بگوئید آن آشنا را

۱۱

۱ شبها ز شور گریه نیاسوده ایم ما
همسایه را به چشم نمک سوده ایم ما
۲ گاهی بدیر و گه بحرم بوده ایم ما
در جستجوی دوست نیاسوده ایم ما
۳ یک بار زار نالی ما می توان شنید
تار دگر بساز غم افزوده ایم ما
باز آ که در جدایی تو چشم خانه را
دیوار و در بخون دل اندوده ایم ما
ناصح عبث ملامت ما میکنی ، مکن
صد بار گفته ای تو و نشنوده ایم ما
۴ زین گونه پر ز شوق اسیری چه می زنی
ایدل قفس برای تو فرموده ایم ما
آگه نبوده ایم ز بود و نبود خویش
این یک دو روز کز تو جدا بوده ایم ما
گاهی بفرق گه بقدم کرده ایم سعی
راهت بهر طریق به پیموده ایم ما
گفتم که غمزه‌ی تو بخونم نشاند ، گفت
او را گناه نیست که فرموده ایم ما
دلگیر غنچه ایم درین گلستان هنوز
واقف دهن بخنده نیالوده ایم ما

۱ : د ، و اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : یه شعر صرف ا ، ب اور ج میں ہے -
۳ : زار ناله‌ی ما (نسخه د) یه شعر اور بعد کا ہ میں نہیں -
۴ : یه اور اس کے بعد کے دو شعر صرف نسخه و اور مطبوعه میں ہیں -

۱۲

۱ بتان ز بسکه بدل خانه کرده اند مرا
قسم بکعبه ۲ که بتخانه کرده اند مرا
خجل ز انجمنم شرمسار از چمنم
نه عندلیب نه پروانه کرده اند مرا
نه فکر آخرتی نی تلاش دنیای
چه دولت است که دیوانه ۳ کرده اند مرا
کجا روم بکه گویم که خورد سالی چند
خراب بازی طفلانه کرده اند مرا
۴ نمی کنند بسنگی نوازشم طفلان
بهرزه بهر چه دیوانه کرده اند مرا
برای من چه نهی خال عارضی بر رخ
اسیر دام تو بی دانه کرده اند مرا
بشور گریه چه سازم که آتشین خوبان
کباب جلوه ی مستانه کرده اند مرا
چرا به خرد و بزرگ زمانه بنشینم
ندیم شیشه و پیمانه کرده اند مرا
چرا نه شکوه کنم از شکرلبان **واقف**
که زهر چشم به پیمانه کرده اند مرا

۱۳

گاهی بدرد من نرسیدی چه شد ترا
یکبار زاریم نشنیدی چه شد ترا
زین پیش یک دو روز چنین شوخیت نبود
امروز آهوانه رمیدی چه شد ترا
تلخ است زندگانیم ایدل ز پهلویت
۶ ز هر جدایی که چشیدی ، چه شد ترا ؟

---

۱ : د میں یہ غزل نہیں ۔ ۲ : رب کعبه (ب ، مطبوعه)
۳ : مستانه (ا ، ب ، و ، مطبوعه)
۴ : یہ شعر ا ، ب ، ج میں نہیں ۔ بعد کے تین اشعار صرف مطبوعه میں ھیں ۔
۵ : یہ غزل نسخه د میں نہیں ۔
۶ : نسخه الف میں یہ مصرع یوں درج ہے اور غلط ہے ۔
زهر جدایی نه چشیدی چه شد ترا ۔

گفتی چو عمر در دم نزعت بسر رسم
مردم تو بی وفا نرسیدی چه شد ترا
۱ نی گریه کرده ایم و نه آهی کشیده ایم
از ما چه دیدی و چه شنیدی چه شد ترا
۲ ایدل ز کوی یار چرا پا کشیده ای
از دست او دگر چه کشیدی چه شد ترا
خندان رسید بر سر من یار شام مرگ
ای صبح وصل دیر دمیدی چه شد ترا
۳ ای گل هزار مرتبه ناخن بدل زدی
یک خارم از جگر نه کشیدی چه شد ترا
۴ می آید از تو بوی پریشانی ای صبا
بر زلف او اگر نوزیدی چه شد ترا
۵ واقف بخویش دست و گریبان شدی چو گل
بویش گر از صبا نشمیدی چه شد ترا

۱۴

۶ مده یا رب دل بیمار کس را مکن از زندگی بیزار کس را
بت من بعد ازین در پرده می باش که کافر کرده ای بسیار کس را
رواج کفر گر میداد زلفت میسر کی شدی زنار کس را
خدایا هر چه خواهی کن ولیکن باین کافر دلان مسپار کس را
۷ همین باشد دعای ما فقیران که با خوبان نیفتد کار کس را
چو شمع بزم حسنت آفریدند مسوز از حسرت دیدار کس را
۸ مکن ای ماه قتل عام در شهر برای عاشقی بگذار کس را
ندارد تاب درد رشک واقف نخواهم از غمش بیمار کس را

۱۵

۹ تا کی خرد ز وسوسه در خون کشد مرا
کو عشق تاز مجهله بیرون کشد مرا

---

۱ : و میں یه شعر نہیں -
۲ : مطبوعه میں ' ای گل ' ہے -
۳ : ای دل (د ، ہ ، و)
۴ : یه شعر صرف و اور مطبوعه میں ہے -
۵ : د میں یه غزل نہیں -
۶ : مطبوعه میں یه شعر نہیں -
۷ : ا ، ب اور ہ میں یه شعر نہیں -
۸ : یه غزل د میں نہیں -
۹ : در اوج (ہ ، و) -

در طالعم کجاست ترقی مگر بزور
گاهی عروج ناله بگردون کشد مرا
قصاب غم دگر بجفا تیز دست شد
۱ یک پشت کار مانده که در خون کشد مرا
۲ تنگ آمدم ز شهر خدایا نصیب کن
آشفته خاطری که بهامون کشد مرا
۳ سرو بهشت اگر بمثل جلوه گر شود
دل بیشتر بآن قد موزون کشد مرا
منت ز دستگیری دونان نمی کشم
در خاک و خون اگر فلک دون کشد مرا
۴ خوش گوشه ای گرفته ام از مردمان ولی
چشم کسی ز گوشه بافسون کشد مرا
واقف ز صحبت عقلا خاطرم گرفت
کو جذبه‌ی که پهلوی مجنون کشد مرا

۱۶

۵ ابر گرید باشکباری ما — برق خندد به بیقراری ما
بر سر خاک ما نمی آیی — خاک بر فرق ۶ خاکساری ما
بار خاطر شدیم یاران را — چه ثمر داد نخل یاری ما
۷ همچو زلفت دراز ۸ افتاد است — قصه ی تیره روزگاری ما
دشمن جان ما شدی آخر — ۹ وای بر جان ۱۰ دوستداری ما
دامن از ما بجرم گریه مکش — نیست والله اختیاری ما
گر کنی سیر کوچه ی زنجیر — کس نه بینی به پایداری ما
ما ضعیفان مریض تصویریم — هست بی صوت آه و زاری ما
عزت ما همین ۱۱ بس است که یار — بسته واقف کمر بخواری ما

---

۱ : در نسخه ب بجای این مصرع ، مصرع ذیل مرقوم است :
آشفته خاطری که به هامون کشد مرا
۲ : ب میں نہیں - ۳ : سرو سهیت (ہ ، و)
۴ : ہ ، و اور مطبوعه میں نہیں - ۵ : یه غزل د میں نہیں -
۶ : جانسپاری (ج ، ہ ، و ، مطبوعه) - ۷ : و میں نہیں -
۸ : افتاده (ب) - ۹ : نیست والله اختیاری ما (ہ ، و مطبوعه)
۱۰ : حال (ب) - ۱۱ چنین (ہ) -

۱۷

۱ ز حد گذشت شب هجر بسکه زاری ۲ ما
اجل رسید شتابان به غمگساری ما
بخاک ما نکنی ای نسیم بی رحمی
که مانده است دران کو ۳ بیادگاری ما
بگریه شهره ی صحرا و شهر ۴ گردیدیم
چو ابر اوج گرفته است اشکباری ما
بحرف و صوت تو ناصح نمیشود ۵ تسکین
قرار داده ی عشق است بی قراری ما
بر آب گردش اشکیم ما سوار ای سیل
بایست کز تو نیاید رکابداری ما
۶ سمند تند چه می رانی ای خدا ناترس
ترحمی بکن آخر بخاکساری ما
چه جرم سر زده **واقف** ز من نمیدانم
که بسته اند عزیزان کمر بخواری ما

۱۸

۷ عشق تو چنان گرفت مارا   کز هر دو جهان گرفت مارا
سر در سر کار او نکردیم   تیغش بزبان گرفت مارا
۸ گفتم که ز درد و غم گریزم۹   هم این هم آن گرفت مارا
۱۰ زان تب که تن توگرم ۱۱ دیدم   آتش در جان گرفت مارا
ای عشق ز دست عقل نامرد   مردانه توان گرفت مارا
۱۲ آید برکاب بوس ما عقل   تا عشق عنان گرفت مارا
از سایه ی خویش می رمیدیم   ۱۳ قهر تو چنان گرفت مارا
بگرفت کناره عقل از ما   عشقت بمیان گرفت مارا

---

۱ : یه غزل د میں نہیں -   ۲ : خواری (و) -
۳ : کوچه یادگاری (و ، مطبوعه) - ۴ : گردیدم (ه ، و) -
۵ : نمی کند (ه ، و) -   ۶ : یه شعر و ، ه اور مطبوعه میں ہے -
۷ : یه غزل د میں نہیں -   ۸ : گفتیم ز (ه ، و ، مطبوعه)
ان تین نسخوں کے علاوہ باقی نسخوں میں درد غم ہے -
۹ : گریزیم (ه ، و ، مطبوعه) -
۱۰ : نازک تن او ز تب بر افروخت (ه) -   ۱۱ : گردید (ب ، ج ، و) -
۱۲ : ب و ه نه دارد -   ۱۳ : سہر (ب ، و مطبوعه) ه میں یه شعر نہیں -
نیز مطبوعه میں چنان کی جگه چسان مرقوم ہے -

۱ با دلبر ماورای خوبی آنی است که آن گرفت ما را
دیدی کز ۲ ضبط گریه واقف آخر خفقان گرفت ما را

۱۹

۳ پرورد گرچه عشق بخون جگر مرا
افگند باز همچو سرشک از نظر مرا
رفتی بسوی یار و نکردی خبر مرا
خون شد ز بی وفایت ای دل جگر مرا
ای اشک رفتن تو باین رنگ خوب نیست
ترسم که رفته رفته کنی بی جگر مرا
۴ از دست دل کجا روم ای وای کین بلا
۵ نی در سفر گذارد و نی در حضر مرا
حاشا که من ز روی تو قطع نظر کنم
چون شمع گر به پیش تو برّند سر مرا
خواهم سعادتی ز طواف قفس برم
ورنه چه حاصل است ازین مشت پر مرا
من خود خیال گشته ام از غم خدای را
ای بخت خفته خیز بخوابش ببر مرا
۶ هر دم صبا ز رهگزرش می برد غبار
بر دل غبار هست ازین رهگزر مرا
۷ زین سان که بیکسانه به بستر فتاده ایم
ترسم که عمر نیز نیاید بسر مرا
مانند آن عقیق که گردد نگین نگین
گردید لخت لخت ز شوقت جگر مرا
بودم هنوز طفل که چون اشک سوز عشق
واقف فگنده بود ز چشم پدر مرا

---

۱ : یه شعر صرف ہ ، و اور مطبوعه میں ہے ۔
۲ : که ز (مطبوعه) ۔ ۳ : یه غزل د میں نہیں ۔
۴ : ہ میں نہیں ۔ ۵ : و اور مطبوعه میں نہیں ۔
۶ : صرف و ، مطبوعه میں ہے ۔ ۷ : د میں یه غزل نہیں ۔ یار ما ۔

۲۰

١ یار تا از نظر افگند مرا بیکسی در بدر افگند مرا
چون زنم آه که مژگان کسی رخنه ها در جگر افگند مرا
کوه تمکین تو ای سنگین دل عاقبت از کمر افگند مرا
یک قدم پیروی دل کردم در جهانی دگر افگند مرا
هستی ام بود نقاب رخ دوست ٢ خوب کرد آنکه بر افگند مرا
شکر افتادگیم باید کرد که بر آن خاک در افگند مرا
وای بر چشم من بیخود وای گریه ی بی اثر افگند مرا
من به دامت نه ز ٣ خود افتادم که قضا و قدر افگند مرا
٣ چه کنم آه که بی تابی دل از دل او بدر افگند مرا
دارم امید که بر دار دیار ناامیدی اگر افگند مرا
واقف آخر به زبان مردم دیده ای پرده در افگند مرا

۲۱

۴ بگریه ی که ندارد اثر چه کار مرا
بدیده ی که نبارد شرر چه کار مرا
هوای دشت جنون طرفه دلکش افتاده است
روم ز شهر ، به دیوار و در چه کار مرا
ز باغ دهر مرا بس بود شگوفه ای اشک
نهال درد و غمم با ثمر چه کار مرا
بدرد بیکسی خود شدم بیابان مرگ
د گر بدرد سر نوحه گر چه کار مرا
۵ بکوی یار چرا اشک را روان سازم
بقاصدی که نیارد خبر چه کار مرا
بصبر داد ستانم ازین جفاکاران
باشک شام و به آه سحر چه کار مرا

---

١ : شاد باد آنکه (مطبوعه) - ٢ : بخود و ، (مطبوعه) -
٣ : یه شعر اور بعد کا شعر صرف ب اور مطبوعه میں هے - الف میں دل کی جگه کرد هے - ۴ : صرف د میں نهیں -
۵ : یه اور بعد کا شعر صرف ه میں هے -

رها نمود چو صیادم از قفس **واقف**
ز ناز گفت باین مشت پر چه کار مرا

۲۲

بزاری سپردم چنان بی تو جان را
۱ که در گریه آورده ام انس و جان را
به پیری نوازش کن امروز ورنه
نخواهی ز من یافت فردا نشان را
۲ بسر دارم از بس هوای اسیری
بشکل قفس ساختم آشیان را
سروکارم افتاد با طفل شوخی
که دیوانه کرده است پیر و جوان را
۳ بدامن برای نثار تو کرد است
دل و چشم من حاصل بحر و کان را
۴ ز بس دیده ام قامت او قیامت
تصور کنم اینجهان آنجهان را
۵ شدم کشته در کربلای محبت
عزیزان بخوانید مرثیه خوان را
بصوت حزین در چمن ناله کردم
فراموش شد رفتن آب روان را
۶ به بین قسمت ما که طوفان بر آرد
۷ تنوری که در وی ببندیم نان را
سگان ترا رحم آید بحالم
شکستم بکویت ز بس استخوان را
بمرهم مرا دست رس نیست **واقف**
کنم پنبه ی داغ دل مغز جان را

---

۱ : د میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ اور بعد کا شعر ہ میں نہیں -
۳ : مطبوعہ میں نہیں -
۴ : مطبوعہ میں ہے -
۵ : و اور مطبوعہ میں نہیں -
۶ : ا و ب میں نہیں -
۷ :صرف و میں ہے -

۲۳

۱ محفل افروز بکن جلوه ی یغمایی را
از سر شمع ببر طره ی ۲ رعنایی را
نشنوم نافه گر از نکهت زلفت دم زد
اعتباری نبود گفته ی سودایی را
۳ ایدل پاره که از قطره خون بیش نه ای
از که آموخته ای این همه خارایی را
تو که در خانه ز آئینه مصاحب داری
باور از من نکنی وحشت تنهایی را
بیتو در دیده ی من خانه نشین گردیده است
ضعف رو داده ز بس قوت بینایی را
نیست با سرکشی قد تو سروی بچمن
کار رفته است ببالا ز تو رعنایی را
می تواند که ز دست تو دل ما گیرد
آنکه داده است بمژگان تو گیرایی را
۴ کرد احیای شهیدان تغافل نگه ات
این فرنگی ز کجا یافت مسیحایی را
چشم بد دور ز سیلاب سرشکم **واقف**
آبروی است ازو بادیه پیمایی را

۲۴

۵ یا بمن ده دل غمین مرا — یا شنو ناله ی حزین مرا
۶ تا که نزدیک آمدی بستی — دیده ی عقل دور بین مرا
۷ اشک چون طفل شوخ می گیرد — گاه دامن گه آستین مرا
گرچه روشن نمیکند شب من — بد مگویید مه‌جبین مرا
بر سرم پا گذاشتی از لطف — آسمان ساختی زمین مرا

---

۱ : یه غزل د میں نہیں -
۲ : چہرہ‌ی رعنایی (ا ، ج ، ہ ، و ، مطبوعه)
۳ : ای دل ما (ب) -
۴ : و اور مطبوعه میں یه شعر نہیں ہے -
۵ : د میں یه غزل نہیں -
۶ : و میں یه شعر نہیں -
۷ : ہ میں یه شعر نہیں -

۱ من ز احسان آب دیده ترم — کز دلت شست گرد کین مرا
گر چنین رو ترش کنی با من — سر که گردانی انگبین مرا
۲ بچه جرم ای نگار خونین دست — جوی خون کردی آستین مرا
بر درت مرد واقف از بس حزن — تو نه گفتی چه شد حزین مرا

۲۵

۳ یار از حد گذرانید خود آرایی را
تا سراسیمه کند چشم تماشایی را
هست از مردمی چشم تو این امیدم
که نظربند کنی این دل هر جایی را
همچو نعلین بپایش اگر افتد کونین
مرد ره کی دهد از دست تهی پایی را
موکشان جوهر از آئینه برون می آرد
از که آموخته مژگان تو گیرایی را
در ازل آنکه ترا خلعت م مستوری داد
بست با دامن من دامن رسوایی را
بنده ی حضرت عشقم تو چه می فرمایی
ببر ای خواجه بجای دگر آقایی را
بسر زلف تو سوگند که نتوان بستن
بر دلم بی تو بزنجیر شکیبایی را
جلوه ی یوسفیش کرده ہ بکار دل من
حزن یعقوبی و اندوه زلیخایی را
۶ می توانم به فراغت گزراندن یک چند
گر گزارد دل من وسوسه فرمایی را
۷ زان بدر می روم از شهر شتابان چون سیل
سر به صحرا بدهم گریه ی صحرایی را

---

۱ : ہ میں یہ شعر نہیں -
۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۳ : د میں یہ غزل نہیں -
۴ : قدرت (ا) -
۵ : بردہ (ب) -
۶ : یہ شعر ب ، ہ اور و میں ہے -
۷ : یہ شعر ب اور و میں ہے -

۱ دست بردار خدا را ز سر من ناصح
سرزنش سود ندارد سر سودایی را
چکنم گر نروم از پی رندی واقف
معتقد نیست دلم شیخی و ملایی را

۲۶

۲ غم چه استاده ای تو بر در ما — اندر آ یار ما برادر ما
۳ آنکه چون سرو رفته از بر ما — هست استاده در برابر ما
از درت ما کجا رویم ای عشق — که تویی پیر ما پیمبر ما
خوش نداریم ۴ خوش قدان چمن — ای قدت سرو ما صنوبر ما
می زند یکه بر صف دلها — شوخ ما ترک ما دلاور ما
ما و سردای خال و خط چه خیال — مشک ما بخت تیره عنبر ما
در رگ ابر گریه خشک شود — گر به بیند بدیده ی تر ما
بر نگردید از بر آن سرو — گشته قمری مگر کبوتر ما
جامه‌ی عافیت ز جان کندیم — بسکه بوده است تنگ در بر ما
۵ ای دریغا که در قفس بشکست — ناز پرورده ی چمن پر ما
در دل ما نشاط غم گردد — باده خون می شود بساغر ما
۶ زنده مانند شمع از داغیم — سایه اش کم مباد از سر ما
گر بکوی تو آمدیم مرنج — دل دیوانه بوده رهبر ما
گه کشد غیر دست ما واقف — آستینی بدیده‌ی تر ما

۲۷

۷ هوس عیش نماند از تو جدا در سر ما
تپ بود در شب هجران تو هم بستر ما
در هوا داری بالای تو خواهیم گریست
آب گو یک قد آدم گزرد از سر ما

---

۱ : ہ اور و میں ہے -   ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر و میں نہیں -
۴ : ا میں مصرع اول حسب ذیل آیا ھے -
خوش ندارم به خوش قدان چمن
۵ : یہ دو شعر صرف و میں ھیں -
۶ : ہ میں یہ شعر نہیں -   ۷ : یہ غزل د، ہ اور و میں نہیں -

همچو آن رشته که شد ، سوخته پیداست هنوز
پیچ و تاب غم عشق تو ز خاکستر ما
شمع فانوس ز همدردی ما لاف مزن
جامه از گرمی تب سوخته شد در بر ما
عاقبت سیل برد خانه ی مارا **واقف**
دشمن خانگی ما شده چشم تر ما

۲۸

۲ ناله چون می کشم از ضعف برد باد مرا
کاشکی ناله کشیدن رود از یاد مرا
۳ بس که افسرده ام آهنگ ندارد صوتم
در قفس از چه نگهداشته صیاد مرا
همدمی از غم دل دوش چو نی در گوشم
سخنی گفت که آورد بفریاد مرا
دل که بوده است جگر گوشه ی من آخر کار
قطره ی اشک شد و از نظر افتاد مرا
۴ هر شب ای شمع به پیش نظرش می سوزی
آتش از رشک تو خواهد بدل افتاد مرا
خویش را میکشم از حسرت شیرین دهنی
بنمائید ره مشهد فرهاد مرا
غمزه ی کافر او کرد اسیرم **واقف**
مومنی کو که ز دستش کند آزاد مرا

۲۹

۵ تیرگیهای روزگار مرا | برسانید زلف یار مرا
ناله کاری نه کرد در دل یار | داد برباد اعتبار مرا
آمدی با رقیب دست بدست | بردی از دست اختیار مرا
عشق ظالم طبیعت تو گذاشت | بر خرابی بنای کار مرا

---

۱ : بس (ا) - ۲ : د میں یه غزل نہیں - ۳ : یه شعر ا اور ج میں نہیں -
۴ : هر دم (ا)- ۵ : د میں یه غزل نہیں ہے -

بوسه ای ده علی‌الحساب و مپرس   آرزو های بی شمار مرا
خط مددگار شد بطره ناز   تیره تر کرد روزگار مرا
ظاهرا آب برد ورنه چه شد   اثر گریه های زار مرا
۱ دید گریان مرا و گفت از ناز   گل مکن خاک راه گزار مرا
۲ اشک من لحظه ای نیارامید   تا نشست از دلش غبار مرا
۲ یار چون عمر رفت و گفت بمن   مکشی هرزه انتظار مرا
هر شب از یاد روی او **واقف**   گریه پر گل کند کنار مرا

۳۰

بود در زندان غم یک عمر هم شیون مرا
حق بسیار است از زنجیر بر گردن مرا
با صفیرم نغمه‌ی بلبل ندارد نسبتی
کاش هم طرحی شود پیدا درین گلشن مرا
۳ بسکه مشق گریه کردم در خیال نوخطان
همچو صحرا رسته آخر سبزه از دامن مرا
همچو گل چاک گریبانم نبا شد بخیه گر
نیست تاب منت کس یک سر سوزن مرا
۴ مایه‌دار درد و غم گردیدم از فیض طلب
خوشه‌چینی کرد آخر صاحب خرمن مرا
همچو مجمر رخنه های سینه از سوز درون
گشت در بزم تو هر یک دیده‌ی روشن مرا
۵ گاه در آبم ز اشک و گاه در آتش ز آه
از که نالم دیده بدخواهست و دل دشمن مرا
داد از یک جرعه ام **واقف** ز بند خود نجات
بنده‌ی پیر مغانم کو خرید از من مرا

۳۱

۶ مده از کف دل گداخته را   قدر درد و الم شناخته را

---

۱ : یه شعر صرف و میں ہے -   ۲ : یه دو شعر صرف ه میں هیں -
۳ : د میں یه غزل نہیں -   ۴ : یه شعر ب ، ه اور مطبوعه میں ہے -
۵ یه شعر ب ، ه اور و میں ہے -   ۶ : یه غزل د میں نہیں -

در چمن رفتی و بشکرانه سرو آزاد کرد فاخته را
یوسف مصر نوجوانی ها یاد کن پیر چشم باخته را
همه عقلم ولیک ساخته ام روکش خود جنون ساخته را
ناصح از من گذر چه می گویی دل و دین عقل و صبر باخته را
نکنم گر به کار گریه بگو چکنم این دل گداخته را
واقف از سر گزشت بسم‌الله منه از دست تیغ آخته را

۳۲

۱ ساختم جمع ز بس بی سروسامانی را
کرده زلف تو ز من قرض پریشانی را
بهر من گنج برون از ته دیوار آورد
دارد آباد خدا خانه‌ی ویرانی را
سرمه در چشم بکش تا بتو روشن گردد
که سزد بخت سیه مردم نورانی را
میکنی دعوی تجرید ولی میترسم
دامن آلوده کنی جامه‌ی عریانی را
پیرو زاهد شهر آنکه شد از بی خردی
خضر کرده است گمان غول بیابانی را
پند در گریه‌ی من نیست موافق که بود
خطر از باد فزون کشتی طوفانی را
۲ شکوه‌ی زلف بتان را مکن آغاز ای دل
چه کشایی سر طومار پریشانی را
عندلیبان چمن واقف ما مهمان است
یاد گیرید ازو طرز غزل خوانی را

۳۳

۳ عشق آورد در کمند مرا ندهد سود پند و بند مرا
غم که میگفت من خلیل تو ام کشت آخر چو گوسپند مرا

۱ : یه غزل د میں نہیں -
۲ : یه شعر ا میں نہیں -
۳ : یه غزل د اور ہ میں نہیں -

گریه با من چه دشمنی دارد　　که بدریای خون فگند مرا
چون برآرم ز سینه پیکانش　　که فتاده است دل پسند مرا
۱ نگه لطف میکنی لیکن　　مژه‌های تو می کشند مرا
گر در آتش دلت ملول شود　　بکن آواز ای سپند مرا
۲ زلف پستش چو یاد می آرم　　دود از دل شود بلند مرا
نگسلد ربط بندگی **واقف**　　گر کند باز ۳ بند بند مرا

۳۴

۴ از ناله سوختیم دل زار خویش را
بیکار ساختیم دل آزار خویش را
ای عشق آتشی بمن افگن که چون سپند
در ناله ای تمام کنم کار خویش را
ایدل دگر منال که با صد هزار عجز
آورده ام برحم ستم گار خویش را
زاهد سری بصحبت رندان کشیده بود
میکرد پاسبانی دستار خویش را
شرمنده ساخت شرح پریشانی خودم
زلفت کشاد چون سر طومار خویش را
بوده است کفر ناقص ما ننگ برهمن
کردیم پاره رشته ی زنار خویش را
۵ جز من کراست حوصله دارو گیر تو
بر من گمار غمزه ی خونخوار خویش را
واقف ازان دهن قدری خنده واکشید
نگذاشت بی نمک دل افگار خویش را

۳۵

۶ سیل کی شد دوچار گریه ی ما　　که نشد شرمسار گریه ی ما
یاد روزیکه ابر بر میداشت　　آب از چشمه سار گریه ی ما

---

۱ : یہ شعر و میں نہیں -　　۲ : ب ، ہ اور و میں ہے -
۳ : یار - (ا ، ب) -　　۴ : یہ غزل د اور ہ میں نہیں -
۵ : یہ شعر صرف ب و اور مطبوعہ میں ہے -
۶ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ا : نہ -

سبز شد از خیال قامت یار — سرو از جویبار گریه ی ما
دامن دشت را گلستان کرد — سیر دارد بهار گریه ی ما
نتوان یافت جز ازان لبها — خنده در روزگار گریه ی ما
روز و شب قطره می زنده دریا — که رسد در قطار گریه ی ما
خار صحرای غم ز بی تابی — می کشد انتظار گریه ی ما
۱ پاره های جگر به رنگ عقیق — می برند از دیار گریه ی ما
خوش گذشت از سر جهان واقف — طفل دامن سوار گریه ی ما

۳۶

۲ رحم بر حالم نداری گریه می آید مرا
یک دل و صد زخم کاری گریه می آید مرا
شب همه شب بر سر بالین دل سوزم چو شمع
در غم از بیمار داری گریه می آید مرا
یار می آید دلم را در فشار آورده است
حسرت گوهر نثاری گریه می آید مرا
از تو گاهی گر نگاهی مینمایم التماس
بر تغافل می سپاری گریه می آید مرا
آبرویم بر سر خاک بتان بر خاک ریخت
شد بدل عزت بخواری گریه می آید مرا
بعد عمری ۳ آمد و گفتا نمردستی هنوز
آن غم و این غم گساری گریه می آید مرا
یار با اغیار شد ۴ تا آشنا بیگانه من
دشمنم شد دوستداری گریه می آید مرا
زنده ام در دوری جانان بسی شرمنده ام
نیست مردن اختیاری گریه می آید مرا
بیم آن دارم که ناید دلبر و خندد سحر
در شب امیدواری گریه می آید مرا
با غنیم هجر کار افتاد تنها مانده ام
صبر و طاقت شد فراری گریه می آید مرا

---

۱ : یه شعر ہ اور و میں ہے -
۲ : د میں یه غزل نہیں - ۳ : مدت (ہ) مطبوعه میں یه شعر نہیں -
۴ : باشد (ب) گردید (و ، مطبوعه) ۵ : یه شعر صرف و اور مطبوعه میں ہے -

از شراب آلوده شد ، شاید که یابد شست شو
دامن پرهیزگاری گریه می آید مرا
۲ گریه را یک قطره نبود آبرو تا درد نیست
بر تو ای ابر بهاری گریه می آید مرا
جز جفا با ما نکرد آن بیوفا با این همه
میکند احسان شماری گریه می آید مرا
۳ تخم امیدی بخاک کوی او افشانده ام
مینهایم آبیاری گریه می آید مرا
مردم و آن بی وفا آبی بخاک من نریخت
در لحد زین جانسپاری گریه می آید مرا
۴ گریه ام بر خواری خود نیست در کوی کسی
این که شد بی اعتباری گریه می آید مرا
بارها گفتی که خواهم آمدن باری بیا
چند باشم انتظاری گریه می آید مرا
همچو طفلان نیست جانان طاقت تنهائیم
گر تو ام تنها گزاری گریه می آید مرا
۵ زنده ام در دوری جانان بسی شرمنده ام
نیست مردن اختیاری گریه می آید مرا
در برم دل آب شد واقف ز آه و زاریت
تابکی این آه و زاری گریه می آید مرا

۳۷

ملک دل زیر و زبر شد بادشاه من بیا
تیره شد احوال این اقلیم ماه من بیا
راه از من چپ مکن بهر خدا از راه مرو
راست سوی بنده سرو کجکلاه من بیا
بود امیدم که خون من تو خواهی ریختن
میکشد نومیدیم امیدگاه من بیا

---

۱ : ا میں شد مذکور نہیں - ۲ : ہ ، و میں یہ شعر نہیں -
۳ : یہ اور بعد کا شعر ہ میں نہیں -
۴ : یہ اور بعد کے دو شعر مطبوعہ میں‌نہیں - ۵ : صرف ہ اور و میں ہے -

کشتیم را گریه در گرداب خون افگنده است
از برای دیدن حال تباه من بیا
نیشتر زد بر رگ نظاره من هر مژه
می چکد خون بی تو ظالم از نگاه من بیا
فتنه لشکر می کشد بر دل که دارالملک تست
بادشاه من بیا مژگان سپاه من بیا
۱ این مرا می سوزد آن آ ہم بر آتش افگند
دیدنی دارد تلاش اشک و آه من بیا
طرفه حرفست اینکه زلف یار میگوید بمن
از بلا گر میگریزی در پناه من بیا
بارها واقف بفریاد آمد از بیداد تو
آه یکبارش نگفتی داد خواه من بیا

۳۸

۲ داغ گردیدم از جدایی ها چیدم این گل ز آشنایی ها
غرق خون گشتم از جدایی ها نبرم نام آشنایی ها
۳ چون نگین سرنوشت من شد محو بر در او ز جبه سائی ها
خاق را در نظر شوی مه عید گر کنی شیوه کم نمایی ها
میکند در ناز هم آن شوخ از ره ناز خوش ادایی ها
جز گل داغ نیست چون شمعم سر و سامان خود نمایی ها
۴ بر سر کوی مهوشان شب و روز چکنم طالع آزمایی ها
دل سرگشته ام چو قبله نما ۵ گرد سوی تو رهنمایی ها
میکند تیغ ابرویش واقف بر سرم جوهر آزمایی ها

۳۹

۶ تا چند کند زیر و زبر کشور دل را
پندی بده آن غمزه‌ی غارتگر دل را

---

۱ : یہ شعر ج میں نہیں -
۲ : یہ غزل د ، و اور مطبوعہ میں نہیں - ہ میں مطلع اول اور نیز پانچواں اور ساتواں شعر نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : در (ا) از سر کوی (ج) -
۵ : برد (ب) -
۶ : د میں یہ غزل نہیں -

ای شاهد غم با تو ام آویزش دل هست
آویزه‌ی گوش تو کنم گوهر دل را
شاید شود آزاد و پریدن نتواند ۱
درهم مشکن این همه بال و پر دل را
داد من دل سوخته ای شوخ ندادی
مالم برخ از جور تو خاکستر دل را
بر طاق نهند آئینه و رو بدل آرند
بینند اگر ساده رخان جوهر دل را
۲ ترسم که بود هم ره او غیر ز غیرت
بر روی خیالت نکشایم در دل را
چون پیر مغان رطل گران داد بمن گفت
زنهار ز کف مده این لنگر دل را
یک فال ازین سوختنی خوب نیامد
صد بار کشودم به هوس دفتر دل را
در کارم اگر عشق کند یک دم گرمی
تا حشر فسردن نه دهم اخگر دل را
واقف ز در دل بمرادی نرسیدیم
خوش وقت حریفی که بگل زد در دل را

۳۰

۳ در شور آور هزارها را   بنواز بلطف زارها ۴ را
از بیم پری رخان کشیدیم   گرد دل خود حصارها را
با دست و دل شکسته در عشق   کردیم درست کارها ۵ را
مژگان جاروب کرده رفتم   از کوچه یار خارها را
داغی چون داغ خود ندیدم   دیدم همه لاله زارها را
داغست جگر چو برگ لاله   از رشک تو گل عذارها را

---

۱ : نگذارد (ا ، ب) بگذارد (ج) -
۲ : یه اور اگلے تین شعر ، ب ، ه اور و میں هیں -
۳ : د اور مطبوعه میں یه غزل نهیں - ۴ : نزارها (ا) -
۵ : تارها (ب ، ج ، و) -

۱ ساقی دو سه جرعه ده ازان لب | کز دل شوید غبارها را
۲ از جعبه ی آن مژه خدنگی | کافی است همه شکارها را
یک بار نه شد دوچار افسوس | جستیم تمام غارها را
ای شوخ ازین حساب بگزر | دریاب نفس شمارها را
۳ کیفیت باده بردی از لب | بشکن بشکن خمارها را
واقف آن گل رسید خندان | از سینه برآر خارها را

۸۱

۴ سبک ز بند گران زمانه بیرون آ
بسان ناله ز زنجیر خانه بیرون آ
ترا بنقل و می وصل میدهند صلای
ز دامگاه غم آب و دانه بیرون آ
فتاده است بهم جنگ صف مذاهب را
تو مرد کار نه ای از میانه بیرون آ
اگر جماد نه ای زین طلسم جسمانی
بصوت چنگ و صدای چغانه بیرون آ
بهار کارگه صنع کرد صحرا را
پی نظاره ی این کارخانه بیرون آ
غریب قافله ای از دیار غیب رسید
به سیر لاله و گل عارفانه بیرون آ
بجا گزار رفیق - تو گرچه سایه بود
یگانه در طلب آن یگانه بیرون آ
مگر نصیب تو گردد قبول دام و قفس
باین امید یکی ز آشیانه بیرون آ
فسون بی خودیت بس ترانه ی بلبل
ز خویش از اثر این ترانه بیرون آ
ز باد صبح بر آمد ز غنچه گل واقف
تو هم ز خود به نسیم بهانه بیرون آ

---

۱ : اس غزل کا پانچواں اور چھٹا شعر ہ میں نہیں -
۲ : یہ تین شعر ہ اور و میں ہیں - ۳ : یہ شعر ہ اور و میں نہیں -
۴ : د میں یہ غزل نہیں -
۵ : یہ شعر ب ، ہ اور و میں ہے - اور اس کے بعد کا شعر صرف ہ میں -

۴۲

۱ ما سپردیم یار جانی را ۲ مایه‌ی عمر و زندگانی را
ارنی گوی بی ادب دل ما نکنند گوش لن ترانی را
بوی دل سردی از تو می آید چکنم گرمی زبانی را
ای فلک گرچه مهربان شده ای مهربان کن بمن فلانی را
ربط خاصی بهمدگر دادند در ازل عشق و بدگمانی را
در مذاق من آن لب شیرین تلخ کرد آب زندگانی را
بر تو روشن کنم شبی ای شمع همچو پروانه جانفشانی را
نگذارد مرا به شکوه ی کس میکنم شکر بی زبانی را
همه دانی ولی نمیدانی ماه من رسم مهربانی را
سبکی می کشم برت اینک میروم میبرم گرانی را
تا بتصویر آن پری پرداخت رنگ از رخ پرید مانی را
۳ عشقبازی نکرده پیر شدم رایگان باختم جوانی را
روشناسان بزم غم **واقف** نشناسند شادمانی را

۴۳

۴ غم بمن دست و گریبان شد نمی پرسی مرا
چاک جیبم ۵ تا بدامان شد نمی پرسی مرا
بر من ای بی رحم از احوال نا پرسیدنت
زیست مشکل مرگ آسان شد نمی پرسی مرا
کشت امیدیکه دل از دیده آبش داده بود
سربسر پامال حرمان شد نمی پرسی مرا
در دیار دل که اقلیم تو بود ای بی خبر
غم مسلط درد سلطان شد نمی پرسی مرا
دفتر دل ریخت از شیرازه هی بیداد هی
کهنه اوراقم پریشان شد نمی پرسی مرا

---

۱ : د میں یہ غزل نہیں - الف ، ب ، ج کے علاوہ باقی نسخوں میں مطلع حسب ذیل ہے :- برد از اشک من روانی را چه توان کرد ناتوانی را
۲ : حاصل (ب - ج) - ۳ : یہ شعر ب ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۴ : د میں یہ غزل نہیں - ۵ : یہ شعر صرف ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -

۱ خانه‌ی من یک دو روزی پیش ازین آباد بود
این زمان آن خانه ویران شد نمی پرسی مرا
کلبه واقف که عشرت خانه بود است این زمان
یوسف من بیت احزان شد نمی پرسی مرا

۴۴

۲ با اثر یافت چون فغان مرا — باغبان سوخت آشیان مرا
خوش نگاهان بگردش چشمی — سرمه کردند استخوان مرا
تیر بر استخوان غیر مزن — مکن آشفته مغز جان مرا
داستانم نوشتنی است خبر — برسانید دوستان مرا
۳ ناله گفتم کند هوا داری — داد برباد خانمان مرا
۴ بچه نام و نشان توان جستن — دل بی نام و بی نشان مرا
نازک آن طبع و من سخن گستاخ — ای ادب مهر کن دهان مرا
۵ سر چو سودم بر آستانش گفت — که مفرسائی آستان مرا
صدمه ی عشق حسن گندم گون — کرد جو کوب استخوان مرا
۶ طبع آن نازک دشمن گستاخ — ای ادب مهر کن دهان مرا
بسکه گلگون اشک شوخ افتاد — برد واقف ز کف عنان مرا

۴۵

۷ تا گرفته است غم عشق گریبان ما را
میفتد لخت دل از دیده بدامان ما را
بخت در مصر کند گر ز عزیزان ما را
کی فراموش شود کلبه ی احزان ما را
جمع بوده است مگر خاطرش از فتنه ی خط
زلف آن روز که می کرد پریشان ما را

---

۱ : یه شعر ب ، و اور مطبوعه میں ہے - ۲ : یه غزل د میں نہیں -
۳ : ج میں مصرعه اول حسب ذیل ہے :-
ناله کوشم کند وفاداری
۴ : یه شعر ہ ، و میں نہیں - ۵ : یه اور اس کے بعد کا شعر ہ اور و میں ہے -
۶ : صرف ہ میں ہے - ۷ : یه غزل د میں نہیں -

زحمت تیغ کشیدن نکشد دست کسی
می توان کشت بیک جنبش مژگان ما را
غنچه کی موجب دل جمعی ما بود ای وای
یک نفس واشدنی کرد پریشان ما را
۱ همچو نرگس که بهنگام زمستان شگفد
چشم واگشت ز دم سردی دوران ما را
آه این قطره ی خونی که دلش نامیدند
داد از گریه ی بی صرفه بطوفان ما را
از هوس ما مگس خوان کسی کی گردیم
هست صد رنگ غمت نعمت الوان ما را
۲ ما اگر خوار و خرابیم شما را چه غرض
بگذارید بهر طور عزیزان ما را
۳ پرده برداشتی ای باد ز رویش احسنت
کی کند غیر تو شرمنده ی احسان ما را
۴ ما درین غمکده هم طالع صبح آمده ایم
کرد رسوای جهان چاک گریبان ما را
تنگ دل ساخته مارا کمر تنگی کسی
یک دل مور بود ملک سلیمان ما را
ما باین رنگ نبودیم پریشان واقف
زلف او کرد چنین بی سروسامان ما را

۴۶

۵ گو کشد آن نگاه تیز مرا — نیست با او سر ستیز مرا
۶ ای که داری تلاش گوهر عشق — خاک گشتم بیا به بیز مرا
از گل عارضش چو سبزه دمید — بر سر آورد رستخیز مرا
دیده بس کن ز اشک بی تاثیر — بیش ازین آبرو مریز مرا
۷ تو بلایی بلا ولی از تو — نه گزیر است و نی گریز مرا
یوسف من غمت بخانه ی دل — مهمان است بس عزیز مرا

---

۱ : چھٹا اور ساتواں شعر ہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۳ : صرف ہ اور و میں ہے - ۴ : یہ اور بعد کا شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۵ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۶ : تو بلایی ولی بلا از تو (و ، ہ)-

۱ ای که دل بردی و تلف کردی — در عوض میدهی چه چیز مرا
بوده ام من زمین نا قابل — داغ او کرد لاله خیز مرا
من خریدار او بجان **واقف** — او فروشد بیک پشیز مرا

۴۷

۲ ز شاخسار شنیدست تا فغان مرا
چو کعبه طوف کند بلبل آشیان مرا
ز بی سعادتی من هما پس از مرگم
ربود از سگ کوی تو استخوان مرا
هنوز اول هنگام نی سواری بود
که برد جذبهٔ شوقت ز کف عنان مرا
چو شمع قصه ی سوز و گداز می خوانم
بمحفلی که نفهمد کسی زبان مرا
بشکر ختم شود تا شکایتی که مراست
بیا و مهر کن از بوسه ای دهان مرا
۳ ور استخوان من از نالهٔ نی است چو نی
به چشم کم منگر جسم ناتوان مرا
بغیر ناوک ابرو کمان من **واقف**
پس از وفات نجوید کسی ۴ نشان مرا

۴۸

۵ رفت دل در غمت ز دست مرا — داغ بر جای دل نشست مرا
چکنم آه ای مسلمانان — که خدا کرد بت پرست مرا
دین و دنیا و جان و دل سروتن ۶ — هست زان تو هر چه هست مرا
لبش از یک سخن ز هوشم برد — بوی این باده کرد مست مرا
کی ز سر کوچه اش توانم رفت — زلف او کرد پای بست مرا
۷ دل توانم ز گریه خالی کرد — گر فتد دامنش به دست مرا
بر سر کوی گل رخان **واقف** — خار در پای دل شکست مرا

---

۱ : یه اور بعد کا شعر صرف ہ اور و میں ہے ۔
۲ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۴ : کس استخوان مرا (و) ۔ ۵ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔
۶ : زر و سر (و) ۔ ۷ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے ۔

۴۹

۱ ای کرده خون فراق تو ام در جگر بیا
می میرم از برای تو کردم خبر بیا
ایستادگی در آمدن ای سرو ناز چیست
عمر است همچو آب روان در گذر بیا
از شادی وصال تو مردیم ناگهان
ظالم ترا که گفت چنین بی خبر بیا
گفتی که عاقبت بسرت خواهم آمدن
زان پیشتر که عمر من آید بسر بیا
زین بیش تاب کوه فراقم نمانده است
مویی شدم ز هجر تو ای خوش کمر بیا
جانا ز حسرت لب همچو عقیق تو
آتش فتاده است مرا در جگر بیا
۲ مارا محبت پدری با تو داده اند
خوش بی تکلفانه بیا ای پسر بیا
۳ گاهی قدم بخانه‌ی چشمم توان گذاشت
باز است روز و شب ز برای تو در بیا
غافل ز سوز سینه ام انکار می کنی
تا باورت شود دو قدم پیشتر بیا
نتوان وداع را ز عزیزان دریغ داشت
جان میکند ز درد تو عزم سفر بیا
واقف بدرد دوری جانان سپرده جان
وقت است وقت بر سرش ای نوحه گر بیا

۵۰

۴ آنکه این دل حواله کرد مرا همدم آه و ناله کرد مرا
دوری آن جوان بیک هفته پیر هفتاد ساله کرد مرا
برد عشقم شبی بمهمانی ببلا هم نواله کرد مرا

---

۱ : یه غزل د میں نہیں - ۲ : یه اور اگلے تین شعر و اور مطبوعه میں هیں -
۳ : یه شعر ہ میں بھی ہے - ۴ : یه غزل د میں نہیں -

شوخ یک چشم ساقی دارم — مست از یک پیاله کرد مرا
نگہی التماس ازو کردم — بتغافل حواله کرد مرا
۱ سیروم دل گرفته از در تو — میتوان استماله کرد مرا
داغہا از دلم ز بسکه شگفت — روکش باغ لاله کرد مرا
خجلت دل فسردگی ۲ واقف — آب مانند ژاله کرد مرا

۵۱

۳ ای دل نہفته دار غم یار خویش را
بر خاطر کسی مفگن بار خویش را
یا رب چه آفتی که ز دست تو آسمان
صد بار بر زمین زده دستار خویش را
افتاده گیر دفتر عیش جہان در آب
ای گریه وا مکن سر طومار خویش را
آب و ہوای دہر بمن سازگار نیست
یارب کجا برم دل بیمار خویش را
از ناله ہای شعله فشان عندلیب ما
گل ریزهٔ کرد غنچه‌ی منقار خویش را
۴ زین سرکشی که کرده بسودائیان عشق
خواہد شکست زلف تو بازار خویش را
جانان مرا بہیچ نباید فروختن
باید شناخت قدر خریدار خویش را
گل را گر آشیانه ی ما بار خاطر است
آتش زنیم مشت خس و خار خویش را
از دلبران چه چشم توان داشت کین گروه
برباد میدہند ہوادار خویش را
۵ ای سیل گریه در چه خیالی بیا بیا
خواہم یکی کنم در و دیوار خویش را

۱ : یه اور اگلا شعر ا اورج میں نہیں - ۲ : فسرده (و) -
۳ : یه غزل د میں نہیں - ۴ : یه شعر مطبوعه میں نہیں -
۵ : یه شعر صرف ه میں ہے -

واقف گرفتم این که تو رنگین سخن نه ای
از خون نویس حال دل زار خویش را

۵۲

۱ تا خون به ایاغ نیست مارا   دل نیست دماغ نیست ما را
ای ناله مقصریم از تو   کز گریه فراغ نیست ما را
یک لخت جگر بسان ۲ لاله   بی بهره ز داغ نیست ما را
۳ از ما احوال دل چه پرسی   بگذار دماغ نیست ما را
واقف شبها ز ۴ پرتو داغ   حاجت بچراغ نیست ما را

۵۳

۵ کردیم ضبط گریه ی غماز خویش را
دریافتیم پرده در راز خویش را
شاید که یار گوش ۶ بفریاد من دهد
تغییر میدهم دگر آواز خویش را
زینسان خراب حال ازانم که داده ام
در خانه راه خانه برانداز خویش را
با آنکه سحر چشم تو کشته است عالمی
ظاهر نمی کند لبت اعجاز خویش را
صد بار گفته ام بتو این حرف ما شنو
ضایع مکن بهل هوس ناز ۷ خویش را
شاید باین وسیله شود حرف ما پسند ۸
گوئیم وصف سرو سرافراز خویش را
نی محرم قفس نه بدام آشنا شدیم
نفرین کنیم ساعت پرواز خویش را
تا بعد ازین تلف نه کند جان مردمان
پندی بگوی چشم فسون ساز خویش را
واقف شکار شوخی ترکیست کز حرم ۹
صید آورد که طعمه دهد باز خویش را

---

۱ : د میں یہ غزل نہیں -
۲ : و میں ' چو برگ لاله ' ہے -
۳ : یہ شعر و میں نہیں -
۴ : نسخہ الف میں ز مذکور نہیں -
۵ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۶ : گوش خویش (نسخه ب) -
۷ : راز (ا) -
۸ : باقی نسخوں میں بلند ہے -
۹ : خرام (ا) -

۵۴

۱ شوخی ز نظر گذشت ما را   تیری ز جگر گذشت ما را
چون لاله بهار زندگانی   با داغ جگر گذشت ما را
بی ناله و گریه در فراقت   کم شام و سحر گذشت ما را
شبها از سیل گریه ی اشک   اکثر به خطر گذشت ما را
از گریه‌ی ما خبر چه پرسی   این آب ز سر گذشت ما را
دنبال دل رمیده‌ی خویش   عمری بسفر گذشت ما را
چون ابر بهار عمر **واقف**   با دیده ی ترگذشت ما را

۵۵

۲ ای رفیقان بخدا پند مگوئید مرا
پی دل گم شده ام آه مجوئید مرا
ناصحان روی شما باز خدا ننماید
مانع از دیدن آن روی نکوئید مرا
از دهانش که ۳ چنین تنگ دلم می دارد
بوسه ای گر طلبم هیچ مگوئید مرا
وه چه خوش گفت غریبی بسگان کویش
۴ که شما جمله بجای کس و گوئید مرا
۵ گل دیوانگیم رسته ز خاک مجنون
هوس عشق اگر هست ببوئید مرا
کار من باز گذارید بابر رحمت ۶
همنشینان ز پس مرگ مشوئید مرا
آگه از راز دهان و کمر یار شدم
بعد ازین **واقف** اسرار بگوئید مرا

۵۶

۷ از شکفتنیها چه می پرسی من دلگیر را
خنده می آید بحالم غنچه ی تصویر را

---

۱ : یه غزل د میں نہیں -   ۲ : یه غزل د میں نہیں -
۲ : از دهان بسکه (ا) -   ۴ : مصرح واضح نہیں -
۵ : یه شعر ضرگ ه اور و میں ہے -   ٦ : بحر رحمت (ب) -
۷ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

تا من از سودای چشمت نام پیدا کرده ام
مهر بادامی شمارم حلقه ی زنجیر را
۱ نیست امروزم بسر شور از لب شیرین یار
بی شکر هرگز نمی خوردم بطفلی شیر را
نقد جان دادم بهای درد می ساقی نداد
کیمیاگر کی فروشد پیش کس اکسیر را
احتیاطاً می زند آن شوخ بر گیسو گره
قفل حاجت نیست ورنه خانه ی زنجیر را
۲ بس که بی آرامی از دست خلائق دیده ام
خار پیراهن شناسم خار دامن گیر را
کرده صیدم ناوک اندازی که چون گیرد کمان
شوق می آرد به جستن آهوی تصویر را
کوچه ی دیوانگی را کس بلد در شهر نیست
از که پرسم آه راه خانه ی زنجیر را
۳ ناوک نازی که دیدم در کمانت دور نیست
گر بجستن جستن آرد آهوی تصویر را
واقف از بسیاری شادی کنم قالب تهی
گر نگاه افتد بحالم چشم آن زه گیر را

۵۷

۴ در قفس بسیار ناشادیم ما — از فراموشان صیادیم ما
ملک ما شد کوه درد و دشت غم — وارث مجنون و فرهادیم ما
هر سحر از یاد بالای کسی — در دعای سرو و شمشادیم ما
۵ این زمان محتاج قاصد گشته ایم — پیش ازین دل میفرستادیم ما
در تن ما قدر لب چش نیست خون — شرمسار تیغ جلادیم ما
۶ یار نور دیده و ما دیده ایم — از فروغش خانه آبادیم ما
در بر ما هست دل نام آفتی — چون جرس زین ره بفریادیم ما

---

۱ : یه اور پانچواں شعر ہ میں نہیں -
۲ : یہ اور بعد کے دو شعر ہ اور و میں ہیں - مطبوعہ میں صرف پہلا ہے -
۳ : یہ شعر ہ میں نہیں - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۵ : یہ شعر ہ میں نہیں - ۶ : یہ دو شعر ہ اور و میں ہیں -

۱ گشت بیزار از جنون ما پدر کاش از مادر نمی زادیم ما
واقف از سوز محبت همچو اشک آخر از چشم خود افتادیم ما

۵۸

۲ سر کنی چون در گلستان غارت ترکانه را
چشم مخمور تو از نرگس کشد پیمانه را
از فراق هم نوایان بلبل ما در قفس
از نظر انداخت همچون اشک آب و دانه را
بر سر وجد است دل تا تیغ او شد جلوه گر
شور افزون می شود از ماه نو دیوانه را
خویش را زد بی محابا بر دم شمشیر شمع
می توان کردن تماشا جوهر پروانه را
دست از اصلاح احوال پریشانم بکش
ربط با موی سر مجنون نباشد شانه را
دامن فانوس را خواهم گرفتن روز حشر
کز وصال شمع مانع می شود پروانه را
بسکه چشم کافر او رهزن دین من است
قصد مسجد گر کنم گیرم ره بتخانه را
۳ در جهان روزیکه غم بنیاد ویرانی گذاشت
نذر سیل گریه کردم من نخستین خانه را
سادگی بین کز گمان رحم واقف بارها
خوردم از چشمش فریب گریه ی مستانه را

۵۹

۴ ای کرده تباه کار ما را برهم زده روزگار ما را
ای سر تا پا نمک کجایی دریاب دل فگار ما را
نتوان برفو درست کردن پیراهن تار تار ما را
مردیم ز رشک داغ لاله این سوخته ساخت کار ما را
آهسته رو ای صبا بکویش برباد مده غبار ما را

۱ : یه شعر ہ میں ہے - ۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعر صرف ہ اور و میں ہے - ۵ : یه غزل صرف مطبوعه میں نہیں -

این داغ که می بریم در خاک گلزار کند مزار ما را
۱ بر دوش کشد ز روی تعظیم گل غاشیه‌ی ۲ سوار ما را
بر وعده آمدن وفا کن ضایع مکن انتظار ما را
۳ بی شیون خانه ای نیابی گر سیر کنی دیار ما را
۴ نی خم نه سبو نه شیشه نی جام نه شکست کسی خمار ما را
واقف آه این چه نوحه کردی بردی صبر و قرار ما را

۶۰

۵ دو روزه دوری آن یار جانی می کشد ما را
بیا ای مرگ ورنه زندگانی می کشد ما را
فریب وعده ی آن بی وفا خوردم ازین غافل
که عیار است و ز لطف زبانی می کشد ما را
بفکر کشتن ما روز و شب بهر چه می گردی
تو بنشین ای فلک فارغ فلانی می کشد ما را
بود آئین خوبان کشتن عاشق ز بی مهری
قیامت بین که او از مهربانی می کشد ما را
فریب آسان کی می خورم این قصه معلوم است
که گر خواند برسم میهمانی می کشد ما را
غلط گویند این کز شیب نسیان می شود غالب ۶
به پیری یاد ایام جوانی می کشد ما را
۷ تو در روز وصال آن به که مارا زنده بگزاری
شب هجران به آئینی که دانی می کشد ما را
در آن محفل که همچو شمع هر کس گرم گفتار است
به بین قسمت که داغ بی زبانی می کشد ما را
۸ تو مارا بر غلط ناقابل کشتن گمان بردی
چنین با شد ولی این بدگمانی می کشد ما را
تلون بسکه دارد طبع ناز دلبران واقف
گهی از لطف وگه از سرگرانی می کشد ما را

---

۱ : یه شعر ہ میں ہے -
۲ : سوگوار (ا) -
۳ : یہ شعر و میں ہے -
۴ : صرف ہ میں ہے -
۵ : یہ غزل د میں نہیں -
۶ : عارض (و) -
۷ : یہ دو شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں -
۸ : صرف ہ میں ہے -

۶۱

۱ آفت مرساد داغ ما را یعنی چشم و چراغ ما را
برهم مزن ای نسیم آن زلف آشفته مکن دماغ ما را
ما گم شدگان دست عشقیم ای خضر مکن سراغ ما را
۲ روشن از ما ست دوده‌ی عشق دامن ۳ نزنی چراغ ما را
واقف از شغل ناله بس کن برباد مده فراغ ۴ ما را

۶۲

۵ برده است گریه چون موج از دست من عنان را
ترسم که بار دیگر طوفان برد جهان را
پیش خدنگ خوبان تا کی هدف توان شد
خواهم بگوشه ای برد این مشت استخوان را
ای آسمان بهر وضع خواهی بگرد و لیکن
نامهربان مگردان آن یار مهربان را
مردیم ما و لیکن هرگز نشد یقینش
بر خاک ما بیارید آن یار بدگمان را
۶ در سایه‌ی نهالی روزی نشد نشستن
بیهوده آب دادم از دیده گلستان را
ای غائب از نظرها خود گو بمن کجائی
گشتم به جستجویت سرتاسر جهان را
رنگم نشسته بر رو بسیار بی تعلق
ما لیده ام تو گوئی بر چهره ارغوان را
از گوشه ها پیاپی خیزد صدای احسنت
واقف چوآن خوش ابرو زه می کند کمان را

۶۳

۷ سبز کردم بگریه هامون را ساختم شاد روح مجنون را
در دل از گریه خون نماند اکنون از جگر قرض می کنم خون را

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : ہ اور و میں نہیں - ۳ : طفی (ب) -
۴ : غبار (و) - ۵ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۶ : یه اور اگلے دو شعر ہ اور و میں ہیں -
۷ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

گردش چشم یار را نازم — کرده معزول دور گردون را
لاله ای نیست چون دل داغم — کرده ام سیر کوه و هامون را
۱ بر سرش بست آشیان گویی — نخل پیداست مرغ مجنون را
ساده بوده است نامه ام **واقف** — گریه رنگین نمود مضمون را

۶۴

۲ باز آ و تسلی بده این دل نگران را
کز گریه‌ی من بیم خرابی است جهان را
از محفل خوبان نتوان کرد برونم
داغم من دل سوخته این لاله‌ستان را
کرده است من غم زده را شاد به تیری
قربان کمان تو نمایم دل و جان را
پیمان گسل افتاده ای ای شوخ وگرنه
پیوند بزلف تو کنم رشته جان را
اجزای دل خویش بتدبیر کنم جمع
شیرازه توان بست گر اوراق خزان را
۳ ای دل ز ازل نام تو دیوانه نهادند
بدنام مکن سلسله ی زلف بتان را
۴ سروش چو برفتار برآید به لب جو
رفتار فراموش شود سرو روان را
واقف ز دهان و کمر یار چه پرسی
از هیچ خبر نیست من هیچمدان را

۶۵

۵ عشق تو ز ما ستاند ما را — داد و ستدی نماند ما را
در عشق صبا رقیب باشد — بوی تو خدا رساند ما را
فریاد که آن لب شکر ریز — بر زخم نمک فشاند ما را
عشق آمد و رفت و روب ما کرد — در خانه خسی نماند ما را

---

۱ : یہ شعر ہ اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل د میں نہیں - پہلے مصرعے میں روانی نہیں -
۳ : یہ شعر ہ اور و میں ہے - ۴ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۵ : یہ غزل صرف الف اور ج میں ہے -

صد شکر که دل طپیدن آخر در پهلوی او نشاند ما را
هرگز نرود زیاد آن سرو خوش ریشه بدل دواند ما را
آزاد ز غم شدیم واقف آن شوخ چو بنده خواند ما را

۶۶

۱ سپند آتشین جانم ندارم پایداریها
خدا داند کجا خواهم فتاد از بی قراریها
چسان اکنون دهم از دست داماں جنون ناصح
گریبان میدریدم من که در دامن سواریها
کشیدن نیست آسان بار سنگین تعلق را
دو جا خم گشت پشتم چون کمان از خانه داریها
شمارد زخم های دل گذارد منتم بر جان
تو گویی میکند آن بی وفا احسان شماریها
نشد در روزگار زلف او جمعیتم حاصل
سر آمد روزگارم در پریشان روزگاریها
بامید قبولش عجز ورزیدم ندانستم
که خواهم شد غبار خاطرش از خاکساریها
۲ نمیدانم ز سودای سر زلف که می سوزم
که دود آه من ابریست گرم مشکباریها
نخواهد کرد ترک سرکشی ها زلف کج طبعش
مکن از شانه ای مشاطه او را چوب کاریها
۳ ز پهلوی دل بی درد آزاریکه من دیدم
کسی داند که یک چندی کند بیمار داریها
مخور واقف فریب وعده ی آن بی وفا هرگز
که با حرمان بدل خواهد شد این امیدواریها

۶۷

۴ همین جا کنم رام دلدار خود را
بمحشر چرا افگنم کار خود را

---

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ اور اس کے بعد کا شعر ہ اور و میں نہیں -
۳ : یہ شعر ہ اور و میں ہے -
۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

مگر بوی زلفی گذر کرد بر دل
که آشفته می بینم اطوار خود را
۱ ز دوش افگنم بار غم گر ز مستی
تو بر دوش من افگنی بار خود را
دلت گر ز خارا بود ور ز آهن
محبت کند عاقبت کار خود را
ز ما بلبلان نغمه رنگین نخیزد
بخون تا نشوییم منقار خود را
اگر چاک پیراهنش را به بیند
زند بر زمین صبح دستار خود را
بصیاد از جانب ما بگویید
بیاد آر گاهی گرفتار خود را
۲ چه پرسی ز بی دردی او که هرگز
نمی پرسد آن شوخ بیمار خود را
چو **واقف** اگر راه صحرا نگیرم
چه سازم دل خانه پرداز خود را

۶۸

۳ در نظر چون سایه ی شمشاد می آید مرا
سر بپای یار سودن یاد می آید مرا
مرد و کام تلخ او شیرین نشد از لعل یار
گریه بر جان کندن فرهاد می آید مرا
نیست در طبعم قبول تربیت چون طفل اشک
رحم بر دل خوردن استاد می آید مرا
۴ ای هم آوازان وداع عندلیب من کنید
بوی گل از خانه‌ی صیاد می آید مرا
تر نشد **واقف** لب تیغش ز خون خشک من
شرم از ناکامی جلاد می آید مرا

---

۱ : یه شعر ہ میں نہیں - ا ، ب ، ج میں بار غم ہے - باقی میں بار خود -
۲ : یه شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۴ : یه شعر و میں نہیں -

۶۹

۱ گریبان گر نباشد چاک می سازیم داماں را
که دست شوق ما نشناسد از داماں گریباں را
لب پان خورده اش در خون کشد لعل بدخشان را
برآرد پنجه ی رنگین او از بیخ مرجان را
۲ نظر سوی خود آرایی نباشد دردمندان را
که دست از سرمه شستن لازم آید چشم گریان را
بجز مستی که چشمش را کند تحریک خون ریزی
که دیگر بر سر کار آورد شمشیر مژگان را
بفکر آن دهان از بس جهان تنگ است در چشمم
دل موری تصور می کنم ملک سلیمان را
اگر ننوشت یوسف نامه ای از مصر معذور است
که میداند سوادی نیست چشم پیر کنعان را
۳ ازان لب خندهٔ شیرین تواند ساختن ار نه
گرسنه چشمی داغم بشوراند نمکدان را
۴ نمی دانم چه آید بر سر دل از سر زلفش
صبا بسیار می آرد خبرهای پریشان را
چو نرگس ناخن چندین ۵ بهر انگشت می خواهند
بود بسیار ذوق دل خراشی خوش نگاهان را
سر آوارگی چون من ندارد هیچ کس واقف
که پای خفته ام در خواب می بیند بیابان را

۷۰

۶ بسکه فکر دهنت ساخته دلگیر مرا
نشناسد کسی از غنچهٔ تصویر مرا
نیست همچون من دیوانه بیابان گردی
چشم ترسم رسد از حلقهٔ زنجیر مرا

۱ : یہ غزل صرف د میں نہیں - نسخہ ہ میں دوسرا شعر مطلع واقع ہوا ہے -
۲ : یہ شعر ہ ، و اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے - چھٹا شعر ہ میں نہیں -
۴ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے - ۵ : چندی (ا ، ب ، ج) -
۶ : یہ غزل د میں نہیں -

بود از خدمت من بزم تو روشن چون شمع
کشتی ای شوخ ندانم بچه تقصیر مرا
ساغر از دست چو نرگس ندهم یک ساعت
۱ که درین باغ همین گشته قام گیر مرا
۲ شمع افتد ز زبان صبح چو روشن گردد
جلوه ی یار برآورد ز تقریر مرا
۳ پیش ازاندم که شود کار جهان صورتگر
خاک می بیخت به سر کرده‌ی تصویر مرا
من دیوانه سر ناله ندارم **واقف**
چکنم سلسله جنبان شده زنجیر مرا

۱۷

۴ گر خاک آستانت بخشد بمن سراپا
بالم بخود ز شادی صد پیرهن سراپا
با یار صحبت من مشکل که ساز گردد
من پای تا بسر دل او دل شکن سراپا
شمع است مصرع من در جمع دردمندان
سوز و گداز باشد در شعر من سراپا
هر سو که رو نهادیم در محنت اوفتادیم
دنیا برای ما شد دارالمحن سراپا
باید بهم رساندن با معنی آشنایی
نتوان شدن چو خامه صرف سخن سراپا
یک ۵ سروی جامه زیبی چون قامتش ندیدم
صد بار گشته باشم در هر چمن سراپا
۶ یا رب چه چاره سازم با او چه حیله سازم
من ساده و سلیمم او مکر و فن سراپا

۱ : ہ میں مصرعه دوم حسب ذیل آیا ہے :
که ز اسباب جهان گشته قلم گیر مرا
۲ : به زبان (ا) - ۳ : یه شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : یه غزل د میں نہیں - ۵ : من (ا ، ب) -
۶ : یه شعر ا ، ب ، ج میں نہیں -

دل را بصد جراحت شد جای استقامت
زلفی که هست واقف مشک ختن سراپا

۴۲

۱ مژه اش تا بدل خلید مرا — خون دل از مژه چکید مرا
شوخ کافر دلی که من دارم — میکند عاقبت شهید مرا
۲ مار مرده نمی گزد غلط است — زلف او ۳ دور خط گزید مرا
شب فتادم بفکر مهر رخش — از گریبان سحر دمید مرا
۴ همچو زنگی همان سیاه رویم — گر چه گردیده مو سفید مرا
در عذابم ز انتظار کسی — وعده‌ی وصل شد وعید مرا
همدمم شد غمی که چون دم تیغ — از همه همدمان برید مرا
۵ سوی اغیار یار تیر فگند — خوش نصیبی ببین رسید مرا
دل ۶ بخویش کباب شد واقف — بوی آن از صبا رسید مرا

۴۳

۷ فتاده است باطفال اشک کار مرا
نماند کار بابنای روزگار مرا
وصیت است ز مجنون بمن که بعد وفات
نهال بید نشانید بر مزار مرا
کسی برنگ سرشکم ز خاک بر نگرفت
چنین فگند ز چشم تو روزگار مرا
چرا ز مردم بیگانه شکوه پردازم
بآب داده همین چشم اشکبار مرا
کشد مصور اگر صورتم روم از جا
بضعف بسکه کشیده است بی تو کار مرا
هزار زخم توانم ز تیغ او برداشت
اگرچه گل بسر از ضعف گشته بار مرا

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نهیں - ۲ : یه شعر ه میں نهیں -
۳ : او (و) - ۴ : یه تین اشعار صرف ه اور و میں هیں -
۵ : یه شعر صرف و میں هے - ۶ : ه اور و میں کویش هے -
۷ : نسخه د اور مطبوعه میں یه غزل نهیں - و میں مطلع حسب ذیل آیا هے -
گذشت عمر به فکر دهان یار مرا — به هیچ صرف شد افسوس روزگار مرا

ز شکر لب او کام گیرم و گویم
ز زهر چشم الهی نگاه دار مرا
۱ فراغ عیش تر از من کسی به عالم نیست
کشیده تا غم او تنگ در کنار مرا
۲ برد ز کوی تو همچو غبار بیرونم
نسیم یافته از بس که خاکسار مرا
۳ غبار گشتم و از جای خود نمی خیزم
چنین نشانده براه تو انتظار مرا
ز بس گریستم از شوق نوخطان **واقف**
دمیده سبزه ز دامن چو کوهسار مرا

۷۴

۴ دید تا ثابت قدم بر جاده‌ی سودا مرا
بر ندارد یک نفس زنجیر سر از پا مرا
بی تو ای نور نظر با آنکه شمع افروختم
خانه تاریکست همچون چشم نابینا مرا
حیف تیغ این جفا جویان دم آبم نزد
شوربختی تشنه لب میدارد ۵ از دریا مرا
۶ گشت از تدبیر افزون وحشت دیوانه ام
بخت بد بین موج شد زنجیر و برد از جا مرا
شکر فیض چشمه سار فقر چون گویم کزان
خورده ام آبی که دل شد سرد از دنیا مرا
۷ گرد راهم را نشاند از گریه ی شادی غزال
شوخی چشم که کرد آواره ی صحرا مرا
طاقت خودداریم از ناتوانیها گزشت
گر پرد چشمم برد همچون شرار از جا مرا
سخت می لرزم بخود **واقف** ازین سنگین دلان
طبع نازک در خطر انداخت چون مینا مرا

۱ : یه شعر صرف ہ اور و میں ہے ۔ ۲ : یه شعر صرف ہ اور و میں ہے ۔
۳ : یه شعر صرف و میں ہے ۔ ۴ یه غزل د میں نہیں ۔
۵ : میارد بہتر ہوتا ۔ ۶ : یه شعر ہ ، و اور مطبوعه میں نہیں ۔
۷ : یه دو شعر ہ ، و اور مطبوعه میں ہیں ۔

۷۵

۱ یک شب اگر بخلوت راز ۲ آورم ترا
با صد نیاز بر سر ناز آورم ترا
ای بی وفا تو هم سفر عمر رفته ای
زانسان نرفته ای تو که باز آورم ترا
گر با تو از حقیقت حسنت خبر کنم
بیخود بسوی آیینه ساز آورم ترا
۳ ناگه فتاده ام من وحشی به دام تو
سر ده مرا که در تگ و تاز آورم ترا
ویران نموده غمکده مسجد بنا کنم
وانگه دعا کنم به نماز آورم ترا
تاکی دلا تو در سر زلفش روی و من
تاکی ز راه دور و دراز آورم ترا
ای دل بگیر پنجه ی مژگانش آمدی
بیرون چسان ز چنگل باز آورم ترا
واقف کنم بکار تو این ناله های گرم
گو سنگ و آهنی بگداز آورم ترا

۷۶

۴ مگذر ای سیل شتابان ز در خانه ی ما
نفسی راست توان کرد بویرانه ی ما
شوکت عشق نبوده است چنین مجنون را
یک قشون طفل بود لشکر دیوانه ی ما
گرچه ابنای زمان طفل مزاج اند ولی
هیچ کس گوش نینداخت بافسانه ی ما
نیست در مشرب وحدت گذر موج دویی
چون حباب است یکی شیشه و پیمانه ی ما
کار ما عشق رسانید بجای که شود
نبض بیمار رگ خواب ز افسانه ی ما

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۲ : باز (ا ، ب) -
۳ : یه اشعار صرف ہ اور و میں ہیں - ۴ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

آه از خشکی طالع که درین فصل بهار
سیل تشریف نیاورد بویرانه ی ما
۱ اضطراب دل ما برد ز کونین آرام
دو جهان است تو گویی پر پروانه ی ما
گرنه زد دست کسی دوش بزلفش واقف
درد میکرد چرا شب همه شب شانه ی ما

۷۷

۲ کرده جا غم بصدر خانه ی ما عیش بنشین بر آستانه ی ما
شده از دولت ترانه ی ما قبله‌ی بلبل آستانه ی ما
۳ یار رنجید دل کجایی تو که میانجی شوی میانه ی ما
عندلیبان باغ تجریدیم زیر بال است آشیانه ی ما
ما ازان تن به بیکسی دادیم که کسی نیست در زمانه ی ما
راست گویی خدنگ یار چرا راه چپ کرده از نشانه ی ما
بسکه دارد صفا چو آیینه قابل دیدن است خانه ی ما
در قفس از تغافل صیاد نیست جز اشک آب و دانه ی ما
از تو دور ای بهشت دیده و دل دوزخ آتش برد ز خانه ی ما
۴ آتش ما نمی شود خاموش می فتد از زبان زبانه ی ما
خویش را زود تر رسان ای سیل چشم بر راه تست خانه ی ما
۵ آمد از سوز آن سپند به رقص چشم بد دور از ترانه ی ما
بوی معشوق می دهد چون سیب واقف از رنگ عاشقانه ی ما

۷۸

۶ همچو بیدردان نه گل چیدن هوس باشد مرا
داغ سوزم شمع سان تا دسترس باشد مرا
کی در آزادی برم ذوق اسیری را ز یاد
گر روم سوی چمن دل در قفس باشد مرا

---

۱ : یہ شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل د اور و میں نہیں - ہ اور و میں دوسرا شعر مطلع واقع ہوا ہے -
۳ : نسخہ ہ میں دوسرا ، چوتھا اور آٹھواں شعر مذکور نہیں -
۴ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں - ۵ : یہ شعر صرف و میں ہے -
۶ : یہ غزل صرف د میں نہیں -

طرز نالیدن دهم مرغ گلستان را بیاد
یک دو روزی در قفس گر هم نفس باشد مرا
۱ نالهٔ‌ی او همچنان باشد بیابان گرد شوق
دل اگر در قید آهن چون جرس باشد مرا
تا ابد واقف نخواهم تشنه شد دیگر که من
خوردم از تیغش دم آبی که بس باشد مرا

۷۹

۲ ز تار زلف بزنجیر کرده اند مرا
بتان ببین که چه تسخیر کرده اند مرا
ازین که بی تو دم آب در گلویم رفت
چه گریه ها که گلوگیر کرده اند مرا
ز دست تازه جوانان بر که داد زنم
بیک دو عشوه کهن پیر کرده اند مرا
بدرد حسرت من ره نمی توان بردن
مریض عالم تصویر کرده اند مرا
ستم ببین که کمان ابروان صید افگن
هلاک حسرت یک تیر کرده اند مرا
۳ نماند ذوق که از دست یار بوسه خورم
ز زندگانی خود سیر کرده اند مرا
ز دست آن مژه جانبر چسان شوم واقف
اسیر پنجهٔ‌ی تقدیر کرده اند مرا

۸۰

۴ بسویم رو نیاری بخت برگر دیده‌ای ۵ گویا
نظر پوشیدی از من طالع خوابیده‌ای ۶ گویا
مشامم از سخن های تو بوی درد میبابد
سرت گردم بر اوراق دلم گردیده‌ای گویا

---

۱ : یه شعر الف ، ب اور ج میں نہیں - ۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں-
۳ : یه شعر صرف ه اور و میں ہے - ۴ : یه غزل د میں نہیں -
۵ : بدگردیده (ا) - ۶ : گردیده (ا) -

بهر حرفم طرف میساختی زین پیشتر اکنون
سخن با من نمی گویی چه شد رنجیده ای گویا
۱ بجوش آمد ز شادی در تن من خون افسرده
تو گلگون از برای قتل من پوشیده‌ای گویا
تو ای مجنون که همچون بید میلرزی به پیش من
ازین دیوانه‌ای ژولیده مو رنجیده‌ای گویا
۲ چه واقع شد که باز از ناله ی توگوش میگیرد
شبی ای دل به کویش بی محل نالیده‌ای گویا
ز اشک خونیم شد بوته ی خار مژه گلبن
بحال دیده ی گریان من خندیده‌ای گویا
۳ نبودی پیش ازین هرگز به این رنگی که می بینم
به کوی او دلا امشب بخون غلطیده‌ای گویا
۴ تعجب می کنی از ناله های دل به کوی خود
فغان بلبلان در گلستان نشنیده‌ای گویا
۵ برش افسانه‌ای از شکوه‌ی آن زلف سرکردم
شنیده گفت تو خواب پریشان دیده‌ای گویا
۶ دلم بس درد کرد امروز جان من به لب آمد
ز بی دردی چو خود احوال من پرسیده‌ای گویا
دگر از علم و فن **واقف** ترا دل سرد می بینم
چنین دانم که درس عشق را فهمیده‌ای گویا

۸۱

۷ عجایب رونقی دادم من سرگشته سودا را
نمودم بوته دار از نقش پا دامان صحرا را
ترا چشم هوس در خواب کی بیند باین عصمت۸
که هم بستر نمی سازی بخود تصویر دیبا را

---

۱ : چوتها اور پانچواں شعر ہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر الف میں حسب ذیل ہے :
چه واقع شد که باز از ناله های دل بکوی خود
فغان بلبلان در گلستان نشنیده‌ای گویا
۳ : یہ شعر ب ، ہ اور مطبوعہ میں ہے - ۴ : ب میں ہے -
۵ : ب اور مطبوعہ میں ہے - ۶ : ہ میں ہے -
۷ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۸ : غفلت (ا ، ب) -

بود هر ذره‌ی من مضطرب از مهر خورشیدی
که می آرد چو شبنم در پریدن چشم حربا را
نباید تنگ چشمان را رفیق خویشتن کردن
رسید آخر نظر از دیده ی سوزن مسیحا را
چنان با خود ملایم ساز دشمن را ز خوش خلقی
که گردد سبزه گر بر ریزه ای مینا نهی پا را
۱ ز بوی زلف خوبان سخت در پرهیز می باشم
مبادا در دماغم ره فتد این دود سودا را
عزیز آید به چشمم هر که نامی از جنون دارد
دهم چون سرمه جا در دیده‌ی خود سنگ خارا را
چسان در پرده ماند خود نمای من که نام او
ز شوخی چاک می سازد گریبان معما را
ز فیض بخت گردیدیم از بحث و جدل فارغ
بپرس از دیگران واقف نزاع میر و ملا را

۸۲

۲ دردمند از کوچه ی دلدار می آییم ما
آه کز دارالشفا بیمار می آییم ما
عشق ما را عاقبت در بزم او بیقدر ساخت
یار کم میخواهد و بسیار می آییم ما
در سر ما عشق شور مستی منصور ریخت
پای کوبان تا بپای دار می آییم ما
زخمی تیغ جفا از کوی خوبان میرسم
گل بسر داریم از گلزار می آییم ما
نیست واقف همزبان ما درین محفل کسی
شمع می لرزد چو در گفتار می آییم ما

۸۳

۳ از درد دلم خون شد تا باد چنین بادا
احوال دگر گون شد تا باد چنین بادا

---

۱ : یه تین اشعار، اور و میں ہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

در عقل دلم میکرد دعوی فلاطونی
از عشق تو مجنون شد تا باد چنین بادا
تا چند ز من پرسی چون شد که دلت خون شد
از قدرت بیچون شد تا باد چنین بادا
این دیده ی بی اشکی صد خون جگر میخورد
صد شکر که جیحون شد تا باد چنین بادا
۱ باز این دل دیوانه در عاشقی افسانه
زان چشم پر افسون شد تا باد چنین بادا
دل داشت به شهر الفت لیکن ز سر زلفت
سرگشته ی هامون شد تا باد چنین بادا
از گردش چشم او کار دل و جان **واقف**
بی منت گردون شد تا باد چنین بادا

۸۴

۲ نیست می درکار رنگ آن رخ پر نور را
حاجت روغن چرا باشد چراغ طور را
حسن چون شاهانه بر کرسی ناز آرد نشست
عشق گرم دار بازی می کند منصور را
ساز عشرت کی دهد آواز بی آن دل نواز
تا بکی خواهی زدن مطرب عبث طنبور را
پر برون می آورد از شوق پرواز فنا
عقل اگر داری بچشم کم نه بینی مور را
هر سری لایق نباشد بهر سوز داغ عشق
همچو موسی می سزد پروانه شمع طور را
۳ خواستم آب بقا تیغش بسر وقتم رسید
صاحب جوهر کند نزدیک راه دور را
حال ملک دل چه می پرسی که در یک لحظه کرد
فوج مژگانی خراب این کشور معمور را

---

۱ : یه دو شعر صرف ہ اور و میں ھیں ۔ ۲ : یه غزل صرف د میں نہیں ۔
۳ : چھٹا اور ساتواں شعر ہ میں نہیں ۔

۱ در دیار عاشقی هنگامه‌ی داغ است گرم
سرد بازاریست آنجا مرهم کافور را
میدهم از کف عنان اشک گو آبم برد
ضبط نتوان کرد **واقف** گریه‌ی پر زور را

۸۵

۲ هواداری ندارم تا براندازد ۳ حجابش را
صبا شاید ز روی لطف بردارد نقابش را
ز من آن بی مروت روی گردان شد ۴ نمی داند
که در طالع کسوف دایمی هست آفتابش را
خدا خیرش دهد با من سلوک خوب می ورزد
بلطفم پیش می آید نیم قابل عتابش را
عنان را خود نگهدارد مگر رعنا سوار من
چو من بی دست و پای ورنه چون بوسد رکابش را
باین تقریب شاید سرنوشت من توان گفتن
خدا سازد که افتد حاجت افسانه خوابش را
دلم در آتش افگندی و من از غصه میسوزم
مبادا بشنود نامحرمی بوی کبابش را
شود بی پرده حسنش از تقاضای دل آزاری
ز بس شوخ است مژگان چاک می سازد نقابش را
۵ سوالی دارم از جانان که جان تازه میخواهم
جز آن لعل مسیحا دم که میگوید جوابش را
۶ دل صد چاک همچو شانه نذر زلف او کردم
نه دانم چیست باعث یا رب اکنون پیچ و تابش را
۷ مشو در فکر تعمیر دل ویران من **واقف**
به عمر خضر نتوان کرد آبادان خرابش را

---

۱ : یه شعر ب ، و اور مطبوعه میں ہے - ۲ : یه غزل د میں نہیں -
۳ : کند رفع (ا) - ۴ : گرداندن (ا) -
۵ : یه شعر ہ ، و اور مطبوعه میں نہیں - ۶ : یه شعر ب و اور مطبوعه میں ہے -
۷ : نسخه الف میں مقطع حسب ذیل آیا ہے :
به قتلم آن جفا جو میکشد شمشیر و میترسم
که خون گرم من واقف برد چون آتش آبش را

۸۶

۱ دامن کشان بدشت بلا میبرد مرا
دیوانه دل ببین که کجا میبرد مرا
من خود نمی روم بسر کوی او ولی
دل می طپد چنانکه ز جا میبرد مرا
غیرت اگرچه می بردم از حریم او
حسرت ولیک رو بقفا میبرد مرا
۲ مشکل فتاده آه نگهداری دلم
نازش جدا کرشمه جدا میبرد مرا
خاکم فتاده ام بهواداری دری
گاهی شمال و گاه صبا میبرد مرا
گاهی بکعبه گاه به بتخانه میروم
هرجایی هست دل همه جا میبرد مرا
من شکر پیر دیر چگویم که لطف او
از خود چو میبرد بخدا میبرد مرا
۳ در بزم او که صدر نشین گشته بوالهوس
آزرده ام ز دل که چرا میبرد مرا
سیر است دل ز دیدنش اما بکوی او
چشم گرسنه همچو گدا میبرد مرا
۴ زینسان که ذوق تیغ جفا در سر من است
روزی به قتل گاه قضا میبرد مرا
۵ مطلب ز سیر بادیه‌ام جز سموم نیست
حاشا که گشت ذوق هوا میبرد مرا
واقف هوای دامن صحرای دل کشا
مانند سیل بی سروپا میبرد مرا

۸۷

۶ رنگ زردی روکش فصل خزان داریم ما
خنده زین رو بر بهار زعفران داریم ما

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ہ کے بغیر باقی نسخوں میں مطلق عنان بجائے دامن کشان آیا ہے - مجھے دامن کشان بہتر معلوم ہوا - د میں دو شعر مذکور نہیں -
۲ : ہ میں چوتھا اور چھٹا شعر نہیں - ۳ : یہ دو شعر صرف ہ اور و میں ہیں -
۴ : یہ شعر صرف و میں ہے - ۵ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۶ : یہ غزل تمام نسخوں میں ہے -

۱ این تامل نی ز خود داریست در قربان شدن
چشم ایمایی ازان ابرو کمان داریم ما
حرف ما هرچند از دیوانگی بی ربط شد
شکوه ی زلف مسلسل بر زبان داریم ما
هر چه بادا باد با آن زلف سودا میکنم
نی امید سود و نی بیم زیان داریم ما
همچو آن شمعی که میگردد پریشان تار او
بهر شرح سوز دل چندین زبان داریم ما
میدهد از مو بمو چون نافه ما را بوی مشک
تا کجا سودای زلف او نهان داریم ما
دفتر احوال ما را ربط با شیرازه نیست
نسبتی **واقف** باوراق خزان داریم ما

۸۸

۲ او که نشناخت آشنایی را　　چون بیاموخت بی وفایی را
جان من ناخنی بدل می زن　　تو چه دانی گره کشایی را
میکند از غرور حسن امروز　　بت من دعوی خدایی را
هیچ ۳ خیری ندیدم از مردم　　بشکنم کاسه ی گدایی را
با شکست است عهد بنده درست　　خواجه مفروش مومیایی را
در دیاری که درد راست رواج　　نخرد هیچ کس دوایی را
یک دم ای تیغ وصل عریان شو　　سر جدا کن ز تن جدایی را
من و آن آستانه کز خاکش　　آبروی است چهره سایی را
رفت **واقف** دگر نخواهی یافت　　۴ این چنین عاشق فدایی را

۸۹

بسر می برم بی تو زان روز و شب را
که گم کرده جان در تنم راه لب را

---

۱ : تحمل (نسخه الف) -
۲ : اس غزل کا دوسرا اور پانچواں شعر د میں نہیں - نیز د ، ہ اور مطبوعہ میں مطلع حسب ذیل ہے -
یار سر کرد بیوفایی را　　بس که سرکرده آشنایی را
۳ : چیزی (ا ، ب ، ہ ، و) -
۴ : جان من عاشق گدایی را (ا) ہ میں مقطع حسب ذیل آیا ہے -
بر سر خاک کوی او واقف　　آبروی است جبه سایی را

صبا گر ترا باز پرسد ز حالم
اَلَا قُل لَهُ مَاتَ حُزناً و صَبرا
غم از بی نوایی ندارم که دارم
ز لخت جگر ساز و برگ طرب را
قبایل مرا نام مجنون نهادند
بگویید آن شوخ لیلی نسب را
۱ بیاید که برخاستم از سر جان
بگوئید یار تواضع طلب را
زدم خویشتن را بآن شمع **واقف**
که پروانه ام من ندانم ادب را

۹۰

۲ بنازی تاب دادی در چمن ای شوخ کاکل را
که از هر حلقه ی آن حلقه کردی نام سنبل را
بسرو و گل ندارم نسبتی گر اتفاق افتد
سلام من رسانی ای ضبا قمری و بلبل را
کشاد کار از نازک مزاجان کی بود ممکن
که تاب عقده وا کردن نباشد ناخن گل را
۳ صدف آبی که خورد از ابر نیسان عقده‌ی دل شد
گوارا نیست احسان فلک اهل توکل را
نگهدار آبروی یار را ای من سرت گردم
چرا بر فرق هر کس میزنی تیغ تغافل را
محال است اینکه ما آشفتگان را یاد فرمایی
تو کز عمری پس سر کرده‌ای ایشوخ کاکل را
نمی گردد علایق مانع ما از سفر **واقف**
کجا هنگام رفتن خار گیرد دامن گل را

۹۱

درقفس نی گل نه گلشن یاد می آید مرا
گاه گاهی از نشیمن یاد می آید مرا

---

۱ : یه شعر صرف و میں ہے - ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعر د ، ہ اور و میں نہیں -

آنقدر ترسیده چشم من ازین مردم که من
دوست می بینم ز دشمن یاد می آید مرا
زخم تیغت به شد و از یاد رفت اما هنوز
آنچه با من کرد سوزن یاد می آید مرا
ناله خیزد از رگ جانم بسان تار ساز
هرکه آن ناخن به رگ زد یاد می آید مرا
بسکه ناساز است با من عیش بی آن دل نواز
بشنوم گر نغمه شیون یاد می آید مرا
می شود بیت‌الحزن **واقف** جهان از گریه ام
هرگه از گم گشته‌ی من یاد می آید مرا

۹۲

۱ در سخن سازی ز بی برگی چه غم داریم ما
سیم و زر مانند نرگس در قلم داریم ما
در طریق عجز از ما کس نیفتاده است پیش
اندرین ره سبقت از نقش قدم داریم ما
تخم امیدی درین مزرع پریشان کرده ایم
از تو چشم ریزش ای ابر کرم داریم ما
آنقدر یادیکه زخم کهنه‌ی ما نو شود
آرزو زان خامه‌ی مشکین رقم داریم ما
۲ قامت ما خم شد از پیری ولی در سر هنوز
هم چنان سودای زلف خم به خم داریم ما
۳ لطف با ما هم نمی سازد ز بس بی طاقتی
خود بده انصاف کی تاب ستم داریم ما
۴ گریه **واقف** شمع سان ما را بود آب حیات
زندگی داریم تا در دیده نم داریم ما

۹۳

گفتم بسی ز درد دل خود حبیب را
نشنید از غرور چه گویم نصیب را

---

۱ : یہ غزل نسخہ ہ میں نہیں ۔ ۲ : یہ شعر د ، و اور مطبوعہ میں ہے ۔
۳ : صرف د ، و مطبوعہ دارد ۔
۴ : الف میں مقطع غلط مرقوم ہے ۔ یعنی آب حیات کی بجائے واقف حیات ہے۔

گل گل شگفت شب دلم از ذوق ناله اش
از من هزار عشق رسد عندلیب را
در هجر بی قرارم و در وصل مضطرب
یا رب علاج چیست من ناشکیب را
۱ سیری نصیب گرسنه چشمان حرص نیست
هر چند میخوریم ز دنیا فریب را
قمری و سرو دست بداماں او زنند
در باغ اگر گذر فتد آن جامه زیب را
۲ بلبل گرفته خو به قفس ای نسیم باغ
آن سو مرو به شور میاور غریب را
۳ تاب نظاره ی تو کجا دارد آدمی
پوشیده دار روی ملایک فریب را
واقف خیال قابض ارواح میکند
خو کردگان درد محبت طبیب را

۹۴

۴ زخم تیغ تو رسید است مرا | صبح اقبال دمید است مرا
بی دماغم ز خیال خط یار | سور در مغز خزید است مرا
از تماشای غبار خط یار | آب از دیده چکید است مرا
در کف من قلم نرگس نیست | از چمن چشم رسیده است مرا
جذبه حسن مصور پسری | همچو تصویر کشیده است مرا
۵ راست برخاستی از جای بغیر | پشت ازین غصه خمید است مرا
۶ بسکه در راه تو دارم تگ و دو | هر طرف نام دوید است مرا
۷ بنده‌ی باده فروشم **واقف** | کز غم دهر خرید است مرا

۹۵

۸ گریه شست از خاطرم فکر دل افسرده را
آمد آن آبی که برد از پهلویم این مرده را

---

۱ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں ۔
۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔
۳ : صرف مطبوعہ میں ہے ۔
۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔
۵ : یہ شعر د ، ہ اور و میں ہے ۔
۶ : یہ شعر ا ، ب اور ج میں ہے ۔
۷ : مقطع ا ، ب اور ج میں مذکور نہیں ۔
۸ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

انقلاب دهر می بینیم و بر حال خودیم
راست میمانیم شمع بزم برهم خورده را
شوق شمشیرت که آب زندگی در جوی اوست
در تن من زنده گردانید خون مرده را
۱ از رفوی زخم من ای چاره گر بردار دست
می کنی آزرده تر این خاطر آزرده را
گریه ام **واقف** اگر این نوع طوفان میکند
دهر تاوان خواهد از من جنس دریا برده را

۹٦

۲ خال در زیر ابرو است او را — ره که در کعبه داد هندو را
۳ چشم شوخت چو شد شکار افگن — فرصت رم نداد آهو را
نیست صفرای ما علاج پذیر — چه ترش می کنی بما رو را
چشم ما بار یوسفی نکشد — خاک در دیده این ترازو را
نیست تیغی چنین بسرکارت — مشکن ای جور پیشه ابرو را
۴ عمر آشفتگی بسر آمد — شوخ من تا برید گیسو را
۵ **واقف** از تیغ آبدارت شد — کشته‌ی خال و چشم جادو را

۹۷

٦ به بینید آن چشم سحر آفرین را — به بینید آن فتنه‌ی اهل دین را
اگر خانمان سوز دلها ندیدید ۷ — به بینید آن عارض آتشین را
کسی دود از آتش گل ندیده — تماشا کنید آن خط عنبرین را
به پشت سمند آمد آن جامه گلگون — عجب آتش افتاد درخانه زین را
بآن زلف سودا زیان نیست سود است ۸ — بتکرار پرسیده ام شانه بین را
۹ بیاد رخ او ز گل ریزی اشک — کنم کوچه باغ بهشت آستین را
چو بر بیدلان بگذرد گوید از ناز ۱۰ — به بندید آن را بگیرید این را

۱ : یہ شعر د ، ہ اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : ا ، ب میں یہ مصرع غلط درج ہے -
۴ : یہ شعر ا ، ب اورج میں ہے -
۵ : مقطع صرف د اور ہ میں ہے -
٦ : یہ غزل د میں نہیں -
۷ : ندیدہ (ا) -
۸ : مطبوعہ میں یہ مصرع یوں ہے : ز گلریزی دیدہ از یاد رویش -
۹ : یار گوید (مطبوعہ) -
۱۰ : لطف (مطبوعہ) -

مرا کشته و میرود شاد و خندان بخونم نگیرید آن نازنین را
شنیدم زمن کرده او شکوه جای ندارم زبان تا کنم شکر این را
بمن هرچه کرده است دل کرده یاران بگیرید آن خصم پهلو نشین را
بخون ریزیم آمدی خیر مقدم که میخواستم از خدا من همین را
بدیوانگی تا کنم نام روشن تراشیدم از سنگ طفلان نگین را
گرم می کشی باید از مهر ۱ کشتن سرت گردم از کف منه تیغ کین را
ترا آفریدند شیرین تر از جان ترش می کنی از چه روی حسین را
۲ مرا آسمان حسد پیشه نگذاشت که در حضرت او ببوسم زمین را
جهان بود محتاج طوفان دیگر من از چشم برداشتم آستین را
۳ چو بیند در آینه ، دزدیده بیند به بینید آن دلبر شرمگین را
برآن خاک ورسجده کردیم واقف نشاندیم بر تخت نقش جبین را

۹۸

۴ یار گماشت بر سرم هجر خرد ربای را
از سر من که جز خدا واکند این بلای را
عاشق تیره روز را تا ز نظر نیفگند
به که نصیحتی کنی نرگس سرمه سای را
چین به جبین مزن اگر پیش تو آمدم که من
با دم سرد میروم گرم نه کرده جای را
بسکه به حال زار من گریه‌ی زار زار کرد
قطره‌ی اشک هم نماند دیده‌ی دجله زای را
مفت به چشم کس کند جلوه کجا نگار ما
کز پس ناز خواهد از آینه رونمای را
از دم صبح وا شود غنچه اگر ترا دلی است
خیز و غنیمتی شمر این دم دل کشای را
لطف تو شاه من اگر شامل حال من شود
جام جهان نما کند کاسه‌ی این گدای را
حوصله تنگ تا کجا ضبط نفس که طالعم
کرده نصیب دوری حوصله آزمای را

۱ : لطف (مطبوعه) ۔ ۲ : یه شعر مطبوعه میں نہیں ۔
۲ : یه شعر و اور مطبوعه میں هے ۔ ۴ : یه غزل صرف مطبوعه میں هے ۔

غمزده‌ی زمانه ام هیچ زیان نمی شود
گر تو به کار من کنی غمزه‌ی غمزدای را
چاره نمی توان نمود هست برادری بهم
دلبر بی وفای را عمر گریز پای را
بی غم عشق آنکه مرد هیچ سعادتی نبرد
خوردن استخوان او چغد کند همای را
آه که آه آه من سی نرسد بماه من
آه که نیست چاره‌ای طالع نارسای را
گر نه وزیدی ای صبا بر سر زلف یار ما
پس ز کجا گرفتی این بوی جنون فزای را
یار چو دید حال من خنده‌ی قاه قاه زد
آه مگر بدارد این گریه‌ی های های را
لخت دل و جگر مرا ساز معاش روز و شب
طالع برگ عیش کو عاشق بی نوای را
واقف پر گناه هم بر در تست ملتجی
ای به در تو التجا فاسق و پارسای را

۹۹

۱ نیست یک تن که بجان نیست خریدار شما
چشم بد دور ازین گرمی بازار شما
برد نقد خرد از کیسه‌ی هر عیاری
کیسه پرداز چو شد طره‌ی طرار شما
دل من پاره نمی گشت بدینسان ز ستم
بودی ار پاره‌ی انصاف به سرکار شما
طاقت من کمری گشت خدا را رحمی
آخر ای خوش کمران چند کشم بار شما
طلبیدن ز شما مهر و وفا دور از کار
ز انکه جز جور و جفا نیست دگر کار شما
ما بجز مهر و وفا هیچ نکردیم ولیک
آه ! با این همه هستیم گنه گار شما

۱ : یہ غزل صرف ب اور مطبوعہ میں ہے ۔

طائر قدسی دل عرش نشیمن بود است
واه چه گردید که گردید گرفتار شما
گو ببارد به سر من همه خشت و همه سنگ
من نخواهم شدن از سایه‌ی دیوار شما
پشت دستی به رخ دولت دنیا بزنم
گر دهد دست مرا دولت دیدار شما
می روم با دل پر خار که نتوانم دید
گل بدامن ببرد غیر ز گلزار شما
در خور حرف شما گوش گدایان نبود
لائق گوش شهان گوهر شهوار شما
نه عبادت ز شما آید و نی فکر دوا
بچه امید زید **واقف** بیمار شما

۱۰۰

کردم از زاری خود بیزار یار خویش را
با که گویم یا رب اکنون حال زار خویش را
گفتم از جور رقیبان خیرباد کوی یار
بی ضرورت کی گزارد کس دیار خویش را
منت ایزد که من بر رغم اهل روزگار
ساختم صرف محبت روزگار خویش را
نخلم ای باد صبا محتاج تحریک تو نیست
باش تا من خود بریزم برگ و بار خویش را
گر ز سودن ها کف دستم حنایی شد بجاست
داده ام از دست دامان نگار خویش را
حیله ها سازند چون سیماب بهر کشتنش
هر کجا یابند خوبان بی قرار خویش را
هست چندان الفتی با این تن خاکی مرا
می دهم برباد خود مشت غبار خویش را
گر فگندم کار بر تقدیر نتوان عیب جست
خوب داند هرکسی تدبیر کار خویش را

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں ہے۔

بسکه وقت آمدن خود را فراموش کرده ام
میکشم در محفل او انتظار خویش را
واقف امشب گریه میکرد از خیال کوی یار
چون غریبی کو بیاد آرد دیار خویش را

۱۰۱

۱ از بس گذری به کوی دلها — آید همی از تو بوی دلها
دلها در جستجوی تو گم — جانها در جستجوی دلها
دلها خون شد در آرزویت — ای خوبی آرزوی دلها
دلها همه را نظر بسویت — گاهی نظری بسوی دلها
دلها به در تو رو نهاده — بکشای دری بروی دلها
دلها در ها و هو ز شوقت — غافل تو ز های و هوی دلها
دلها به تو بس که خو گرفتند — نازک شده است خوی دلها
چار ابرو تا شدی فتاده — شور تو به چار سوی دلها
با یک دیگر بلند گردید — از سرو تو گفتگوی دلها
واقف شده تنگ بر دلم جا — در کوی تو از غلوی دلها

۱۰۲

۲ هجران شده سازگار با ما — ای وصل ترا چه کار با ما
یک بار نه شد دو چار آنماه — در کوچه‌ی انتظار با ما
ای هم نفسی که می دهی پند — ما را نفسی گزار با ما
از دوستیت شدند دشمن — دیوانه و هوشیار با ما
تقصیر نه کرد در زدوکشت — دیدی که چه کرد یار با ما
رفتیم و کسی نه رفت با ما — جز سایه ازین دیار با ما
از دولت راستی است واقف — کج بازی روزگار با ما

۱۰۳

۳ تا مهر و وفا بجاست ما را — این جور و جفا سزاست ما را

---

۱ : یه غزل صرف مطبوعه میں ہے -
۲ : یه‌غزل ہ و اور مطبوعه میں ہے -
۳ : یه غزل صرف مطبوعه میں ہے -

ما را ز بدان شکایتی نیست خوبان گله از شماست ما را
فریاد که کج کلاهی چندی بردند ز راه راست ما را
گل بر سر ما نمی توان زد تا خار رهش به پاست ما را
فرسوده شدیم ای دریغا آسوده خدا نه خواست ما را
بردار طبیب دست از ما این درد به از دواست ما را
در پهلوی غیر کرده ای جا زان عهد که با وفاست ما را
در عهده‌ی ما جفا کشیدن از تو گله‌ی بجاست ما را
واقف گل داغ عشق چون شمع سامان نما نماست ما را

۱۰۴

۱ بحمدالله دل درد آشنای کرده ام پیدا
برای درد بیدردی دوای کرده ام پیدا
سری با شوخ شمشیر آزمای کرده ام پیدا
ز بهر زخم خوردن اشتهای کرده ام پیدا
نشان داد است عشقم نسخه‌ی سوز و گداز ای دل
ز من غافل نباشی کیمیای کرده ام پیدا
بغیر از گوشه‌ی چشم تو جانان نیست منظورم
اگر در گوشه‌ی میخانه جای کرده ام پیدا
نشد از توتیای سرمه روشن چشم تاریکم
پس از سرگشتگیها خاک پای کرده ام پیدا
۲ به امیدیکه در سرکار زلف یار راه یابد
دل سودایی آشفته رای کرده ام پیدا
شنیدم یار آتش پاره آتش می زند در من
باین امید نفت و بوریای کرده ام پیدا
درین گلشن به دست آورده ام سروی جوانی را
برای موسم پیری عصای کرده ام پیدا
اگر آهن دل است آن شوخ ازینم نیست پروای
که من از جذب عشق آهن ربای کرده ام پیدا

---

۱ : یہ غزل ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۲ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -

نباشم غافل از یاد تو ای آیینه رو وقتی
بخود نازم که وقتی با صفای کرده ام پیدا
فغان من به صوت بلبل و قمری نمی ماند
ازین نالنده ها طرز جدای کرده ام پیدا
دل نازک دماغم سر فرو نارد بهر شوخی
بچندین سعی شوخی میرزای کرده ام پیدا
خوشم از ناله اش ساز و سرودم خوش نمی آید
ز پهلوی دل از مطرب غنای کرده ام پیدا
نه دارم هیچ غم **واقف** اگر بی برگ گردیدم
باین شادم که همچو نی نوای کرده ام پیدا

۱۰۵

۱ تا کی غم فراق به زندان کند مرا — شادی وصل کو که گلستان کند مرا
ساقی بیار باده که مستان کند مرا — وز توبه‌ی ناکرده پشیمان کند مرا
ساقی چو دورتست بگردان پیاله ای — کاسوده دل ز گردش دوران کند مرا
بیمار کرد درد دل من طبیب را — عیسی دمی کجاست که درمان کند مرا
اغیار را به لطف نهایان نواخت یار — ممنون مگر به عشوه‌ی پنهان کند مرا
یا رب مرا به ساده عذاری دوچار کن — کز جلوه‌ای چو آینه حیران کند مرا
از داغ دل که گرسنه چشم آفریده اند — ترسم که منفعل ز نمکدان کند مرا
۲ یا رب تو ام ز لطف چو آباد کرده‌ای — مگزار سیل حادثه ویران کند مرا
بر من گذر نمی کنی از ناز کاشکی — گردون بخاک راه تو یکسان کند مرا
گویا مرا به دوده‌ی گیسوست نسبتی — هر جا که ماتمی است پریشان کند مرا
واقف فریب خورده‌ی جمعیتم کجاست — آشفته کاکلی که پریشان کند مرا

۱۰۶

۳ چشم ترسیده است ازین مردم من دیوانه را
خانه‌ی دیوان نهادم نام دیوانخانه را
از فراق هم نوایان بلبل من در قفس
از نظر انداخت همچو اشک آب و دانه را

---

۱ : یه غزل ه ، و اور مطبوعه میں ہے -
۲ : آٹھواں اور دسواں شعر ہ میں نہیں - ۳ : صرف مطبوعه میں ہے -

بر سر وجد است دل تا تیغ او را دیده است
شور افزون می شود از ماه نو دیوانه را
خویش را زد بی محابا بر دم شمشیر تیغ
میتوان کردن تماشا جوهر پروانه را
دست از اصلاح احوال پریشانم بکش
ربط با موی سر مجنون نباشد شانه را
در جهان روزیکه غم بنیاد ویرانی گزاشت
نذر سیل گریه کردم من نخستین خانه را
دامن فانوس را خواهم گرفتن روز حشر
کز وصال شمع مانع می شود پروانه را
بسکه چشم کافر او رهزن دین من است
قصد مسجد گر کنم گیرم ره میخانه را
سادگی بین کز گمان رحم واقف بارها
خوردم از چشمش فریب گریه‌ی مستانه را

۱۰۷

۱ ای لاله‌ها ز شوق رخت داغ دیده‌ها
گل ها ز رشک روی تو در خون‌طپیده‌ها
فردا جواب چیست بگو جامه زیب من
گیرند دامنت چو گریبان دریده‌ها
چشم تو جادوی است که از سحر سازیش
گردیده‌اند رام تو از خود رمیده‌ها
مژگان یار دیدم و شستم ز خویش دست
من خون گرفته آن صف خنجر کشیده‌ها
کردند گم ز دولت عشق تو خویش را
نوعاشقان چو تازه بدولت رسیده‌ها
پرواه نمی کنی تو و نالند روز و شب
دلها ز ابروی تو چو عقرب گزیده‌ها
در چشم غیر رفتی و من محو انتظار
آیین مردمی چه شد ای نور دیده‌ها

۱ : یہ غزل صرف مطبوعہ میں ہے -

از بهر او که نشنود از ما شنیدنی
واقف شنیده ایم بسی ناشنیده‌ها

۱۰۸

۱ بیرون کشم ز دیده دل غم کشیده را
تسکین دهم ز گریه باین حیله دیده را
از قحط مردمی چه عجب گر به عهد ما
در گریه اتفاق نماند دو دیده را
چون حکم تست حکم چکیدن نمی دهد
بی دردی تو اشک به مژگان رسیده را
یک ره بحالم ای بت شیرین دهان بخند
شان عسل کن این دل مژگان گزیده ها
صد آفرین بزلف پریشان دلبران
نگزاشت جمع خاطری یک آفریده را
باور کجاست آنچه ز زلف تو میکشیم
در عمر خویش خواب پریشان نه دیده را
تا کی فراق مژده‌ی وصلی بما فرست
تا راحتی رسد دل محنت کشیده را
واقف ز حسرت بخدا آرمیدگان
آرام نیست این دل از خود رمیده را

۱۰۹

۲ غنچه‌ی دل در چمن دور از تو نکشاید مرا
خنده ی گل در نظر خمیازه می آید مرا
امتحان کردم ندارد وعده‌ی وصل تو اصل
بی مروت دیگری را ده نمی باید مرا
نسبت من با تو باشد نسبت ابر و چمن
خنده می آید ترا چون گریه می آید مرا
همچو آن شخصی که باشد معتقد دیوانه را
میکنم واقف بجان دل هرچه فرماید مرا

۱ : صرف و اور مطبوعه میں هے - ۲ : یه غزل د ، ه اور مطبوعه میں هے -

۱۱۰

۱ ازان لعل مسیحا دم سر حرفی بما بکشا
برای دردمندانت در دارالشفا بکشا
بیاد قصد خون عاشقان فرما نگار من
چرا بی کار بنشینی حنا از دست و پا بکشا
۲ ازان لطفی که دارد گل به پیراهن نمی گنجد
تو هم روزی درآ در گلشن و بند قبا بکشا
۳ ز پهلوی دل تنگم ملالی هست بیش از حد
بیا جانان ببر این غنچه را با خویش یا بکشا
گدای تست **واقف** صد گره افتاد در کارش
تو کار بسته اش را ای شه مشکل کشا بکشا

۱۱۱

۴ آمد آواز او بگوش مرا — رفت از راه گوش هوش مرا
نشود سرد دیگ سودایم — نگه گرم داده جوش مرا
دود دل کرده همچو ماتمیان — پای تا سر سیاه پوش مرا
گرم گو شمع محفل عشقم — نتوان ساختن خموش مرا
بکشا لب جواب ناصح ده — چون لبت کرده باده نوش مرا
حیرتم میکشد چرا کرد است — عهد سست تو سخت کوش مرا
واقف از دست غصه‌ی دوران — که خرد غیر می فروش مرا

۱۱۲

۵ به چشم من چه قدر رتبه است جنگ ترا
که میل دیده‌ی خود میکنم خدنگ ترا
برای چهره برافروختن شراب مخور
که نیست حاجت روغن چراغ رنگ ترا
ز پیر عشق مرا رخصت تصرف نیست
به نیم ناله کنم ورنه آب سنگ ترا
نهال عشرتم آن دم بهار خواهد کرد
که شاخ گل کند از خون خود خدنگ ترا

---

۱ : یه غزل ہ ، و اور مطبوعه میں ہے - ۲ : یه غزل ہ اور مطبوعه میں ہے -
۳ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے - ۴ : د ، ہ اور و میں ہے -
۵ : د ، و اور ہ میں ہے -

جهان تنگ به چشمم شد است تنگ شکر
چه لذت است خیال دهان تنگ ترا
بنال **واقف** ازین قامت خمیده‌ی خویش
کسی ز لطف نوازش نه کرد چنگ ترا

۱۱۳

۱ غم او در بدر انداخت ما را — پریشان گرد عالم ساخت ما را
بسی دیوانگی کردیم لیکن — به سنگی هیچ کس ننواخت ما را
شکیب و عقل و دین را کرده غارت — غمش ترکانه بر دل تاخت ما را
شدیم از دشمنان آسوده از بس — فراق دوستان بگداخت ما را
عجب آسوده از دنیا گذشتم — بحمدالله کسی نه شناخت ما را
ز زلف یار **واقف** شکوه دارم — پریشان گرد عالم ساخت ما را

۱۱۴

۲ برباد داد گل بهوایت رساله را
آتش گرفت در غمت اوراق لاله را
دل صید خوش سوادی دشت جنون شده است
تا دید داغ لاله و چشم غزاله را
خواهم شبی بگرد سر مه جبین خویش
گردم چنان که حلقه کنم نام هاله را
۳ مستان بجرم اینکه زند بوسه بر لبت
بر دار میکشند چو نرگس پیاله را
چون میبری ز من دل صد پاره جان من
باری باحتیاط بدار این رساله را
۴ دیدی که نیست رفتنی از خانه ات دگر
واقف حواله کن به غم او قباله را

۱۱۵

کردند قبایل همه مجنون لقب ما
این حرف رسانید به لیلی نسب ما
دیدیم کتب خانه هفتاد و دو ملت
غیر از سخن عشق نشد منتخب ما

---

۱ : یہ غزل د میں ہے - ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر د ، ہ اور و میں نہیں - ۴ : ا ، ب اور ج میں مقطع نہیں -

چون کوه کنش محنت سخت آمده درپیش
این بود سزای دل راحت طلب ما
با بخت سیه منت گردون نه پسندیم
آن روز مبادا که شود روز شب ما
آن تنگ دلانیم که چون غنچه ی تصویر
نو بر نکند خنده درین باغ لب ما
گستاخ ازین است کزان پنجه ی مژگان
سرچنگ نخورده است دل بی ادب ما
۱ **واقف** زدرت رفت نه گفتی که کجا رفت
دیوانه ی بی پاوسرو بوالعجب ما

۱۱۶

۲ ز سیلاب سرشک از چهره شستم گرد هامون را
ز فیض عشق آخر شاد کردم روح مجنون را
مرا بی اختیار آن ابروی پیوسته یاد آمد
بهرجا سر بهم آورده می بینم دو موزون را
تمامی فتنه‌ها از گردش چشم تو می آید
عبث بدنام میسازند مردم دور گردون را
گلستان شگفتن ساختی از مژده‌ی قتلم
چوگل در خنده آوردی بتن هر قطره‌ی خون را
اگر آن طفل طرار از نظر غایب شود **واقف**
روان کن در پیش چون رند عیار اشک گلگون را

۱۱۷

۳ چنین که بهر لب یار میکنم جان را
برای لعل نه کنده است هیچ کس کان را
گریزگاه دل ماست در پریشانی
خدا دراز کند عمر زلف جانان را
مباد سر کشد از حکم ناز تو روزی
مساز این همه خود سر سپاه مژگان را

---

۱ : ا ، ب ، ج مقطع نه دارد ۔ ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں ۔
۳ : ا ، ب ، ج میں یه غزل غلط مرقوم ہے ۔ دوسرے شعر میں تھوڑی سی تبدیلی کرکے اسے مطلع بنا دیا ہے (گزارگاه بود این دل پریشان را) نیز مقطع کے پہلے مصرع میں تبدیلی سے دوسرا شعر بنا دیا ہے ۔ (چگونه برکشم از سینهٔ تیر جانان را) اور مطلع کو تیسرا شعر بنا دیا ہے ۔

کجا روم که نمایم ز گریه دل خالی
اگر ز دست دهم دامن بیابان را
ز دستبرد هوای تو زین چمن چون گل
نبرده است سلامت کسی گریبان را
چگونه برکشم از سینه تیر او **واقف**
نمیتوان بدر از خانه کرد مهمان را

۱۱۸

۱ ای بسته کمر شکست ما را برهم زده بندوبست ما را
۲ از دست تو کار ما شد از دست بگزار ز دست دست ما را
تا دید رقیب داغ گردید با لاله رخان نشست ما را
۳ تیرم ز هدف خطا بگردید لرزید ز دست شست ما را
با روی نکو نشست **واقف** این بود مگر الست ما را

ناتمام غزلیات

۱

۴ ای هر سر موی تو رگ جان و دل ما
شیرازه‌ی اوراق پریشان دل ما
ناکرده به ۵ گلشن بگریبان گل عیشی
صد خار غم آویخت بداماں دل ما
چسپان نشود بر تن ما جامه‌ی شادی
تا هست غمت دست و گریبان دل ما
صد سلسله از زور جنون پاره نمودیم
تا زلف تو شد سلسله جنبان دل ما
دل نام عزیزی که تو بردی باسیری
خوارش نکنی جان تو و جان دل ما
غارتگری آغاز نمودند چو ترکان
بردند نخستین سر و سامان دل ما

۲

چه غم گر غمش ناتوان کرد ما را که کاهیدن جسم جان کرد ما را

---

۱ : مطبوعه نه دارد -
۲ : از دست گل زبان وردت (الف)
۳ : یه دو شعر صرف د میں هیں -
۴ : یه اشعار مطبوعه میں نهیں -
۵ : ز (ا ، ب) -
۶ : مطبوعه میں یه اشعار نهیں -

چه گوییم ما شکر پیر خرابات — بیک جرعه ی می جوان کرد ما را
دعا گوی سودای زلف بتانیم — که فارغ ز سود و زیان کرد ما را
به نزدیک او می نشینیم در بزم — گران قدر گوش گران کرد ما را
چه احسان بما کرد چرخ مقوس — که پیش خدنگش نشان کرد ما را
اشارات ابروی آن شوخ پرکار — به آنی اشارات دان کرد ما را

۳

۱ نکشد یار از غرور مرا — کشتن خویش شد ضرور مرا
نمک خنده ۲ اش چو یاد آریم — گریه می‌آورد بشور مرا
۳ زاریم بر تو دست خواهد یافت — نیست هر چند دست زور مرا
غیر از شکر تو کام گرفت — خوردن زهر شد ضرور مرا
۴ کرد دیوانه ساق خوبانم — سنگ باید زد از بلور مرا
۵ همچو سوغات میفرستد چرخ — محنت غم ز راه دور مرا

۴

۶ دل ز رنج سفر عشق خراب است مرا
چشم چون آبله زین راه پر آب است مرا
لله الحمد که بر رغم حریصان جهان
در نظر سر بسر این بحر سرابست مرا
شب هجران تو در گریه چو شمعم سرگرم
با چنین حال کجا فرصت خواب است مرا
۷ بوسه‌ای دادی و انداز رمیدن کردی
ای دغا باز مرو با تو حساب است مرا
میکنم جزوکشی پیش ادیب عشقت
در بغل از دل صد پاره کتابست مرا
دود آه جگر من نشود کم یا رب
که خوش آینده تر از بوی کباب است مرا

۵

نمک خوان دل فگاران است — شور اشعار عاشقانه ی ما
۸ خویش را زود تر رسان ای سیل — چشم بر راه تست خانه‌ی ما

---

۱ : ه اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : چهره (ا)
۳ : یه شعر ه میں نہیں -
۴ : د میں نہیں -
۵ : ا ، ب اور ج میں نہیں -
۶ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں -
۷ : ا ، ب اور ج میں نہیں -
۸ : یه شعر د اور و میں نہیں -

زلفت آشفت و از پی سودا — شاخ در شاخ شد بهانه‌ی ما
خانه را سیم گل کنیم مگر — آمد آن سیمبر بخانه‌ی ما
۱ زلف را میدهی به دست رقیب — نه ای آگاه ز درد شانه‌ی ما
ای بهشت از تو در دو دیده و دل — دوزخ آتش برد ز خانه‌ی ما

۶

۲ خوگر وصل چه داند غم مهجوری را
دور دارید ز من همنفسان دوری را
نام تقوی نتوان برد بجای که تویی
چشم مست تو درد پرده‌ی مستوری را
زهرها جمله شکر گشته ز شیرینی تو
عشوه ای کن که ز بختم ببرد شوری را
بسکه در طبع دوا درد مرا تاثیر است
داغ من ساخت نمک مرهم کافوری را
گر باین رنگ کنی جلوه بگلشن روزی
رشک روی تو کند زرد گل سوری را
۳ چشم بد دور تویی یوسف ثانی امروز
بوی پیراهنت از دیده برد کوری را

۷

۴ چون نی نساخت هم دمی هیچ کس مرا
نالم اگر مسیح بود هم نفس مرا
نو آمدم بدام تو زودم چه میکشی
بگذار یک دو روز بکنج قفس مرا
کاهیده ام ز ذوق ه چمن بلبلی کجاست
کز بهر آشیان ببرد همچو خس مرا
با آنکه مقتدای صف عاشقان شدم
پنداری از جماعه‌ی اهل هوس مرا
صاحبدلان ز محنت همره فغان کنید
یاد است این سخن ز زبان جرس مرا
کاسد متاع رشته ی بازار هستیم
یوسف اگر شوم نخرد هیچ کس مرا

---

۱ : یه دو شعر صرف ہ میں ھیں -
۲ : یه اشعار مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعر د ، و اور ہ میں ھے -
۴ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں -
۵ شوق (د ، ہ ، و) -

۸

۱ کی دل خشنود میباید مرا　جان غم فرسود میباید مرا
دردمندم لاعلاجم جان بلب　بوسه‌ای ده زود میباید مرا
۲ پاره‌ای زان دل که از من برده ای　هست اگر موجود میباید مرا
تا کنم موم آن دل آهن پرست　معجز داؤد میباید مرا
تا ستانم بوسه‌ای از ساعدش　طالع مسعود میباید مرا
تا شوم در مجلس غم روشناس　روی اشک آلود میباید مرا

۹

۳ بس که در هر صورت آزار است دامنگیر ما
بستر بیمار گردد صفحه‌ی تصویر ما
سخت گیران جهان هر جا که بوده است آهنی
گرد کردند از برای حلقه‌ی زنجیر ما
از چه میگردی بگرد غنچه‌ی ما ای صبا
از شگفتن ننگ دارد خاطر دلگیر ما
ما خراب از زهد گردیدیم ساقی همتی
۴ سبحه را گل کن بمی خواهی اگر تعمیر ما
بعد مردن از هوای سرو بالای کسی
طوق قمری میشود هر حلقه‌ی زنجیر ما

۱۰

چشمش از یک نگاه کشت مرا　این بلای سیاه کشت مرا
صبر از آه یک نفس نه کند　دل بی صبر آه کشت مرا
روز و شب بر در تو می آیند　رشک خورشید و ماه کشت مرا
شکوه کردم برش ز حال تباه　او بحال تباه کشت مرا
بر سرم لشکری نتاخته است　شاه مژگان سپاه کشت مرا

۱۱

۵ کردم ز عشق داغ سراپای خویش را
گل پوش ساختم همه اعضای خویش را
باید مرا نشست بر آتش سپند وار
در بزم او شناخته ام جای خویش را

---

۱ : مطبوعه میں یہ اشعار نہیں - ۲ : د ، و اور ہ میں نہیں -
۳ : مطبوعه میں یہ اشعار نہیں - ۴ : یعنی تسبیح کو جام شراب میں غرق کردو
۵ : یہ اشعار صرف ہ اور د میں ہیں -

گرد نگهداشتن خویش مشکل است
در کارت ار کنم دم گیرای خویش را
با کج معامله نرود پیش آشتی
بر می زدم به زلف تو سودای خویش را
ناقدردان حسن مشو حرف من شنو
منمای بر کسی رخ زیبای خویش را

۱۲

۱ از پا فگنده قامت رعنای او مرا
بر سر چه آمده است ز بالای او مرا
بی تاب میشوم چو نه بینمش دمی
با آنکه نیست تاب تماشای او مرا
گرد است گرم مجلس اغیار شمع من
داغم که سوخت گرمی بیجای او مرا
هوشم تمام در سر زلفش بباد رفت
سرمایه‌ای نماند ز سودای او مرا
دل از کجای او بکنم آه چون کنم
دل تنگی است با همه اعضای او مرا

۱۳

هم سری نبود بابروی بتان شمشیر را
کند میگردد درین دعوی زبان شمشیر را
نیست ممکن صلح دادن شعله و مو را بهم
بر کمر بستی نمیدانم چسان شمیشر را
گر نه پیش ابروی او میکند اظهار عجز
خس چرا باشد ز جوهر در دهان شمشیر را
حرف پیچ و تاب چین ابروی خون ریز او
هست از جوهر مسلسل بر زبان شمشیر را
میکند بر سوزن مژگان برای کشتنم
چشم او هردم ز ابرو امتحان شمشیر را

---

۱ : صرف ہ اور و میں ہے -

۱۴

۱ پرتو آن مه جبین بیتاب میسازد مرا
دیدن آن سیمتن سیماب میسازد مرا
طاق ابروی که من زان کعبه‌ی جان دیده ام
روی گردان آخر از محراب میسازد مرا
کی تواند داد کام من عقیق دلبران
آب چون گردد جگر سیراب میسازد مرا
موی بموی خویش وقف غصه و غم کرده ام
همچو زلف یار پیچ و تاب میسازد مرا
نغمه و می هیچ گه با طبع من ناساز نیست
چار موسم این هوا این آب میسازد مرا

۱۵

۲ کجا هوای گلستان شگفته کرد مرا
چو صبح چاک گریبان شگفته کرد مرا
کشاد در قدم سرو جامه زیب من است
بیاد گوشه‌ی دامان شگفته کرد مرا
مرا ز خنده‌ی صبح بهار دل نشگفت
خیال آن لب خندان شگفته کرد مرا
نگشت تازه دماغم ز نکهت سنبل
نسیم طره‌ی جانان شگفته کرد مرا
بگرد غنچه‌ی من ای صبا چه میگردی
نفس مسوز که نتوان شگفته کرد مرا

۱۶

۳ ضرور بر زر رخسار شد سپاس مرا
که پیش سیمبران کرده روشناس مرا
۴ بگو چگونه شود صحبتم بر آر به عقل
که ساخت ده دلا جمعیت حواس مرا

---

۱ : یه اشعار د میں نہیں - ۲ : به شعر و میں نہیں -
۳ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں - ۴ : پہلا مصرع صحیح مرقوم نہیں -

۱ چنان ز پیرهن رنگ آمدم بیرون
که میکنند به بوی گل التماس مرا
دلم ز صحبت مردم کناره میخواهد
ز یار گوشه‌ی چشمی است التماس مرا
ز خاک کوی تو پوشیده ام سراپای
دگر نمانده سروکار با لباس مرا

۱۷

۲ هر شب ز گریه بی تو سحر میکنم بیا — چون شمع تا سحر مژه تر میکنم بیا
گر مانع است ز آمدنت زاری دلم — این خسته را ز خانه بدر میکنم بیا
ای نور دیده بهر چه رنجیده رفته ای — خاک ره تو کحل بصر میکنم بیا
۳ پهلو نشین غیر شدی ای خدنگ یار — جای ترا بجان و جگر میکنم بیا

۱۸

۴ مجمر داغ گشت سینه‌ی ما — نیست امروز کس قرینه‌ی ما
یافتم ای فلک ز منطقه ات — که کمر بسته ای بکینه‌ی ما
میکشد سنگ را بذوق شکست — جانب خویش آبگینه‌ی ما
عشق آمد بیادگار نوشت — غزلی چند در سفینه‌ی ما

۱۹

۵ درهم و برهم نمود طره‌ی جانانه را — زود مسلسل کنید این دل دیوانه را
در دلم از رفتنت هیچ صفای نماند — رفتی و بردی بخود رونق این خانه را
سبحه گذارد ز کف ۶ جام گذارد به کف — زاهد اگر بنگرد گریه‌ی مستانه را
دین و دل و صبروهوش جمله به یغما برد — چشم تو چون سر کند غارت ترکانه را

۲۰

۷ از کجا می آیی ای غارتگر جان از کجا
از کجا ای دشمن گبر و مسلمان از کجا
از کجا پرسم ترا ای شعله‌ی بیباک حسن
از کجا ای خانه سوز کفر و ایمان از کجا

---

۱ : یه شعر صرف د میں ہے - ۲ : مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعر ا ، ب ، ج میں نہیں - ۴ : مخزن (ا ، ب ، ج) از غمت (ہ) -
۵ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں - ۶ : دست (د ، ہ ، و) -
۷ : د اور مطبوعه میں یه اشعار نہیں -

از کجا چون سیل تند و مست و پر شور آمدی
از کجا ای خانه ها را کرده ویران از کجا
از کجا می آیی ای دست و گریبان جفا
از کجا ای از وفا افشانده دامن از کجا

۲۱

۱ ای سوخته از داغ تو صد جای دل ما
پروای دل ما نکنی وای دل ما
چون لاله اگر پا نه گذارد بمیان داغ
پیوند نگیرد بهم اجزای دل ما
هر داغ کند تازه سیه خانه‌ی لیلی
آید چو خیال تو بصحرای دل ما
بسیار کج افتاد بما زلف تو ای شوخ
چون راست نیامد بتو سودای دل ما

۲۲

۲ به تربتم چو دهم جان در انتظار بیا
پی تلافی مافات بر مزار بیا
ز خون من همه خوبان به کف حنابستند
تو هم بکن قدمی رنجه ای نگار بیا
شود که وا شود این غنچه‌ی که دل‌نام است
شگفته رو ترم ای غیرت بهار بیا
اگر به کار منت آمدن بخاطر هست
بیا که رفت مرا دست و دل ز کار بیا

۲۳

۳ بسمل نمود آرزوی تیغ او مرا — در خون نشاند عاقبت این آرزو مرا
بیمار کرد آرزوی تیغ او مرا — هرگز فرو نمی رود آب از گلو مرا
همچون حنای رفته ز کف در هوای تو — رنگ پریده باز نیامد به رو مرا
ای وای چون زیم که مجال نفس نماند — زین گریه‌ی که بسته گره در گلو مرا

۱ : د اور مطبوعه میں نہیں ـ
۲ : یه اشعار د اور ہ میں ہیں ـ
۳ : صرف مطبوعه میں ہیں ـ

۲۴

۱ ای که بستی کمر از بهر دل آزاری ما
زور حسن تو ندارد خبر از خواری ما
خاک گشتیم به راه تو و رفتیم بباد
بر تو ظاهر نشد افسوس هواداری ما
یار از سادگی امروز به هیچم نفروخت
باشد آن روز که آید به خریداری ما
ناله‌ی ما نتواند ز قفس بیرون شد
کس نبود است و نباشد به گرفتاری ما

۲۵

۲ در غم دل چون ز خون رنگین کنم این دیده را
سرخ پوشیدن مناسب نیست ماتم دیده را
خنده صرف دردمندان دگر کن گو لبش
نیست حاجت با نمک داغ من شوریده را
از سفر کی پخته گردد هر که باشد خام طبع
طفل میدانیم ما اشک جهان گردیده را
تا ببوسد گریه‌ی من پای سبزان چمن
منصب میرآبی گلزار دادم دیده را

۲۶

۳ کس چکند این دل آواره را | این دل آواره‌ی صد پاره را
باده بآن چشم سیه دل مده | مست مکن کافر خونخواره را
در شب هجران تو ای مه جبین | می شمرم ثابت و سیاره را
چشم من ازگریه به طفلی ۴ نمود | کشتی طوفان زده گهواره را

۲۷

۵ زارم از درد جدایی ای دل زارم بیا
دردمندم لاعلاجم سخت بیمارم بیا
وقت آن آمد که افتد با وصیت کار من
با تو ظالم یک دو حرفی گفتنی دارم بیا

---

۱ : صرف ہ میں ہے -
۲ : د اور مطبوعہ میں ہے -
۳ : د اور مطبوعہ میں نہیں -
۴ : لطفی (ا)
۵ : د اور مطبوعہ میں نہیں -

با تو ای سیمین بدن دل در برم سیماب شد
بیش ازین تاب غم دوری نمیدارم بیا
جز به شغلی کی توان بردن بسر ایام هجر
یار رفت از چشم من ای گریه بیکارم بیا

۲۸

۱ نتوان کرد مرا از تو بتدبیر جدا
چه مجال است که گردد شکر از شیر جدا
هیچکس نیست بزندان غمت بی شیون
من دیوانه جدا نالم و زنجیر جدا
چند در گوشه‌ی ویرانه خرابم دارد
بیم سیلاب جدا و غم تعمیر جدا

۲۹

بگو به آن مژه‌ها تا زنند تیر مرا
ز پیش چشم تو رم میکنم بگیر مرا
حنا نیم که توان بستنم به آسانی
توان به خون جگر کرد دستگیر مرا
به خاک چون ننشینم که آن کمان ابرو
ز خویش دور فگند است همچو تیر مرا
چه رنگ همچو حنا پای آن جوان بوسم
مگر مدد رسد از پیر دستگیر مرا

۳۰

۲ هست آرزوی بوسه ای از تو من دلریش را
چیزی بده درویش را چیزی مگو درویش را
مجنون و خوار و ابترم غوغای طفلان بر سرم
خواهم که از کویت برم جای دگر تشویش را
آن هردو چشم دل گسل کردند خونم را بهل
رحمی نمی باشد بدل ترکان کافرکیش را

۱ : د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : د اور مطبوعه میں نہیں -

۳۱

۱ نوبهار است و ندارم دل خشنود بیا
ناخن گل گره شوق تو نکشود بیا
دل ز دستم به شبستان غمت گم کردند
ای چراغت بکف از رنگ حنا زود بیا
وقت آنست که گلزار خلیلش سازی
بدل افروخته غم آتش نمرود بیا

۳۲

۲ توان داشت معذور در گردشم
که می جویم آرام گم کرده را
کنم عرض گر افتد اورا قبول
نیاز به صد ناز پرورده را
برخ پرده پوشد ز ابر آفتاب
تو برداری از رخ اگر پرده را

۳۳

۳ خسته‌ی عشقیم و میسوزد دل غمگین ما
نیست غیر از شمع یک دلسوز بر بالین ما
۴ دوش داد سوختن دادیم در بزمت ولی
کس نجنبانید سر جز شمع در تحسین ما
در بغل داریم دیوان دل صد پاره را
آه خون آلود باشد مصرع رنگین ما

۳۴

۵ تا فرود آمدی بخانه‌ی ما   سرمه شد خاک آستانه‌ی ما
میفشاند نمک بدیده‌ی خواب   طرفه شوریست در فسانه‌ی ما
آتش ما نمیشود خاموش   نفتد از زبان زبانه‌ی ما

---

۱ : د اور مطبوعه مین نهین -
۲ : ه اور و مین هے -
۳ : د اور مطبوعه مین نهین -
۴ : دل در (ا ، ب ، ج) -
۵ : د اور مطبوعه مین نهین -

۳۵

۱ می روی و حسرت بسیار میماند بجا
چشم خون بار و دل افگار میماند بجا
دردمندی را کنی تسلیم زنهار ای فلک
بستر و بالین ازین بیمار میماند بجا
گر چنین باران اشک ما پیاپی میرسد
نی ۶ در این خانه نی دیوار میماند بجا

۳۶

۲ ضبط کنم در نفس ناله و فریاد را
رنجه نسازم ز خود خاطر صیاد را
گر شودم رهنمون عشق سوی بی ستون
بر سر کار آوریم تیشه‌ی فرهاد را
فرض کنم گر دلم سنگ و ز آهن بود
کس ز کجا آورد طاقت فولاد را

۳۷

۳ داغ تو ز بس گداخت ما را — نابود چو شمع ساخت ما را
امید نوازش از فلک بود — آخر به زیان ۴ نواخت ما را
درد تو چها بجان ما کرد — ای کاش نمی شناخت ما را

۳۸

۵ سر کنم در وصف گیسوی تو هر جا خامه را
رشک سنبل زار باغ خلد سازم نامه را
سوختن در کوی این افسردگان بیحاصل است
گرم سازم بعد ازین جای دگر هنگامه را
بسکه زر را دوست دارد یار سیمین پیکرم
تا نباشد کاغذ افشانی نخواند نامه را

۳۹

۶ مگذار بدل دگر امل را — بیرون ز دماغ کن خلل را

---

۱ : مطبوعه میں یه اشعار نہیں ۔ ۲ : نه (ا) ۔
۳ : د اور مطبوعه میں یه اشعار نہیں ۔
۴ : زیان (د ، ه ، و) زمین (ا ، ب ، ج) ۔
۵ : د اور مطبوعه میں نہیں ۔ ۶ : د اور مطبوعه میں نہیں ۔

۸۰

۱ سی خورده با رقیب برافروختی چرا با غیر ساختی و مرا سوختی چرا
آن بی زبان شکایت تیغش نه کرده بود همدم دهان زخم مرا دوختی چرا
تحصیل علم جور و جفا خوب کرده ای ظالم وفا و مهر نیاموختی چرا

۸۱

۲ کرده ام پیدا تب و تابی که میسوزد مرا
شمع آسا چشم بی خوابی که میسوزد مرا
با که سی خوردی که من از آتش رشکم کباب
میزند موج از رخت آبی که میسوزد مرا
میتوان ساقی ز سی آبی زدن بر آتشم
بی تو امشب هست مهتابی که میسوزد مرا

۸۲

۳ شد اسیر آن زنخندان دیده و دانسته دل
من چه سازم چاره‌ی این خود بچاه افتاده را
راست گو ای سرو قامت از کدامین گلشنی
نقش پایت شاخ گل کرد است مد جاده را
کی بخون چون منی دفع خمارش میشود
هست یار من که آب ساده داند باده را

۸۳

۴ خداوندا ترحم را بگو این سخت گیران را
وگرنه پاره‌ی صبری عطا کن ما اسیران را
ادا کن تا توانی ای پسر شکر توانایی
جوانی دستگیری کن ز پا افتاده پیران را
مه و خورشید و انجم پرتو از روی تو میگیرند
تکلف بر طرف مرجع تویی روشن ضمیران را

۸۴

۵ سوخت سودای نگاهت خانمان سرمه را
توتیا کرد آرزویت استخوان سرمه را

۱ : د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : ب ، د اور مطبوعه میں نہیں -
۳ : ه اور و میں ہے -
۴ : ه اور و میں ہے -
۵ : ه اور و میں ہے -

مطلب دنباله‌ی چشمت نمیدانم که چیست
ای سرت گردم نمی فهمم زبان سرمه را
جانب ما تیره روزان هم توان کردن نگاه
ای که روشن کرده چشمت دودمان سرمه را

۴۵

۱ ای بسته کمر شکست ما را برهمزده بندوبست ما را
از دست تو کار ما شد از دست بگذار ز دست ، دست ما را
تا دید رقیب داغ گردید با لاله رخان نشست ما را

۴۶

۲ از کاوش مژگان تو در سینه دارم خارها
هر لحظه دل را میرسد زان خارها آزارها
برگشت از من یار من دشوار تر شد کار من
آسان کند دشوار من آسان کن دشوارها
گفتی که آیم بر سرت آندم که آید جان بلب
رحمی که بر امید تو جان بر لب آمد بارها

قطعات

۱

۳ یار بی آرام میخواهد مرا
زلف او در دام میخواهد مرا
دوست کامی ها نصیب دشمنان
دوست دشمن کام میخواهد مرا

۲

۴ رنگ عشرت بی تو آتش میزند جان مرا
گل بسان شمع میسوزد گریبان مرا
سینه امشب منزل پیکان جانان گشته است
زینهار ای دل نگویی سخت مهمان مرا

۱ : د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : ہ اور و میں ہے -
۳ : ا ، ب ، و میں ہے -
۴ : ہ اور و میں ہے -

۳

۱ به دریای غمت افتاده و بی چاره گردیدم
به چندین دست و پا کردن ندیدم روی ساحلها
پریدم ز آشیان خود رسیدم در قفس **واقف**
من از شوق گرفتاری یکی کردم دو منزلها

۴

۲ نیم جانی مانده است از دوریت در تن بیا
پیش ازین دل بردی اکنون بهر جان بردن بیا
گر به بیداری عزیزان مانع اند از آمدن
همچو یوسف ای پسر یک شب بخواب من بیا

۵

۳ ساقیا در گردش آور جام را
عزل فرما گردش ایام را
گر طمع در شکرت کردم مرنج
آدمی خورداست شیر خام را

۶

۴ تا معتقد به سبحه‌ی صد دانه ایم ما
یعنی مرید گریه‌ی مستانه ایم ما
ای عقل دست در سر زنجیر ما مزن
دیوانگان گیسوی دیوانه ایم ما

۷

۵ هیچ از گریه‌ی عشاق اثر نیست ترا
کوه تمکینی و از سیل خبر نیست ترا
گرچه از درد دلم آه خبر می آرد
چکنم آه کزین درد خبر نیست ترا

---

۱ : و میں ہے -
۲ : ا ، ب اور و میں ہے -
۳ : ا ، ب ، ہ اور و میں ہے -
۴ : ہ اور و میں ہے -
۵ : ا ، ب اور و میں ہے -

۸

۱ تهمت مستی است چون نرگس من ناکام را
ساقی دوران به دستم داده خالی جام را
سخت مشتاقم به خوش چشمان گلشن ای صبا
دیده بوس از من رسانی نرگس و بادام را

۹

۲ شمع سان شب همه شب گریه بود کار مرا
کاهش جان شده این دیده‌ی بیدار مرا
دوش رفتی به عیادت سر بالین رقیب
ساخت دلسوزی بیجای تو بیمار مرا

۱۰

۳ پای رفتن نیست هرگز از سر آن کو مرا
رفته آنجا پا بگل از گریه تا زانو مرا
چون هلال عید از اوج غرور آن مه جبین
بعد سالی می نماید گوشه‌ی ابرو مرا

۱۱

۴ در قفس یک همنفس محرم نشد راز مرا
حسرت صیاد بگرفته است آواز مرا
ناله ام آن سنگ دل هرگز نخواهد گوش کرد
درد اگر صد ره دهد تغییر آواز مرا

۱۲

۵ ترا که گفت که از خون گزر ترحم را
ز چین جبهه به زنجیر کن تبسم را
همین نبرده فرو گنج گوهر اشکم
که خاک کوی تو خورده است مال مردم را

---

۱ : ا ، ب میں ہے -
۲ : ا ، ب اور و میں ہے -
۳ : ا ، ب ، ہ اور و میں ہے -
۴ : ا ، ب اور و میں ہے -
۵ : ا اور ب میں ہے -

۱۳

۱ طاقت ناله نه دارد دل غم پیشه‌ی ما
بی صدا می شکند سنگ صف شیشه‌ی ما
داغ از قسمت خویشیم که خون میگردد
لاله سان قطره‌ی آبی که خورد ریشه‌ی ما

۱۴

۲ تا کی کنم گوارا افسانه و فسون را
ای عشق گوشمالی این عقل ذوفنون را
چشمم سرشک گلگون ریزد چو رخ نمایی
مردم به موسم گل کم میکنند خون را

۱۵

۳ رسیده از قد او طرفه پایمال مرا
بسان ریشه دوانید این خیال مرا
ز آشیانه بریدم به دام افتادم
زهی نصیب که شد بال و پر وبال مرا

۱۶

۴ مزن آتش بجان من که یا بی دردمندی را
نگه دار از برای دفع چشم بد سپندی را
ز حال بی قراران یار اگر پرسد ترا قاصد
بر آتش ریز از بهر خدا مشت سپندی را

۱۷

۵ چه می ترسانی از بیدادی رنگین قبا ما را
که از بستن کند گل سرخروی چون حنا ما را
بدل پیرانه سر ذوق تماشا کرده جانان را
ز تاثیرش چو نرگس چشم گل کرد از عصا ما را

---

۱ : ہ اور و میں ہے ۔ ۲ : و میں ہے ۔
۳ : ا ، ب اور و میں ہے ۔ ۴ : ہ میں ہے ۔
۵ : ا اور ب میں ہے ۔

۱۸

۱ کند شیخ و برهمن سجده جنگ دل نوازش را
مسلمان کعبه ، کافر بت شناسد سنگبارش را
بگفتار پریشان عمر ضایع کی توان کردن
کنم کوتاه اکنون قصه‌ی زلف درازش را

۱۹

۲ ضبط کنم در قفس ناله و فریاد را
رنجه نه سازم ز خود خاطر صیاد را
گر شودم رهنمون عشق سوی بی ستون
بر سر کار آورم تیشه‌ی فرهاد را

۲۰

۳ از خوبی آفریدند سر تا بپای او را
در حیرتم که گویم وصف کجای او را
اکنون که دل خریدی رد کردنش روا نیست
من با تو گفته بودم عیب وفای او را

۲۱

۴ عمرم بسر رسید تو هم بی وفا بیا
سخت است حال بنده برای خدا بیا
ای عقل تا کیم خفه سازی برو برو
ای عشق انتظار تو دارم بیا بیا

۲۲

۵ غزالی آفت آرام من شد از رمیدن ها
قیامت میکند در سینه‌ی من دل طپیدن ها
تو بودی باعث شور جنون من مگر امشب
صدای خنده‌ی گل داشت پیراهن دریدن ها

---

۱ : و میں ہے -
۲ : ا ، ب اور و میں ہے -
۳ : و میں ہے -
۴ : ا ، ب اور و میں ہے -
۵ : ا ، ب اور و میں ہے -

۲۳

۱ زارم از درد جدایی ای دل زارم بیا
دردمندم لا علاجم سخت بیمارم بیا
وقت آن آمد که افتد با وصیت کار من
با تو غافل یکدو حرفی گفتنی دارم بیا

۲۴

۲ تخت و کلاه ، تخته کلاه است پیش ما
جاه است آنچه پیش تو چاه است پیش ما
ما قحط دیدگان دیار محبتیم
تیری که میزنی تو نگاه است پیش ما

۲۵

۳ ز سیل گریه ام شد جان مجنون تنگ در صحرا
میان ما و او افتاد آخر جنگ در صحرا
چه باشد باز داری گر دلم را از رمیدنها
ز حکم چشم شوخت گردد آهو لنگ در صحرا

۲۶

۴ وفا روزیکه سازد خاک جسم ناتوانم را
سگ کویت کند تعویذ بازو استخوانم را
تواند شد که آزادم کند صیاد بی پروا
برو ای باغبان ویران نسازی آشیانم را

۲۷

۵ بر سر کویش نه آسان جان بدست آید مرا
خاک گردیدم ز محنت تا بدست آید مرا
آستین بر شهر افشانم که از فیض جنون
گوشه ای از دامن صحرا به دست آید مرا

---

۱ : ه میں ہے -
۲ : الف اور ب میں ہے -
۳ : ا ، ب ، ہ اور و میں ہے -
۴ : ا ، ب ، ہ اور و میں ہے -
۵ : و میں ہے -

۲۸

۱ باید بسان شمع گذشتن ز جان مرا
کین تب برون نمی رود از استخوان مرا
منت خدای را که چو نی پر ز ناله هست
هر چند خالی است ز مغز استخوان مرا

۲۹

۲ چه رنگ همچو حنا پای آن جوان بوسم
مگر مدد رسد از پیر دستگیر مرا
بخاک چون ننشینم که آن کمان ابرو
ز خویش دور فگند است همچو تیر مرا

۳۰

۳ از گریه کنم سبز بیاد تو چمن را
از دیده دهم آب گل و سرو و سمن را
دل چند چو سیماب طپد در بغل ما
یا رب برسان بر سرم آن سیم بدن را

۳۱

۴ از درد اسیری شده آتش نفس ما
ای وای بمرغی که شود هم قفس ما
فریاد که در دام رسیدن نتوانم
افسوس که بی بال و پری شد قفس ما

۳۲

۵ دیوانه‌ی پیغام نگار است دل ما
سودا زده‌ی بوی بهار است دل ما
بازیچه‌ی اطفال سرشک است در آن کوی
از جرم وفا این همه خوار است دل ما

---

۱ : و میں ہے -
۲ : ا ، ب میں ہے -
۳ : و میں ہے -
۴ : ہ اور و میں ہے -
۵ : ا ، ب اور و میں ہے -

۳۳

بار بر دل فتاده است مرا
کار مشکل فتاده است مرا
دل ز دستت اگر فتد دانی
که چه مشکل فتاده است مرا

متفرق اشعار

۱

خانه‌ی آباد خود ویرانه میسازیم ما
بر سر کوی که یا رب خانه میسازیم ما

۲

شب که به یاد آورم حال دل خراب را
داغ فتد ز گریه ام چادر مهتاب را

۳

هر پریشان نه سزد همسری کاکل را
نه کنم قافیه اش بار دگر سنبل را

۴

سری نمانده ز دردت به می کشی ما را
ز بزم رفتی و گردن زدیم مینا را

۵

حرف خنک چه میزنی ای بت من خدای را
میروم اینک از درت گرم نه کرده جای را

۶

نه دانم چیست در سر یا رب آن شوخ جفا جو را
که از مردم چو ابرو تیغ او دزدیده ابرو را

۷

خبر از گردش دوران نه دارد مرد بی جوهر
به چرخ اصلا سروکاری نیفتد تیغ چوبین را

۸

گر شود مجروح سر تا پای از خنجر مرا
بهتر از زخم زبان مرد بی جوهر مرا

۹
سیل چون بی تو از درم بگذشت
بشنو این ماجرای رنگین را

۱۰
به جرم عشق بر دارم کشیدی
جزاک‌الله فی‌الدارین خیرا

۱۱
عاقبت از چاک جیب غنچه‌ی طبعم شگفت
گشت مبارک چو گل جامه در بدن مرا

۱۲
رنگ می بازم اگر دولت به من رو آورد
زرد گردد چهره از اکسیر همچون خس مرا

۱۳
بود به قدر نگین اعتبار خاتم را
بلند چون نشود از تو قدر خانه‌ی ما

۱۴
بخت افسرده‌ی من بسکه خنک افتاد است
نه گذارد که کنم گرم به بزمت جا را

۱۵
ای آنکه تو آموخته‌ای جور و جفا را
از یاد مبر سابقه‌ی مهر و وفا را

۱۶
گشتم آواره چو یار از نظر افگند مرا
من چه کردم که چنین در بدر افگند مرا

۱۷
شد بلند این همه از مهر رخت پایه‌ی ما
که هما کسب سعادت کند از سایه‌ی ما

۱۸
دلم خون شد ز بس از عمر دیدم بی وفایی را
خضاب ریش میسازم کنون اشک حنایی را

۱۹
روزیکه دل به طره‌ی جانان شد آشنا
با صد هزار فکر پریشان شد آشنا

۲۰
کشم به دیده‌ی خود از خیال آن خوش چشم
چو توتیای قلم خاک پای نرگس را

۲۱
زوال دولت معشوق نتوان دید ای بلبل
بیفگن تانوانی در قفس پیش از خزان خود را

۲۲
چون سالکان براه طریقت نهند پا همچو عصا ز چوب تراشند رهنما

۲۳
شور در خلق پدیدار شد از گریه‌ی ما
وادی عشق نمک زار شد از گریه‌ی ما

۲۴
به تربتم چو دهم جان ز انتظار بیا برای تلافی مافات بر مزار بیا

۲۵
نرگس فتان او بردست هوش فتنه را
پنجه‌ی مژگان او مالیده گوش فتنه را

۲۶
ز لعل او نوید دل نوازی میدهم دل را
مگر خاش شود از گریه بازی میدهم دل را

۲۷
نیست مردن جان من دشوار ناشاد ترا
جان شیرین باختن سهل است فرهاد ترا

۲۸
سرشته اند حریص جنون دماغ مرا
گرسنه چشم نمک کرده اند داغ مرا

۲۹
تا نیاید جان به لب از درد تنهایی مرا
همچو عمر ای بی وفا بر سر نمی‌آیی مرا

۳۰
از مسی رنگین نمودی تا دهان تنگ را
ساختی تاریک در چشمم جهان تنگ را

۳۱
شب ز بیتابی نیاساید دل بیتاب ما
دشمن بیدار ما این دیده‌ی بی خواب ما

۳۲

عشق تو در دل ما تا گرم کرده جا را
جانان ز هر دو عالم دل سرد گشته ما را

۳۳

روزی که دل به طره‌ی جانان شد آشنا
با صد هزار فکر پریشان شد آشنا

۳۴

اقبال دولت است بلا بهر جان ما
از سایه‌ی هما شکند استخوان ما

۳۵

ترسمت کنی روزی رنجه خاطر گل را
باغبان مکن ویران آشیان بلبل را

۳۶

عمری است که از درد خرابست دل ما
هم بستر چندین تب و تاب است دل ما

۳۷

آن چنان کرد عشق داغ مرا   که نه دل ماند و نی دماغ مرا

۳۸

میروم میکنم وداع ترا   نه دهم بعد ازین صداع ترا

۳۹

غمت بسیار ویران کرد ما را   دگر آباد نتوان کرد ما را

۴۰

دردا که صرف شد به عبث روزگار ما
کاری نه کرده ایم که آید به کار ما

۴۱

بت من گر ندهد دست وصال تو مرا
ثانی اثنین وصال است خیال تو مرا

۴۲

گر نه بود گل به گریبان ما   خون کسی نیست به دامان ما

۴۳

مقدر است به تیغ تو گر شهادت ما
زهی شهادت ما و زهی سعادت ما

۴۴

چرا در جستجوی وصل سرگردان کنم خود را
صبوری پیش گیرم خوگر هجران کنم خود را

ردیف الباء

۱

سوختم تا آن رخ تابان برآمد از نقاب
گرم میتابد ۱ برون آید چو از ابر آفتاب
دامنم هرگز نشد آلوده در بزم شراب
همچو عکس آیینه خشک آمدم بیرون ز آب
مصرعی کز طبع ناقص میکند موزون هلال
مطلع ابروی او را کی تواند شد ۲ جواب
٭ خانه‌ی من بی تو ظلمت راست همچون چشم گور
نور چشم من ندارد هیچ تقصیر آفتاب
آن کمان ابرو اگر صیدم نکرد از رحم نیست
میکند تیر از برای من ز ترکش انتخاب
خار گردد بر بدن هر موی مخمل را ز رشک
گر به بیند نرمی اندام او یک شب بخواب
اشک باریهای های مژگانم ز پهلوی دل است
گوهر افشانی کند از کیسه‌ی دریا سحاب
۳ سیل اشکم در سراغش در بدر گردیده است
نیستم شرمنده در کوی وفا از هیچ باب
ماه من گرم سفر شد آه منعش چون کنم
بر نمی گردد برای خاطر کس آفتاب
۴ گر بر آرم سر ز جیبش نگسلد ربط غمم
وصل گوهر کی برآرد رشته واقف پیچ و تاب

۲

در موج خیز چشم خودم تا گلو در آب
دریاب پیش ازانکه روم من فرو در آب
راز محبت من و او فاش تا شده است
از غصه من در آتشم از شرم او در آب
در بزم عیش بی تو ز طوفان گریه ام
استاده است شیشه‌ی می تا گلو در آب

---

۱ : می باید (ا) - ۲ : نی تواندشد (ا) -
۳ : یه شعر (ا ب) میں نهیں - ۴ : ۵ میں مقطع مذکور نهیں -

۱ یابد تمام گوهر دلهای گم شده
خاک رهت اگر فگند خاک تو در آب
میآید آشنای تهی مغز هم بکار
۲ یابد شنا کننده مدد از کدو در آب
گفتی که واقف از چه شدی غرق درسرشک
دارم وطن ز دست تو ای شعله خو در آب

۳

ای با لطافت عرق تو گلاب آب
با نشهٔ لب تو ز خجلت شراب آب
در راه عشق وقف نمودیم خون خویش
کردیم ما سبیل برای صواب آب
در گلشن زمانه نم خرمی مجوی
یک سبزه هم نخورده در اینجا بخواب آب
۳ در وادی که تشنه جگر میطپم بخاک
از رحم میشود دل موج سراب آب
ای شوخ تا ز خانهٔ زین ۴ پا کشیده ای
میگردد از فراق بچشم رکاب آب
ای سرو ناز بوسه بپای تو میزنند
از رشک ساخت خانهٔ ما را خراب آب
واقف چه مشربست هوا دار عشق را
هردم برای گریه خورد چون سحاب آب

۴

من مردم و نمیکندم یاد یا نصیب
گاهی نکرد روح مرا شاد ۵ یا نصیب
خاک درش ۶ که سرمهٔ ارباب بینش است
در چشم غیر میکشدش یاد یا نصیب

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : ا میں یه مصرع غلط مرقوم ہے -
۳ : ا ، ب میں نہیں -
۴ : بخانهٔ زین (آ ، د) -
۵ : یاد (ا) -
۶ : درت (ا) -

آن شاخ گل که جوش بهارش ز خون ماست
گلدسته ها بغور فرستاد یا نصیب
نه میکشد نه از قفس آزاد میکند
مردیم از تغافل صیاد یا نصیب
با صد هزار سعی مرا از نفاق [۱] بخت
وصل تو اتفاق نیفتاد یا نصیب
اینها که میکشد ز تو دل در گمان نبود
یک قطره خون و این همه بیداد یا نصیب
معمور شد ز لطف تو چندین دل خراب
ویرانه‌ی دلم نشد آباد یا نصیب
۲ ما خون دل خوریم حنا را ز بخت سبز
پابوس یار دست بهم داد یا نصیب
شیرین ز شکر لب او کام دیگران
ماییم و تلخکامی فرهاد یا نصیب
اطفال اشک از پی رسوایی من اند
حاصل شد این نتیجه ز اولاد یا نصیب
درمانده شد به پیچ و خم زلف دلبران
واقف به [۳] کوچه‌ی غلط افتاد یا نصیب

۵

مرا بهانه‌ی آن شوخ کرد خانه خراب
خدا کند که شود خانه‌ی بهانه خراب
اگرچه در قفس افتاده ام ولی صد شکر
چو دیگران نیم از بهر آب و دانه خراب
ز محرمان تو بر من چها نمی گذرد
ز رشک آیینه آبم ز دست شانه خراب
چه وقت خانه نشینی است خانه آبادان
نشسته است بکویت هزار خانه خراب
ز دام چیدن صیاد شد چنان معلوم
که میشود قفس آباد آشیانه خراب

---

۱ : اتفاق (ا) - ۲ : مطبوعه میں نہیں -
۳ : ز (ا) -

بگیر گوش خدا را ز نالهٔ دردم
مباد گوش تو گردد ازین ترانه خراب
۱ درین زمانه چو **واقف** خراب تر کس نیست
خدا کند نشود کس درین زمانه خراب

۶

آن جوان رفت و من از گریه شدم پیر در آب
بختم افگند ندانم بچه تقصیر در آب
غرق در گریه شدم آه که زلف تو مرا
دست و پا بسته فگنده است بزنجیر در آب
گر کند خاصیت خاک قناعت معلوم
کیمیاگر فگند نسخهٔ اکسیر در آب
بهر تیغ تو نه من آب بریدم ز گلو
ماهیان را شده این درد گلوگیر در آب
حال من بی تو چنان رو بخرابی است که شد
عکس من محو در آیینه چو تصویر در آب
چشم گریان مرا پرتو دیدار تو سوخت
میکند آتش رخسار تو تاثیر در آب
اگر از سر گذرد اشک چه حاصل **واقف**
۲ سر مو شسته نگردد خط تقدیر در آب

۷

۳ چو دل با زلف جانان شد مصاحب
بیک عالم پریشان شد مصاحب
۴ چه ضبط نفس می باید دلی را
که با آیینه رویان شد مصاحب

---

۱ : خطی نسخوں میں سے مقطع صرف د میں ہے - مطبوعہ میں حسب ذیل ہے :
چه وقت خانه نشینی است خانه آبادان
که اشک ریزی واقف نموده خانه خراب
۲ : ہ میں مصرع دوم حسب ذیل ہے -
نشود شسته همانا خط تقدیر در آب
۳ مطبوعه میں یه غزل نہیں - ۴ : چسان ضبط نفس باید دلی را (ہ) -

ز دستش بسکه در پا کارم ۱ افتاد
گریبانم بدامان شد مصاحب
خیالش تاب تنهایی ندارد
چو دل خون گشت باجان شد مصاحب
ز جیبم شعله ها سر برزد ۲ از اشک
چو گل با آن گریبان شد مصاحب
نیارد لنگر تمکین چرا دل
که این کشتی بطوفان شد مصاحب
دل از جای نوای درد بشنید
بمرغان خوش الحان شد مصاحب

۳ بصد زخم نمایان شد مصاحب

ناتمام غزلیات

۱

۴ دام میبافند صیادان برای عندلیب
بیم دست اندازِ گل چین بس برای عندلیب
دل بیاد نو گلی شد همنوای عندلیب
خوش رقیبی گشت پیدا از برای عندلیب
بسکه قدرِعشق پیش من زحسن افزون تراست
خردهٔ گل صرف سازم در بهای عندلیب
با وفا بیگانه ای گشتم رفیق سیر باغ
او به گل شد همنفس من آشنای عندلیب
در خزان هم از گلستان آشیان را برنداشت
آفرین بادا هزاران بر وفای عندلیب
این قدر با آن اسیر ای گل ۵ چه استغنا کنی
کردهای خود را گمان گویا خدای عندلیب

---

۱ : کار در پا افتادن ، کام کا بگڑنا ۲ : می ریزد (ا) -
۳ : مقطع کسی نسخے میں بھی مذکور نہیں - یہ مصرع بھی صرف (ا) میں ہے - پہلا مصرع اس میں بھی نہیں -
۴ : یہ اشعار د ، ہ اور و میں ہیں - آخری شعر و میں نہیں -
۵ : با آن سرای گل (د) با آن اسیران گل (ہ) -

۲

۱ زین که تب کرده ام به درد طلب — می جهد نبض من ز جوش طرب
کرده بیمار چشم شوخ تو ام — گر غزالیست نبض من چه عجب
سالک از بخت تیره افتد پیش — راه بسیار طی شود ۲ در شب
چند هم زانوی تو بنشیند — گردن شیشه بشکنند یا رب
همچو جان در برم بیا یکدم — کز غمت کرده ام تهی قالب

۳

۳ خوار شدیم از وفا در سر کوی حبیب
چند توان خوار بود ، ما و دیار غریب
ای که به صبر و شکیب چاره‌ی دردم کنی
عاشق بی چاره را صبر کجا کو شکیب
دوست جدا شد ز من خاک برین زیستن
روزی دشمن مباد آنچه مرا شد نصیب
سرو ز قدت خجل ، گل ز رخت منفعل
ناله ز دستت کنند فاخته و عندلیب

۴

چند باشد دیده از دیدار دیدن بی نصیب
گوش زان آواز روح افزا شنیدن بی نصیب
نیست در کوی وفا از گریه‌ی چشم حاصلم
می کنم در خاک تخمی از دمیدن بی نصیب
مرغ تصویرم چه می پرسی ز درد حسرتم
۴ از قفس محروم ، از فیض پریدن بی نصیب

۵

همچو صبحم ز ازل گشته دم سرد نصیب
همچو من نیست درین غمکده کس درد نصیب

---

۱ : یه اشعار مطبوعه میں نہیں - ۲ : می شود (ا) -
۳ : یه اشعار صرف و میں ہیں -
۴ : در قفس محرومم از فیض پریدن بی نصیب (ا) ،

یک نفس نیست دل من ز کدورت خالی
آه صد آه ازین آیینه‌ی گرد نصیب
در ازل مهر بتان گشته نصیبم واقف ۱
چه توان کرد به چیزی که خدا کرد نصیب

قطعات

۱

ای دل بی خبر آن سرو روان را دریاب
های غفلت زده عمر گذران را دریاب
حسرت تیر تو در خاک نشاندست مرا
آخر ای شوخ کماندار نشان را دریاب

۲

زلف او دارد بدست از خوش نصیبی ها رقیب
کس مبادا همچو من از عمر یا رب بی نصیب
برنخیزد هرکه بر بستر فتاد از درد عشق
نیستم آزرده گر دستم نمی گیرد طبیب

۳

با اهل وفا از تو جفا نیست مناسب
اینها به تو ای بت بخدا نیست مناسب
دست تو که از خون دل ماست نگارین
گر رنگ نمایی ۲ ز حنا نیست مناسب

۴

خانه‌ی من ز آه گشته خراب　　خانه خیز است دشمنم چو حباب
طفل اشکم دمی نیارامد　　زانکه هست از قبیله‌ی سیماب

۵

دارم از دست تو ای خانه خراب　　دل پر آتش و چشم پر آب
قطره‌ای از عرق عارض او　　نتوان داد به صد شیشه گلاب

---

۱ : صرف د ، و ، ه دارد ـ　　۲ : میل کند سوی (ا) ـ

متفرق اشعار

۱

بمن رسید خطا گشته تیر او ز نصیب
یقین من شده اکنون که النصیب نصیب

۲

چنان دارم از دوریت اضطراب
که ماهی در آتش سمندر در آب

۳

کرده ام کسب معنی از هر باب
میتوانم روم به جلد کتاب

۴

جواب صاف مده ساقیا سرت گردم
توان شکست خمار مرا بدرد شراب

ردیف التاء

۱

۱ ترا در آیینه با خویشتن سروکار است
مرا ز صورت این حال رو بدیوار است
شبی بخواب بناگوش یار را دیدم
هنوز چشم من از حسرتش گهربار است
بیا بدیدهٔ من جلوه کن بهر صورت
که همچو آیینه این خانه وقف دیدار است
مصاحب گه و بیگاه من بخلوت غم
دل است و آن هم از دولت ۲ تو بیمار است
شکسته ایم درین کوچه استخوان یک عمر
کجا رقیب سگ از درد ما خبردار است

---

۱ : ا ، ب کے علاوہ باقی نسخوں میں تعداد اشعار مختلف ہے -
۲ : بدولت (ا) -

به بیگناهی طفل سرشک من بخشای
چه شد که چشم سیه روی من گنهگار است
فلک بقصد دلم تیر در کمان دارد
همین اشارهٔ ابروی یار درکار است
دلم چرا نخورد خون ز رشک چون پیکان
که شست ناوک او بوسه گاه سوفار است
۱ نفس بسینه گره گشته چون رگ سنگم
بیا که زندگیم بی تو سخت دشوار است
شب است و بزم تو خالی ز غیر شد لیکن
حدیث وصل نرانم که شمع بیدار است
چو شمع بیهده گو از زبان بریدن ها
خموش اگر نشود کشتنش سزاوار است
۲ چگویمت سبب دل گرفتگی **واقف**
دو روز شد که دل‌آرام من دل‌آزار است

۴

۳ دیدار یار از لب بامی مرا بس است
زان مه جبین تجلی عامی مرا بس است
حشر مرا چرا به قیامت فگنده ای
از سرو قامت تو خرامی مرا بس است
کو بخت آنکه نامه نویسی بنام من
یاد آوری اگر به پیامی مرا بس است
راهم کجا بخلوت خاص تو می فتد
دربار عام حکم سلامی مرا بس است
از بهر صید من بکمند احتیاج نیست
ای زلف یار حلقهٔ دامی مرا بس است
نان حلال روزی اهل صلاح باد
من می پرستم آبی حرامی مرا بس است

---

۱ : ز بس (ا)۔
۲ : ہ میں مقطع حسب ذیل ہے :۔
به اوج بیخودیم دل اگر کشد واقف کمند ناله مرا چون سپند بسیار است
۳ : اس غزل کے اشعار کی تعداد مختلف نسخوں میں مختلف ہے ۔

در بزم او که ساغر عشرت بگردش است
گر نیست تر دماغ زکامی مرا بس است
نامت بنام خویش کنم نقش بر نگین
یعنی که از وصال تو نامی مرا بس است
باید برای پختن سودا بهانه ای
واقف ز یار وعدهٔ خامی مرا بس است

۳

۱ در جهان آفتی گزندی نیست — که بتحویل دردمندی نیست
پیش او از غلوی سوختگان — جای برجستن سپندی نیست
بر درت بنده پای بند وفاست — ورنه بر پای بنده بندی نیست
یافت هرجا دل شکسته به بست — همچو زلف شکسته بندی نیست
گرچه ما را اسیر کرده بزلف — گردنش نیز بی کمندی نیست
۲ برندارد نظر ز بالایش — همچو چشمم نظر بلندی نیست
در جهان نیست هیچ دلبندی — که بدنبال او لوندی نیست
۳ ای که صبر از فقیر میخواهی — پیش ازین داشتم ز چندی نیست
۴ گوشه ای گیر پند گوهر خیز — که درین گوشه جای پندی نیست
سخن تلخ گویی ام گویا — در دهان تو نوشخندی نیست
نازنینی مرا چو او نبود — چون من او را نیازمندی نیست
همچو منصور دم مزن واقف — که درین دارحق پسندی نیست

۴

۵ بجانم از تو کدام آفت و بلاست که نیست
درآ به غم کدهٔ دل ببین چهاست که نیست
به کیمیا طلبی ۶ خلق کرده بدنامم
وگرنه آرزوی وصل او کراست که نیست
ترا ز شیوهٔ دلداری آنچه بایستی
تمام هست ولیکن همین وفاست که نیست

---

۱ : اس غزل کے اشعار کی زیادہ تعداد مطبوعہ میں ہے -
۲ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں - ۳ : مطبوعہ میں یہ شعر نہیں -
۴ : یہ تین اشعار صرف مطبوعہ میں ھیں -
۵ : ہ اور مطبوعہ میں اس غزل کے سات شعر ھیں -
۶ : کیمیا طلبی : محال طلبی -

ز فتنه نیست بعهد تو گوشه ای خالی
ز قامت تو قیامت بگو کجاست که نیست
نبرد از تو کسی کاسه‌ی امید تهی
نگاه لطف تو بر حال این گداست که نیست
۱ جواب نامه‌ی ما یار خوب کرده رقم
درین میانه همین حرف مدعاست که نیست
۲ گزاشتم به تو دعوای دل تو دانی و دل
دگر مرا به تو دعوای خدا گواه است که نیست
بهر که مینگرم **واقف** از هوس داغست
درین زمانه نگر عشق کیمیاست که نیست

۵

۳ نوشتم قصه‌ی دردت قلم سوخت
دویدم عرصه‌ی شوقت قدم سوخت
ز عشق آشنا دشمن چه پرسی
مرا منصور سان هم کشت و هم سوخت
ازان آتش که زد در سینه ام عشق
توانم عالمی در یک دو دم سوخت
چون آن شخصی که تب گیرد بخوابش
۴ مرا درد محبت در عدم سوخت
ازان تبها که شبها بی تو کردم
نوشتم شمه ای مغز قلم سوخت
چه پرسی از متاع خانه‌ی دل
فراقت هرچه دید از بیش و کم سوخت
۵ ز بس ممسک به زر گرم اختلاط است
بسان داغ در دستش درم سوخت
دگر **واقف** چه طرح گریه ریزم
که از سوز دلم در دیده نم سوخت

---

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے ۔ ۲ : صرف مطبوعه دارد ۔
۳ : مطبوعه میں یه غزل نہیں ۔ سوائے ہ کے باقی نسخوں میں سات شعر ہیں ۔
ہ میں ایک شعر زیادہ ہے ۔
۴ : ا میں اس شعر کا دوسرا مصرع اور مطلع کا دوسرا مصرع ایک ہے ۔ ب
میں دوسرا مصرع مذکور ہی نہیں ۔ د،ہ و اور اصل میں مصرع مذکور ہے ۔
۵ : ہ میں ہے ۔

۶

زاهد اگرت سبحه‌ی صد دانه عزیز است
ما را بخدا گریه‌ی مستانه عزیز است
افتاد چو در بند شما تنگ مگیرید
ای سلسله مویان دل دیوانه عزیز است
ضایع چه کنی سرمه‌ی ارباب نظر را
ای باد غبار در میخانه عزیز است
آنجا که تویی دیده و دل در چه شمارند
در صحبت تو شیشه و پیمانه عزیز است
هر شام ز داغ دل خود شمع فروزم
این سوخته را خاطر پروانه عزیز است
واقف چه کشی ۱ رخت من مست بمسجد
بگذار مرا گوشه‌ی میخانه عزیز است

۷

۲ یار رحمی بحال ما میداشت
گر دل درد آشنا میداشت
درد دل را علاج میکردم
مرض الموت اگر دوا میداشت
دل بنومیدی از درش میرفت
چشمی از داغ بر قفا میداشت
دل بکوی تو می کشد خواری
کاشکی این شکسته پا میداشت
می شگفت این دل گرفته چو گل
چمن دهر اگر هوا میداشت
پاره کی کردی از جفا دل من
یار اگر پاره ای وفا میداشت

---

۱ : کنی (ا) -
۲ : اس غزل کے اشعار کی تعداد ا ، ب میں نو ، د ، و اور مطبوعہ میں گیارہ اور ہ میں بارہ ہے -

می رسیدی بگوش او آهم
عشق اگر طالع رسا میداشت
۱ یاد روزی که آن کمان ابرو
گوشه‌ی خاطری بما میداشت
غم به تنگ آمد از دل تنگم
کاش غمخانه ام فضا میداشت
زخم بر زخم داغ بر داغ است
دلم ای کاش یک بلا میداشت
۲ گر نترسیدی از هدایت من
پاس دل های آشنا میداشت
ساختی ناامید واقف را
بر تو مسکین امیدها میداشت

۸

۳ این است که شمشیر ستم آخته این است
این است که کار همه را ساخته این است
این است که با خیل ادا و حشم ناز
ترکانه بتاراج دلم تاخته این است
۴ این است که بی ساخته غارتگر دلهاست
وز ناز بآیینه نپرداخته این است
اینست که از پسته‌ی خندان نمک ریز
شوری بدل و جان من انداخته این است
اینست که خون می کند از جنبش مژگان
شمشیر ز دستش سپر انداخته این است
این است که از خانه برون نامده یک بار
صد خانه بهر کوچه برانداخته این است
۵ این است که لشکرکش خوبان جهان است
وز قامت رعنا علم افراخته این است

---

۱ : یه تین شعر د ، ہ ، و ، اور مطبوعه میں هیں -
۲ : صرف مطبوعه میں ھے -
۳ : ا ، ب ، ہ میں تعداد اشعار سات ، اور و اور مطبوعه میں آٹھ ھے - د میں یه غزل مذکور هی نهیں -
۴ : یه شعر ہ میں نهیں - ۵ : یه شعر ہ ، و اور مطبوعه میں‌ھے -

این است که **واقف** بخریداری وصلش
صبر و دل و دین و سر و زر باخته این است

۹

۱ سر من خاک آستان دلست | که خیال تو میهمان دلست
داغ ما را بچشم کم منگر | که چراغی ز دودمان دلست
رفتی و قطره ای خونم | در سراغی تو هم عنان دلست
قدر طفل سرشک من بشناس | یادگاری ز خاندان دلست
میفروشم بدست او چو حنا | مشت خونی که در دکان دلست
۲ ماشطه زلف یار را مشکن | که برین شاخ آشیان دلست
بهر معراج بیخودی **واقف** | پر شکن زلف نردبان دلست

۱۰

۳ اشکم از بیم تو ام آبله‌ی دل شده است
آه از دست تو بی درد چه مشکل شده است
اثر آه ز آیینه‌ی رویت پیداست
با تو امروز ندانم که مقابل شده است
از برای تو هنوزم دل دیگر باید
گرچه هر قطره‌ی خون در تن من دل شده است
۴ چه گنه کرده ام ای وای که در مسلخ عشق
کشتنم باعث بدنامی قاتل شده است
واقف آن شوخ بگل زد در امید مرا
زانکه خاک درش از خون دلم گل شده است

۱۱

۵ حرف و صوتست دهان تو دگر چیزی نیست
زان میان نیزگرفتیم خبر چیزی نیست
ای فلک سنگ مزن بر دل نازک ما را
که درین شیشه بجز خون جگر چیزی نیست

---

۱ : مطبوعه میں یہ غزل نہیں - د اور و میں سات شعر ہیں -
۲ : یہ شعر د اور و میں زائد ہے -
۳ : ا ، ب میں چار ، د ، ہ اور و میں پانچ شعر ہیں - مطبوعه میں یہ غزل نہیں -
۴ : یہ شعر د ، ہ اور و میں زائد ہے -
۵ : ا،ب میں اس غزل کے چھ ، ہ میں سات اور د ، و اور مطبوعه میں گیارہ شعر ہیں-

عیش شیرین بچنین تنگدلی عاشق را
از چه چیز است دهان تو اگر چیزی نیست
کارم از دست شد ای وای بدستم اکنون
غیر خاکی که توان کرد بسر چیزی نیست
پارسایی مفروشید بر دردکشان
هر کجا عیب خریدند هنر چیزی نیست
۱ آن دل سوخته جان را به گره همچو سپند
غیر یک ناله‌ی محروم اثر چیزی نیست
بارها دست هوس در کمر یار زدم
هیچ در دست نیفتاد مگر چیزی نیست
ورزش صبر کن ای دل که اگر یار این است
گریه‌ی نیم شب و آه سحر چیزی نیست
ای که پرسی که کجا شد دل سودا زده ات
از خم زلف سیاه تو بدر چیزی نیست
ناز بر روشنی اختر طالع چه کنی
تا زدی چشم بهم هم چو شرر چیزی نیست
آزمودم همه غمهای جهان را **واقف**
از غم دوری احباب بتر چیزی نیست

۱۲

۲ دل در قفای او ز برم رفته رفت
خون جگر ز چشم ترم رفته رفت
خاری که رفت از سر راهش بپای من
قسمت ببین که تا جگرم رفته رفت
آن طفل سیمتن که نشاندم بدیده اش
مانند اشک از نظرم رفته رفت
از بسکه بوی زلف تو ام ساخت بی خبر
از شام تا بچین خبرم رفته رفت
۳ از دست دل که در وطن او را قرار نیست
عمر عزیز در سفرم رفته رفت

۱ : یه پانچ اشعار د ، و اور مطبوعه میں ہیں - پانچواں شعر ه میں بھی ہے -
۲ : سوای مطبوعه کے سب نسخوں میں اشعار غزل کی تعداد سات ہے -
۳ : یه شعر مطبوعه میں نہیں -

سررشته‌ی حیات ز کف پیش او چو شمع
در گریه های بی اثرم رفته رفته رفت
واقف کشیده کار به دیوانگی مرا
هوش از برای او ز سرم رفته رفته رفت

۱۳

اضطرابیکه در من افتاد است زین دل صبر دشمن افتاد است
نتوانم گسست از زنجیر آشنایی بگردن افتاد است
غیر من نیست تاب عریانی این قبا بر قد من افتاد است
از گریبان نماند هیچ اکنون کار دستم بدامن افتاد است
افتد از چشم عشق آن زخمی که برو چشم سوزن افتاد است
پیشم آمد بلا بهر راهی زلف او در پی من افتاد است
۱ تا به بتخانه اش گذر افتاد بت ز چشم برهمن افتاد است
غنچه شد گل نشست سرو از پا تا گزارش بگلشن افتاد است
واقف از چرب و نرمی مرهم نان داغم بروغن افتاد است

۱۴

۲ عمر گریزپا نه همین هم عنان تست
جان همچو سایه همره سرو روان تست
در خاک و خون طپیده ز تیر تو عالمی
ویران هزار خانه بدور کمان تست
غوغای عشق شور جنون ماجرای عقل
افسانه‌ی تو قصه‌ی تو داستان تست
تنها مرا هلاک نکردی ز وعده‌ها
۳ خلقی بخون نشانده‌ی تیغ زبان تست
۴ جان می دهند لاله‌رخان بر سر دلم
هر چند داغ دار متاع دکان تست
از دیگران شکایت بی مهری فلک
ما را شکایت از دل نامهربان تست

---

۱ : یه دو شعر د ، ہ اور و میں ہیں۔
۲ : ا ، ب میں پانچ اور د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں اس غزل کے سات شعر ہیں۔
به همین (ا)
۳ : نشسته (ا ، ب)
۴ : پہلا اور تیسرا شعر د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہیں - دوسرا شعر صرف مطبوعہ میں ہے - لیکن چوتھا شعر مطبوعہ میں نہیں -

دل از من خریدی و رد کردیش بناز
اکنون کجا برم کو به مهر و نشان تست
زد حرف سوزناک تو آتش بجان من
واقف زبان شعله مگر در دهان تست

۱۵

۱ تا سوی تو ام نظر نبود است — چشمم اینگونه تر نبود است
آنروز بدام غم فتادم — کز بال و پرم خبر نبود است
ای ناله کمان خویش بشکن — یک تیر تو کارگر نبود است
۲ این سیل سرشک از کجا خاست — خون در دلم اینقدر نبود است
این شور محبت است ورنه — بلبل جز مشت پر نبود است
صحرا صحرا غزال دیدم — از چشم تو شوختر نبود است
تا تیر غمم چنان فنا کرد — گویا از من اثر نبود است
ماتم زده ایم بزم ما را — مطرب جز نوحه‌گر نبود است
۳ پیوسته پیام غم دهد اشک — این قاصد خوش خبر نبود است
از جرم وفاست اینکه واقف — در پیش تو معتبر نبود است

۱۶

۴ نگاهت آفت دوران شد و هنوز کجاست
بلای دین و دل و جان شد و هنوز کجاست
بدور غمزهٔ بیباک بی گنه کش تو
ز کشته پشته فراوان شد و هنوز کجاست
کشیده حسن تو زهاد را ز پرده برون
هزار صومعه ویران شد و هنوز کجاست
بیک تطاول زلفت که عمرش افزون باد
هزار جمع پریشان شد و هنوز کجاست
ز فیض معجزهٔ لعل عیسوی دم تو
هزار گبر مسلمان شد و هنوز کجاست

---

۱ : مطبوعه میں یه غزل نہیں - ۲ : یه شعر صرف ا اور ب میں ہے -
۳ : یه شعرصرف ا ، اور ب میں نہیں -
۴ : د اور مطبوعه میں یه غزل نہیں - ہ اور و میں آٹھ شعر ھیں -

ز داغ سوختگان تو دیده‌ی بد دور
تمام شهر چراغان شد و هنوز کجاست
۱ ز اشک ریزی آوارگان عشق تو دشت
بسان صفحه‌ی افشان شد و هنوز کجاست
۲ دلم به معرکه‌ی دست و تیغ مژگانش
تمام زخم نمایان شد و هنوز کجاست
بیک نگاه تغافل که دید از واقف
بگریه دست و گریبان شد و هنوز کجاست

۱۷

۳ گل بجیب تو بار یافته است — خوار بود اعتبار یافته است
سرمه را چشم روشنی گویند — نظر از چشم یار یافته است
دل گذشت از هزار دجله‌ی خون — تا ترا در کنار یافته است
دل چو سیماب چشم تا وا کرد — خویش را بی قرار یافته است
مدعی با همه گرانجانی — چون ببزم تو بار یافته است
۴ گرد از من برآورد دادت — که مرا خاکسار یافته است
واقف از نقد داغ سیمبران — دولت بیشمار یافته است

۱۸

۵ چنان مرا غم و درد فراق یار گرفت
که دل ز پهلوی من عاقبت کنار گرفت
شد است تنگ مجال نفس کشیدن ها
زبسکه درد تو ام تنگ در کنار گرفت
نگشت سبز نهال امید مجنونم ۶
ز آب دیده‌ی من بید اگرچه بار گرفت
شداست کنده‌ی پا سخت جانیم ورنه
هزار بار دلم پیش ازین دیار گرفت
دگر چه آمده دل را بسر نمی دانم
که باز دیده ز سر گریه های زار گرفت

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے - ۲ : یه صرف و میں ہے -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ہ اور و میں اس کے سات شعر ہیں -
۴ : یه شعر صرف ہ اور و میں ہے -
۵ : تعداد اشعار ا ، ب میں سات د ، ہ میں نو ، اور و اور مطبوعه میں آٹھ ہے -
۶ : مجنونم : من مجنون -

دگر بصحبت اطفال اشک دل نکشد
مرا که خاطر از ابنای روزگار گرفت
۱ به دیر و کعبه نمی بینمش خداوندا
ز خود رمیده دل من کجا قرار گرفت
نمود بر سر من صرف سنگ طفلان را
فلک ز نقد جنونم چنین غبار گرفت
هلاک گرمی داغ محبتم واقف
که شام مرگ مرا شمع بر مزار گرفت

۱۹

۲ عیبم نکنی ز مستی عشق — این لازم نشهٔ جوانی است
روزم ای ماه بی تو شب شد — دریاب که وقت مهربانی است
۳ از شهد لب تو میزنم حرف — شیرین سخنم چو شعر خوانی است
مردم بر من چرا نخندند — رنگم از درد زعفرانی است
هر کوچه که میروم باین حال — گویند که عاشق فلانی است
من کشتهٔ لطف خنجر تو — هر چند که لطف او ہم زبانی است
۵ ما بی غم یار جان نداریم — مارا غم یار یار جانی است
گفتم به زمین زدن مرا چیست — گفتا که قضای آسمانی است
۶ کرده است خراب خانه ها را — این دیده بکار عشق بانی است
چون شمع گداخت مغز جانم ۷ — واقف تب هجر استخوانی است

۲۰

۸ هیچ راهی همچو راهی کوی جانان دور نیست
گر روم چون اشک تر افتان و خیزان دور نیست

---

۱ : یہ صرف د اور ہ میں ہے -
۲ : ا ، ب میں نو ، د اور ہ میں دس اور و میں آٹھ شعر ھیں - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۳ : یہ شعر د اور و میں نہیں -
۴ : سب نسخوں میں او ہے - تو چاهیے —
۵ : یہ دو شعر د اور و میں ھیں - و میں پانچواں ، چھٹا اور ساتواں شعر نہیں -
۶ : یہ صرف ہ میں ہے - ۷ : استخوانم (د ، ہ ، و)
۸ : ا ، ب میں تعداد اشعار چھ اور باقی نسخوں میں سات ہے -

دیر می آید مسیحا بر سرم از راه دور
گر کند درد مرا لعل تو درمان دور نیست
کرده ای جا در دل و یکره نمی آیی بچشم
رنجه گر سازی قدم را راه چندان دور نیست
فرصتم نبود که خار از پای خود بیرون کشم
همچوگل یک لحظه دستم از گریبان دور نیست
از سر زلف تو نزدیک است سودایی شوم
یک نفس از خاطرم فکر پریشان دور نیست
۱ می خورم از غصه خون کز خوان وصل او رقیب
باوجود شور بختی چون نمکدان دور نیست
می توان برداشت **واقف** بار سهمان عزیز
گر کشد سختی دل از پیکان جانان دور نیست

۲۱

۲ ندیدم کس خریدار محبت — زدم آتش ببازار محبت
بکیش ما نمیگردد مسلمان — نه بندد هر که زنار محبت
ندانم ای دل محنت کش من — رساندی تا کجا کار محبت
ببالینم طبیبی آمد و گفت — که جانبر نیست بیمار محبت
بلای جان من گردیدی ای دل — فگندی بر سرم بار محبت
خوشا ساعت که مست آیم بمحفل — کنم پیش تو اظهار محبت
۳ به عالم دام و زنجیری نبوده است — که من بودم گرفتار محبت
رساندی از جفاکاری بجای — که برگشتم ز اطوار محبت
بگو **واقف** که غیر از اشک خونین — چه گل چیدی ز گلزار محبت

۲۲

۴ بر خلق راه فتنه بدوران تو بست است
دستش بقفا شوخی مژگان تو بست است
چون نعل خوش آن پیر جوان بخت که خود را
با قامت خم بر سم یکران تو بست است

---

۱ : یه شعر د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۲ : ا ، ب میں تعداد اشعار سات د ، و میں نو اور ہ میں آٹھ ہے مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۳ : یہ دو شعر د اور و میں ہیں - ہ میں صرف دوسرا شعر ہے -
۴ : اس غزل کے اشعار ا ، ب میں آٹھ د ، ہ اور و میں دس اور مطبوعہ میں گیارہ ہیں -

شمشیر علم کن که شود مشکلم آسان
این کار بیک لطف نمایان تو بست است
چون سایه روم در قدم سرو روانت
دامان مرا عشق بدامان تو بست است
ای چرخ بصد رنگ غم و غصه دل من
چشم طمع از نعمت الوان تو بست است
با ریزه‌ی الماس الهی فتدش کار
زخمی که لب از شکر نمکدان تو بست است
هرگز نکند یاد گلستان ارم را
خوش حال اسیریکه بزندان تو بست است
۱ از سینه دلم همره تیر تو برآمد
زان عهد وفای که به پیکان تو بست است
مارا همه امید کشایش ز در تست
در بر رخ ما بهر چه دربان تو بست است
۲ چون غنچه‌ی ما نیم نفس وا نشد از صبح
امید کشادی ز گریبان تو بست است
واقف چکنی شکوه ازان زلف که صد بار
شیرازه‌ی اوراق پریشان تو بست است

۲۳

۳ تیر غمت کارگر افتاده است — رخنه مرا در جگر افتاده است
چون نگدازم که مرا همچون شمع — خدمت بزمش بسر افتاده است
چون نشوم این همه باریک بین — کار بموی کمر افتاده است
در قدم من پی منع سفر — آبله با چشم تر افتاده است
پشت من از غصه چرا نشکند — ناله ز اوج اثر افتاده است
هیچ جز از فتنه نزاید ز می ۴ — د ختر رز بد پسر افتاده است
تا نظرم بر بدنش اوفتاد — سیم چو اشک از نظر افتاده است

---

۱ : یه دو شعر د ، ه ، و ، مطبوعه میں ہیں - ۲ : یه مطبوعه میں ہے -
۳ : ا ، ب میں تعداد اشعار آٹھ د میں باره ه ، و میں گیاره اور مطبوعه میں نو ہے -
۴ : من (ا) -

۱ غم نه تواند که کند پا دراز / منزل دل مختصر افتاده است
ای پسر از بسکه شدی فتنه گر / لرزه بجان پدر افتاده است
گر خبر از بنده نگیرد رواست / او ز خدا بی خبر افتاده است
تا لبت از خنده نمک ریز شد / شور بکوی جگر افتاده است
۲ سوخت دل و دود ازو برنخاست / واقف ما این قدر افتاده است

۴۴

۳ گلگون اشک گرم عنانی مرا بس است
شوقی بکوی دوست رسانی ۴ مرا بس است
چرخ مقوس از چه بمن شست بسته است
تیری ز دست سخت کمانی مرا بس است
تنگم مگیر ای فلک از بی مروتی
بگزار یاد غنچه دهانی مرا بس است
از دل بدر کن ای فلک پیر کینه ام
دانسته باش مهر جوانی مرا بس است
۵ چندان بعالم گزران دل نه بسته ام
از باغ دهر سرو روانی مرا بس است
آیینه سان ز فیض قناعت تمام عمر
یک کاسه آب و گردهٔ نانی مرا بس است
موی دماغ بنده برای خدا مشو
ناصح خیال موی میانی مرا بس است
تا شرح دل شکستگی خویشتن کنم
در بزم او شکسته زبانی مرا بس است

---

۱ : یہ تین شعر د اور مطبوعہ میں ہیں ۔ ہ اور و میں پہلا اور تیسرا ہے ۔ مطبوعہ میں دوسرا چوتھا اور پانچواں نہیں ۔
۲ : ا ، ب میں مقطع مذکور نہیں ۔
۳ : ا ، ب میں تعداد اشعار چودہ ، د ، و میں بارہ ہ میں گیارہ اور مطبوعہ میں تیرہ ہے ۔
۴ : رسانی : رہ بر ۔
۵ : ا ، ب کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ شعر مقطع واقع ہوا ہے ۔ چنان کی جگہ شاعر کا تخلص ہے ۔ د ، و ، مطبوعہ میں پانچواں چھٹا اور ہ میں ان کے علاوہ نواں شعر نہیں ۔

خنجر گذاری مژه ظالم ۱ ضرور نیست
از غمزه‌ی تو نوک سنانی مرا بس است
بسیار نازک است دماغ قناعتم
بوی ز زلف مشک فشانی مرا بس است
گر نعمت وصال تو روزی نمی شود
از دور دیده‌ی نگرانی مرا بس است
با جان سوخته چه تنعم هوس کنم
از خوان چرخ سوخته نانی مرا بس است
اغیار را بلطف نمایان گذاشتم
از یار التفات نهانی مرا بس است
۲ قانع شدم به چهره‌ی زردی درین چمن
مانند شمع برگ خزانی مرا بس است
گر پوست مال رفت ز من ناوکش چه باک
واقف ز دست دوست نشانی مرا بس است

۳۵

۳ کشم جور و جفایش طاقتی هست — که در دنبال محنت راحتی هست
خراب آباد دنیا سیر دارد — بهر ویرانه گنج عشرتی هست
بدست من فتاد آن شوخ تنها — دلی خالی کنم خوش فرصتی هست
ببام عرش درویشان برآیند ۴ — که با ایشان کمند وحدتی هست
۵ نمی گیرد دلم با هیچ کس انس — چسازم در مزاجم وحشتی هست
۶ کمانش را کشیدن می توانم — که در بازوی ضعفم قوتی هست
بزور زاری او را رام کردم — بنازم عجز را خوش قدرتی هست
ز درد هجر بیم مرگ دیدم — بحمدالله امید صحتی هست
۷ چرا باشم غمین از تنگ دستی — باین شادم که دل را وسعتی هست
پریشان خاطرم زان زلف کورا — به کف سررشته‌ی جمعیتی هست
ز تیغش غیر زخمی خورد واقف — بکش خود را ترا گر غیرتی هست

---

۱ : چندان (د ، و ، مطبوعه) — ۲ : یه شعر د ، ه ، و اور مطبوعه میں ہے -
۳ : مطبوعه میں یه غزل نہیں - تعداد اشعار د ، ه اور و میں دس ہے -
۴ : برانند (ا) - ۵ : چوتھا اور پانچواں شعر د ، ه اور و میں نہیں -
۶ : کمانم (ا) - ب میں یه شعر مذکور نہیں -
۷ : یه اشعار صرف د ، ه اور و میں ہیں -

۲۶

۱ در چمن رفتی و گل چون شعله لرزیدن گرفت
سرو از رشک قدت چون شمع کاهیدن گرفت
خواستم کز کوچه‌ی دیوانگی بیرون روم
تا قدم برداشتم زنجیر نالیدن گرفت
همچو من ژولیده مو ۲ دیوانه ای در دشت نیست
دید تا مجنون مرا چون بید لرزیدن گرفت
در گلستان رفتی و با این همه آزادگی
چون غلامان سرو در دنبال گردیدن گرفت
شب که رخسار دل افروز ترا پروانه دید
شمع را بگذاشت بر گرد تو گردیدن گرفت
۳ حسن روز افزون او را دید چون ماه تمام
اندک اندک روی خود از شرم پوشیدن گرفت
روبرو شد یار با آیینه وز غیرت مرا
همچو جوهر مو بمو بر خویش پیچیدن گرفت
رو نهادم تا بشهر عقل از دشت جنون
از در و دیوار **واقف** سنگ باریدن گرفت

۲۷

۴ با زلف تو کار تا فتاد است — بر گردن من بلا فتاد است
در چاه ذقن اگر نیفتاد — دیگر دل من کجا فتاد است
هر جا دل خون گرفته‌ای بود — در بند تو چون حنا فتاد است
در راه تو خاک شد سر من — دریاب که پیش پا فتاد است
بر روی زمین سیاه روزت — خالیست که خوشنما فتاد است
از زلف تو وای چون گریزم — دنبال من اژدها فتاد است
در شهر بهر کجا نگاریست — در پای تو چون حنا فتاد است
بیخوابی و سوز گریه کاهش — چون شمع مرا چها فتاد است

۱ : اس غزل کے اشعار ا ،ب ،د ، اور و میں آٹھ ،ہ مین چھ اور مطبوعہ میں سات ھیں۔
۲ : ژولیده‌ای (ا) ۔
۳ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں ۔ ہ میں تیسرا اور پانچواں نہیں ۔
۴ : یہ غزل د ، و اور مطبوعہ میں نہیں ۔ ا ، ب میں نو اور ہ میں گیارہ اشعار ہیں ۔

۱ دل منزل تیر یار کردم · کز خانه‌ی خود جدا فتاد است
من لائق عاشقی نبودم · این کار مرا چرا فتاد است
رحم آر بحال زار واقف · کز دست غمت ز پا فتاد است

۲۸

۲ از سوز محبت اثری بیش نمانده است
زان آتش سوزان شرری بیش نمانده است
کاهیده زبس در قفس از حسرت گلشن
از بلبل ما مشت پری بیش نمانده است
رفتی و دل از گریه‌ی بی صرفه تلف شد
باز آی که لخت جگری بیش نمانده است
۳ زین پیش بعالم اثر درد دلی بود
ای وای کنون درد سری بیش نمانده است
واقف نه ای از سوختهٔ حسرت دیدار
چون شمع سحر زو نظری بیش نمانده است

۲۹

۴ دلبر انداز رمیدن کرد است · دل من ساز طپیدن کرد است
درغمش گریه کن ای دیده که دل · خون خود نذر ۵ چکیدن کرد است
۶ باز از یاد شکار اندازی · رنگم آهنگ پریدن کرد است
چشم شوخ تو ز صد خانه فزون · سیه از سرمه کشیدن کرد است
تا شود تازه کهن سودایم · خطش آغاز دمیدن کرد است
هر که آن چاک گریبان دید است · پیرهن وقف دریدن کرد است
۷ عمرها در پی آهو نگهان · دل من مشق رمیدن کرد است
بهر بوسیدن پایش واقف · سرو هم میل خمیدن کرد است

---

۱ : یہ دو شعر صرف ہ میں ہیں ۔
۲ : تعداد اشعار ا ، ہ میں پانچ اور و میں تین ہے ۔ ب ، و اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۳ : چوتھا اور پانچواں شعر ہ میں نہیں ۔
۴ : تعداد اشعار ا ، و اور مطبوعہ میں سات د میں پانچ اور ہ میں آٹھ ہے ۔
۵ : نظر (ا ، و مطبوعہ) ۔
۶ : و میں صرف پہلا دوسرا ، چوتھا اور چھٹا شعر ہے ۔ مقطع مذکور نہیں ۔ تیسرا شعر و میں نہیں ۔
۷ : یہ شعر ا میں نہیں ۔

۳۰

۱ ز من اگرچه ترا ننگ و عار بسیار است
بیا بیا که مرا با تو کار بسیار است
شکسته خاطر و آشفته و پریشانم
مرا معامله با زلف یار بسیار است
قبول بزم تو چون شمع تا کرا بخشند
بدهر دیده‌ی شب زنده دار بسیار است
ز کاو کاو رقیبان ز کوی او رفتم
که گل کم است درین باغ خار بسیار است
کنم ز کوچه‌ی خواری بسر کف خاکی
همین قدر ز پی اعتبار بسیار است
۲ بکاوش مژه‌ای دل خراب می گردد
برای آبله یک زخم خار بسیار است
مباز نرد محبت دگر به زلف ای دل
که کج قمار درین روز گار بسیار است
ز فکر زلف و خطش رفت واقف آرامم
که در خزانه‌ی من مور و مار بسیار است

۳۱

۳ دردا که یار جانب ما را نگه نداشت
ناموس مهر و شرم و وفا را نگه نداشت
یک روز گل بخاک جفا کشتگان نریخت
آن شوخ حرمت شهدا را نگه نداشت
از رشک خال او که در آتش فشرده پا
سوزد ازان سپند که جا را نگه نداشت

---

۱ : ا میں تعداد اشعار چھ د ، ہ ، و میں آٹھ ہے - ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ دو شعر د ، ہ اور و میں ہیں -
۳ : تعداد اشعار ا میں چھ د ، و اور مطبوعہ میں نو اور ہ میں سات ہے - ب میں یہ غزل نہیں - ا کے علاوہ باقی نسخوں میں مطلع حسب ذیل ہے :-

آن آشنا کو جانب مارا نگه نداشت بیگانه گشت و شرم وفا را نگه نداشت

در بزم غیر گریه‌ی مستانه می کنی
چشم تو آبروی حیا را نگه نداشت
زان سنگدل دو بوسه گدایانه خواستم
دشنام داد و حق دعا را نگه نداشت
۱ ترکانه تاخت غمزه‌ی او بهر غارتم
ظالم عنان رخش جفا را نگه نداشت
با آنکه بود لنگر صبرم گران چو کوه
آمد چو سیل هجر تو پا را نگه نداشت
زنگاری است بسکه به تر دامنان نشست
آیینه بود بار صفا را نگه نداشت
واقف ز درد هجر تو گردید بینوا
نالید آن قدر که نوا را نگه نداشت

۳۲

۲ وصف لعل تو گفتنم هوس است — گهری چند سفتنم هوس است
سیدرم همچو گل گریبان را — که دو روزی شگفتنم هوس است
۳ پنبه از گوش کرده ام بیرون — که ملامت شنفتنم هوس است
مژه جاروب کرده ام که بچشم — خار راه تو رفتنم هوس است
هوسی هست در دلم جانان — آن هوس با تو گفتنم هوس است
سر ببالین نهم مگر میرم — بی تو حاشا که خفتنم هوس است
واقف از دلبران نیم ایمن — دل بجای نهفتنم هوس است

۳۳

۴ همچو دل در غم عشقت بمن انبازی هست
سر کنم نغمه‌ی دردی که هم آوازی هست
هرزه پردازی دل سخت ملولم دارد
اندرین شهر بپرسند قفس سازی هست

---

۱ : یه تین شعر ، د ، و اور مطبوعه میں هیں -
۲ : ا ، د ، ه ، و میں تعداد اشعار سات اور مطبوعه میں چھ ہے - ب میں یه غزل نهیں -
۳ : مطبوعه میں یه شعر نهیں -
۴ : تعداد اشعار ا ، د ، و اور مطبوعه آٹھ اور ه میں گیاره ہے - ب میں یه غزل نهیں -

بگرفتاری من نیستی ای مرغ چمن
شکرها کن که ترا رخصت پروازی هست
آتش از خشم مزن سینه‌ی صد چاک مرا
کہ درین کهنه قفس مرغ خوش آوازی هست
امشب از ناله دلم هست چو بلبل محفوظ
در پس پرده مگر گوش بر آوازی هست
دید تا اشک مرا جست ۱ خیال تو ز چشم
نتوان بود دران خانه که غمازی هست
ای که پرسی که ترا کرده ز جادو بیمار
غیر ازان چشم مگر هیچ فسونسازی هست
۲ چه مناسب که شوم خود طرف مرغ سحر
تا چو دل در بغلم زمزمه پردازی هست
گو مکن سعی به ویرانی من همسایه
زانکه در خانه‌ی من خانه براندازی هست
چون مرا ره به درون نیست چه دل شاد کنم
من گرفتم که در دوست در بازی هست
این غزل گفته شد از فیض نظیری **واقف**
غیر من در پس این پرده سخن سازی هست

۳۴

۳ لعل لب یار دل نشین است — دل خاتم و لعل او نگین است
چون آیینه‌ی شکسته ماتم ۴ — بر جبهه‌ی من همیشه چین است
تا بوسه ای از لبت نگیرم — باور نکنم که انگبین است
سنگ است اگر دلش نترسم — جانی دارم که آهنین است
چون شمع تن منست مومین — دردا که زبانم آتشین است
نقش قدم دل رمیده — یا رب بکدام سر زمین است
آواره دلم بیاد زلفت — گاهی در شام و گه بچین است

۱ : رفت ـ (ا) یه شعر مطبوعه میں نہیں ـ
۲ ـ یه اشعار ه میں ہیں ـ تیسرا شعر مطبوعه میں بهی ہے ـ
۳ : ا میں تعداد اشعار ـ آٹھ د ، و میں سات اور ه میں چھ ہے ـ ب اور مطبوعه میں یه غزل نہیں ـ ۴ : در غم (ا) ـ

١ نفرین کردی و شاد گشتم
بر نفرین تو آفرین است

بلبل مستی چه میکنی های
صیاد نشسته در کمین است

دارم نفسی ز عمر واقف
آن نیز چو صبح واپسین است

۳۵

٢ ای که پرسی که دلت از چه بدینسان تنگست
دم مزن کز هوس غنچه دهانان تنگست

یوسف آن به که تو تشریف بری جانب مصر
زانکه بر کوکبه‌ی حسن تو کنعان تنگست

در غمت ناله‌ی من بسکه جهانگیر شده است
جای بر شیون مرغان گلستان تنگست

عرصه ای کو که توان عرض جنون داد درو
پا کشیدیم بدامان که بیابان تنگست

٣ نشد از تنگی این دشت دل کس خالی
گریه را سرمده ای دیده که دامان تنگست

صبر کن ورنه ازین شهر برون رو واقف
کز فغان تو دل گبر و مسلمان تنگست

۳۶

۴ عاشق دل بسته‌ی وطن نیست
پابند چو شمع در لگن نیست

در سایه‌ی تیغ یار خفتم
آرام طلب کسی چو من نیست

ما صبح صداقتیم ما را
پیش تو مجال دم زدن نیست

هیچ از دل تنگ من نه پرسی
ای شوخ ترا مگر دهن نیست

دامن ز لباس هر که افشاند
کمتر ز نسیم پیرهن نیست

---

١ : یہ دو شعر د اور و میں نہیں - تیسرا چوتھا اور پانچواں شعر د اور و میں نہیں -

٢ : ا ، ہ اور و میں تعداد اشعار چھ اور د میں پانچ ہے - ب اور مطبوعہ میں غزل مذکور ہی نہیں -

٣ : پانچواں شعر د میں نہیں -

۴ : تعداد اشعار ا میں چھ، د ، ہ اور و میں سات ہے - ب اور مطبوعہ میں غزل نہیں -

١

۱ سشکن قدر عقیق اشکم لخت جگر است از یمن نیست
واقف در فکر تازه‌ی ما ست آن نشه که در می کهن نیست

۳۷

۲ بخاکساری من گرد بر زمین ننشست
چنان بخاک نشستم که کس چنین ننشست
بر آستان تو جز نقش بر جبین ۳ ننشست
بیا ز حق مگذر نقش کس چنین ننشست
غبار دامن آن سرو جامه زیب از ناز
بعارض گل و رخسار یاسمین ننشست
هلاک سنگدلیهات ای صنم گردم
۴ که دل شکستی و بر جبهه تو چین ننشست
ز بد نشینی نقش منست این کان شوخ
نشست با همه کس با من حزین ننشست
۵ ز رشک شمع به بزمش چرا نه داغ شوم
که آن ز خدمت او تا دم پسین ننشست
۶ بیا و دلدهیم کن که گریه ام از جوش
بسعی گوشه‌ی داماں و آستین ننشست
خیال لعل لب یار در دلم **واقف**
چنان نشست که در خانه اش نگین ننشست

۳۸

۷ دل در سواد زلف کسی جا گرفته است
غافل وطن ز کوچه‌ی سودا گرفته است

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں ۔
۲ : تعداد اشعار ا ، و میں سات ، اور ہ میں چھ ہے ۔ ب ' د ، اور مطبوعہ میں
یہ غزل نہیں ۔ مطلع بہت بلند کہا ہے ۔
۳ : این چنین (ا ۔ و) ۔
۴ : اس مصرع میں سکتہ پڑتا ہے ۔
۵ : یہ شعر ہ اور و میں نہیں ۔
۶ ۔ یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۷ : اس غزل کے اشعار ا میں چھ ۔ د ، ہ ، و میں آٹھ اور مطبوعہ میں نو ہے ۔
خیال (د ، ہ ، و) ۔

خوش قامتی بچشم ترم جا گرفته است
سروی عجب برین لب جو پا گرفته است
طفل است کز هوای تو دیوانه گشته است
اشکم که راه دامن صحرا گرفته است
دارد مگر ازان قد رعنا شکایتی
آهم که راه عالم بالا گرفته است
آن طفل جان بقالبم از یک سخن دمید
لعلش مگر سبق ز مسیحا گرفته است
۱ دل را ز دستم آن مژهای دراز دست
امروز گر گذاشته فردا گرفته است
باهمتی که از نظر افگنده ام دو کون
خوش چون شوم ز گریه که دنیا گرفته است
۲ ناصح اگر تو قطع ملامت کنی خوش است
چشمش بزور تیغ دل از ما گرفته است
۳ واقف ز زهد پیر شدم بسکه چون کلیم
دستم عصا ز گردن مینا گرفته است

۳۹

۴ رحمش بدل فگار من نیست — افسوس که یار یار من نیست
در عشق نصیحتم مگویید — این کار دل است کار من نیست
۵ دیدم شب زلف دلبران را — تاریک چو روزگار من نیست
اشکم پر شوخ ۶ شد چه سازم — این طفل در اختیار من نیست
مردم از درد عشق و جز داغ — شمعی بسر مزار من نیست

---

۱ : یه تین شعر د ، ہ ، و اور مطبوعه میں هیں - ا میں تیسرے شعر کا دوسرا مصرع غلط مرقوم هے - یعنی اصل مصرع کی جگه مابعد کے شعر کا دوسرا مصرع (امروز گر گذشته، فردا گرفت است) ملا لیا هے -
۲ : یه شعر صرف مطبوعه میں هے -
۳ : زاهد (ا) -
۴ : ا میں چھ د ، و میں گیاره ، ہ میں نو اور مطبوعه میں تیره هیں - ب میں یه غزل نہیں -
۵ : دیدم آن زلف را مکرر   آشفته چو روزگار من نیست (د ، و ، مطبوعه) -
۶ - خود سر شده اشک من چه سازم (مطبوعه) - پر شور (ہ) -

۱ زوری که به آن کشم کمانش | در بازوی اقتدار من نیست
یارم گل گل شگفته گویا | آگاه ز خار خار من نیست
آن شب که نمی کنند روشن | غیر از شب انتظار من نیست
دل برد چو دید داغ دارد | برتافت که این بکار من نیست
هر چند که گل به باغ زیباست | زیبا چو رخ نگار من نیست
رعناست بجای خویشتن سرو | رعنا چون قد یار من نیست
آن کس که دل من از میان برد | یاریست که در کنار من نیست
۲ در کوی بلاست خانه‌ی من | راحت کده در جوار من نیست
یک لاله بکوه و دشت واقف | همچو دل داغدار من نیست

۴۰

۳ درد ترا عزیز تر از جان نگاهداشت
خوش باد دل که حرمت مهمان نگاهداشت
سودا مکن بزلف که این کج معامله
ما را تمام عمر پریشان نگاهداشت
در اشکباری ابر طرف شد بمن ولیک
عشق آبروی دیده‌ی گریان نگاهداشت
چشمی سیه نکرد بمرهم تمام عمر
داغم ز بسکه حق نمکدان نگاهداشت
ای گریه هر کجا که دلت میکشد برو
زین بیشتر عنان تو نتوان نگاهداشت
قربان آن نگاه که با من بزعم غیر
سر رشته‌ی عنایت پنهان نگاهداشت
پایم ز بس به بادیه گردی گرفته خو
نتوانمش بگوشه‌ی داماں نگاهداشت
ایمان اگر برد به سلامت تعجب است
۴ دل داده‌ای که از غم او جان نگاهداشت

---

۱ ـ یه اشعار د ، و اور مطبوعه میں هیں ـ
۲ : یه صرف ه میں هے ـ
۳ : حرمت پیمان (ا) ـ تعداد اشعار ا میں آٹھ ، د میں سوله ، ه میں گیاره ، و میں سوله اور مطبوعه میں چوده هے ـ
۴ : یه اشعار د ، ه ، و اور مطبوعه میں هیں ـ ب میں یه غزل نہیں ـ

شرمندهٔ حمایت عشقم که آن جناب
درد مرا ز آفت درمان نگاهداشت
با او چگونه در صف محشر شود دوچار
دل را کسی کزان صف مژگان نگاهداشت
تا گوش کرد طرز غزل خوانی مرا
یک هفته بلبلم بگلستان نگاهداشت
یارم ز سینه ناوک مژگان کشید و دل
از جذب بالمشاکله پیکان نگاهداشت
برداشت یار این دل صد پاره را ز خاک
وز لطف همچو گل بگریبان نگاهداشت
در راه کرد آبلهٔ پای من تلف
آبی که بهر خارمغیلان نگاهداشت
واقف ز رشک درد تو یار عزیز را
دزدیده از دل خود و در جان نگاهداشت

۸۱

۱ تیر تو به سینه جای گیر است | پیکان تو سخت دل پذیر است
جز مهر تو نیست در ضمیرم | نازم که ضمیر من منیر است
فقر است اکسیر خاک آدم | این نسخه مجرب فقیر است
چشم تو اگرچه میدهد دل | مژگان تو در گرفت و گیر است
داغم که چراغ زندگانی | مانند شرار زود میر است
۲ چون مرغ دلم بدامت افتاد | زنهار مکش که خوش صفیر است
در گوشهٔ مسکنت حصیری | واقف بر ما به از حریر است

۸۲

۳ در جهان ز بالایش هر طرف بلا برخاست
این بلا نمیدانم یا رب از کجا برخاست

۱ : تعداد اشعار ا میں چھ ، د اور و میں سات ہے ۔ باقی نسخوں میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : یہ شعر د اور و میں ہے ۔
۳ : ا میں تعداد اشعار چھ ، د میں سات اور و میں آٹھ ہے ۔

موسم بهار آمد گل بشاخسار آمد
عهد وصل یار آمد بوی آشنا برخاست
دل بشوقت از جا شد اشک راه پیما شد
رشک کار فرما شد آه از قفا برخاست
بود با من محزون جنگ تو ز حد افزون
آمدی بصلح اکنون کز رخت صفا برخاست
دل ازان وفا دشمن سر نکرد گر شیون
چیست کز درون من شور های‌ها برخاست
۱ ای بلای عقل و دین رو بمدعی بنشین
کز دل من مسکین نقش مدعا برخاست
گرچه دل بسی بشکست لیکن آخر آن بدمست
پهلوی وفا بنشست از سر جفا برخاست
بسکه گشته ام **واقف** با جهانیان یکدل
شیشه هر کجا بشکست از دلم صدا برخاست

۴۳

۲ ما را بتو روزگار نگذاشت — گفتیم دمی گذار نگذاشت
در عشق تو باختم دل و دین — چیزی بمن این قمار نگذاشت
لب تشنه بآب خضر ما را — آن دشنه‌ی آبدار نگذاشت
دیوانه شدم ازان خط سبز — هوشم بسر این بهار نگذاشت
ای وای که بخت سست عهدم — یک عهد تو استوار نگذاشت
۳ دل را چون گرمی غم او — محتاج به غمگسار نگذاشت
صد شکر که سیل گریه‌ی من — در خاطر او غبار نگذاشت
میخواست که مهر ورزد آن ماه — این طالع نابکار نگذاشت
هرچند که چون حنا شدم خون — از دست خودم نگار نگذاشت
آن ترک که غارت غم او — در من صبر و قرار نگذاشت
پای بسرم ز ننگ بنهاد — دستی بدعا ز عار نگذاشت
۴ ناکاره شدیم زانکه ما را — عشق تو به هیچ کار نگذاشت
گفتم نفسی قرار گیرم — لیکن دل بی قرار نگذاشت

---

۱ : د میں دوسرا اور و میں دونو شعر ہیں -
۲ : تعداد اشعار ا میں بارہ، د میں اٹھارہ، ہ تیرہ اور و میں سترہ ہے -
ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ۳ : یہ شعر و میں نہیں -
۴ : د اور و میں یہ سب اشعار مذکور ہیں ہ میں صرف پہلے چار نہیں -

رفتیم که درد دل بگوییم — این دیدهٔ اشکبار نگذاشت
بیداد تو کشت عاشقان را — زانسان که یک از هزار نگذاشت
بی زخم خدنگ هیچ دل را — آن غمزهٔ دل شکار نگذاشت
آن طفل که شد به غارت باغ — یک گل بر شاخسار نگذاشت
یار آمده بود بر سر صلح — دوران ستیزه کار نگذاشت
واقف بس کن که اضطرابت — آرام درین دیار نگذاشت

۴۴

۱ دل دوش گدای سر راهی شد و برخاست
دریوزه‌گر لطف نگاهی شد و برخاست
بنشین بگدایان در دوست که هرکس
بنشست باین طایفه شاهی شد و برخاست
از معجزهٔ حسن تو منکر نتوان شد
کز مهر رخت آیینه ماهی شد و برخاست
تا پیش وی اثبات کند دعوی دردم
آه اثر آلود گواهی شد و برخاست
با قامتش از جلوه‌گریهای قیامت
صد کوه تحمل پر کاهی شد و برخاست
بنشست باهل هوس از سادگی آن طفل
چندانکه ز خط نامه سیاهی شد و برخاست
هر دانهٔ اشکم که بخاک در او ریخت
از تلخی غم زهرگیاهی شد و برخاست
۲ چون سرمه غباری که ازان سوخته جان ماند
سودا زدهٔ چشم سیاهی شد و برخاست
تا بر سر دل سوختگان زار بگرید
درد دل من ابر سیاهی شد و برخاست
آن اشک که بد معتکف گوشهٔ چشمم
از محشر هجران تو آهی شد و برخاست

۱ : تعداد اشعار ا میں آٹھ د ، و میں بارہ ، ہ میں نو اور مطبوعہ میں گیارہ ہے ۔
۲ : یہ سب اشعار د اور و میں ہیں ۔ ہ میں پہلے دو ہیں ، اور مطبوعہ میں تیسرا نہیں ۔

عاشق نگه من چو ز رخ پرده برافگند
هر مو به تنم مد نگاهی شد و برخاست
واقف که ز عمری بدرش خاک نشین شد
درمانده باحوال تباهی شد و برخاست

۴۵

۱ ترا هرگز غم بیماریم نیست
چه نالم چون اثر در زاریم نیست
چو بخت خویش در خوابم شب و روز
بطالع یک سحر ۲ بیداریم نیست
زدم پروانه سان خود را بر آن شمع
چسازم طاقت خودداریم نیست
یکی دیوانه‌ای خلوت پسندم
بطفلان ذوق صحبت داریم نیست
بیا ای گریه مشغولم بخود کن
که دیگر طاقت بیکاریم نیست
ببزمت زان چو شمع از پا نشینم
که دیگر تاب خدمتگاریم نیست
بسر پیچیده آهم شعله چون شمع
هوای چیره‌ی زرتاریم نیست
۳ مرا زان دست و خنجر شکوه برخاست
که بر تن هیچ زخم کاریم نیست
من آن مستم درین میخانه واقف
که چون چشم بتان هشیاریم نیست

۴۶

۴ کی دلم از سفر عشق بسامان برگشت
رفت نالان چو جرس این ره و نالان برگشت

---

۱ : تعداد اشعار ا ، ہ اور مطبوعہ میں آٹھ اور د اور و میں نو ہے ۔
۲ : شب (ا) ۔ ۳ : یہ شعر صرف د اور و میں ہے ۔
۴ : تعداد اشعار ا ، اور و میں گیارہ اور ہ میں آٹھ ہے ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

در دیاریکه تویی طرفه هوای باشد
رفت خندان ز برم قاصد و گریان برگشت
مرغ ما را ز قفس دور شدن نیست شگون
بارها تنگدل از سیر گلستان برگشت
در سراغ کمر افتاد سواد ۱ زلفش
هیچ معلوم نگردید پریشان برگشت
فتنه میخواست ۲ به چشم تو مقابل گردد
تا نظر کرد بآن لشکر مژگان برگشت
نظر لطف چو از چشم سیاه تو نیافت
سرمه سودا زده زین غم بصفاهان برگشت
آه از خشکی طالع که دل سوختگان ۳
تشنه کام از سر آن چاه زنخدان برگشت
مژده‌ی وصل بگوشش نرسیده است اگر
بچه تقریب ز نزدیک لبم جان برگشت
خانزادان بوفاداری عشاق نیند
برنگردند گر از چشم تو مژگان برگشت
بعد عمری ز پی کشتن من آمده بود
حیف صد حیف که آن زود پشیمان برگشت
واقف آن نیست که دور از لب اوآب خورد
بارها تشنه لب از چشمه‌ی حیوان برگشت

۴۷

۴ خانه پرداز و خانه دار من است — چه قدرها غمت بکار من است
یادگاری ز خاندان دلست — طفل اشکی که درکنار من است
غم رسواییم مخور ناصح — عاشقم خواری اعتبار منست
اندرین شهر هر کجا طفلی است — سنگ درکف در انتظار من است
بفلک سیتوان سفارش کرد — که فلان تیره روزگار من است
این نمک ها که ریزد از لب او ۵ — همه وقف دل فگار من است

---

۱ : ز سودا زلفش (ا) - ۲ : بزلف (ا) -
۳ : سوخته جان (ا) -
۴ : یه غزل صرف ا ، د ، اور و میں ہے - خانه زاد (ا) ۵ : تو (ا)

قدسیان را بگریهٔ می آرد دود شمعی که بر مزار من است
آنکه دل برده از برم واقف بر کنار است و در کنار من است

۴۸

۱ صفای آن رخ گلفام برطرف شد و رفت
بهار خوبی ایام برطرف شد و رفت
چنان میان من و یار راه مسدود است
که رسم نامه و پیغام برطرف شد و رفت
ز بسکه لطف خود از ما دریغ می داری
چه جای بوسه که دشنام برطرف شد و رفت
۲ چه منت است ز سودای پخته بر سر من
که از سرم هوس خام برطرف شد و رفت
۳ ازان زمان که طرف شد بر دل غم عشقت
قرار و راحت و آرام برطرف شد و رفت
۴ ز کفر زلف تو تاریک گشت روی زمین
فغان که رونق اسلام برطرف شد و رفت
زمانه ساخته افسرده ام چنان واقف
که گریه ی سحر و شام برطرف شد و رفت

۴۹

۵ آنقدر زخم که نتوان برداشت
دل ازان خنجر مژگان برداشت
ور توانی است که صد جور و جفا
میتوان از تو پی آن برداشت

---

۱ : تعداد اشعار ا اور ہ میں پانچ ، د اور و میں چھ ہے ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔
۳ : یہ شعر د اور و میں ہے ۔
۴ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۵ : اس غزل کے اشعار ا ، د اور و میں آٹھ اور ہ میں چھ ہیں ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

۱ خویش را شهره به حالی کرد
زین همه بار که انسان برداشت
با خط سبز بگلشن رفتی
نسخه از روی تو ریحان برداشت
دل بجان گشت هوادار صبا
تا نقاب از رخ خوبان برداشت
سرو انگشت امان پیش قدت
تا تو رفتی بگلستان برداشت
زلف او آمد و خط را تا دید
بند از پای اسیران برداشت
۲ من پریشانی دل خوش دارم
خرده زان زلف پریشان برداشت
نازک افتاده مزاجم واقف
نتوانم ز کس احسان برداشت

۵۰

۳ کند کار سنان در دل اگر خار است از دستت
که اندک دل خراشی نیز بسیار است از دستت
اگر در کلبه‌ی من پا گذاری جای آن دارد
که رویم سوی در پشتم بدیوار است از دستت
نگاهت تشنه‌ی خون چشم مست ابرو اشارت کن
مرا جانبر شدن بسیار دشوار است از دستت
ز دستت شکوه‌ای گر کردم ای بیدرد معذورم
که دل ریش و جگر خون سینه افگار است از دستت
ید بیضا ترا در آستین اما نمی دانم
چرا روزم سیه همچون شب تار است از دستت
حنایی کردی از خون رقیبان پنجه بر رغمم
مرا با گریه‌ی خونین سروکار است از دستت

۱ : یہ شعر صرف د میں ہے - دوسرا اور تیسرا شعر ہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر د اور و میں ہے -
۳ : تعداد اشعار الف ، ہ میں سات - د میں نو - و میں دس اور مطبوعہ میں آٹھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -

۱ همان بهتر که اکنون دست بردارد طبیب از من
که هر رگ در تن من نبض بیمار است از دستت
عزیز وقت خود بود است این دل‌لیک از چندی
خراب کوچه و رسوای بازار است از دستت
تو ام دست نوازش می کشی بر سر نمیدانی
که‌این مسکین ز جان‌خویش‌بیزار است از دستت
تو **واقف** از هوس دل را بزلف دلبران بستی
بزنجیر بلا اکنون گرفتار است از دستت

۵۱

۲ دل هوای تو بسر داشته است
قطره‌ی خون چه جگر داشته است
هیچ معلوم نگردید کجا است
یار گویند کمر داشته است
از خیال نمکین خنده‌ی یار
گریه ام شور دگر داشته است
کلفت آلوده رسیدم ز عدم
رخت من گرد سفر داشته است
نیست از تلخی کامم خبرش
دهنش تنگ شکر داشته است
حال دل آه چه پرسی از اشک
طفل ای ۳ جان چه خبر داشته است
۴ سوخت از گرمی پنهان ما را
دل سنگش چه شرر داشته است
اول و آخر دنیاست گزند
واقف این مار دو سر داشته است

---

۱ : یه تین شعر د ، ہ اور و میں ہیں - مطبوعہ میں پہلا اور تیسرا ہے -
۲ : تعداد اشعار ا میں سات د ، ہ اور و میں آٹھ ہے - ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۳ : از جان (د ، ہ ، و) ۴ : یہ شعر د - ہ اور و میں ہے -

۵۲

۱ بر دل و دیده از غمش بسکه بلا رسیده است
اشک جدا بکوی او آه جدا رسیده است
۲ آه که عمر محنتم گاه بسر نمی رسد
تا شب هجر بگذرد روز جزا رسیده است
غم بدلم نهاده روی در بکشای ای طرب
تو سر خویشتن بگیر خانه خدا رسیده است
ای که بآسمان رسید فرق غرور ناز تو
ما بتو گر نمی رسیم نالهٔ ما رسیده است
درد جدای تو ام مژدهٔ مرگ می دهد
شکر که دردمند را وقت شفا رسیده است
جانب ما نگاهی از گوشهٔ چشم میکنی
نالهٔ زار من مگر گوش ترا رسیده است
۳ نی دل و چشم من بتان خوار و خراب کرده اند
سر زده فتنه هر کجا پای شما رسیده است
۴ جان و دلم بسوی او رفت و منم درین خیال
کاین به کجا نشسته است آن ز کجا رسیده است
آفت و محنت و الم غصه و رنج و درد و غم
واقف مستمند را بی تو چها رسیده است

۵۳

۵ گرد خط جا بروی یار گرفت — خاطرم یک قلم غبار گرفت
گر ز خونم کند حنا بندی — نتوان دست آن نگار گرفت
طفل اشک مرا بصد جوشش — بحر تا دید در کنار گرفت
چه فراخ است عیش جامهٔ تو — که ترا تنگ در کنار گرفت

---

۱ : تعداد اشعار ا ، ہ میں سات ۔ د اور و میں آٹھ ہے ۔ ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : دوسرا ، پانچواں اور چھٹا شعر ہ میں نہیں ۔
۳ : یہ شعر د اور و میں ہے ۔
۴ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۵ : ہ میں ایک شعر زائد ہے ۔

۱ دل بآن زلف میکند بازی طفل یا رب چگونه یار گرفت
خط ز حسن ستمگرش واقف داد این تیره روزگار گرفت

۵۴

۲ بحشر خط بمن ای بی و فاچه خواهی گفت
جواب رنجش و عذر جفا چه خواهی گفت
نمی کنیم سوی او ترا روان ای اشک
ازان جهت که تو طفلی ز ما چه خواهی گفت
گذشت کار پریشانیم ز گفت و شنید
بزلف یار ز من ای صبا چه خواهی گفت
گذشت عمر و نکردی بمن شبی روزی
بحیرتم که بروز جزا چه خواهی گفت
هزار نامه نوشتم جواب ننوشتی
بگو بگو که جواب خدا چه خواهی گفت
گر از تو یار بپرسد چه مدعا داری
تو باری ای دل بی مدعا چه خواهی گفت
۳ تو کافرانه به بت خانه میروی ای دل
اگر کسی بتو گوید کجا چه خواهی گفت
تو خود ز محفلش آزرده میروی واقف
بخنده گر بتو گوید بیا چه خواهی گفت

۵۵

۴ دلم از آه بی اثر داغست بلکه زین غصه ام جگر داغست
از دل تنگ من چه می پرسی زخم بر زخم و داغ بر داغ است
من نه تنها ز شوخیش داغم که پدر هم ازان پسر داغ است
شمع با این بهار زیبایی از تو ای سرو گل بسر داغ است

---

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، د ، و اور مطبوعہ میں سات اور ہ میں آٹھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے -
۴ : اس غزل میں تعداد اشعار ا میں دس د ، و اور مطبوعہ میں نو اور ہ میں آٹھ ہے - ب میں یہ غزل نہیں -

دل من هیچ جا نیاساید	در سفر داغ و در حضر داغ است
جای شمع آنکه بر سرم شب هجر	سوزد از شام تا سحر داغ است
۱ سوختم ز اختلاط لاله رخان	وصل این قوم را ثمر داغ است
پیش رویش ز شمع و لاله مپرس	کاین یکی سوخت و آن دگر داغ است
آن چنان دل شتاب می سوزد	که ترا تا شود خبر داغ است
لاله زار است سینه‌ی **واقف**	هر کجا افکنی نظر داغ است

۵۶

۲ خویش و بیگانه بحال من بیمار گریست
هر که آمد بسرم شمع صفت زار گریست
از پس مرگ کسی آب بخاکم افشاند
ابر غم آمد و چون یار هوا دار گریست
نعشم آن روز که از کوی تو بیدرد برند
خواهد از درد بحالم در و دیوار گریست
در غمت کم ز کسی دید دلم خون گرمی
غیر ازین دیده که از بهر تو بسیار گریست
کبک را خنده ز غم خواب فرامش شده است
بسکه مجنون تو در دامن کهسار گریست
۳ نگزشت است هنوز از شب هجران پاسی
نتوان خون دل از دیده بیک بار گریست
آنکه دی خندان کنان بر سر من آمده بود
چون مرا گریه کنان دید بناچار گریست
واقف آن شب که ازو یار نپرسید احوال
کم سخن گفت ز درد دل و بسیار گریست

---

۱ : یه شعر ، د ، ه ، و اور مطبوعه میں نہیں - نیز ہ میں تیسرا شعر بھی نہیں -
۲ : تعداد اشعار ا میں چھ ، د ، ہ اور و میں آٹھ ، اور مطبوعه میں سات ہے -
۳ : یه دو شعر ، د ، ہ اور و میں ہیں - ہ میں اس شعر کا مصرع اول حسب ذیل ہے :
قدری از بهر شب وصل نگهدار آخر

۵۷

۱ از بسکه فتاده گرم خویت گردید برشته رنگ رویت
یاران دارند پیک و قاصد من اشک کنم روان بسویت
ششتی ای دیده روی مارا خواهیم همیشه آبرویت
تا گم شده گوهر دل از من چشمم شده خاک شوی کویت
رفتی ای سرو و آبم از چشم گردید روان بجستجویت
۲ احوال سیاه روزی ما خط آمد و گفت روبرویت
یک خار نگشت از تو سیراب ای آبله خاک در سبویت
۳ درد تو گداخت استخوانم شرمنده ام از سگان کویت
گرد سر شوخی تو گردم مژگان پریست موبمویت
۴ جانم ای گل به مستی آید همراه صبا فرست بویت
واقف ز لب که می زنی حرف خوش با نمک است گفتگویت

۵۸

۵ قدم از میکده مگذار برون جای خوشست
دامن پیر مغان گیر که بابای خوشست
پیش خیز هوس سفله نمی باید بود
بنده‌ی عشق شو ای خواجه که مولای خوشست
کیمیای ز وصال تو تمنا دارم
گو بسوزد سر و سامان که تمنای خوشست
۶ جامه‌ی عاریت آلوده‌ی منت باشد
خوش بعریان تنم زانکه سراپای خوشست
سر افتاده‌ی ما را بعزیزی دارید
گرچه خاکست ولی خاک کف پای خوشست

---

۱ : تعداد اشعار ا میں آٹھ - د میں دس اور ہ اور و میں نو ہے - ب اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۲ : یہ شعر صرف ا میں ہے -
۳ : یہ شعر د ، ہ اور و میں ہیں -
۴ : یہ شعر صرف د میں ہے -
۵ : تعداد اشعار ا میں دس ، ہ میں آٹھ اور و میں گیارہ ہے - ب۶ ، د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
۶ : دوسرا ، تیسرا اور چوتھا شعر ہ میں نہیں -

دین و دنیا دل و جان صبر و خرد تاب و توان
بفروشید بآن زلف که سودای خوشست
وعده‌ی قتل من ای شوخ بفردا دادی
رقص شادی کنم امروز که فردای خوشست
بر سر هر مژه لخت جگرم میسوزد
چون چراغان لب آب تماشای خوشست
بدعا خواه دلی خالی ز اندیشه‌ی غیر
که ورای دو جهان گوشه‌ی تنهای خوشست
١ عشق ای دل به غلامی چو سرافرازت کرد
حاضر خدمت او باش که آقای خوش است
جانب ساده رخان مینگری شرمت باد
ای ترا زانوی خود آیینه سیمای خوش است
وعده‌ی بوسه اگر از لب خوبان خوبست
واقف از جانب ما نیز تقاضای خوشست

٥٩

٢ بعهدت جا بجا ویرانه‌ای هست — غم آباد و مصیبت خانه‌ای هست
بیا بلبل که ما نالیم باهم — مرا هم بی وفا جانانه‌ای هست
توان یک شب شنیدن سرگزشتم — سرت گردم عجب افسانه‌ای هست
چرا بر خویشتن زلفت نلرزد — بزنجیرش چو دل دیوانه‌ای هست
مرا سودا ببازاری فگند است — که آنجا نقد جان بیعانه‌ای هست
ازان چشم و ازان ابرو خرابست — بهر جا مسجد و میخانه‌ای هست
کجا داری خبر زین دیده و دل — ندیمت شیشه و پیمانه‌ای هست
نمی آید بشهر از دشت مجنون — که آنجا همچو من دیوانه‌ای هست
ترا نا آشنا می بینم امروز — همانا در دلت بیگانه‌ای هست
ز بزم میکشان رفتم ز عمری — هنوزم لغزش مستانه‌ای هست
٣ بما ای مرغ گلشن هم قفس باش — که آنجا نیز آب و دانه‌ای هست

---

١ : یہ دو شعر ہ اور و میں ھیں -
٢ : تعداد اشعار ا ، ب ، میں گیارہ د ، و میں سات ہ میں بارہ ہے - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -
٣ : یہ شعر ، د ، ہ ، و میں ہے -

دلم واقف خراب افتاده بهتر چه تعمیرش کنم غمخانه‌ای هست

۶۰

۱ تا دل به بستر غمت افتاد برنخاست
از ضعف زین ستم زده فریاد برنخاست
دوران چراغ کلبه‌ی این تیره روز را
روشن نکرد کز همه سو باد برنخاست
بایست تیشه زد بسر خود دم نخست
عاشق بدیر فهمی فرهاد برنخاست
دامن کشید از گل و خار ایستاده است
کس همچو سرو زین چمن آزاد برنخاست
محکم پی است درد تو از بسکه در وفا
هرگز ز پهلوی من ناشاد برنخاست
۲ در فتنه روزگار بجای نشد بلند
کان فتنه قامت از پی امداد برنخاست
واقف پس از گذشتن مجنون بغیر من
دیوانه‌ای ز وادی ایجاد برنخاست

۶۱

۳ تا تو رفتی دامن صبر و قرار از دست رفت
دست بر سر می زنم ای وای کار از دست رفت
شد جوانی آخر و خاکی نیفگندم بجیب
گل نچیدم از جنون فصل بهار از دست رفت
اعتمادی داشتم بر طاقت سنگین رکاب
تا ترا دیدم عنان اختیار از دست رفت
از غمت در آستین سامان طوفان داشتم
جمله از اسراف چشم اشکبار از دست رفت

---

۱ : تعداد اشعار ا ، ب میں چھ ، د ، ہ اور و میں سات ہے ۔ مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۲ : یہ شعر د ، ہ اور و میں ہے ۔
۳ : تعداد اشعار ، ا ، ب ، ہ میں سات د اور و میں آٹھ ہے ۔

بعد صد خون جگر وصلش میسر شد ولی
چون حنا در هفته‌ای ما را نگار از دست رفت
دامن عمر ابد گر رفت از کف سهل بود
گشت مشکل کار من تا زلف یار از دست رفت
۱ خورده‌ی جانی که بهرش کیسها میدوختم
چشم تا برهم زدم همچو شرار از دست رفت
آن سلیمانم که گم شد خاتم اقبال من
تا مرا **واقف** رکاب آن سوار از دست رفت

۶۲

۲ جان ماند و دل من از میان رفت — صد شکر که یک بلای جان رفت
تا دل در فکر آن دهان رفت — نامی زو ماند و بی نشان رفت
از دست جفای ناوکت ۳ دل — نالان تا خانه‌ی کمان رفت
در راه فنا ادب ضرور است — چون شمع بدیده می توان رفت
مردیم و هدف شد استخوانها — آسوده کسیکه بی نشان رفت
تا سرو قد تو جلوه گر شد — شمشاد ز باغ مو کنان ۴ رفت
آن چشم سیاه بلای جان است — دنباله‌ی او نمی توان رفت
دل محو خیال آن کمر شد — بیچاره بهیچ از میان رفت
۵ عاشق بهوای ناوکت مرد — دردا که به درد استخوان رفت
تا دامن دشت یادم آمد — چون سیل ز دست من عنان رفت
رفت آن بی مهر و لخت دل ریخت — چون صبح بهار گل فشان رفت
در خانه‌ی کس نه رفتی از شرم — در آیینه عکس تو چسان رفت
زلفش بزمین رسید **واقف** — دود دل ما به آسمان رفت

۶۳

۶ نگار بسته برنگی نمود جانان دست
کز آب و رنگ بخون شسته است مرجان دست

---

۱ : یہ شعر د اور و میں ہے -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - تعداد اشعار ا ، ب میں نو اور د اور و میں گیارہ ہے -
۳ : ناوک (ا) از شوق خدنگ او دل (ہ) - ۴ : کشان (ب ، د ، و) -
۵ : یہ شعر د اور و میں ہیں - ا ، ب کا دوسرا شعر ان نسخوں میں نہیں -
۶ : تعداد اشعار ا ، ب میں چھ ، د اور و میں نو ، اور ہ میں آٹھ ہے - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

مرا بسلسله‌ی حسن اعتقادی هست
دهم چو شانه بدامان زلف خوبان دست
بس است شمع صفت داغ دشمن جانم
بکشتن من آتش بجان مرنجان دست
ز بهر چیدن گل کس نکرد دست دراز
بخواهشی که برم جانب گریبان دست
کجاست همچو بیابان وسیع حوصله‌ی شهر
مرید بادیه ام میدهم بدامان دست
۱ به دامن که شود آشنا بگو ناصح
گرفتم اینکه کنم کوته از گریبان دست
ستم رسیده به دامان ظالم آویزد
کشم چگونه ز زلفت من پریشان دست
برای دیدن نبضم طبیب آمد و من
در آستین کنم از شرم داغ پنهان دست
ز شانه کاری زلف تو ماند تا محروم
بهیچ کار نزد واقف پریشان دست

۶۴

۲ در دل نه همین سه چار درد است — از دست تو بی شمار درد است
باز آ که ز دوری تو مارا — یک سینه و صد هزار درد است
در کویتو جان سپردگان را — جاروب کش مزار درد است
۳ در دل که ز اشتیاق داغ است — در دیده ز انتظار درد است
ای پیش تو یادگار ما هیچ — ما را ز تو یادگار درد است

---

۱ : یه اشعار ، د ، اور و میں ھیں - ہ میں پہلا نہیں -
۲ : تعداد اشعار ا ، ب میں چار د ، ہ اور و میں چھ ہے - مطبوعہ میں سات ہے -
۳ : یه اشعار د ، ہ اور و میں ھیں -

۱ گفتی به دل تو چیست از من ای یار ستم شعار درد است
واقف مگسل ز درد زنهار یار تو درین دیار درد است

۶۵

۲ سر زلفت ز صبا گر نه پریشان می گشت
کار سودا زده ای چند بسامان می گشت
نامی از سرو درین باغ نبود است هنوز
که بدل یار قد یار خرامان می گشت
آنکه از زمزم و کوثر دل او آب نخورد
تشنه گرد سر آن چاه زنخدان می گشت
شد یقینم که کفن پوش کند عالم را
تیغ بیداد تو آن روز که عریان می گشت
این زمان دل بسر زلف تو خود را گم کرد
یاد آن روز که در هند پریشان می گشت
شب ز بیچارگی دل جگر من خون شد
که بامید تو در کوچه‌ی حرمان می گشت
من ز تحصیل فن عشق چو فارغ گشتم
بلبل آن روز باورلق گلستان می گشت
۳ خبری از دل دیوانه نه دارم لیکن
دیدم از دور کسی را به بیابان می گشت
چه بلا شور بسر داشت دل من کاسشب
کاسه‌ی داغ به کف گرد نمکدان می گشت
شب چه شمعم به نظر بود که لخت دل من
همچو پروانه بگرد سر مژگان می گشت
واقف آن شور جنون تو کجا شد که لبت
خنده می زد چو سحر چاگ گریبان می گشت

---

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۲ : اس غزل کے اشعار ا میں آٹھ ، ب میں نو ، د اور ہ میں دس ، ہ میں سات اور مطبوعہ میں دس ہے - اس غزل کا مطلع ا ، ب کے علاوہ حسب ذیل ہے :
سرو من دوش به گلزار خرامان میگشت از پیش سرو چمن بر زده دامان میگشت
۳ : یہ اشعار د اور و میں ہیں -

۶۶

۱ ندانم کدامین ادای تو خوبست
چه گویم همه شیوه های تو خوبست
اگر تیر بر من زنی ور باغیار
تو خوبی صواب و خطای تو خوبست
مبادا چو من روز بد پیشت آید
مبین آیینه کز برای تو خوبست
تو سرو کدامین گلستانی ای شوخ
که از روی گل پشت پای تو خوبست
سر من که دارد هوای سجودی
اگر سوده گردد بپای تو خوبست
۲ فتاد است در فکر پرواز رنگم
اگر پر زند در هوای تو خوب است
ز واقف نمانده است جز نیم جانی
۳ که آن هم نماید فدای تو خوبست

۶۷

۴ نیست گر حق یقین علم یقین هم بد نیست
گر میسر نشود آن بتو این هم بد نیست
زخم دندان بلب یار تماشا دارد
گرچه خوبست نگین نقش نگین هم بد نیست
سینه بریان چکنی از پی نان گندم
نمکی داری اگر قرص جوین هم بد نیست
چند در دیده‌ی اغیار نشیمن سازی
گوشه‌ی خاطر این گوشه نشین هم بد نیست
ماه من گر ز در سهر در آیی خوبست
ور قدم رنجه کنی از ره کین هم بد نیست
می برد گرچه دل از موج تبسم لب او
واقف انصاف بده چین جبین هم بد نیست

---

۱ : ا ، ب میں تعداد اشعار چھ اور باقی میں سات ہے -
۲ ، یہ شعر د ، ہ ، و اور مطبوعہ میں ہے -
۳ : دید در ہوای (د ، و) ہ میں مصرع دوم حسب ذیل ہے :
گرآن هم دهد رونمای تو خوب است
۴ : تعداد اشعار ا ، ب میں چھ ، اور ہ اور و میں پانچ ہے ، د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں -

۶۸

۱ بیا از جلوه کن بر پا قیامت
که کار خود برد بالا قیامت
بهر جا سایه افتد از قد یار
نروید سرو زانجا تا قیامت
بلاها دیده ایم از قامت او
چه می خواهد ز جان ما قیامت
رود برباد چندین کوه طاقت
قدش هر جا کند بر پا قیامت
مرا از وعده‌ی وصلش چه حاصل
که نتوان زنده ماندن تا قیامت
به تنهایی مرا مسپار مپسند
که آید بر من تنها قیامت
۲ ز دنیا و ز عقبی در هراسم
که این جا آفت و آنجا قیامت
بمن ای سرو قد امروز بنشین
که خواهم کرد من فردا قیامت
ز دست آن شکار انداز واقف
قیامت بود در صحرا قیامت

۶۹

۳ مژه ای ریخته خونم که بخنجر خویش است
نگهی کرده شهیدم که بکافر خویش است
در سر کوی تو آشوب قیامت باشد
آن زمینی است که باعرصه‌ی محشر خویش است
کام جانم ز عتاب تو حلاوت اندوخت
شکر این زهر چگویم که بشکر خویش است

۱ : تعداد اشعار ب میں چھ ، مگر باقی نسخوں میں سات ہے ۔
۲ : ہ میں پانچ ہیں اور چھٹے کی بجای یہ دو شعر ہیں ۔
۳ : تعداد اشعار ا ، د میں آٹھ ، ب ، و ، مطبوعہ میں نو اور ہ میں پندرہ ہے ۔
د اور ہ میں مطلع کا دوسرا مصرع پہلے آیا ہے ۔

قمریان گرد سر سرو چرا می گردند
راست گویید مگر با قد دلبر خویش است
دل تو خویشی نزدیک به خارا دارد
دل سپردن بتو بی رحم ستم بر خویش است
عشق سر داد تهی پای من مجنون را
اندران دشت که هر خار به نشتر خویش است
می کند در حرم کعبه کویت مستی
این دل بی ادب ما به کبوتر خویش است
۱ من درین بادیه با تشنه لبی خوش دارم
ورنه هر آبلهٔ پای بکوثر خویش است
چند گویی که بسوزد دلت از آتش غم
غم ندارم که دل من به سمندر خویش است
فرد شو چون سفر عشق گزیدی ای دل
هست بیگانه درین راه همه گر خویش است
خوشم از تیرگی بخت بیاد آن زلف
دارم آن زلف سیاهی که به عنبر خویش است
منصب آیینه داری تو تا یافت رقیب
دارد آن پایه که گویی به سکندر خویش است
نیست در دست من سوخته را زین گلشن
جز گل داغ که آن نیز باخگر خویش است
دید تا داغ مرا آمده خونش در جوش
لاله گویا بمن سوخته اختر خویش است
در جهان یار وفادار ندیدم **واقف**
حرف بیگانه چگویم که سخن در خویش است

۷۰

۲ دلبر لعل قبا را عشق است، خونی طاقت ما را عشق است
عشق شد سوی تو ام راهنما هادی راهنما را عشق است

۱ : یہ سات شعر ہ میں زائد ہیں ۔
۲ : اس غزل کے اشعار ہ میں گیارہ اور باقی نسخوں میں بارہ ہیں ۔ مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

ناله بر تربت مجنون کردم	آمد آواز صدا را عشق است
خشک لب مرد نخورد آب بقا	تشنه‌ی تیغ بقا را عشق است
عاشقان را رسد از غیب ندا	ایها القوم شما را عشق است
دوست از جور و جفا کشت مرا	دشمن مهر و وفا را عشق است
هیچ پروای گل و خارش نیست	عاشق بی سر و پا را عشق است
کاهش جان مرا کرد علاج	باده‌ی روح فزا را عشق است
سرخ رو گشت بمیدان وفا	کشته‌ی تیغ جفا را عشق است
روی او دیده و دل راست بهشت	حسن آن حور لقا را عشق است
۱ خوب برداشت نقاب از رخ یار	جرات باد صبا را عشق است
کرد طی وادی پر خار جنون	واقف برهنه پا را عشق است

۱۷

۲ دلی که در سر آن زلف جا گرفت و گذاشت
وطن بسایه‌ی بال هما گرفت و گذاشت
بگو چسان نشوم پایمال بی قدری
که یار دست مرا چون حنا گرفت و گذاشت
ز دستگیری او زینهار پا نخوری
که یار همچو حنا دستها گرفت و گذاشت
نقاب بر رخ آیینه از کف آن خود بین
مرا چو دید ز روی حیا گرفت و گذاشت
چو عکس آیینه شد محو نقش هستی او
کسیکه دامن اهل صفا گرفت و گذاشت
چه کوچه‌ها که نگردید از پریشانی
کسیکه زلف ترا چون صبا گرفت و گذاشت
دلم ز سوز محبت اگر نشد اخگر
سبب چه بود که آن دلربا گرفت و گذاشت

---

۱ : یہ شعر صرف ب ، ہ اور و میں ہے ۔
۲ : تعداد اشعار ا میں آٹھ ، ب میں سات ، د ، و میں دس ۔ ہ میں گیارہ اور مطبوعہ میں نو ہے ۔

۱ به چین زلف تو برگشت دل ز سوی ختن
ره صواب و طریق خطا گرفت و گذاشت
۲ تو نیز سر بده ای محتسب چه خواهد شد
مرا که مست عسس بارها گرفت و گذاشت
سر لباس منقش مرا کجاست به فقر
که نقش ها تنم از بوریا گرفت و گذاشت
نشد مقیم درین خانه هیچ کس **واقف**
چه عکس ها که در آیینه جا گرفت و گذاشت

۷۴

۳ جز منت عاشق فدایی نیست — حاجت آنکه آزمایی نیست
هر کرا با تو آشنایی نیست — در دلش هیچ روشنایی نیست
از طمع دربدر مکن دل را — جام جم کاسه‌ی گدایی نیست
شمع سان داغ بر دلم مگذار — که مرا ذوق خودنمایی نیست
یک کف خاک نیست در کویش — که ز خون دلی حنایی نیست
من اسیر کسیکه از زلفش — هیچ دل را سر رهایی نیست
بلبل بی دماغ این باغم — با کسی ذوق هم نوایی نیست
بلبل طبع را جدا زان گل — ساز و برگ غزل سرایی نیست
پر حذر باش ای کمان ابرو — ناوک آه مارا هوایی نیست
زاری دل بگوش او نرسید — آه کین آه را رسایی نیست
در دیاری که میرزا عشق است — عقل را قدر روستایی نیست
این که ناخن بدل زنند بتان — دل خراشی است دل کشایی نیست
برگ عیشی ز لخت دل دارم — باکم از روز بی نوایی نیست
صد شکستم فتاد از احباب — چشم یک حبه مومیایی نیست
فاسق بر ملا اگرچه بد است — بد تر از زاهد ریایی نیست
واقف از شغل عاشقی بگذر — خاک شوریست مشکسایی نیست

---

۱ : یه شعر صرف ہ اور مطبوعہ میں ہے -
۲ : یہ دو شعر د - ہ - و اور مطبوعہ میں ہیں -
۳ : تعداد اشعار ا میں اور مطبوعہ میں چودہ اور باقی نسخوں میں پندرہ ہے -
ہ میں گیارہ ہے -

۷۳

۱ بعد ازینم مده آزار گذشت آنچه گذشت
بار دیگر مکن این کار گذشت آنچه گذشت
دوش رفتی بعیادت سر بالین رقیب
زین الم بر من بیمار گذشت آنچه گذشت
تیری از سینه گذر کرد و نشد کار تمام
خنجر ناز برون آر گذشت آنچه گذشت
۲ ماجرای شب هجران چه دهم شرح مپرس
بر دل از دیدهٔ خونبار گذشت آنچه گذشت
دی گذشتی نمک افشان به تبسم با غیر
جان من بر دل افگار گذشت آنچه گذشت
چند گویی که بگو آنچه گذشت از سر تو
از سرم بگذر و بگذار گذشت آنچه گذشت
فصل گل آمد و از توبه گذشتم ساقی
شیشه از طاق فرود آر گذشت آنچه گذشت
سحری بوی گل انداخت گذر بر قفسم
بر من از حسرت گلزار گذشت آنچه گذشت
مگذران تیر جفا از دل واقف زین بیش
بس کن ای شوخ کماندار گذشت آنچه گذشت

۷۴

۳ بطفلی در دبستان محبت — گرفتم یاد قرآن محبت
طپیدم سوختم برباد رفتم — چه ها کردم بفرمان محبت
گلستان بوستان میخواند بلبل — که من بودم غزلخوان محبت
توان پی برد از انجام فرهاد — که سر بازی است پایان محبت
بزور همت مردانه گردید — زلیخا مرد میدان محبت
مسلمانان چو ایمان یاد کردند — ز من احکام و ارکان محبت

---

۱ : تعداد اشعار ہ میں آٹھ اور باقی نسخوں میں نو ہے ۔
۲ : یہ شعر ہ میں نہیں ۔
۳ : تعداد اشعار ا ، ب ، میں چودہ ، د ، اور مطبوعہ میں تیرہ اور ہ میں پندرہ ہے ۔

محبت را تلف کردی باغیار | چه خواهی داد تاوان محبت
بحمدالله که کردم جان و دل را | نثار مهر و قربان محبت
نهان از من داش را مهربان کرد | همین لطف نمایان محبت
ستانم داد تا زین جامه زیبان | درآویزم بداماں محبت
دلم یک قطره ای خونست لیکن | فرو برده است طوفان محبت
زباندان محبت هیچ کس نیست | بنه بر طاق دیوان محبت
زلیخایی و یعقوبی نمانده است | مپرس از مصر و کنعان محبت
۱ چه درد و داغ تحویل دل ما | دل ما میر سامان محبت
۲ محبت درد جانکاه است واقف | چه خواهی کر درمان محبت

۷۵

۳ در شب وصل ز اندیشه‌ی هجرانم سوخت
بخت با آنکه بمن ساخت بدیئسانم سوخت
دل نشد شاد ز سعی من و زین غم داغم
فکر آبادی اینخانه‌ی ویرانم سوخت
آتش افتاد بجان من و تن گرم نشد
پاس ناموس تپ عشق چه پنهانم سوخت
چه برون میکنی از انجمن ای شمع مرا
من چو پروانه مگر پیش تو نتوانم سوخت
گرم و افروخته ظالم ز کجا می آیی
که ز تاب تو نگه بر سر مژگانم سوخت
عقل را سوختن من چه بلا مشکل بود
گرم برجست ز جا عشق تو آسانم سوخت
۴ همچو آن غنچه که گل ناشده پژمرده شود
در چمن تنگدلی سر به گریبانم سوخت

---

۱ : یه شعر ہ میں ہے۔ ۲ : د میں مقطع مذکور نہیں ۔
۳ : تعداد اشعار ا ، ب ، ہ میں نو ، د اورو میں آٹھ ہے ۔ مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ہ میں مطلع حسب ذیل ہے :—
پاس ناموس تب عشق چه پنهانم سوخت بی خبر ماند دل و آتش غم جانم سوخت
۴ : ساتواں شعر ہ میں نہیں ۔

۱ بود محتاج به دامن زدنی آتش من
آمد آن شوخ به یک جنبش مژگانم سوخت
گرمی شعله سزاوار نباشد با شمع
سایه‌ی لطف تو خواهد سر و سامانم سوخت
خشکی طالع دون با تو چه گویم **واقف**
تشنه لب بر سر آن چاه زنخدانم سوخت

۷۶

۲ نمی ترسد اگر زان فتنه قامت / چرا آهسته می آید قیامت
ز بزمت می روم با صد ندامت / تکلف برطرف صاحب سلامت
عجب دیوانه ای سختی کشم من / برغبت میخورم سنگ ملامت
بسرو از راستی صد بار گفتم / نمی زیبد درین گلشن اقامت
برای خدمت بزم تو شبها / کنم از شمع کسب استقامت
مریدت گشتم ای پیر خرابات / توان جامی بمن کردن کرامت
۳ فرو رفت از خجالت در زمین سرو / چو آمد در چمن آن سرو قامت
سبک روحانه می گردم درین باغ / ندارم چون صبا فکر اقامت
قلم در کش ز فکر شعر **واقف** / که در پیش است دیوان قیامت

۷۷

گر نباشد وعده‌ی دیدار فردا در بهشت
دوزخی باشم الهی گر نهم پا در بهشت
عشق بازد حور با آن قد رعنا در بهشت
کی کشید است اینچنین یک سرو بالا در بهشت
روز وصل از روی او هرگز نگاهم بر نگشت
این قیامت دیده افتاده است گویا در بهشت
آرزو دارد دلم جاییکه نبود آسمان
این تمنا کی میسر گردد الا در بهشت
خاطرم گل گل شگفت است از خیال عارضش
یاد بالایش بدل ماند بطوبی در بهشت

---

۱ : یه دو شعر صرف ه میں ھیں -
۲ : تعداد اشعار ا ، ب ، ه ، اور و میں سات ھے ، مطبوعه میں یه غزل نہیں -
و میں دوسرا شعر مطلع واقع ھوا ھے -
۳ : یه شعر صرف د اور و میں ھیں -

ما غریبان را وطن در گلستان کوی یار
شد فراموش آنچنان واقف که دنیا در بهشت

۷۸

۱ با تو من هشیار نتوانم نشست — می روم از کار نتوانم نشست
۲ روز و شب افتاده مانم بر درش — با دل بیمار نتوانم نشست
غیر در بزم تو جای من گرفت — می روم لاچار نتوانم نشست
نا نشسته می روم از بزم یار — در صف اغیار نتوانم نشست
خانه بیزار از غم هجران شدم — روی در دیوار نتوانم نشست
گرد غم ترسم نشیند بر دلش — یک نفس با یار نتوانم نشست
زود اگر خیزم ز بزم او رواست — از ادب بسیار نتوانم نشست
گاه گریم گاه نالم در غمت — جانمن بیکار نتوانم نشست
می روم واقف ز کوی گلرخان — بیش ازین من خوار نتوانم نشست

۷۹

۳ دوش بر حالم چو گل آن بی وفا خندید و رفت
خار خار من تماشا کرد و دامن چید و رفت
تند بگذشت آنچنان از من که باد دامنش
لخت لخت دل چو برگ گل زهم پاشید و رفت
من نه تنها داد خواه از جور گردون می روم
صبح از بی مهریش خون بر جبین مالید و رفت
۴ بعد عمری آمد و کردم سوال بوسه ای
بی مروت سنگدل نامهربان رنجید و رفت
حرف سر کردم بیار از بوی گل آهسته تر
بی دماغی را نظرکن ۵ شمه‌ای نشنید و رفت

۱ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں - ا ، ب میں تعداد اشعار نو اور د اور و میں سات ہے -
۲ : دوسرا اور پانچواں شعر د ، اور و میں نہیں -
۳ : تعداد اشعار ا ، ب میں آٹھ ، د اور و میں سات اور ہ اور مطبوعہ میں نو ہے -
۴ : تیسرا اور ساتواں شعر مطبوعہ میں نہیں -
۵ : این همه (ا) مطبوعہ میں اس شعر کا مصرع اول حسب ذیل ہے :
بوی گل می آید از حرفی که سر کردم باو

گفتمش مرهم بهای از تو دارم آرزو
خنده کرد و بر جراحت ها نمک پاشید و رفت
ای که پرسی حال مجنون از من صحرا نشین
گردبادی بود اینجا مدتی گردید و رفت
۱ خاطر جمع از شبستان جهان یک کس نبرد
هر که آمد چند شب خواب پریشان دید و رفت
راه دولت خانه‌ی نازش نمی یابد کسی
هر که آمد بر در او آستان بوسید و رفت
خاکساریهای من یک ره نه شد منظور او
دید در کویش غبارم را نظر پوشید و رفت
۲ همچو آن آبی که سازی بر سر راهش سبیل
غم ز هر جانب که آمد خون من نوشید و رفت
طفل بازی کوش من **واقف** پس صد انتظار
آمد و دل چون کبوتر از برم دزدید و رفت

۸۰

۳ سرو افتاده ز پا از دستت — کرده گل جامه قبا از دستت
خانه آباد خراب افتاده است — خانه‌ی مهر و وفا از دستت
گفتی از دست که داغست دستت — ای همه جور و جفا از دستت
پنجه ات سخت دلم را افشرد — نکنم گریه چرا از دستت
آن نگاری تو که بنشسته بخون — دل جدا دیده جدا از دستت
نگذاری بدلم دست افسوس — گله دارم بخدا از دستت
کرد وا بند قبای تو رقیب — کرده من جامه قبا از دستت
آن بلایی تو که ریزد بدو دست — خاک بر فرق بلا از دستت
۴ ناگوار است ز ناسازی تو — که خورم آب بقا از دستت
می توان بر سر **واقف** آمد — که فتاد است ز پا از دستت

---

۱ : یہ تین شعر صرف مطبوعہ میں ہیں ۔
۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ہ میں تعداد اشعار گیارہ ہے ۔ و میں دس اور باقی میں نو ہے ۔
۴ : یہ شعر ہ اور و میں ہے ۔ ہ میں مطلع حسب ذیل آیا ہے :
دل گرفتار بلا از دستت — جان طلبگار فنا از دستت

۸۱

۱ غافل از حال من دیوانه بودن خوب نیست
آشنایم کودکان بیگانه بودن خوب نیست
ابر می بارد حریفان فکر می پر لازم است
بیش ازین بی گریه‌ی مستانه بودن خوب نیست
گل مزن بر فرق و عارض بر میفروزان چو شمع
خانه سوز بلبل ویرانه بودن خوب نیست
این وصیت کرد مجنون در دم آخر بمن
تا توان دیوانه شد فرزانه بودن خوب نیست
۲ گشت در طفلی پدر از عشق من بیزار و گفت
با چنین دیوانه‌ای هم خانه بودن خوب نیست
ماجرای دهر **واقف** گوش کم کن گوش کن
همچو طفلان مایل افسانه بودن خوب نیست

۸۲

۳ مست آمد عتاب کرد و گذشت — جگرم را کباب کرد و گذشت
تند و پر شور بود همچون سیل — خانه ام را خراب کرد و گذشت
خواستم تا حساب ازو گیرم — ستم بی حساب کرد و گذشت
۴ زهره چشمی بکار من فرمود — زهره‌ی طاقت آب کرد و گذشت
گله‌ی زلف خود شنید از من — قدری پیچ و تاب کرد و گذشت
گرم آمد بخانه سوختنم — همچو برق اضطراب کرد و گذشت
گفتمش عمر من چنین مشتاب — نشنید و شتاب کرد و گذشت
تا چه دید آن فرشته خو از من — که مرا سگ خطاب کرد و گذشت
۵ داشتم صد سوال و نازده حرف — او مرا لاجواب کرد و گذشت
من سگ آن فرشته خو **واقف** — که ز من اجتناب کرد و گذشت

---

۱ : ا ، ب میں تعداد اشعار پانچ اور باقی نسخوں میں چھ ہے -
۲ : یہ شعر ، د ، ه ، و اور مطبوعہ میں زائد ہے -
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۴ : یہ شعر ه میں نہیں - ۵ : یہ شعر صرف ه میں ہے -

۸۳

۱ فتد آتش بچشم گل چو بینم درگریبانت
خلد در خاطرم خاری که گیرد طرف دامانت
بجز آلودگی رنگی ندارد صحبت مردم
بچشمم تا نشستی تر ز خون گردید دامانت
نمی آرد چراغ آنجا کسی نی لاله می کارد
ندارد هیچ دل سوزی بسر خاک شهیدانت
نباشد خالی از تاثیر آواز شکست دل
خدا سازد که افتد شیشه ام از طاق نسیانت
صفا در خانه پیدا می‌شود چون می رسد مهمان
چرا روشن نگردد چشم داغ دل ز پیکانت
به تیری یاد کردی شخ کمان چون من ضعیفی‌را
گر اندک قوتی می بود می رفتم بقربانت
نمیدانم دگر زلف که از کف داده ای ۲ واقف
که می بینم دماغ آشفته و خاطر پریشانت

۸۴

۳ شب هجر تو خانه بی نور است — بی تو چشم چراغ شب کور است
بر در بارگاه حضرت عشق — کمترین چوبدار منصور است
راحتی نیست در قلمرو عشق — بادها گرم و آبها شور است
از نوازش بناله می آید — عاشق زار تار طنبور است
دلم افسرده شد ز صحبت او — زاهد خشک و سرد کافور است
بر رخ این دیده‌ی تری که مراست — خون بهای هزار ناسور است
کارم از اشک و آه پیش نرفت — که زمین سخت و آسمان دور است
۴ غم که آرد قیامتم بر سر — بغم قامت، که محشور است
۵ خانه ای را که پر شد از احباب — می توان گفت بیت معمور است،

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ (ا) ب میں ''جسم گل'' آیا ہے ۔
۲ : داده ام (ا ، ب) ۔
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔ ا ، ب اور د میں نو ، اور و میں دس شعر ھیں ۔
۴ : یہ شعر ہ اور و میں نہیں ۔ ۵ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔

گفت هر کس که دید اشک مرا | در سر این طفل را عجب شور است
چشم از آیینه بر نمی دارد | واقف آن شوخ را چه منظور است

۸۵

۱ مجنون مرا بسلسه‌ی عشق واگذاشت
خود از میانه پای کشید و مرا گذاشت
چندین هزار خانه‌ی طاعت ۲ خراب شد
روزیکه غمزه‌ی تو ستم را بنا گذاشت
بیگانگی ز مردم عالم ز بسکه دید
دل کار خود بآن نگه آشنا گذاشت
از سر هوای سوز و گدازم نمی رود
آسان نمی بود هوس کیمیا گذاشت
باشد بحکم شرع جنون مستحق دار
دیوانه‌ای که پای بدارالشفا گذاشت
در زلف او همیشه دلم عید می کند
در ساعت سعید درین کوچه پا گذاشت
انصاف نیست ورنه درین بزم کی توان
دعوای خون شمع بباد صبا گذاشت
تا دید از تو گوشه‌ی ابروی التفات
بر طاق دل شکایت جور و جفا گذاشت
نگرفت ظالم از دل خونین ما خبر
یا رب کجا خدنگ تو پا در حنا گذاشت
صحرای عشق تشنه‌ی خون همچو کربلاست
از سرگذشت هر که درین دشت پا گذاشت
لطف و عتاب یار ز ما باز داشت است
یارب چه کرده ایم که ما را بما گذاشت

---

۱ : ہ میں یہ غزل نہیں ا ، ب میں تعداد اشعار تیرہ د اور و میں پندرہ اور مطبوعہ میں سولہ ہے - ب میں اس کے بعد کوئی غزل نہیں -
۲ : طاقت (ا ، و ، مطبوعہ)

۱ در راه عشق همرهی از کس مجو که دل
خود پیش پیش رفت و مرا در قفا گذاشت
ترک علاج گفت دل خسته را علاج
بیچاره تنگ آمد و آخر دوا گذاشت
مسند نشین کشور ادبار گشت دل
اقبال را بسایه‌ی بال هما گذاشت
۲ یک بار بخت غنچه‌ی ما وا نمی شود
چندین بهار آمد و نشگفته وا گذاشت
برده است کافری باسیری دل مرا
واقف نیم ازینکه نگه داشت یا گذاشت

۸۶

۳ شب که جمعی در غم آن جامه گلگون میگریست
چشم مردم آب و چشم حسرتم خون میگریست
دور عشقم نیست امروزی که در طفلی دلم
می شنید افسانه‌ی لیلی و مجنون میگریست
همچو من در گریه نبود هیچ کس رسوای شهر
کوهکن در بی ستون مجنون بهامون میگریست
۴ دود دل را کرده ام در سینه ضبط از حکم صبر
ورنه بر من با هزاران چشم گردون میگریست
بسکه می خندند بر دانشوران بی دانشان
در زمان ما اگر بودی فلاطون میگریست
۵ سوی آن بیدرد حسرت نامه می کردم رقم
خامه در دستم بحال لفظ و مضمون میگریست
شب که **واقف** با دل دریا مدارش بود کار
از یکی سیحون ز دیگر چشم جیحون میگریست

---

۱ : یه دو شعر ، د ، و اور مطبوعه میں هیں -
۲ : یه شعر صرف مطبوعه میں هے -
۳ : تعداد اشعار ا ، میں چار د ، و میں چھ ، ہ میں پانچ اور مطبوعه میں ساٹ هے -
۴ : یه دو شعر د ، اور و میں هیں - ہ میں صرف پهلا هے -
۵ : یه شعر صرف مطبوعه میں هے -

۸۷

۱ دل خون شد و آرزو نمانده است — دیگر بتو گفتگو نمانده است
تا من رفتم ز آستانت — در کوی تو آن غلو نمانده است
در زخم دلم ز کهنگی ها — شایستگی رفو نمانده است
دیدیم بگلشن زمانه — یکبار شگفته رو نمانده است
غم خانه‌ی من ز دولت آه — محتاج به رفت و رو نمانده است
از دولت حلقه حلقه‌ی زلف — بی طوق بلا گلو نمانده است
جز زخم تو پهلوی دل من — یک همدم خنده رو نمانده است
خالی ز شکست سنگ بیداد — در عهد تو یک سبو نمانده است
تر خنده زنم بگریه زین ۲ پس — با چشم تر آبرو نمانده است
خمخانه‌ی دهر سیر کردیم — یک باده‌ی مهر تو نمانده است
واقف باز آمده است آن شوخ — گر دل طلبد بگو نمانده است

۸۸

۳ سودای تو از سر رود اصلا شدنی نیست
این است بلای که ز سر وا شدنی نیست
از پرده برون می فگنی رآز درون را
طفلی چو تو ای اشک دگر نا شدنی نیست
دل تنگ تو ام نیست سر باغ و بهارم
چشمم بگل و سرو و سمن وا شدنی نیست
معموره‌ی دلها ز غمت رو بخرابی است
کو شهر که از جور تو صحرا شدنی نیست
شور عجبی از تو فتاده است بسرها
کو قطره که از شوق تو دریا شدنی نیست
روزیکه باستاد سپردند مرا گفت
کین واله عشق آمده ملا شدنی نیست

---

۱ : مطبوعہ‌مین یہ غزل نہیں - ا اور ہ میں گیارہ د اور و میں دس شعر ہیں -
۲ : بگریه‌ی خویش (ہ) -
۳ : تعداد اشعار د میں ا کیس ، ہ میں سات ، و میں بائیس اور مطبوعہ میں بیس ہے -

خود را عبث ای ناخن تدبیر مفرسا
بگذار که آن بند قبا وا شدنی نیست
مارا بخرابات ز مسجد نتوان برد
دامان می آلوده مصلا شدنی نیست
گردون اگر آید بسر مهر چه حاصل
از ما چو باین سفله مدارا شدنی نیست
صد رنگ غم آمیخته با خون دل من
ظالم مخور این می که گوارا شدنی نیست
گو خلق بطوفان رود از گریه‌ی شادی
چون کوه غم عشق تو از جا شدنی نیست
از کار فروبسته‌ی خود آه چه گویم
موقوف بوقت است مگر نا شدنی نیست
گفتی دهمت بوسه زکواة لب شیرین
خود وعده و فا کن که تقاضا شدنی نیست
تا پرتو از زندگیم هست درین بزم
چون شمع من و ترک تماشا شدنی نیست
از شوخی آن خال که در گوشه‌ی ابروست
یک گوشه نشین نیست که رسوا شدنی نیست
واسوختن از جور و جفای که کند یار
از غیر تواند شدن از ما شدنی نیست
۱ با ما دل بی رحم بتان صاف نگردید
فریاد ازین سنگ که مینا شدنی نیست
از نکهت پیراهن یوسف چه کشاید
چشمم بجز از بوی تو بینا شدنی نیست
یک مشت شرر نیست در آتشکده‌ی دل
کز تربیت عشق ثریا شدنی نیست
ای دل مکن ابرام پی بوسه بآن لب
خاموش که این عرض پذیرا شدنی نیست

۱ : یه اشعار د ، و اور مطبوعه میں ہے -

گر پیش تو چون شمع ببرند سرم را
قطع نظر از روی تو قطعاً شدنی نیست
واقف بسراغ دل خود سخت ملولم
افسوس که این گم شده پیدا شدنی نیست

۸۹

۱ من ز دل دل ز من شده است — همه از دولت شما شده است
چه خطا کرده ام کمان ابرو — که ز من ناوکت خطا شده است
نیست جای شگفتن این گلشن — وای بر غنچه‌ی که وا شده است
در غم دل چسان نگریم زار — که جگر گوشه ام جدا شده است
میکنم زان بداغ دل گرمی — که بمن تازه آشنا شده است
هست آشفته زلف یار مگر — دلی از دام او رها شده است
کرده‌ای چشم سرخ پر خونم — جان من مردمی کجا شده است
شب دلم بلبلانه می نالید — شاید از گلرخی جدا شده است
۲ بسکه یکسان بخاک راه تو شد — دیده هم چشم نقش پا شده است
زلف بکشا به بین جواب این است — ای که پرسی دلت کجا شده است
واقف از حال دل چه می پرسی — می شود خون ز درد یا شده است

۹۰

۳ آنجا که خون ز دیده‌ی عاشق چکیده است
مردم گمان برند که بسمل طپیده است
تیغ است اینکه یار جفاجو کشیده است
یا صبح سربلندی عاشق دمیده است
در حشر خط جواب چگوید بحیرتم
آن ساده رو که نامه‌ی عاشق دریده است
۴ انصاف آنکه کمتر از اصحاب کهف نیست
هر کس درین زمانه بغاری رسیده است
عالم شود سیاه بچشمم ز دوریش
مانند شمع داغ مرا نور دیده است

۱ : مطبوعه میں یه غزل نہیں ، ا ، د اور و میں نو اور ہ میں گیارہ شعر ھیں ۔
۲ : یه اشعار صرف ہ میں ھیں ۔
۳ : مطبوعه میں یه غزل نہیں ۔ ا ، ہ میں نو اور د ، و میں تعداد اشعار دس ہے ۔ ہ میں مطلع دوم کو مطلع اول بنا دیا ہے ۔
۴ : چوتھا ، ساتواں اور آٹھواں شعر د اور ہ میں نہیں ۔

گردن کشی اگر کند آن زلف می رسد
زانرو که روز تیره‌ی خط را ندیده است
بلبل چها بگرد سرم چرخ می زند
بوی وفای از گل داغم شمیده است
آخر ز دست یار کشیدم پیاله ای
گل غیر من ز شاخ صنوبر چه دیده است
۱ از زخم تیغ سرو قدان بعد سوختن
خاکسترم چو قمری بسمل طپیده است
آن شوخ پر نمک که جهان پر ز شور اوست
شیرین ز شرم او شکر آبدیده است
۲ عمر دراز در سر زلف تو کرده است
نقاش صورت تو نه آسان کشیده است
در دشت بیخودی نبود بیم گمرهی
واقف ز خویش رفته بجای رسیده است

۹۱

۳ این زمان دلبری بشان تو نیست — وه تو آنی که کس بآن تو نیست
سجده زان بر درت نمی آرم — که سرم باب آستان تو نیست
دل ما را میازمای به هجر — بی جگر مرد امتحان تو نیست
بر کنار خود اشک می ریزم — که چرا محرم میان تو نیست
گوشه‌ی ابروی بتان دیدم — لیک چون گوشه‌ی کمان تو نیست
بی تکلف بخواب یوسف را — بارها دیده ام بشان تو نیست
دو سه بوسه به بنده سودا کن — سود من می شود زیان تو نیست
گرچه پر نازکست رشته‌ی جان — لیک نازکتر از میان تو نیست
۴ کافتم سینه سینه و دیدم — یک دل آسوده در زمان تو نیست
ای دل دردمند من چه علاج — که طبیبی مزاجدان تو نیست

---

۱ : یه دو شعر د ، ه اور و میں هیں -
۲ : یه شعر صرف د میں هے -
۳ : مطبوعه میں یه غزل نهیں - ا ، د اور و میں تعداد اشعار گیاره اور ه میں آٹھ هے -
۴ : یه شعر صرف ا میں هے -

۱ بت من جز خدای عالم غیب هیچ کس آگه از دهان تو نیست
تو مرا سرفراز کن هرچند سر من لایق سنان تو نیست
واقف احوال خود به آن بی مهر عرض کن مهر بر دهان تو نیست

۹۲

۲ آن ماه را بکلبه‌ی تارم گذار نیست
شاید که رسم مهر درین روزگار نیست
از وعده‌ی وصال تو دل را قرار نیست
کس را بزندگانی خود اعتبار نیست
یا رب چه آفتی تو ندانم که در دلم
تا کرده‌ای قرار دلم را قرار نیست
افسرده گر شود دلت از خون من مرنج
در شیشه‌ی سپهر می بی خمار نیست
دور از لب‌تو جان کسی چون خورم شراب
گر آب زندگیست مرا سازگار نیست
گردید بار خاطر من جمله کارها
شادم بکار عشق که بر طبع بار نیست
دیوانه‌ای چه خوش سخن عاقلانه گفت
کانرا که عقل نیست غم روزگار نیست
گریان روم ز گلشن کوی تو تا بکی
انصاف کن که چشم من ابر بهار نیست
۳ ما را پس از وفات ز فیض بهار عشق
بی رنگ و بوی دردگلی بر مزار نیست
تا کی به خلف وعده توان ساخت بی وفا
چشم مرا که حوصله‌ی انتظار نیست

---

۱ : یه دو شعر د اور و میں ہیں -
۲ : تعداد اشعار ا میں نو ، د اور و میں آٹھ اور ہ میں دس ہے - مطبوعہ میں نو ہیں و اور مطبوعہ میں مطلع حسب ذیل ہے :
غم بیشمار دارم و یک غمگسار نیست چون من کسی به کام دل روزگار نیست
۳ : یه دو اشعار صرف ہ میں ہیں -

۱ بی چشم تر مزی که بر زندگان عشق
ابریست مرده دیده اگر اشکبار نیست
واقف بچشم خلق ز بس گشته ام سبک
عکس مرا بخانه‌ی آیینه بار نیست

۹۳

۲ هر کجا شوخ میرزای هست — آفت و فتنه و بلایی هست
نکنید ای بتان خراب دلم — آخر این خانه را خدایی هست
در شفاخانه‌ی لب یار است — درد ما را اگر دوایی هست
خواجه بر دولت اعتماد مکن — که غلام گریزپایی هست
راست گویید ای بلا زدگان — که چو بالای او بلایی هست
خاک گشتم بیا ببادم ده — که هنوزم بسر هوایی هست
مکن ای توتیا قدم رنجه — دیده مشتاق خاکپایی هست
تند چون سیل از سرم مگذر — که مرا با تو ماجرایی هست
ای که پرسی که آشنای تو کیست — دلکی درد آشنایی هست
نکنم در جفا کشی تقصیر — گر بدانم ترا وفایی هست
شست بر هر که بست میکشدش — نگهش تیر بی خطایی هست
گرچه بی برگ گشته ام چون نی — شکرها می کنم نوایی هست
۳ عاشق زار را نوازش کن — که عجب تار خوش نوای هست
۴ زادن و مردن آمد و رفت است — دهر هم کاروان سرای هست
گرنه جان داد دل ز غم واقف — از چه در سینه هایی هایی هست

۹۴

۵ دل باین وارستگی کی غافل از تدبیر ماست
هادی ما رهبر ما مرشد ما پیر ماست

---

۱ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا میں تیره - د میں چوده ، ه میں دس ، و اور مطبوعه میں پندره ہے -
۳ : یه ه ، و اور مطبوعه میں ہے -
۴ : یه شعر صرف و اور مطبوعه میں ہے -
۵ : یه غزل صرف ه اور و میں ہے -

قید الفت را گسستن پیش ما کاریست سخت
گر محبت یک سر مو هم بود زنجیر ماست
از جهان دامن بیفشانیم با آزادگی
بسکه پاس گرد راه عشق دامنگیر ماست
خدمت این دشت را چشم تر ما ضامن است
خشک لب ماند اگر یک خار این تقصیر ماست
خاک گردیدن به پیش ما طلا گردیدن است
کیمیاسازان فقیریم و فنا اکسیر ماست
ای که پرسی صورت احوال ما افتادگان
نقش ما هرجا که بینی کردهٔ تصویر ماست
پیش ازین بود است در هرکوچهٔ شور جنون
صاحب آوازه **واقف** این زمان زنجیر ماست

۹۵

۱ نیست یک دل که مبتلای تو نیست — نیست یک جان که دربلای تو نیست
سوختم تا شوم هوادارت — خنک آن کس که درهوای تو نیست
بسکه شرمنده از وفا شده ام — می روم حاجت جفای تو نیست
پیش روی تو گل چه رو دارد — روی گل همچو پشت پای تو نیست
کاسهٔ مهر اگرچه زرین است — شاه من درخور گدای تو نیست
گر چه خوشبو است طرهٔ سنبل — لیک‌چون زلف مشکسای تو نیست
۲ دیدم آیینه خانهٔ گیتی — هیچ آیینه را صفای تو نیست
واقف از وی چه می کشی آزار — ترک این بت بگو خدای تو نیست

۹۶

۳ تو گریه های زار ندانسته‌ای که چیست
درد جگر فشار ندانسته‌ای که چیست
ای دل بملک عشق سفر میکنی مکن
احوال آن دیار ندانسته‌ای که چیست
نگرفته‌ای ز همچو خودی وعدهٔ وصال
تو درد انتظار ندانسته‌ای که چیست

---

۱ : یہ غزل ا ، د ، اور و میں ہے -
۲ : یہ شعر و ، ہ میں ہے -
۳ : تعداد اشعار ا میں سات ، د ، ہ اور و میں آٹھ اور مطبوعہ میں نو ہے -

وقت تو خوش بعالم هستی گذشته است
خمیازه‌ی خمار ندانسته‌ای که چیست
عادت برنگ گل بشگفتن گرفته‌ای
تشویش زخم خار ندانسته‌ای که چیست
غافل ز فکر خویش دلا یک نفس مباش
چون فکر روزگار ندانسته‌ای که چیست
۱ پیوسته کار تست نمک ریختن به زخم
حال دل فگار ندانسته‌ای که چیست
۲ ما را هزار درد و الم می رسد ز عشق
تو خود یک از هزار ندانسته‌ای که چیست
واقف ازان خوشم بتو در عاشقی که تو
خواری و اعتبار ندانسته‌ای که چیست

۹۷

۳ گل ز وصل تو چیدنم هوس است — خار از دل کشیدنم هوس است
زیر تیغش طپیدنم هوس است — چقدر آرمیدنم هوس است
بگذارید دست من یاران — که گریبان دریدنم هوس است
بکشایید بند از پایم — سر بصحرا کشیدنم هوس است
یا رب آتش فتد ببال و پرم — از قفس گر پریدنم هوس است
زان بخشم آرمش که دشنامی — از لب او شنیدنم هوس است
چه بلا وحشت است در طبعم — که ز خود هم رمیدنم هوس است
چون قبا سرو جامه زیب ترا — تنگ در بر کشیدنم هوس است
میل در دیده می کشم واقف — روی مردم ندیدنم هوس است

۹۸

۴ دل دیوانه‌ی ما از سر دنیا برخاست
باز مجنون پی آبادی صحرا برخاست
گل زمین جگر من نه پسندید افسوس
داغم از لاله که از سینه‌ی صحرا برخاست

۱ : یه شعر ا میں نہیں -   ۲ : یہ ا ، اور ہ میں نہیں -
۳ : ہ میں مطلع دوم مطلع اول واقع ہوا ہے -
۴ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - ا ، ہ میں تعداد اشعار آٹھ اور د اور و میں نو ہے -

گرد من بر رخ گل هم بنشیند از ناز
بهواداری دامان که از جا برخاست
نه همین زنده ز هم صحبتی یار منم
شمع بنشست چو آن انجمن آرا برخاست
پیش چشمم نتوانست شد از گریه سپید
بارها ابر سیه گرچه بدعوی برخاست
شور سودایی زلفست که در سر دارم
که مرا ناله چو زنجیر ز اعضا برخاست
می توانم ز سر گنج گهر برخیزم
نتوانم ز سر آبله‌ی پا برخاست
۱ رشک هم پیشه جگر آب کند طاقت را
دید تا چشم مرا شور ز دریا برخاست
نه همین دل شده در پهلوی **واقف** مجنون
هر چه بنشست بعشاق تو شیدا برخاست

۹۹

۲ گدای کوی خوبان بادشاه است
بدستش کاسه از خورشید و ماه است
ز بس در عشق احوالم تباه است
ز دود آه من عالم سیاه است
مرا پیراهنی بخشیده عشق است
که تار و پود آن از اشک و آه است
چه داری از فلک امید سامان
سر خورشید اینجا بی کلاه است
بدیدار تو مشتاقم بدان سان
که هر مو بر تنم مد نگاه است
ز کشتن عاشقان پروا ندارند
که قربان گاه شان را عید گاه است

---

۱ : یه شعر د اور و میں ہے ۔
۲ : مطبوعه میں یه غزل نہیں ۔ ا میں تعداد اشعار گیاره د اور و میں نو اور ہ میں آٹھ ہے ۔

میان یار را مو گفتم از سهو
کنون هر مو زبان عذر خواه است
بمالم زان بپایش روی خود را
که دیوار تو ام پشت و پناه است
ادای چشم او را می شناسم
به پیش ما تغافل هم نگاه است
بود گل گرچه در خوبی سرآمد
گریبان چاک آن طرف کلاه است
بسی دور است **واقف** مقصد از عقل
ز زنجیر جنون یک کوچه راه است

۱۰۰

۱ بکوی یار چو من گرچه خاکساری نیست
ولی بخوشم که ز من بر دلش غباری نیست
تمام سلسله‌ی تیره طالعان دیدم
بسان زلف تو آشفته روزگاری نیست
بکوی او نکنم طفل اشک را رخصت
درین زمانه بفرزند اعتباری نیست
به امتحان می گلرنگ خورده ام صد بار
خزان رنگ مرا طالع بهاری نیست
ازان همیشه بوصف رخ تو مشغولم
که بهتر از سخن خوب یادگاری نیست
بگو که سوخته‌ی عشق با که بنشیند
به محفل تو که جز شمع داغداری نیست
۲ کدام کوچه که در آرزوی دیدار است
نشسته چشم براهت امیدواری نیست
مراست ننگ اگر عزتم کنند اغیار
ولی ز خوار شدن پیش یار عاری نیست
چرا ز گریه مرا منع می کنی **واقف**
برو که چشم ترا درد انتظاری نیست

---

۱ : تعداد اشعار مطبوعہ میں آٹھ اور باقی میں سات ہے -
۲ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں -

۱۰۱

۱ بی لبت مستی خماری بیش نیست
باده آب ناگواری بیش نیست
خانزاد دیده‌ی گریان ماست
ابر زین دریا بخاری بیش نیست
فتنه کز گیتی برآورد است گرد
زان صف مژگان سواری بیش نیست
این قدر بر خود چه می نازد عبیر
در حریم او غباری بیش نیست
قیس پیش عشق با تمکین من
هرزه گرد بی وقاری بیش نیست
تیشه می بایست اول زد بفرق
کوه کن ناکرده کاری بیش نیست
سر چو شد بی شور عشق آنرا ز دوش
می توان افگند باری بیش نیست
می دود اشکم کجا خواهد رسید
طفلکی دامن سواری بیش نیست
ساز پر شور است بزم شوق را
اشک من هر چند تاری بیش نیست
کاغذ بسیار خواهد شرح شوق
پاره‌ی دل رقعه واری بیش نیست
چشم بیمارت به خونش مایل است
افشرم دل را که ناری بیش نیست
صبح از روی تو باشد پرتوی
شام از موی تو تاری بیش نیست
باخت از عاشق ز معشوق است برد
عشق بازی هم قماری بیش نیست

۱ : تعداد اشعار ا میں پندره د میں ستره ، ہ میں بائیس ، و میں چوده اور مطبوعه میں گیاره ہے -

ابلهان را خوش ز جا برداشته است
پایه‌ی رفعت که داری بیش نیست
۱ چشمه های گریه را کردن روان
پیش چشمم چشمه‌ساری بیش نیست
ناز بر تشریف هستی می کنی
شرم بادت مستعاری بیش نیست
این قدر دل بستگی با او چرا
زندگی بی اعتباری بیش نیست
اعتماد ای خواجه بر دولت مکن
بی ثباتی بی مداری بیش نیست
چشم تا برهم زنی گم گشته است
اختران مشت شراری بیش نیست
عرصه‌ی گیتی باین وسعت که هست
جای جولان سواری بیش نیست
کرده صید از شید خامی چند را
شیخ شهر ابله شکاری بیش نیست
زاستان خویش واقف را مران
ناتوانی خاکساری بیش نیست

۱۰۲

۲ سد راه یار جز اغیار میدانم که نیست
ورنه تا من راه این مقدار میدانم که نیست
مردم از رشک گریبان پاره کردنهای غیر
ورنه در پیراهن او خار میدانم که نیست
رشک بر بستر فتادنها هلاکم می کند
ورنه چون من مدعی بیمار میدانم که نیست
خواری من کرد او را معتبر در پیش یار
ورنه قدر غیر این مقدار میدانم که نیست

---

۱ : یہ اشعار د اور ہ میں ہیں -
۲ : تعداد اشعار سب نسخوں میں برابر ہے -

رخصت دیدار زو میگیرم از بی طاقتی
ورنه در خود طاقت دیدار میدانم که نیست
اندکی پاس وفا از ترک الفت مانع است
ورنه این کار آنقدر دشوار میدانم که نیست
اضطرابی میکنم از خانه بیرون می روم
ورنه در کویش کسی را کار میدانم که نیست
میدهد دشمن بکف تیغش برای کشتنم
ورنه جانان را سر این کار می دانم که نیست
درد دل گفتن به پیش یار دارد لذتی
ورنه با او حاجت اظهار می دانم که نیست
کرده ام **واقف** بزعم عقل این ره اختیار
ورنه راه عشق هم هموار میدانم که نیست

۱۰۳

۱ مرا تیر تو در دل جا گرفته است
عجب نخلی درین گل پا گرفته است
مشو منکر دم گیرای ما را
ترا امروز یا فردا گرفته است
نه خط است اینکه دارد بی دماغت
ترا دود دل شیدا گرفته است
شوم قربان دل بی رحم او را
که باج از آهن و خارا گرفته است
بباغ و راغ نکشاید دل من
اگر اینجا وگر آنجا گرفته است
بیا تنها برم ای جان جانان
که تنهایی مرا تنها گرفته است
ز بالای که دارد شکوه آهم
که راه عالم بالا گرفته است

---

۱ : یہ غزل ، اور مطبوعہ میں نہیں -

غلام حلقه در گوشم خطش را
کزان زلف انتقام ما گرفته است
چه در زنجیر زلفش می زنی دست
ترا واقف مگر سودا گرفته است

۱۰۴

۱ چشم و ابرو خط و خال تو مرا خواهد کشت
بجمالت که جمال تو مرا خواهد کشت
چند در پهلویم آزرده نشینی ۲ زاهد
دور شو ورنه ملال تو مرا خواهد کشت
میکند میل بهر سو ز نسیمی قد تو
نازکیهای نهال تو مرا خواهد کشت
گر بصد حیله برم جان شب هجران از غم
شادی روز وصال تو مرا خواهد کشت
بوی خون میدهد از رنگ لباسی که تراست
روزی این جامه‌ی لعل تو مرا خواهد کشت
ای فلک مژده‌ی عیدم ندهی دور از یار
که چو شمشیر هلال تو مرا خواهد کشت
۳ فکر قتلم مکن ای شوخ که آخر روزی
بی خبر از تو خیال تو مرا خواهد کشت
نیست ممکن که بدست هوس افتد کمرش
واقف این فکر محال تو مرا خواهد کشت

۱۰۵

۴ خصم جان دشمن دل و دین است عشق بی باک را چه آیین است
رحم می آیدم به بلبل و گل کان ز صیاد این ز گلچین است
از ستم دل دو نیم می سازی مگر انصاف پیش تو این است

---

۱ : یه غزل د اور ہ میں نہیں -
۲ : ای دل (و ، مطبوعه)
۳ : یه و اور مطبوعه میں ہے -
۴ : تعداد اشعار ا ، د ، ہ میں سترہ ، و میں اٹھارہ اور مطبوعه میں انیس ہے -

دست فولاد بازوان برتافت — پنجه‌ی یار اگرچه سیمین است
گونه ام زرد کرد و اشکم سرخ — عشق بازی چه شغل رنگین است
دست در زیر سر نهم خوابم — در سرم کی هوای بالین است
گل سر از شاخ بر نمی دارد — تا سرانگشت تو نگارین است
جان رسید است بر لبم بشتاب — بی مروت چه وقت تمکین است
من بجز آفرین نخواهم گفت — زان طرف گر هزار نفرین است
بر مزارم بیا گل افشان شو — خون بهای شهید عشق این است
دل ازان زلف شد پریشان گرد — گاه در شام و گاه در چین است
مزه‌ی عشق را چه شرح دهم — ترش و تلخ است و شور و شیرین است
شیشه جانی که با تو دارد کار — چکند با دلت که سنگین است
بیم صیاد نیست بلبل را — ناله‌ی او ز دست گلچین است
پیش او دم ز مشک می زد باد — زلف بکشاد و گفت مشک این است
شور افگنده است در عالم — حرکات تو گرچه شیرین است
۱ طول بیماری از خدا خواهد — هر کرا چون‌تو شمع بالین است
توتیا کرد استخوان مرا — درد هجر تو سخت سنگین است
دیر پروای من بده دادش — واقف از مخلصان دیرین است

۱۰۶

۲ از لبت دل را حیات تازه ای رو داده است
ماهی بریان در آب زندگی افتاده است
ساعتی بگذار سر بر پای خویشم همچو زلف
بعد عمری دولت پابوس دستم داده است
چون شود طاؤس در نیرنگ حسنت همقدم
او نمی بیند که عیبش پیش پا افتاده است
سرو دلجویم ندانم از کدامین گلشنی
دیده رفتار ترا آب روان استاده است
پاک گوهر گر شود یکسان بخاک امروز نیست
همچو طفل اشک تا زاد از نظر افتاده هست

---

۱ : یه اشعار صرف مطبوعه میں ہے -
۲ : یه غزل صرف ا اور ہ میں ہے - و میں صرف پہلے دو شعر ہیں - ا میں
مقطع مذکور نہیں -

طفل اشک یار را واقف به چشم کم مبین
کز پی جان بردنت مرد فرنگی زاده است

۱۰۷

۱ دیوانه ایم شهر بما نا مبارکست
بیرون کشیم رخت که صحرا مبارکست
موی ز زلف یار بجان تیغ می کنند
ای دل بدرد شانه که سودا مبارکست
در قتل ما مضایقه خوبان برای چیست
ما را مبارکست شما را مبارکست
در چشم من نشستی و کردی شکار خلق
بیرون مرو ز دیده‌ی من جا مبارکست
زخمی زدی که تا دم پیری کهن نشد
دست تو ای جوان چقدرها مبارکست
یار عزیز باعث عمر دوباره است
یوسف خریدن تو زلیخا مبارکست
ترکان غمزهٔ تو ز معمورهٔ دلم
گر می برند صبر به یغما مبارکست
عریان تنان عشق ز خاک حریم دوست
در بر اگر کنند سراپا مبارکست
ما کرده ایم خورده‌ی جان را سپند تو
داری نگه خیال سوختن نا مبارکست
با وصف فاقه‌های پیاپی همین ز صبر
چون ماه روزه روز و شب ما مبارکست
هیچ است دیدن در ابنای روزگار
واقف گدایی در دلها مبارکست

۱۰۸

۲ بکام غیر شوم کشته یار اگر این است
شوم هلاک ز غم غمگسار اگر این است

۱ : تعداد اشعار ا میں گیاره اور باقی نسخوں میں آٹھ ہے ۔
۲ : یه غزل د میں نہیں ۔ ا ، و میں دس ہ میں چھ اور مطبوعه میں آٹھ ہے ۔

چو عشق داد زند جان که می تواند برد
دهیم بای حریف قمار اگر این است
خطش دمید و جهان تیره شد دگر ای دل
بروز خوش نرسی روزگار اگر این است
دو اسپه تاختن عمر دیدم و گفتم
رود بباد غبارم سوار اگر این است
بر تو قدر مرا هر که دید می گوید
خوش است خواری از این اعتبار اگر این است
گرفته تنگ غم یار در کنار مرا
تو از میان برو ای جان کنار اگر این است
ز راه دور شود پنجه تاب طاقت‌ها
دراز دستی مژگان یار اگر این است
امید هست که آید مراد دل یک بار
طپیدن دل امیدوار اگر این است
چو دید سبزه‌ی پشت لب تو واعظ گفت
رواست باده پرستی بهار اگر این است
ز دست او نتوانی که جان بری **واقف**
حنا ز خون تو بندد نگار اگر این است

۱۰۹

دست تا برداشتم از عشق داماں را گرفت ۱
برفشاندم آستین از غم گریبان را گرفت
همچو آن آبی که سوی نرگسستان می رود
گریه‌ی من راه کوی خوش نگاهان را گرفت
کرد سودای که سودی آن نیاید در حساب
هر که دل داد و ز تیر یار پیکان را گرفت
زور دیگر کرده پیدا می بدور نرگست
محتسب نتواند اکنون نام مستان را گرفت

---

۱ : یہ غزل د میں نہیں ۔ مطبوعہ میں چھ اور باقی نسخوں میں تعداد اشعار سات ہے ۔

ای زلیخا رنگ بر رویت چه بر جا مانده است
بوی پیراهن شمیده راه کنعان را گرفت
وقت پیری آمد آن سیب زنخدانم بدست
میوه ام داد آسمان روزی که دندان را گرفت
۱ چیست دانی خط بگرد آن رخ عالم فروز
دود دلها جمع شد آن ماه تابان را گرفت
واقف از دیوان من بلبل غزلخوانی کند
خوش صفیریهای من آخر گلستان را گرفت

۱۱۰

۲ سرگران آمد خدنگ او به استغنا گذشت
عرض کردم جان و دل از هر دو بی پروا گذشت
تیری از شست تو خوردم عالمی از رشک مرد
واه که در پهلوی من بنشست و از دلها گذشت
کشت آن ناعاقبت اندیش ما را بی گناه
خون ما بر گردن او ماند تیغ از ما گذشت
دوش در میخانه هر سنگی که می زد محتسب
بر سرم آمد بحمد الله که از مینا گذشت
نقد و جنس خویش کردم در سر زلفش زیان
وای من سودی ندیدم عمر در سودا گذشت
در فراق روی او کان نور چشم بینش است
روزگارم تیره همچون چشم نابینا گذشت
وقت رندی خوش که بیرون آمد از بند لباس
در گریبان چاک زد وز دامن صحرا گذشت
همت سیل سرشک خویش را نازم که او
رفت و دنیا را گرفت و از سر دنیا گذشت
بر سر راهش کسی از خاک ما را برنداشت
عمر در افتادگی مانند نقش پا گذشت

---

۱ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے -
۲ : د میں یه غزل نہیں - ا میں بارہ ، ه میں سات و میں نو اور مطبوعه میں گیارہ شعر ہیں -

در بساطم لایق پا مرد خود چیزی نیافت
پر مکدر سیل از ویران سرای ما گذشت
گفته بودی روزی آیم یا شبی درخانه ات
بی مروت روزها بیگاه شد و شبها گذشت
واقف آن قامت قیامت بر سرم آورد آه
کار من امروز از اندیشهٔ فردا گذشت

۱۱۱

۱ تیغ ستمت گلو شناس است سنگ غم تو سبو شناس است
بر لاله و گل نمی نشیند گرد ره یار رو شناس است
در زلف تو بند شد دل چاک این شانه ببین چه مو شناس است
ننشیند و جز بدیدهٔ ما سرو قد یار جو شناس است
بوی تو ز بوی گل شناسد آن را که دماغ بو شناس است
آن زلف بهر سرش سری نیست چوگان کسی که گو شناس است
واقف در شهربند هستی سرگشته و پای کو شناس است

۱۱۲

۲ گیرم بر تو قدر محبت نمانده است
کم کن جفا به بنده که طاقت نمانده است
آبی نزد بر آتش دل دیده ای دریغ
در مردم زمانه مروت نمانده است
از گریه چون خموش شوم ناله سرکنم
شغلی گزیده ام که فراغت نمانده است
تا گوهر وصال تو از دست داده ام
در آستین جز اشک ندامت نمانده است
بوی ترا گذار فتاد است تا بباغ
رنگی بروی گل ز خجالت نمانده است
بر فرق ما دگر مفگن سایه ای هما
ما را دماغ کسب سعادت نمانده است

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ہ میں چھ اور باقی نسخوں میں سات شعر ہیں -
۲ : تعداد اشعار ا میں آٹھ ، د ، ہ ، و مطبوعه میں نو ہے

دل آمد از سیاحت و آورد این خبر
کآسودگی بهیچ ولایت نمانده است
۱ دل نیست کز خدنگ جفایت فگار نیست
شکر خدا که هیچ شکایت نمانده است
واقف بجز خیال دهان شکر لبان
در روزگار هیچ حلاوت نمانده است

۱۱۳

۲ جایم بقدر جبهه بر آن خاک در بس است
از بهر سجده همچو نگین این قدر بس است
۳ مانند شمع یک گل داغم بسر بس است
سامان خود نمایی من این قدر بس است
قانع اگر شویم بیک قطره آبرو
ما را تمام عمر بسان گهر بس است
چشمم بآستین خود از اشک پاک کن
از گریه درد چند کشم درد سر بس است
بلبل بطول و عرض مساز آشیانه را
مشت خسی برای تو-ای مشت پر بس است
تا هست خون دل نکنم فکر خوردنی
یعنی ز خوان قسمتم این ماحضر بس است
هر حرف ازین پیام زبانی است یک کتاب
اینها که گفته ام بتو ای نامه بر بس است
یک تیره روز گو نکنند همرهی بمن
در راه عشق سایه مرا هم سفر بس است
محتاج سرمه نیست چو یعقوب چشم من
بوی مرا ز پیرهن آن پسر بس است

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں -
۲ : تعداد اشعار ا ، د ، و میں بارہ اور مطبوعہ میں گیارہ ہے - مطبوعہ میں مصرع دوم حسب ذیل آیا ہے :
سامان خود نمایی من این قدر بسست -
۳ : د اور و میں یہ شعر مطلع دوم ہے -

دنبال محمل این همه زاری مکن دلا
یک ناله ات نشد چو جرس کارگر بس است
با من که مشت خون مرا هیچ قدر نیست
لطفش ببین که بسته بقتلم کمر بس است
با بنده ای که شد ز دل و جان غلام تو
تا کی تغافل ای ز خدا بی خبر بس است
۱ در طفلیم پدر چو به مکتب نشاند و گفت
حرفی بخوان ز ابجد عشق ای پسر بس است
واقف برای سوختن خانمان خلق
از دوزخ محبت ما یک شرر بس است

۱۱۴

۲ نه همین در سرم از زلف تو سودایی هست
که بهر کوچه ترا سلسله برپایی هست
یوسف من تو درین مصر چه شور افکندی
که بهر قصر ز شوق تو زلیخایی هست
جان عزیز است ولیکن چکنم گر ندهم
هر دم از جانب درد تو تقاضایی هست
شمع خاموش شود از نفس من روشن
بسکه از آتش عشقم دم گیرایی هست
ایکه امروز بمن میکنی این جور و جفا
در دلت می گذرد هیچ که فردایی هست
بر در یار کشم جور و بجای نروم
گر بدانم که مرا در دل او جایی هست
۳ تحفه‌ی خار ره عشق من سوخته را
نیست گر چشم تری آبله بر پایی هست
نتوانم که نشینم بفراغت چکنم
همچو دل پهلوی من وسوسه فرمایی هست

۱ : یه شعر ا میں نہیں - ۲ : یه غزل ، ا ، ه ، و اور مطبوعه میں ہے -
۳ : یه شعر مطبوعه میں نہیں -

۱ زاهدان گر دل تان گشته ملول از مسجد
بخرابات بیایید که خوش جایی هست
واقف این عرصه دگر بار کجا خواهی یافت
گریه سر کن که عجب دامن صحرایی هست

۱۱۵

۲ تا غمت میهمان ما شده است — آفت خانمان ما شده است
نام آزادگی مبر صیاد — که قفس گلستان ما شده است
بر نمی دارد از دل ما چشم — داغ او دیدبان ما شده است
خویش را چشم روشنی گویم — ماه ما مهربان ما شده است
می دود در رکاب ما شادی — تا غمت هم عنان ما شده است
۳ چون نی از مشق نالهٔ جانسوز — مغز از استخوان ما شده است
نیست ما را سر سخن واقف — خامشی هم زبان ما شده است

۱۱۶

آن طفل گلعذار خریدار بلبل است
گل داغ رشک گرمی بازار بلبل است
گاهی تو زاریم نشنیدی هزار حیف
گل را ببین که گوش بگفتار بلبل است
هر صبح در چمن نمکین خنده های گل
از بهر خاطر دل افگار بلبل است
در عشق دفتر دل ما کار نامه ایست
یک جزو آن سفینهٔ اشعار بلبل است
۴ گل را اسیر جور خزان دید و زنده ماند
دعوی عاشقی نه سزاوار بلبل است
واقف سزاست بستن او بر ستون سرو
گلچین بشرع عشق گنهگار بلبل است

---

۱ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے ۔ — ۲ : یه غزل ہ اور مطبوعه میں نہیں ۔
۳ : یه شعر صرف ا میں ہے ۔ — ۴ : یه شعر ا میں نہیں ۔

۱۱۷

۱ ظالم بحال ما نرسیدن ز بهر چیست
غم نامه ام نخوانده دریدن ز بهر چیست
کم دولتی است اینکه در آتش فتاده ای
آه ای سپند ناله کشیدن ز بهر چیست
۲ خود بینی تو خانه‌ی دل ها خراب کرد
اکنون بگو که آیینه دیدن ز بهر چیست
در راه یار وعده خلاف شعار من
ای دیده انتظار کشیدن ز بهر چیست
واقف چه میکنی بفراق امتحان خویش
این زهر قاتل است چشیدن ز بهر چیست

۱۱۸

۳ تا سرو من از میانه برخاست صد فتنه ز هر کرانه برخاست
دل از سر و جان ز آرزویت با زمزمه و ترانه برخاست
یا رب اثر تبسم کیست این شور که از زمانه برخاست
در عهد تو بسکه آرزو مرد شیون ز هزار خانه برخاست
۴ آن شوخ به پهلویم به صد ناز بنشست بیک بهانه برخاست
در دام کسی مگر نشیند این دل که ز آشیانه برخاست
تا صدر نشین شدند اغیار واقف زان آستانه برخاست

۱۱۹

۵ آنچه از جرم محبت دوست با من کرده است
کافرم کافر اگر دشمن بدشمن کرده است
تا برای غارت آرام من بستی کمر
هر کجا موریست قصد خرمن من کرده است
خامشان را صحبت اهل سخن گویا کند
سرمه در چشمش سواد حرف روشن کرده است

---

۱ : یہ غزل ا اور و میں ہے۔ ۲ : یہ دو شعر صرف و میں ہیں۔
۳ : تعداد اشعار ا میں پانچ ، د ، و میں سات اور ہ میں چھ ہے۔
۴ : یہ دو شعر د اور و میں ہیں۔ ۵ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں۔

۱ باوجود تنگ چشمی از لباس آسان گذشت
خار در پیراهن من رشک سوزن کرده است
لذت نظاره‌ی پنهان او را تا شناخت
دل ز صد جا سینه را از شوق روزن کرده است
عادت شمشیر دارد **واقف** آن بیدادگر
خون عاشق ریخت تا دستش بگردن کرده است

۱۲۰

۲ غم دل نه شهری است نی روستایی است
غریب است یا رب ندانم کجایی است
شکایت ز تاریکی روز هجران
نویسم درین دیده تا روشنایی است
اگر کوتهی کرده تیغش به قتلم
مرا از خدنگش امید رسایی است
ز غیرت سر خودکشی دارم امروز
ندانم ز خون که دستت حنایی است
مه نو ز بس فطرتش ناقص افتاد
بابروی او بر سر خودنمایی است
۳ کجا سجده‌ی زاهد است از سر صدق
چو خاتم پی نام در جبهه سایی است
زر قلب از سکه رایج نگردد
چه شد سفله را گر بحرف آشنایی است
شکست استخوان محنت روز هجران
شب وصل **واقف** مرا مومیایی است

۱۲۱

۴ در دل من هوس چاک گریبانی هست
خاطرم مایل دامان بیابانی هست

---

۱ : یه شعر صرف ا میں ہے - ۲ : یه غزل د اور ہ میں نہیں -
۳ : چھٹا اور ساتواں شعر و میں نہیں -
۴ : تعداد اشعار ا ، د میں گیارہ ، و اور مطبوعه میں چوده اور ہ میں دس ہے -
د ، و اور مطبوعه میں مطلع حسب ذیل ہے :-
گرچه با غیر ترا لطف نمایانی هست   شکر الله به منت عشوه‌ی پنهانی هست

همچو آن یار که باشد نگران یاری را
چشم داغ دل من در ره پیکانی هست
گاه مشاطه گهی باد صبا گاهی دل
دمبدم زلف ترا سلسله جنبانی هست
مزن ای باد صبا گیسوی جانان برهم
که درین سلسله دل نام پریشانی هست
هرکجا پای نهد بوته‌ی خار آید پیش
هر که سودا زده‌ی شوخی مژگانی هست
هیچگه دست نوازش نکشیدی بسرم
هست بر گردن غیری اگرت احسانی هست
مصلحت هست که از گریه کنم دل خالی
زانکه در شیشه‌ی این آبله طوفانی هست
نکشایند سر حقه‌ی مرهم یاران
داغ من منتظر گرد نمکدانی هست
ساید از کبر کله گوشه بگردون چو هلال
ناقصی را که درین عهد لب نانی هست
اول دشت جنون کرد بزندان ما را
ما چه دانیم که شهری و بیابانی هست
۱ همدمان بوی کباب از نفسم می شنوند
اندرین سینه همانا دل بریانی هست
بی تو از زندگی خویش چه گویم جانان
نیم جانی با اجل دست و گریبانی هست
۲ ای صبا از تن وامانده بگو یوسف را
گر قدم رنجه کنی کلبه‌ی احزانی هست
هست دنباله‌کش زمزمه‌ٔ من واقف
هر کجا در چمنی مرغ خوش الحانی هست

۱۲۲

۳ سود سر بر قدم یار حنا یا قسمت
سودن دست شده قسمت ما یا قسمت

۱ : یہ اشعار ا میں نہیں - ۲ : یہ شعر صرف ہ ، و میں ہے -
۳ : تعداد اشعار ا ، د ، ہ میں سات اور و میں آٹھ ہے -

تنگ در بر کشدت یار لباسی چو قباست
جامه من کرده ز دست تو قبا یا قسمت
کرده از خنده لبت بر همه تقسیم شکر
زهر چشمی است نصیب دل ما یا قسمت
دل که یک عمر بخون جگرش پروردم
عاقبت بر سرم آورده بلا یا قسمت
بوسه‌ی مفت باغیار عنایت شد و من
از تو دشنام خریدم بدعا یا قسمت
با همه قرب ز لعل تو بحرمان رفتم
تشنه مردم بلب آب بقا یا قسمت
۱ استخوانم همگی بذل سگ کوی تو بود
بعد مرگم همه را خورد هما یا قسمت
آب چشم دگران پیش تو قیمت دارد
خون ما را نبود هیچ بها یا قسمت
واقف آن شمع که روشن شده زو بزم رقیب
آتش افکنده بکاشانه‌ی ما یا قسمت

۱۲۳

۲ نو بهار آمد و شوری بگلستان برخاست
دل چو بلبل ز برم مست و غزلخوان برخاست
یار چون بهر سفر برزده داماں برخاست
هر که برخاست بخود دست و گریبان برخاست
باوجودیکه نشستن نتوانم از ضعف
بایدم از پی تعظیم عزیزان برخاست
ای بسا خانه که از گریه دلم کرده خراب
آه زین قطره کزو این همه طوفان برخاست
پیش او شمه‌ای از حال دل خود گفتم
رنگ از چهره‌ی آن سیب زنخدان برخاست

---

۱ : یه شعر د ، ہ اور و میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، و میں آٹھ ، د میں بارہ اور ہ میں گیارہ ہے - مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - د اور و میں مطلع دوم ، مطلع اول واقع ہوا ہے -

گرنه در واقعه شب آن لب خنداق دیده است
گل چرا صبحدم از خواب پریشان برخاست
سیر هرگز نشود هر که بود گرسنه چشم
شور از دیدن داغم ز نمکدان برخاست
۱ من دیوانه چو از شهر بصحرا رفتم
های های عجب از جرگه‌ی طفلان برخاست
بخت روزیکه گرفتار قفس کرد مرا
شیون از نغمه سرایان گلستان برخاست
نامه‌ای کرد رقم سوی من آن آتش خو
کز دلم دود بیک خواندن عنوان برخاست
چاره‌ی درد تو واقف چه توان کرد کنون
که طبیب از سر بالین تو گریان برخاست

۱۲۴

۲ جان من امشب بلب بسیار نزدیک آمد است
ظاهرا روز فراق یار نزدیک آمد است
خواب دیدم شب که ازهم ریخت کوه غم چو طور
مژده ای دل وعدهٔ دیدار نزدیک آمد است
خانه‌ی تاریک چشمم باز روشن شد مگر
نکهت پیراهن دلدار نزدیک آمد است
۳ محو شد از خاطر من محنت این راه دور
غالباً منزلگه آن یار نزدیک آمد است
۴ می کشد امروز و فردا یار تیغ امتحان
وقت رسوا گشتن اغیار نزدیک آمد است
کرده واقف گرچه از کوی تو دوری اختیار
گشته از دوری بسی بیزار نزدیک آمد است

---

۱ : یه اشعار د اور ہ میں ھیں -
۲ : تعداد اشعار ا ، ہ میں پانچ اور د ، و اور مطبوعہ میں چھ ہے -
۳ : یه شعر ہ میں نہیں -   ۴ : یه شعر د ، و اور مطبوعہ میں ہے -

۱۲۵

۱ دهنش نقطه‌ای موهوم و گمان هر سه یکیست
کمر او رگ جاف راز نهان هر سه یکیست
زخم نا خورده زداست این سخن دور از کار
هر که گفت آن مژه و تیر و سنان هر سه یکیست
پیش ناتجربه کاران که درین معرکه اند
ابروی دلبر و شمشیر و کمان هر سه یکیست
تیر آن دلبر هندو که جگر خونم کرد
دل من غنچهٔ گل بیرهٔ پان هر سه یکیست
سخنی از سر تحقیق بگویم واقف
عید و نو روز و شب وصل بتان هر سه یکیست

۱۲۶

۲ کس چو من حسرت کش آن لعل شکربار نیست
زهر دارم در دهان و زهرهٔ اظهار نیست
۳ عقل را در کشور ما عشق بازان بار نیست
در دیار ما بغیر از عشق کس دیار نیست
هیچ دل آسوده در دوران چشم یار نیست
کس ندیدم کز پرستاران این بیمار نیست
نذر زلفش از دل صد چاک بردم شانه ای
پیچ و تابی کرد و گفتا لایق سرکار نیست
نسخه ننویس ای طبیب از بهر من زحمت مکش
داروی درد دلم در کلبه‌ی عطار نیست
ما گدایان محبت خوش قناعت پیشه ایم
لطف کن ما را نظر بر اندک و بسیار نیست
در حریم آن فرامش کن که یاد او بخیر
خالی از مکتوب ما یک رخنه‌ی دیوار نیست

---

۱ : یہ غزل صرف ا اور و میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، و میں چودہ اور مطبوعہ میں گیارہ ہے - د اور ہ میں یہ غزل نہیں -
۳ : و میں مطلع دوم یہ شعر ہے -

عاشق زارم نوازش می توان کردن مرا
هیچ تاری خوش نواتر جان من زین تار نیست
گر پر کاه است دارد جذبه‌ای از کهربا
در زمین عشق خیز ما خسی بیکار نیست
تا زند تیغم به پیشش دم زنم از زندگی
هستی موهوم ورنه قابل اظهار نیست
بی نصیب از دردعشق است او تمارض کرده است
مدعی را بر سر بالین مرو بیمار نیست
حسرت بوسیدن آن شست داری عمرها است
ای لبم خون شو ترا بخت لب سوفار نیست
ای عزیزان گر بخواب من نمی آید شبی
یوسف خود را چگویم بخت من بیدار نیست
۱ گفتمش تاری بمن از گیسوی خود لطف کن
گفت کفر ناقصت شایان این زنار نیست
آن سپاهی پیشه را پیوسته بر ابرو است چین
تا نگوید کس که این شمشیر جوهر دار نیست
چون نگردد خون نفس در غنچه‌ی منقارها
عندلیبی هم صفیری ما درین گلزار نیست
واقف از بهر خدا این گریه را موقوف دار
طاقتم دیگر حریف این جگر افگار نیست

۱۲۷

۲ چشم و دل و جگر پی آن خوش پسر گریست
یعقوب کی برای پسر این قدر گریست
ناصح رسید دوش پی منع گریه ام
احوال من چو دید ز من بیشتر گریست
کردند خاک دیر و حرم گل ز اشک من
تا کی توان ز دست غمت دربدر گریست

---

۱ : یہ اشعار و اور مطبوعہ میں ھیں -
۲ : د میں یہ غزل نہیں - مطبوعہ میں چھ شعر ھیں - اور باقی نسخوں میں سات -

یک بار گوش بر سخن من توان فگند
چشمم در آرزوی تو عمری گهر گریست
صد گونه گل ز خاک در او دمیده است
هر کس در آن حریم برنگ دگر گریست
۱ کو استقامتی که شبی در حریم او
استاده همچو شمع توان تا سحر گریست
واقف کنون بحالت خود خنده می زند
بیچاره هر چه داشت ز دل تا جگر گریست

۱۲۸

۲ رفتی و دل ز غصه پریشان نشسته است
جانم بچشم دست و گریبان نشسته است
یا رب ز دود آه کدامی سیاه روز
آن زلف در بهشت پریشان نشسته است
از جلوه ات که یک نفس از پرده رو نمود
شد عمرها که آیینه حیران نشسته است
از بسکه آفتاب جمال تو گرم شد
نور نظر بسایه‌ی مژگان نشسته است
باز آ که دل به پهلوی من از هجوم اشک
دیوانه سان به تنگ ز طفلان نشسته است
ای گریه ریزشی که ز دل عقده وا نشد
این دانه چشم بر ره باران نشسته است
ای دل برو ببزم بتان بعد ازین مرو
کانجا هزار دشمن ایمان نشسته است
ای چشم یار طرفه بلایی که فتنه هم
در گوشه ای بدور تو پنهان نشسته است
۳ از بیکسی من نه نشیند بمن کسی
نقشم بکوی یار بدینسان نشسته است

---

۱ : یه شعر مطبوعه میں نہیں -
۲ : تعداد اشعار ا میں آٹھ د ، ہ میں دس و میں نو اور مطبوعه میں گیاره ہے -
۳ : یه دو شعر صرف مطبوعه میں هیں -

رفتی چو گل تو خنده کنان غنچه سان دلم
در فکر خویش سر بگریبان نشسته است
۱ غم نیست گر نیامده تیغ تو بر سرم
در پهلویم خدنگ تو جانان نشسته است
واقف امید بخیه و مرهم نمانده است
زخمم چه دیده است که خندان نشسته است

۱۲۹

۲ تیز دستیهای مژگان ترا تا دیده است
از تحیر تیغ دم در خویشتن دزدیده است
ساز تصویرم بود در پرده عاجز نالیم
ناله‌ای دارم که گوش هیچ کس نشنیده است
هر که روشن دل بود بیگانه باشد از لباس
شمع کی پیراهن فانوس خود پوشیده است
طالع بر گرد سر گردیدن یارم کجاست
گرد دل گردم که بر گرد سرش گردیده است
نیست جای آرمیدن در ۳ دیار خوف عشق
حیرتی دارم که پای من چرا ۴ خوابیده است
چون ترازو قسمت ممسک بود حسرت کشی
هر که سنجید از برای دیگران سنجیده است
آب چشمم از خیال قامت دلجوی او
بارها رفته است پای سرو را بوسیده است
می کند آن مه جبین در مجلس اغیار رقص
اختر من بر مراد دیگران گردیده است
اینکه سر از جیب من آورده بیرون تکمه نیست
بی تو دل تنگی ۵ گریبان گیر من گردیده است
۶ می کند حق نمک ثابت مروت را ببین
بعد عمری گر بزخم من نمک پاشیده است

---

۱ : یہ شعر صرف ه میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، ه اور مطبوعه میں دس ، و میں چھ ہے - د میں یه غزل نہیں-
۳ : در ره پر درد عشق (ه) - ۴ : چسان (ه) -
۵ : دل سنگی (ا) - ۶ : یه چار اشعار صرف مطبوعه میں ہیں -

از کجا آوردی ای دل این قدر دیوانگی
کز تو چشم حلقه‌ی زنجیر هم ترسیده است
خود بخود دستار بر فرقم پریشان می شود
در سر من تا هوای زلف او پیچیده است
من برای خدمت او بر کمر دامن زده
او به قصد کشتن من آستین مالیده است
۱ غنچه‌اش تا ریخت رنگ خنده در اثنای حرف
دامن نون سخن لبریز گل گردیده است
راست گوید هر چه گوید واقف از احوال خویش
در هوای قامت خوبان قیامت دیده است

۱۳۰

۲ شمع پیش جلوه اش آتش بجانی بیش نیست
گل بر رخسار او برگ خزانی بیش نیست
کی تواند شد طرف با ناوک انداز ابروش
ماه نو در قبضه اش دیدم کمانی بیش نیست
می کشد هر چند آهو گردن شوخی ولی
پیش آن چشم سخن گو بی زبانی بیش نیست
می کشد از غیرت هم دستی جانان مرا
دسته‌ی خنجر به مشتش استخوانی بیش نیست
در جناب عشق شورش نامه ای خواندم کزان
قصهٔ لیلی و مجنون داستانی بیش نیست
سخت دشوار است مردن بر گران جانان ز درد
بر سبک روح فنا نقل مکانی بیش نیست
دل بزلف دلبران مفروش ای ناقدردان
سود این سودا چه می پرسی زیانی بیش نیست
پیش تیر حادثات افتادگی باشد سپر
هر که گردن می کشد واقف نشانی بیش نیست

---

۱ : یہ شعر ہ اور مطبوعہ میں ہے ۔
۲ : یہ غزل صرف ا اور و میں ہے ۔

۱۳۱

۱ از برم در جستجویت دل نه تنها رفته است
عضو عضوم در تمنای تو از جا رفته است
ما نمی نالیم از سنگین دلیهایت ولی
تا فلک شور شکست شیشه‌ی ما رفته است
کی دهم از دست اگر صد گل مرا بر سر زنند
ذوق آن خاریکه از راه تو در پا رفته است
همچو شمع کشته گردید است روی ما سیاه
سایه‌ی داغ کسی تا از سر ما رفته است
۲ تا نگاری من تو بودی در گلستان عید بود
تا برون رفتی حنا از دست گلها رفته است
در قفس از بس طپیدیم از هوای آشیان
قوت پرواز از بال و پر ما رفته است
بر سر کنجشک کی از چنگل شهباز رفت
بر دل من آنچه زان مژگان گیرا رفته است
۳ بخت من چون شمع هر ساعت بپستی مائل است
دود آه من ندانم چون ببالا رفته است
خیمه بیرون می زند واقف جنون من ز شهر
سیل اشکم بهر رفت و روب صحرا رفته است

۱۳۲

۴ ز بزمش دل بسی ناشاد برخاست — به آه و ناله و فریاد برخاست
ز بس نالیدم از درد اسیری — فغان از بنده و آزاد برخاست
برنگی ناله کردم از قفس دوش — که رنگ چهره از صیاد برخاست
چنان در عشق شیرین کار گشتم — که شور از تربت فرهاد برخاست
۵ ز خاکم در هوای کوی جانان — صدای هرچه بادا باد برخاست

---

۱ : یه غزل د اور ہ میں نہیں ۔ و میں تعداد اشعار پانچ ہے ۔
۲ : پانچواں اور چھٹا شعر و میں نہیں ۔ ۳ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے ۔
۴ : یه غزل ہ میں نہیں ۔ تعداد اشعار ا اور مطبوعه میں آٹھ اور د اور و میں نو ہے ۔
۵ : یه شعر مطبوعه میں نہیں ۔

ز رشک لاله می سوزم درین باغ
که او با داغ مادر زاد برخاست
دلم بوده است در پهلو نشسته
نگاهش بر تو تا افتاد برخاست
کجا واقف برم اکنون دلی را
که از ویرانه و آباد برخاست

۱۳۳

۱ در عشق نه تسبیح و نه زنار ضرور است
تاری بکف از طرهٔ دلدار ضرور است
۲ ای گریه‌ی پر شور بیا چشم براهم
مشت نمکی بر دل افگار ضرور است
ای دل چه خوری خون جگر زین غم پنهان
یک بار بآن بی خبر اظهار ضرور است
جان میدهم از درد تو دریاب خدا را
پرسیدن حال من بیمار ضرور است
در کوی تو از دیده چسان سیل برانم
ما را ادب این در و دیوار ضرور است
آسوده دلان را نمک غم بچشانید
بر خون محبت دل افگار ضرور است
۳ آن سرمه که سازند پی روشنی چشم
در وی قدری خاک در یار ضرور است
تا عشق فروشان همه بندند دکان را
یک جلوه ترا بر سر بازار ضرور است
پروای دل آزردگیم هیچ نباشد
او را که رضا جویی اغیار ضرور است
یک بوسه ز لبهای شفا بخش عطا کن
از بهر علاج دل بیمار ضرور است
صبر است دوای دل بیمار تو واقف
افسوس که کم داری و بسیار ضرور است

---

۱ : تعداد اشعار ا ، ہ میں سات ، د اور و میں چھ ہے - اور مطبوعہ میں نو ہے -
۲ : دوسرا اور چوتھا شعر مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ اشعار صرف مطبوعہ میں نہیں -

۱۳۴

۱ شنیده ام که بدست تو نازنین داغ است
بیا و بر دل من نه که داغ این داغ است
نیاز من بدرش بسکه ناقبول افتاد
ز مشق سجدهٔ بی حاصلم چنین داغ است
بعشق لاله عذاران مپرس حال دلم
که آنچه مانده بدستم ز دل همین داغ است
بیا بدلدهیم کز شرر فشانی اشکی
بسوخت گوشه‌ی دامان و آستین داغ است
۲ ز شمع کعبه و بتخانه روشن است این حرف
که در غم تو دل اهل کفر و دین داغ است
اگر کسی ندهد دل بسوختن چکند
درین زمانه که دلسوز و دلنشین داغ است
چرا کباب نباشند بلبلان **واقف**
که گل چو لاله ازان روی آتشین داغ است

۱۳۵

۳ دل همان روز ترا دشمن جانی دانست
که ترا یار فلانی و فلانی دانست
دامن پیر خرابات ز کف نگذارد
هر که کم فرصتی عهد جوانی دانست
از سویدای دل خویش نباشی غافل
سر بسیار درین نقطه توانی دانست
همچو پروانه همان گرد سرش می گردد
گر چه دل گرمی آن شمع زبانی دانست

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه مین نهیں ـ تعداد اشعار ا میں سات ، ہ میں چھ اور و میں پانچ ہے ـ
۲ : یه شعر و اور ہ میں نهیں ـ
۳ : یه غزل د میں نهیں ـ تعداد اشعار ا میں آٹھ و ، ہ میں نو ، اور مطبوعه میں دس ہے ـ

ای که یک عمر تو ام دوست تر از جان بودی
تا چه کردی که دلت دشمن جانی دانست
سعی در راز نهان کردن خویشم عبث است
خاصه اکنون که فلانی و فلانی دانست
دل ماتم زده روزی بگلستان بردم
نغمهٔ مرغ چمن مرثیه خوانی دانست
۱ صد سر تیر ازان شوخ جدا میگردد
تا دل از ابروی او سخت کمانی دانست
۲ وقت آن است کزین بزم سبک برخیزم
که سبک روحی من بار گرانی دانست
واقف از سر دهان و کمرش هیچ مپرس
نتوانی تو باین هیچمدانی دانست

۱۳۶

۳ چشم من بر رخ او افتاد است — چشم بد دور نکو افتاد است
سر زلفت نتوانم پیچید — این کمندم بگلو افتاد است
۴ آه ازین زخم که تا به کردم — باز کارش برفو افتاد است
وسعت میکده بنگر که درو — چرخ یک سو چو سبو افتاد است
گذری بر قفس من صیاد — بلبلم بی کس و کو افتاد است
آه ازین خشکی طالع که دلم — تشنه لب بر لب جو افتاد است
واقف از یک نمکین خندهٔ یار — شور در هر سر کو افتاد است

۱۳۷

کسی بسان تو بیدادگر نیامده است
بکینه جویی تو تیغ بر نیامده است
اگرچه زلف ز عمری بجستجو رفته است
هنوز هیچ خبر زان کمر نیامده است
دگر بدختر تاکم هوای صحبت نیست
نتیجه نیک ازین بد پسر نیامده است

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں - ۲ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے -
۳ : یه غزل ا اور ہ میں ہے - و میں صرف پہلے دو شعر ہیں -
۴ : یه شعر ہ میں نہیں -

ز دست رفت هزاران گلم ولی صد شکر
که خار راه تو از پای بر نیامده است
سرشک پرده‌ی من تا درید تر شده ام
که هیچ طفل چنین شوخ تر نیامده است
نکرد فرق نگاهش میان ما و رقیب
کسی ز میکده هشیار بر نیامده است
۱ جدا ز یوسف خود مانده ام من بیمار
ازانکه عمر عزیزم به سر نیامده است
برای پرسش حال دل حزین **واقف**
ز تیر یار کسی تیز تر نیامده است

۱۳۸

۲ غمت نمی شود از من جدا قرین این است
ز پهلویم نرود درد هم نشین این است
فتاده است نظر بر هزار شاخ گلم
هلاک تیر تو گردم که دل نشین این است
گرفته دامن او روز حشر خواهم گفت
کسیکه زد بچراغ من آستین این است
صبا پیام تو آورد لیک غنچه‌ی من
نکرد میل شگفتن دل حزین این است
مباد منکر داغ دلم مباد که من
بسینه چاک زنم گویمت ببین این است
نموده است مه از طرف ابر پیشانی
تو هم نقاب برافگن بگو جبین این است
بکوی یار بریز اشک و حاصلی بردار
پی زراعت تخم وفا زمین این است

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، د ، و میں سات اور ہ اور مطبوعه میں آٹھ ہے -

نشین بگوشه و معنی شکار کن واقف
که صید بادیهٔ قدس را زمین این است

۱۳۹

۱ نفسم سوخت ولی ذوق دویدن باقیست
پایم از کار شد و سعی رمیدن باقیست
قامتم حلقه شد از مشق سجود در دوست
همچنان در سر من ذوق خمیدن باقیست
عرق آلوده بیا بر سر بالین که مرا
هوس شربت دیدار چشیدن باقیست
حسنت آخر شد و دل گرم طپش هاست هنوز
شمع افسرد و ز پروانه پریدن باقیست
شده نزدیک که از خود بردت خواب عدم
باز میل تو بافسانه شنیدن باقیست
ای گل از دست تو صد رنگ تظلم کردم
بی اثر رفت همین جامه دریدن باقیست
ز امتداد شب هجران مشو ای دل غمگین
که امید سحر وصل دمیدن باقیست
اشک گر کم شده از گریه نباشم نومید
نوبت خون دل از دیده چکیدن باقیست
۲ می کند خنده باحوال تو صبح پیری
ته هنوزت هوس آیینه دیدن باقیست
گر براه تو زمین گیر شدم باکی نیست
نوبت پای ز سر کرده دویدن باقیست
واقف از رعشهٔ پیری شده دستم بیکار
هوس دامن دلدار کشیدن باقیست

---

۱ : یه غزل د میں نہیں ـ تعداد اشعار ا میں گیارہ و اور مطبوعہ میں نو اور ہ میں دس ہے ـ
۲ : نواں شعر صرف ا میں ہے ـ

۱۴۰

۱ یک کس ز اهل سوز بسر منزل تو نیست
شمعی است داغ عشق که در محفل تو نیست
در روزگار قطرهٔ خونی که سنگ شد
بسیار جسته ایم بغیر از دل تو نیست
تعمیر دل نمی کنی ای خانمان خراب
فکر بنای خیر در آب و گل تو نیست
بشکن خمار خویش ز خون حلال من
خون حرام مدعیان قابل تو نیست
عزم سفر نمودی و می نالم از فراق
یا رب چرا دلم جرس محمل تو نیست
۲ ای عشق رخت در دل من می نهی منه
این خانه‌ی غم است برو منزل تو نیست
واقف بهرزه پا ننهی در طریق عشق
غافل حریف ره قدم کاهل تو نیست

۱۴۱

۳ گرچه از پهلوی دل صد گونه رنجم حاصلست
کی توان پهلوتهی کردن ازو آخر دلست
فتنه نتواند شدن در روزگار او بلند
پیش بالایش بلای آسمانی نازل است
حسن سعیت سنگ را هم صورت معشوق ساخت
دست شیرین کار تو ای کوهکن پر قابل است

---

۱ : د ، ا میں یہ غزل نہیں ۔ تعداد اشعار ا ، ہ میں چھ اور و میں آٹھ ہے ۔
آخر الذکر میں مطلع حسب ذیل ہے :
هر چند بوی مهر و وفا در دل تو نیست
دل نیست در جهان که بجان مائل تو نیست
۲ : یہ شعر صرف و میں ہے ۔
۳ : اس غزل کا ہ میں مطلع حسب ذیل ہے ۔ مطبوعہ میں تعداد اشعار دس ہے :
خامه را احوال ما تحریر کردن مشکل است
زانکه او را بر زبان زخم است و ما را در دل است

سرو را با قامت دل جوی او نسبت مکن
ریشه‌ی آن در گلست وریشه‌ی این در دل است
علم پیراهن دریدن جمله ازبر کرده ام
گر زند دم در مقابل صبح پیر جاهل است
بر سر کویش بحال خویشتن درمانده ام
پای من در گل فرو رفته است دستم بر دل است
با همه شوخی ز یادم رفتنت مقدور نیست
سرو من در سر زمین دل ترا پا در گل است
۱ تیره میسوزد بسی امشب چراغ خانه ام
شمع من یا رب ندانم در کدامین محفل است
۲ جان بحسب خواهش اغیار می باید سپرد
عشقبازان را به مرگ خویش مردن مشکل است
داد من یا رب که خواهد داد حیرانم بسی
بخت در خواب گران جانان من پر غافل است
چون درین ره پا نهادی بایدت از سر گزشت
در طریق عشق **واقف** دار یک سر منزل است

۱۴۲

۳ دگر ز جبهه آن شوخ سطر چین پیداست
نوشته است خط قتلم از جبین پیداست
ز گریه چشم کرا پاک کرده ای که ترا
نشان خون دل از طرف آستین پیداست
مکن ز سوزش پنهان من چنین انکار
بیا ز روزنه سینه ام ببین پیداست

---

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۲ : یہ دو شعر مطبوعہ اورو میں ہیں -
۳ : د اور مطبوعہ میں یہ غزل نہیں - تعداد اشعار ا اور ہ میں نو اور و میں پانچ ہے - ہ میں مصرع اول حسب ذیل ہے :
دگر ز جبهه آن ترک مصر چین پیداست

ازان میان و دهان هیچ نیست معلومم
خبر ز هر دو گرفتم نه آن نه این پیداست
چو شعله سرکشی حسن یار پنهان نیست
نقاب سوزی آن روی آتشین پیداست
مرا برون ز قفس بعد مرگ خواهد کرد
ز سخت گیری صیاد این چنین پیداست
مشو ز قتل من ای برهمن پسر منکر
چو قشقه خون منت ظالم از جبین پیداست
چه التجا سوی محضر بود بدعوی داد
مراکه زخم دل از جبهه چون نگین پیداست
بماه نسبت رویش چه میکنی واقف
تفاوت درجات ای دقیقه بین پیداست

۱۴۳

۱ دل ز شغل عشق بیزاری نمیداند که چیست
هر که شد این کاره بیکاری نمیداند که چیست
یار هرگز شیوهٔ یاری نمیداند که چیست
عمر آئین وفاداری نمیداند که چیست
خانه ها کرداست بازی بازی از شوخی خراب
گرچه از طفلی ستمگاری نمیداند که چیست
ناله اش صیاد را دل تنگ گردانید حیف
مرغ ما قدر گرفتاری نمیداند که چیست
دل بکوی او ز رنج روزگار آسوده است
در بهشت افتاد بیماری نمیداند که چیست
بخت چشمی وا نکرد از های‌های گریه‌ام
گوییا این خفته بیداری نمیداند که چیست
خیل دلها را بسان آهوان رم می دهد
چشم او عاشق نگهداری نمیداند که چیست

۱ : تعداد اشعار ا میں آٹھ ، د اور و میں چھ اور مطبوعہ میں سات ہے ۔ ہ میں صرف پانچ اشعار ہیں مطلع مذکور نہیں ۔ ا کے علاوہ باقی نسخوں میں مطلع دوم مطلع اول واقع ہوا ہے ۔

۱ بارها جان من از زاری بلب آمد ولی
دل هنوز از عشق بیزاری نمیداند که چیست
چشم او در کعبه واقف بت پرستی می کند
کافر است آئین دینداری نمیداند که چیست

۱۴۴

۲ اگر نه عاشقم احوال من خراب چراست
دلم شکسته و جانم در اضطراب چراست
بزلف یار بگو ای صبا ز جانب من
گذشتم از سر دل باز پیچ و تاب چراست
۳ چو سیل اشک تو کردی روان ز دیده‌ی من
دگر مپرس ز من خانه ات خراب چراست
همیشه از سر من بی درنگ می گذری
تو عمر اگر نه ای ای بیوفا شتاب چراست
دلا تو خود بسر آتش از غمش رفتی
سپند وار نمیدانم اضطراب چراست
میان آیینه و چشم پاک فرقی نیست
ترا ز دیده‌ی واقف چنین حجاب چراست

۱۴۵

۴ گر بقدر حسرت دل دیده‌ی ما می گریست
ابر از کم مایه‌گی بر حال دریا می گریست
یاد ایامی که طوفان داشت شوق گریه ام
قطره گر میخواستم از دیده دریا می گریست
نیست امروزیکه می آید بشور از حرف عشق
دل بوقت خواندن یوسف زلیخا می گریست
کردم از هم چشمی مردم کنون قطع نظر
پیش ازین با ابر چشم من بدعوی می گریست

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں -   ۲ : د میں یہ غزل نہیں -
۳ : مطبوعه میں یه شعر نہیں -
۴ : مطبوعه میں باقی نسخوں سے ایک شعر زیادہ ہے -

شب که درد بی کسی در بسترم افگنده بود
شمع بر بالین من استاده تنها می گریست
بی تو شب در مجلس من بودم و بر حال من
تا سحرگه جام می خندید و مینا می گریست
۱ گر امید حاصلی از گریه عاشق داشتی
همچو باران دیده اش از جمله اعضای گریست
همچو من واقف نشد در گریه کس رسوای شهر
کوهکن در بی ستون مجنون بصحرا می گریست

۱۴۶

۲ تا هست داغ عشق به افسر چه حاجت است
سامان دیگر از پی این سر چه حاجت است
بهر خراب کردن اقلیم دل ترا
مژگان بس است لشکر دیگر چه حاجت است
افتادهگان کوی ترا شب ز بهر خواب
با خاک و خشت بالش و بستر چه حاجت است
دادم رضا بکشتن خود خط برون میار
در قتل من نوشتن محضر چه حاجت است
از دل برای چون تو بتی ناز می کشم
ورنه مرا به این دل کافر چه حاجت است
باشد سرشک کوکب اقبال عاشقان
این قوم را به یاری اختر چه حاجت است
در بزم ما معامله با دیده و دل است
ما را دگر بشیشه و ساغر چه حاجت است
دل خانهٔ خداست در دل گرفته ایم
رفتن باحتیاج به هر در چه حاجت است
ظالم ضرور نیست بخونریز ما یراق
جاییکه چشم تست به خنجر چه حاجت است

---

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا میں دس ، د اور و میں پانچ ، ہ میں آٹھ اور مطبوعہ میں چھ ہے -

آیینه دار طلعت جانانه گشته ام
واقف مرا بملک سکندر چه حاجت است

۱۴۷

۱ جنگ تو صلح و صلح تو جنگ است
من بقربانت این چه نیرنگ است
فکر وا شد مکن چو گل زنهار
غنچه باش ای دل این چمن تنگ است
مکن آهنگ هوش مرغ دلم
که عجب بلبل خوش آهنگ است
بی سرانجامی نشاطم بین
باده در تاک و شیشه در سنگ است
زیب دستار شاهد غم اوست
گل اشکم اگرچه بی رنگ است
۲ بی تو نتوان بباغ رو کردن
گل پریشان و غنچه دل تنگ است
می روم تا تو نشنوی نامم
اگر از نام من ترا ننگ است
بی اسر زخم داغ او واقف
درمیان دل و جگر جنگ است

۱۴۸

۳ دیوانه سختی که ز طفلان کشیده است
ز ابنای روزگار دلم آن کشیده است
دل بی تو گشته ضامن ویرانی جهان
باز آ که کار گریه بطوفان کشیده است

---

۱ : یه غزل ہ میں نہیں ۔ مطبوعه میں تعداد اشعار آٹھ اور باقی نسخوں میں چھ ہے ۔
۲ : یه دو شعر صرف مطبوعه میں ہیں ۔
۳ : یه غزل صرف ا اور ہ میں ہے ۔ آخرالذکر میں ایک شعر زیادہ ہے ۔

عمر دراز در سر زلف تو کرده است
نقاش صورت تو نه آسان کشیده است
اندیشه‌ای ز روز قیامت نمی کند
آن کس که محنت شب هجران کشیده است
زین پیش خار خار جنون اینقدر نبود
عشقم برهنه پا به بیابان کشیده است
۱ در خانه چون قرار کند این سیاه روز
چشم تو سرمه را ز صفاهان کشیده است
واقف ندیده سینه‌ی صیدی ز چنگ باز
از دستم آن ستم که گریبان کشیده است

۱۴۹

۲ بی تو ام ذوق باغ دیدن نیست ساز و برگ غزل شنیدن نیست
در دیاریکه تیره روزان اند صبح را طالع دمیدن نیست
صورت او چسان کشد نقاش یار را طاقت کشیدن نیست
شود از گردش فلک معلوم که جهان جای آرمیدن نیست
ریخت رنگ فسردگی خونم در نصیبش مگر چکیدن نیست
پیش رعنایی تو از حیرت سرو را پای قد کشیدن نیست
۳ مکن آزادم از قفس صیاد که جهان جای آرمیدن نیست
۴ هر که پیشت ز بوی گل گوید سخنش قابل شنیدن نیست
نیست پوشیده حال ما واقف حاجت پیرهن دریدن نیست

۱۵۰

۵ ای سیل بهاران که ترا موسم جوش است
بگذر ز سر کلبه‌ی ما این چه خروش است
تنها نه مرا با سر زلفش سر سوداست
هر کس دل صد چاک بکف شانه فروش است

۱ : یه شعر ا میں نہیں ہے
۲ : تعداد اشعار ا ، د اور و میں سات ، ہ میں چھ اور مطبوعہ میں آٹھ ہے -
۳ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے - ۴ : یہ شعر ہ اور مطبوعہ میں ہے -
۵ : یہ غزل ا اور و میں ہے -

مشکل که درین بحر نهد روی بساحل
کشتی مرا حلقهٔ گرداب بگوش است
پرکاری آن ساده عذار آه مپرسید
غارتگر دل دشمن جان آفت هوش است
پیش دل روشن نزنی دم ز خوشامد
گر یاد بران دم کنی این شمع خموش است
واقف نتوانم که زنم دم ز اقامت
چون شمع مرا جامهٔ احرام بدوش است

۱۵۱

۱ سرو ماناست ببالای تو هم همسر خود نیست
گرچه رعناست گل اندام سمن بر خود نیست
گر کند نقل حدیثی ز وفایش قاصد
نشنوم گفتهٔ او قول پیمبر خود نیست
در حریم تو که چون کعبه بود جای ادب
بوالهوس چند شود مشت کبوتر خود نیست
روزی این دل حسرت زده از سرکارش
گاه گاهی نگهی هست مقرر خود نیست
ناصح از بهر جگر کاوی ما خون شدگان
چه کنی تیز زبان این همه خنجر خود نیست
ای رقیب اینقدر از رشک چرا می سوزی
هست اگر داغ جنون ابر سهر افسر خود نیست
دل ز چشم تو روان در پی آهوست که او
گرچه شوخ است سیه باطن و کافر خود نیست
می رسیدم من دیوانه بکوی تو ولی
پا بزنجیر جنون بند شد و از خود نیست

۱ : یہ غزل صرف ا ، ہ میں ہے ۔ آخرالذکر میں مطلع حسب ذیل آیا ہے :
نیستی نیست ببالای تو همسر خود نیست
سرو رعناست گل اندام سمن بر خود نیست

ربط هم نیست بما دل شدگان شادی را
آشنا نیست گرفتیم برادر خود نیست
دلبرا باز ز من تا چه تقاضا داری
بود یکدل که بتو دادم دیگر خود نیست
درمیان من و آن آیینه سیما واقف
گر غبار است چه غم سد سکندر خود نیست

۱۵۲

۱ دل ازکف رفت و تدبیری نمانده است
چه گویم تاب تقریری نمانده است
دلت بر من نمی سوزد چه سازم
در آه و ناله تاثیری نمانده است
چو مجنون آن چنان کاهیدم از عشق
که از من غیر تصویری نمانده است
کدامی سخت جان را کرده‌ای صید
که در ترکش ترا تیری نمانده است
۲ بما خون می دهد زان مادر دهر
که در پستان او شیری نمانده است
۳ خرابی آن قدر دارد دل من
که در وی جای تعمیری نمانده است
بدامان جوانی می زنم دست
جهان پیر را پیری نمانده است
ز زلفت شد چنان سودا جهانگیر
که بی دیوانه زنجیری نمانده است
سپردم کار خود واقف به تقدیر
که حالا وقت تدبیری نمانده است

---

۱ : مطبوعه میں یہ غزل نہیں ۔ تعداد اشعار ا میں پانچ ، د اور ہ میں سات اور و میں آٹھ ہے۔

۲ : یہ صرف ہ میں ہے ۔ ۳ : یہ تین شعر د اور و میں نہیں۔

۱۵۳

۱ نقش پیشانی من بر در جانانه نشست
للّه الحمد که نقش من دیوانه نشست
گرم خونی ز غمت در دل احباب نماند
شیشه در بزم طرب دور ز پیمانه نشست
یار در دیده اغیار نشیمن کرده است
ما چه کردیم که با مردم بیگانه نشست
آسمان گشت بکام دل من بعد از مرگ
خاک من خم شد و در گوشه‌ی میخانه نشست
۲ نظر لطف توان کرد به طفل اشکم
که بخاک سر راه تو یتیمانه نشست
بی تو ای انجمن افروز صفا پرتو شمع
گرد کلفت شد و بر خاطر پروانه نشست
زین حریفان تنگ ظرف بجان آمده ام
ای چه سازید بآن شیشهٔ چو پیمانه نشست
جز غم او که به دل کرده فروکش **واقف**
ما ندیدیم که سیلاب به ویرانه نشست

۱۵۴

۳ با ما چو هم نفس شدی از درد چاره نیست
یعنی ز اشک گرم و دم سرد چاره نیست
در باغ عشق هم گل رعنا بود ضرور
این جا ز اشک سرخ و رخ زرد چاره نیست
آن سرو قامتی که سروکار من باوست
بر سر قیامتم اگر آورد چاره نیست

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں ـ ہ میں مطلع حسب ذیل ہے :
ابسکه دل در هوس روی تو دیوانه نشست
هر کجا شمع برافروخت چو پروانه نشست
۲ : جگر از بیکسی طفلی سر شکم خون شد (د ، و)۔
۳ : یه غزل صرف ا اور ہ میں ہے ـ

رفتند همرهان و کدورت بمن رسید
واماندهام ز قافله از گرد چاره نیست
واقف منال عالم بیچارگی است عشق
گر یار جور کرد و جفا کرد چاره نیست

۱۵۵

۱ شکر می گویم که از من خاطری دلگیر نیست
هیچ کس نالان ازین دیوانه جز زنخیر نیست
در دل سخت تو اشک و آه را تاثیر نیست
بعد ازین جز صبر ورزیدن دگر تدبیر نیست
حکم اشک من روان گردیده بر روی زمین
چشم گریان هیچ کم از ابر عالم گیر نیست
گر به احوال خراب ما نه پردازی رواست
بیت احزانیم ما را طالع تعمیر نیست
ناصح از بند گران تدبیر من کردن عبث
کشتیم طوفانی عشق است لنگر گیر نیست
ابرویش از یک اشارت کار ما را می کند
کشتن این ناتوان را حاجت شمشیر نیست
جانب ما هم گذاری می توان باری فگند
ای صبا آخر دل است این غنچهٔ تصویر نیست
نیست دست همت من با گرفتن آشنا
غیرتی دارم که خونم نیز دامن گیر نیست
۲ از تغافل صید ما را کشتی ای ابرو کمان
در نصیب او مگر از ترکشت یک تیر نیست
۳ شکوهٔ زلفش چو دادم گوش کرد از ناز گفت
کاین چنین خواب پریشان لائق تعبیر نیست
تشنهٔ خونست یارم با همه خوش ظاهری
ابروی بی چین او واقف کم از شمشیر نیست

---

۱ : یہ غزل ا ، ہ اور و میں ہے ۔ ہ میں تعداد اشعار پانچ ہے ۔
۲ : یہ شعر د میں نہیں ۔ ۳ : یہ صرف و میں ہے ۔

۱۵۶

۱ یک سرو چون تو روضهٔ رضوان نداشته است
یک گل چو عارض تو گلستان نداشته است
دل ساخت آنقدر به تب عشق او که سوخت
بیچاره تاب ناز طبیبان نداشته است
ای گل بگریه‌ام چه بلا خنده می زنی
غیر از تو کس مگر لب خندان نداشته است
آخر رسید ناله بجای و کار کرد
هر چند تیر او پر و پیکان نداشته است
رونق بکارش از دل دیوانه‌ی من است
زلفش وگرنه سلسله جنبان نداشته است
بی صرفه می کنید جفا بر سرش بتان
عاشق مگر بزعم شما جان نداشته است
آن کس که کرد چشم بخاک درش سیاه
چشمی برای کحل صفاهان نداشته است
جان من از نوای تو شب تازه شد ولی
یک باغ چون تو مرغ خوش الحان نداشته است
آن را که موی و روی و خطت در نظر بود
پروای سنبل و گل و ریحان نداشته است
معذور دار واقف اگر از جفای تو
در سینه چاک زد که گریبان نداشته است

۱۵۷

۲ من و اغیار یار اگر این است | من و غربت دیار اگر این است
میکند زخم شانه را ناسور | طرهٔ مشکبار اگر این است
خواب در چشم کس نخواهد ماند | نرگس پر خمار اگر این است
بسلامت که می برد جان را | غمزهٔ دل شکار اگر این است
برد در نرد عشق بازی نیست | جان ببازم قمار اگر این است

۱ : یه غزل مطبوعهٔ میں نہیں ـ ه میں تعداد اشعار چھ ہے ـ
۲ : یه غزل ه اور مطبوعه میں نہیں ـ

کی تلافی شود به لذت وصل	الم انتظار اگر این است
خانه ها را به آب خواهد داد	دیده‌ی اشکبار اگر این است
۱ سر موی طاقتم نخواهد ماند	گیسوی تابدار اگر این است
شب ما هم سحر شود واقف	گردش روزگار اگر این است

۱۵۸

۲ دل نمی دانم که دور از من کجا افتاده است
این قدر دانم که جای در بلا افتاده است
می رسد چاک گریبانم بداماں همچو صبح
طالع دیوانگیهایم رسا افتاده است
ای مسلسل گیسوان رحمی بحال او کنید
این دل دیوانه در بند شما افتاده است
کوچه ها در جستجوی او پریشان گشته ام
دل نمیدانم که از زلفش کجا افتاده است
طفل اشک ار گرم خویی ها کند با ما رواست
روز اول چشم او بر روی ما افتاده است
۳ دل ز چین زلف او سوی ختن شبگیر کرد
تیره روزی بین که در راه خطا افتاده است
۴ ای بهار خرمی تشریف فرما در چمن
بی تو گل بی برگ و بلبل بی نوا افتاده است
اول هجر است ازان پروا نمی دارد دلم
غنچه‌ی من تازه از گلبن جدا افتاده است
۵ نیست عیبی جز هواگیری غیر آن ماه را
هست شهری خوب اما بد هوا افتاده است
چشم او واقف بلایی از بلاهای خداست
دل چه می خواهد بدنبالش چرا افتاده است

---

۱ : یه شعر د ، و میں ہے -
۲ : تعداد اشعار ا ، ہ میں چھ ، و میں سات اور د اور مطبوعہ میں آٹھ ہے -
۳ : یه شعر صرف ہ میں ہے -	۴ : یه دو شعر مطبوعه میں هیں -
۵ : یه شعر د ، و میں ہے -

۱۵۹

۱ از جوش گریه شورش جیحون نمونه ایست
وز دور هجر گردش گردون نمونه ایست
دیگر مپرس صورت احوال ضعف من
این پیکر گداخته مجنون نمونه ایست
گاهی که راه من سوی گلزار می فتد
بینم بغنچه کز دل پر خون نمونه ایست
۲ ای طالبان حکمت اشراق مژده ای
هر خم به میکده به فلاطون نمونه ایست
واقف که کرده این همه سنجیده گو ترا
هر مصرع تو زان قد موزون نمونه ایست

۱۶۰

۳ بحال مرگ مرا یار دید و هیچ نگفت
وصیت من مسکین شنید و هیچ نگفت
سپند وار بدل گفتم از چه می سوزی
ستاره سوخته آهی کشید و هیچ نگفت
چه چشم رحم توان داشت زو که در نظرش
دل آب گشت و ز مژگان چکید و هیچ نگفت
۴ بسوز و گریه برش عرض حال خود کردم
بسان شمع مرا سر برید و هیچ نگفت
چو گفتمش نگه لطف کن مگو حرفی
فغان که سوی من از چشم دید و هیچ نگفت
امید دادرسی نیست زو که فریادم
هزار بار بگوشش رسید و هیچ نگفت
۵ فتاده است گرانتر ز کوه تمکینش
که سنگدل همه حالم شنید و هیچ نگفت

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -　　　۲ : یه شعر و میں ہے -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ا میں مطلع کا دوسرا مصرع حسب ذیل ہے:
بسر چو عمر عزیزم رسید و هیچ نگفت
۴ : یه تین شعر و میں هیں -　　　۵ : یه دو شعر ه میں هیں -

ز خون ناحق من گفتمش پشیمانی
غرور و ناز ببین لب گزید و هیچ نگفت
بر تو خواست تظلم ز دست غم **واقف**
زبان برید و گریبان درید و هیچ نگفت

۱۶۱

۱ محبت دوستی مهر و وفا سوخت
نه تنها سوخت دل بنگر چها سوخت
فغان کان شوخ با بیگانگان سوخت
ازان غافل که چندین آشنا سوخت
بکار خویش هر کس هوشیار است
دل دیوانه ام دارالشفا سوخت
صبا بوی کباب دل رساند است
خبر گیرید یاران تا کجا سوخت
ندیدم راحتی از پهلوی دل
بحمدالله که این محنت سرا سوخت
بسی شبها چراغ دیده ام را
براه انتظار آن بیوفا سوخت
گذشتی بر کف خاکسترم لیک
نپرسیدی که این مسکین چرا سوخت
نیفتاد است در من آتشی لیک
مرا آن شوخ گلناری قبا سوخت
باو یک رو کنم فارغ نشینم
توان تا چند در خوف و رجا سوخت
تبی با خویشتن بردم ز عالم
که گر خورد استخوانم را هما سوخت
مرا گفتی که میسوزد دلت را
بزیر لب جوابم از حیا سوخت

---

۱ : یه غزل صرف د ، و اور ہ میں ہے ۔

دو روی تا بکی ای لاله رویان
دگر نتوان دل از داغ شما سوخت
مخواه از چرخ دولابی دم آب
که او صد تشنه جان در کربلا سوخت
هوس کردم وصالش مفلسم کرد
سر و سامان من در کیمیا سوخت
بشرط زندگی چون شمع **واقف**
۱ بداغی می توان سر تا بپا سوخت

۱۶۲

۲ دلم را یار از جور و جفا سوخت — عجب مجموعهٔ مهر و وفا سوخت
دلی در سینه‌ی من بود لیکن — نمیدانم چه‌شد خون گشت یا سوخت
بکن جور و جفا چندانکه خواهی — باینها من نخوا هم از تو واسوخت
بدل پیرانه سر آن آتشم هست — که همچون‌شمع دردستم عصاسوخت
ببوسد تا بکی آن دست و پا را — مرا خون‌در تن از رشک‌حناسوخت
مسلمانی نزد بر آتشم آب — مرا آن شوخ کافر ماجرا سوخت
دلم در آتش شوقت نزد دم — سپند من بحسب مدعا سوخت
الهی در جدایی آتش افتد — که‌اودل‌را جدا جان را جدا سوخت
قیامت شد چو کردی جلوه بر بام — فرود آ اندکی خلق خدا سوخت
مرا از رشک در جان آتش افتد — ز داغ او دلی در هرکجا سوخت
ندانم‌ای‌تب‌عشق این چه گرمیست — که از نام تو تاثیر دوا سوخت
۳ فروزان چهره در کف تیغ می رفت — خداوندا کرا کشت و کرا سوخت
ازو واسوختی **واقف** چه کردی — بحکم عشق می باید ترا سوخت

۱۶۳

۴ چون پیر گشته ام غزل عاشقانه چیست
آتش فرو نشست دگر این زبانه چیست

---

۱ : د میں مصرع دوم حسب ذیل ہے :
که از سود دلم در دیده نم سوخت
۲ : یہ غزل ا میں نہیں ۔ ۳ : یہ شعر صرف و میں ہے ۔
۴ : یہ غزل ا میں نہیں ۔

عمریست ما ز نالهٔ خود ذوق می کنیم
نشناختیم چنگ کدام و چغانه چیست
در رفتن است ابلق عمر سبک عنان
ای نبض دمبدم زدن تازیانه چیست
بی فکر می بنوش که فرصت غنیمت است
کس را چه اطلاع که فکر زمانه چیست
مکشای زلف خال منه بر عذار خویش
مرغ دل است صید تو این دام و دانه چیست
افسوس چشم جادوی او بسته خواب من
منت کشیدن عبثم از فسانه چیست
تنگ شکر شده است ز شیرینیت جهان
در حیرتم که شور در این کارخانه چیست
بلبل چو عشق گل زده آتش بجان تو
دل بستنت بخار و خس آشیانه چیست
گر چشم او نریخته خونهای مردمان
خلقی هجوم کرده بر آن آستانه چیست
واقف بهار آمد و تکلیف باده کرد
به زین برای توبه شکستن بهانه چیست

۱۶۴

یار بد خو به جبهه چین زد و رفت — بر سر مهر تیغ کین زد و رفت
تیرهائیکه داشت در ترکش — همه را بر دل حزین زد و رفت
جامه زیبی که داغم از دستش — بر چراغ من آستین زد و رفت
گفتمش عقدهٔ دلم بکشا — گره از ناز بر جبین زد و رفت
جان من عرض کردمش که مرو — پشت پای بآن و این زد و رفت
خرمن یک جهان امید مرا — برق از خوی آتشین زد و رفت
آه از رفتنش چه می پرسی — که ره عقل و صبر و دین زد و رفت
سجده های نیاز **واقف** را — ناز او جمله بر زمین زد و رفت

۱۶۵

۱ جلوهٔ حسن در نقابم سوخت — برق در پردهٔ سحابم سوخت

---

۱ : یه غزل ا میں نہیں -

خانه در کوی بی وفایان ساخت این دل خانمان خرابم سوخت
پرسی از من ترا که می سوزد جان من زیر لب جوابم سوخت
آفتاب گزنده اش دانم بی تو از بسکه ماهتابم سوخت
من نمک خوارهٔ لبت بودم چشم مست تو چون کبابم سوخت
ای که پرسی که یار با تو چه کرد کشت از لطف و از عتابم سوخت
واقف از شرح حال خود بس کن گفتی افسانه‌ای که خوابم سوخت

۱۶۶

بخون نشانده مرا دلبری که نتوان گفت
شهید کرده مرا کافری که نتوان گفت
بخونم آنکه باو خط بندگی دادم
رقم نموده ز خط محضری که نتوان گفت
صلاح نیست مرا آن شکایت آوردن
که هست در بغلم دختری که نتوان گفت
ز حالت دل مجروح خود چه شرح دهم
رسید ازان مژه اش خنجری که نتوان گفت
ز جورت ای شه مژگان سپاه من فریاد
شکست در رگ جان نشتری که نتوان گفت،
دلم ز نابلدیها کجا کجا افگند
ز راه برد مرا راهبری که نتوان گفت
ازین که شب تو باغیار بوده‌ای محشور
گزشت بر سر من محشری که نتوان گفت
حدیث گم شدن دل به کس نمی گویم
فتاده از کف من گوهری که نتوان گفت
نوای چغد بلند است **واقف** از هر سو
فتاده ایم ببوم و پری که نتوان گفت

۱۶۷

۱ ای زاهد اگرت سبحهٔ صد دانه ضرور است
ما را بخدا گریهٔ مستانه ضرور است

۱ : یه غزل ا اور ہ میں نہیں -

مجذوب الهیست حقارت مکنیدش
یاران ادب این دل دیوانه ضرور است
گردید متاع دل و دین جمع بهر سو
قربان تو یک غارت ترکانه ضرور است
در دیده‌ی اغیار نباید که نشینی
دامن کشی از مردم بیگانه ضرور است
۱ فرمود چو آشفتگی حال مرا دید
کین زلف پریشان شده را شانه ضرور است
کیفیت از صومعه حاصل نشدت حیف
زاهد گذرت جانب میخانه ضرور است
دیوانه مقید بمکان نیست ولیکن
در کوچه‌ی زنجیر مرا خانه ضرور است
بر روی گل و شمع نظر را نکشایم
پاس ادب بلبل و پروانه ضرور است
۲ اینجاست که واقف دلم از دست فتاد است
افتادن من بر در جانانه ضرور است

۱۶۸

۳ نتوان ز خود بهمرهی این و آن گذشت
توفیق گر رفیق شود میتوان گذشت
ماندم ز غفلت از گذر عمر بی خبر
مانند هفته‌ی که برو کاروان گذشت
گر بگذرد هزار ستم از تو بر سرم
انصاف اینکه از چو تویی چون توان گذشت
سرگشته‌ی هوا و هوس همچو گردباد
یک چند خاک خورد و ازین خاکدان گذشت
در وصل بیم هجر مرا بی حضور داشت
فصل بهار آه بمن چون خزان گذشت

---

۱ : یه چار شعر مطبوعه میں هیں -
۲ : د میں مقطع مذکور نہیں -
۳ : یه غزل ا میں نہیں -

آمد برحم زاری ما دیده آسمان
بر ما چها ازین مه نامهربان گذشت
داری اگر دلا سر سودای زلف یار
باید نخست از سر سود و زیان گذشت
راهی برون نبردم ازین دشت ای دریغ
عمرم بهرزه گردی ریگ روان گذشت
چون سایه ایم در قدم سرو یار خویش
کی میتوان ز همرهی راستان گذشت
در چشم یار اگر نه سبک قدر گشته ایم
تیرش چرا ز پهلوی ما سرگران گذشت
بهر ادای شکر تواناییم مپرس
زان پیشتر که بشنوی این ناتوان گذشت
بسیار مشکل است گذشتن ازان کمر
در حیرتم ز زلف ندانم چسان گذشت
واقف ز درد مرد در آغاز عاشقی
داغم ازان جوان که ز دنیا جوان گذشت

۱۶۹

۱ امروز ناوک تو ز من سرگران گذشت
آیا چه در ضمیر تو ابرو کمان گذشت
گر شکوهٔ دراز ز زلفت کنم مرنج
یک عمر جور بر من ازین دودمان گذشت
نتوان چو سرو این همه استادگی نمود
باید ازین حدیقه چو آب روان گذشت
بر یک قرار ماند هوای دیار عشق
چندین بهار آمد و چندین خزان گذشت
آداب خانقاه چه دانم من خراب
اوقات من بخدمت دیر مغان گذشت
نبود دماغ ساختن آشیانه ام
عمرم بزیر بال درین گلستان گذشت

۱ : یه غزل ا میں نہیں -

صیاد دل شکار ندید است چونتو کس
مرغی که دید دام تو از آشیان گذشت
از پند و بند با من دیوانه دم مزن
ناصح خموش کار ازین و ازان گذشت
در عشق خاکسار تر از من کسی نبود
کز من غبار کوی تو دامن کشان گذشت
ای دلبران بتربت **واقف** گذر کنید
مسکین بدرد و داغ شما از جهان گذشت

۱۷۰

۱ ای که پرسی از چه چشمت مبتلای گریه است
از تو تا بیگانگی دید آشنای گریه است
گفتی ام ازگریه بس کن خانه‌ها کردی خراب
خانه آبادان هنوز این ابتدای گریه است
کی شود ممنون برای صوت از آب روان
تر دماغیهای عاشق از صدای گریه است
هر کجا سیل است ویرانی تقاضا می کند
این خرابیها بحالم مقتضای گریه است
نیست خالی لحظه‌ای از آمد و رفت سرشک
خانه‌ی چشمم مگر مهمانسرای گریه است
گر رسد دستم بمالم هر کف پای نگار
در بساط دیده مشتی کز حنای گریه است
چشم تا وا مینمایم اشک عریان میشود
گوییا مژگان من بند قبای گریه است
کاری از تدبیر صبر من نیامد حالیا
فکر فکر ناله است و رای رای گریه است
گر تو داری طالع دیدن ببین آن ماه را
واقف این چشمیکه من دارم برای گریه است

۱۷۱

۲ هر چند بوی مهر و وفا در دل تو نیست
دل نیست در جهان که بجان مائل تو نیست

۱ : یہ غزل ا میں نہیں ۔ ۲ : یہ غزل صرف د میں ہے ۔

ای عشق رخت در دل من می نهی منه
این خانه‌ی غم است برو منزل تو نیست
روشن چسان شود بتو سوز و گداز من
شمعی است داغ عشق که در محفل تو نیست
در روزگار قطرهٔ خونی که سنگ شد
بسیار جسته ایم بغیر از دل تو نیست
تعمیر دل نمیکنی ای خانمان خراب
فکر بنای خیر در آب و گل تو نیست
بشکن خمار خویش بخون حلال من
خون حرام مدعیان قابل تو نیست
عزم سفر نمودی و می نالم از فراق
یا رب چرا دلم جرس محمل تو نیست
واقف بهرزه پا ننهی در حریم عشق
غافل حریف ره قدم کاهل تو نیست

۱۷۲

۱ ز بی یاری سروکارم بزاریست
ز بی کاری مرا صد زخم کاریست
چه‌می پرسی ز صبر من که فوتی است
چه گویم از قرار خود قراریست
سکندر طالعی ای دل در آن بزم
ترا گر منصب آیینه داریست
ز آب چشم من ای پاکدامن
مکش دامن که‌ازسرچشمه‌جاریست
اگر **واقف** نه بیند روی جانان
بدانیدای رفیقان این چه‌خواریست

۱۷۳

بکویش خوار گشتم از وفاداری زهی قسمت
وفاداری مرا شد موجب خواری زهی قسمت
تو بیزاری ز من چندانکه پیشت میکنم خواری
ز زاری حاصلم گردید بیزاری زهی قسمت
مرا صیاد بی پروا فگنده در قفس تنها
که تا تنها کشم رنج گرفتاری زهی قسمت

---

۱ : یه غزل د اور و میں ہے - مقطع صرف د میں ہے -

درین گلزار بد آب و هوا تا چشم وا کردم
ندیدم همچو نرگس غیر بیماری زهی قسمت
بآسانی دلش دادم بامید وصال آخر
ز بیم هجر جان دادم بدشواری زهی قسمت
دلآرام است یار از بهر غیر اما برای من
کمربسته است بر عزم دل آزاری زهی قسمت
هوادارش شدم دردا که آن بیدرد من **واقف**
ببادم داد از جرم هواداری زهی قسمت

۱۷۴

۱ از تو ام چشم چاره سازی نیست — چاره ام غیر جانگدازی نیست
بعد ازین ما و جانگدازیها — کز تو امید دلنوازی نیست
منشین جان من بچشم رقیب — دامن چشم او نمازی نیست
شکوهٔ زلف یار کوته کن — زانکه جای نفس درازی نیست
عشقبازی ز دیگران آید — با توام عشق هست و بازی نیست
ترکی و تازیت غلام شدند — هیچ حاجت بترکتازی نیست
خاک شوری است عاشقی لیکن — پیش ما جز عبیر سازی نیست
وه چه خوش گفت واصلی **واقف** — بازی همچو عشقبازی نیست

۱۷۵

۲ ساقی بیار جام شرابی که حاضر است
بر آتشم توان زدن آبی که حاضر است
پرسید یار حال دل از من گریستم
یعنی که گریه است جوابی که حاضر است
خون دل است و لخت جگر میل اگر کنی
در خانه ام شراب و کبابی که حاضر است
۳ باشد عذاب از پس مردن ولی مرا
بیدوست زندگی است عذابی که حاضر است

---

۱ : یہ غزل صرف د میں ہے ۔ ۲ : یہ غزل صرف و میں ہے ۔
۳ : یہ شعر و میں ہے ۔

هر کس بخانه رفت بکویت کسی نماند
غیر از فقیر خانه خرابی که حاضر است
چون آمدی بتربت واقف عرق فشان
بر خاک او بپاش گلابیکه حاضر است

۱۷۶

۱ به قصد کشتن من یار گر ز جا برخاست
ز موی موی تنم بانگ مرحبا برخاست
چنان ز جور تو آمادهٔ فغان شده ام
که از شکست دلم شیشه سان صدا برخاست
نشست و خاست کسی را که دست داده بیار
به مدعی بنشست و به مدعا برخاست
چو آشنا که به تعظیم آشنا خیزد
مرا چو دید سگ کوی او ز جا برخاست
گلی بریز بخاک شهید خود باری
به عهد جور تو گر رسم خونبها برخاست
بر آستان تو ای شاه حسن واقف نام
نشسته بود گدای که بینوا برخاست

۱۷۷

۲ گرچه با غیر ترا لطف نمایانی هست
شکر لله به منت عشوهٔ پنهانی هست
همدمان بوی کباب از نفسم می شنوند
اندرین سینه همانا دل بریانی هست
بی تو از زندگی خویش چه گویم جانان
نیم جانی به اجل دست و گریبانی هست
مزن ای باد صبا طرهٔ جانان برهم
که درین سلسله دل نام پریشانی هست
گاه مشاطه گهی باد صبا گاهی دل
دمبدم زلف ترا سلسله جنبانی هست

۱ : یہ غزل و میں ہے - ۲ : یہ غزل صرف مطبوعہ میں ہے -

همچو آن یار که باشد نگران یاری را
چشم داغ دل من در ره پیکانی هست
هیچگه دست نوازش نکشیدی بسرم
هست بر گردن غیری گرت احسانی هست
مکشایید سر حقهٔ مرهم یاران
زخم من منتظر گرد نمکدانی هست
ابر از مزرع من آب دریغ ار دارد
گو بدارد که مرا دیدهٔ گریانی هست
اول دشت جنون کرد بزندان ما را
ما چه دانیم که شهری و بیابانی هست
هست دنبالهٔ او زمزمهٔ من **واقف**
هرکجا در چمنی مرغ خوش الحانی هست

۱۷۸

۱ زینکه درد توآشنای دل است — جان من جان من فدای دلست
کردهٔ چشم سرخ پر خونم — گر کشی عین مدعای دلست
یار هر چند بی وفاست ولیک — غم او یار بی وفای دلست
ریختم خون دل بدشنامی — بوسهٔ ده که خونبهای دلست
دل ز کویش کجا تواند رفت — کوی او باغ دلکشای دلست
نخورم گر غم ترا چه کنم — غم تو قوت جانفزای دلست
درد دل روز و شب دعا بشماست — درد من روز و شب دعای دلست
سینهٔ چاک چاک ما **واقف** — قفس مرغ خوش نوای دلست

۱۷۹

۲ هر چند که خون در دل و در دیده نمی نیست
تا هست غم یار مرا هیچ غمی نیست
در عشق بیک طرز کند ناله دل من
سازیست محبت که درو زیر و بمی نیست

---

۱ : یہ غزل ہ میں ہے ۔
۲ : تعداد اشعار ا ، د اور و میں آٹھ اور ہ اور مطبوعہ میں چھ ہے ۔

من شرح تهی دستی خود را چه نویسم
غیر از قلم دست بدستم قلمی نیست
۱ بی وجه درین دیر برهمن نتوان شد
زیبا بت امروز به بیت‌الصنمی نیست
بوده است ازین پیش جهان را دم و دودی
از شام کنون دودی و در صبح دمی نیست
امروز قدم رنجه به پرسیدن من کن
فرداست که از خسته‌ی عشق تو دمی نیست
والله بسی تجربه کردیم و دروغ است
هر چند که یک وعدهٔ او بی قسمی نیست
واقف بر او گریه بهر حال ضرور است
هر چند که خون در دل و در دیده نمی نیست

۱۸۰

۲ گل بسکه رنگ بی تو به پرواز داده است
آتش در آشیانه‌ی بلبل فتاده است
از پا فگنده جلوهٔ آن سرو قامتم
برخاستن مرا بقیامت فتاده است
لب تشنه می طپم بسر وقت من بیا
تیغ ترا کسی بعبث آب داده است
عمریست گرچه خون جگر میخورم هنوز
دعوی عشق از دهن من زیاده است
منعم ز عشق خوش پسران ای پدر مکن
مادر مرا برای همین کار زاده است
۳ یا از بهشت می رسد این بوی جانفزا
یا او به پیش باد گریبان کشاده است
با او نشسته بوالهوسان گرم گفتگو
عاشق چو شمع کشته خموش ایستاده است

---

۱ : چوتھا اور پانچواں شعر ہ اور مطبوعہ میں نہیں ۔
۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔ ۳ : یہ چار اشعار مطبوعہ میں ہیں ۔

آن سرو رفت از نظر اما خیال او
چون سرو پیش دیده‌ی من ایستاده است
آرام طفل اشک مرا نیست لحظه ای
کز خاندان دیده‌ی بی خواب زاده است
۱ در انتظار رخصت پابوس آن نهال
عمریست آبدیده‌ی من ایستاده است
طفل سرشک باز نه بینم به چشم کم
کز بهر صید کردن دل ترک زاده است
واقف گر از تو یار بپرسد ز من بگو
دلداده‌ای بمردن خود دل نهاده است

۱۸۱

۲ بعد از هزار وعده نیایی خوشا دلت
یک وعده هم وفا ننمایی خوشا دلت
بر آشنایی تو چو عمر اعتبار نیست
بیگانه‌ی رسوم وفایی خوشا دلت
خلقی در آرزوی تو جان می دهند و تو
فارغ ز بنده‌های خدایی خوشا دلت
با اینکه عمر در سر کوی تو باختیم
گویی تو کیستی ز کجایی خوشا دلت
من پاکباز صدق و صفایم زهی دلم
تو سر بسر دروغ و دغایی خوشا دلت
اقلیم دل خراب شد از دستت ای نگار
تو محو بندوبست حنایی خوشا دلت
ما را سپرده ای بعذاب شب فراق
آسوده دل ز روز جزایی خوشا دلت
ظالم رسید تا کمرت خون عاشقان
شمشیر از کمر نکشایی خوشا دلت

---

۱ : یہ دو شعر ہ میں ہیں -
۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۱ ترسانیم ز آفت هجران و پس بناز
پرسی چنین ملول چرایی خوشا دلت
هر خواری که بود کشیدی در عشق او
واقف هنوز باز نیایی خوشا دلت

۱۸۲

۲ دل با جفای غمزهٔ خوبان نزیست است
آن کس که خورده خنجر مژگان نزیست است
یعقوب از جدایی یوسف چها کشید
خوش آنکه در فراق عزیزان نزیست است
آن کس که سینه چاک به مهر تو زاده است
مانند صبح بی لب خندان نزیست است
برخیز ای طبیب مده درد سر مرا
دل خستهٔ فراق بدرمان نزیست است
جان داده آخر شب هجران بسان شمع
واقف که بی تو زیسته چندان نزیست است

۱۸۳

۳ غزلم عاشقانه افتاده است | بلبم خوش ترانه افتاده است
شده مشهور سوز پنهانم | به زبان زمانه افتاده است
جان به تلخی دهیم چون فرهاد | یار شیرین بهانه افتاده است
بلبل از رشک ناله ام بچمن | بسمل از آشیانه افتاده است
در کشاکش فتاده ام کان زلف | باز در دست شانه افتاده است
بسکه در راه اشتیاق پرید | چشم بیرون ز خانه افتاده است
بلبل از رشک ناله ام واقف | بسمل از آشیانه افتاده است

۱۸۴

۴ هر که جام می مغانه گرفت | خون بهای خود از زمانه گرفت
دل صد چاک من بکوچهٔ زلف | رفت و بر رغم شانه خانه گرفت
بعد عمری که آمد آن بی رحم | تا نشسته ره بهانه گرفت

---

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے - ۲ : یه غزل ہ اور مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه غزل ہ اور مطبوعه میں نہیں - ۴ : ا میں مقطع نہیں -

خواستم در رکاب او بروم رخش را زیر تازیانه گرفت
دل که بوده است صدر خانهٔ ما جا بران خاک آستانه گرفت
صوت بلبل نداشت آهنگی از دلم یاد این ترانه گرفت
شاهباز غمت بیک انداز مرغ دل را ز آشیانه گرفت
سر و سامان آبرو آمد جبهه زان خاک آستانه گرفت
در قفس از تغافل صیاد خاطر من ز آب و دانه گرفت
۱ بر سرش کبش غمزه خالی کرد یار دل را مگر نشانه گرفت
دل صد چاک واقف از سودا زلف او را ز دست شانه گرفت

۱۸۵

۲ در سر پر شور من از بس هوای گریه است
گر خورم چون ابر آبی از برای گریه است
مشرب مینای می دارم که در بزم طرب
قاه قاه خندهٔ من هایهای گریه است
دیگران را گریه گر ضعف بصر می آورد
چشم ما چون شمع روشن از لقای گریه است
می برد از ضعف سیلاب سرشکم هر طرف
سیر من اکنون درین وادی بپای گریه است
هیچ کس از بیکسی آبی بخاک من نریخت
گریه کن بر خاک من ای غم که جای گریه است
کی دریغ از گریه میداریم خون خویش را
گر جگر ور دل به پیش ما فدای گریه است
پیش خیل دردمندانیم در میدان عشق
شمع سان در دست ما واقف لوای گریه است

۱۸۶

۱ در سر هوای رفتن باغم نمانده است
مشغولم آنچنانکه فراغم نمانده است
ای باد حرف بوی بهاران چه می زنی
تا چند بشنوم که دماغم نمانده است

۱ : یه شعر ا میں نہیں - ۲ : یه غزل صرف ا میں ھے -
۳ : یه غزل ، ا ، و ، ہ میں ھے -

یاران همه ز پهلوی داغم رمیده اند
پروانه‌ای بگرد چراغم نمانده است
من رو به لاله زار نهم با کدام رو
کز باده درد هم به اياغم نمانده است
تا کی تلاش گم شده‌ی خود کند کسی
واقف دگر دماغ سراغم نمانده است

۱۸۷

۱ بلب رسیدن این جان زار نزدیک است
گمانم اینکه شب هجر یار نزدیک است
خدای را سر بالین من بیاریدش
که جان سپردن این بیقرار نزدیک است
به نیم گام بسر رفت عمر خضر مرا
که گفته است ره کوی یار نزدیک است
ز جمع اهل دل ای نور دیده دور مرو
بیا که تفرقهٔ روزگار نزدیک است
۲ اگرچه دور فتاده است دل ز من واقف
خوش است خاطر من چون ز یار نزدیک است

۱۸۸

۳ دهر پر فتنه شد و امن و امان باید نیست
گوشه‌ی امن و امانی بجهان باید نیست
بر سر تربت من رنجه نمودی قدمی
چه نیاز تو کنم خورده‌ی جان باید نیست
بر سرم بار گرانی ز خمار افتاد است
تا سبکسار شوم رطل گران باید نیست
بخرابات رسیدن نتوانم چه کنم
جذبه‌ای از طرف پیر مغان باید نیست
عمر من در طلب پیر بسر شد واقف
ای دریغا که مرا بخت جوان باید نیست

---

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : مقطع صرف و میں ہے -
۳ : یہ غزل صرف و اور ہ میں ہے-

۱۸۹

یار احوال دل خسته کماهی دانست
ما نگفتیم بتعلیم الهی دانست
زلف یار ای دل سودا زده از دست مده
قدر این عمر نمیدانی و خواهی دانست
دل ما گشت گرفتار بآن عارض و زلف
دیده روزیکه سفیدی ز سیاهی دانست
با کس از کاهش دل حرف نگفتم لیکن
دید هر کس که مرا با رخ کاهی دانست
۱ نگه لطف ز چشم تو عجب می آید
رحم یا رب ز کجا ترک سپاهی دانست
جام جم کاسه‌ی دریوزهٔ آن زاهد بود
که گدای در آن میکده شاهی دانست
این زمانت خبر از حال سیه روزان نیست
خط چو بر روی تو گوید همه خواهی دانست
دل سر شکوهٔ آن زلف مسلسل نکشاد
زانکه این سلسله را نامتناهی دانست
۲ واقف از نامه و پیغام تو کاری نکشود
آنچه گفتی و شنیدی همه واهی دانست

---

۱ : یه چار شعر صرف مطبوعه میں هیں -
۲ : مقطع الف میں مذکور نهیں -

ناتمام غزلیات

۱

۱ از شانه گر برون فتدم شاند وار دست
هرگز نمی کشم ز سر زلف یار دست
نه جیبها درید نه دامان او کشید
ما را درین بهار نیاید بکار دست
از یار نا امید شدن کار سهل نیست
شویم مگر به خون جگر زان نگار دست
من •پا فشردهام بوفا زینهار تو
ای دشمن وفا ز جفا بر مدار دست
۲ از شوق طرف دامن آن سرو جامه زیب
از عضو عضو رسته مرا چون چنار دست
پیر مغان مده قدح پر بدست من
گردیده از خمار مرا رعشه دار دست
در گلستان کوی تو بی آبرو شده است
مژگان من که برده ز ابر بهار دست
آن را که ذوق جیب دریدن شناخته است
در آستین نمی کند اصلا قرار دست

۲

۳ جلوهٔ مستانه کردی عاقبت — عقل را دیوانه کردی عاقبت
باده خوردی شمع سان افروختی — روح را پروانه کردی عاقبت
دل خراب از آرزوها ساختی — کعبه را بتخانه کردی عاقبت
خانهٔ من از تو عشرت خانه بود — رفتی و غم خانه کردی عاقبت
زهد چندین ساله ام را یک نگاه — در سر پیمانه کردی عاقبت
سیل اشک از دیده سرکردی دلا — شهر را ویرانه کردی عاقبت
در دیار دل که اقلیم تو بود — غارت ترکانه کردی عاقبت

---

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر ہ میں نہین -
۳ : یہ اشعار مطبوعہ میں نہیں -

۳

۱ مرا اگر همه یک استخوان ز تن باقیست
چو شمع از تب شوق تو سوختن باقیست
قفس بهشت شد از لطفهای صیادم
هنوز در دل من حسرت چمن باقیست
ز سیل گریه‌ی من در جهان غبار نماند
بخاطر تو همان گرد کین من باقیست
بدیده‌ٔ تر من آستین بکش که مرا
بسر هنوز هوای گریستن باقیست
چو شمع صبح بآخر رسید زندگیم
بیا که اندکی از فرصت سخن باقیست
۲ رسید لشکر خط صرف تشنه فرمایی
دو جرعه آب که در چاه آن ذقن باقی است
بسهو نام فراق تو بر زبانم رفت
هنوز تلخی آن در دهان من باقیست

۴

۳ همه عمرم بدرد غم گذشت است
عزیزان بر کسی این هم گذشت است
بحسرتهای بیش از پیش مردم
باین درد از جهان کس کم گذشت است
ز فوت آرزو وز مرگ امید
مرا یک عمر در ماتم گذشت است
نمک باری بپاشید ای عزیزان
که کار داغم از مرهم گذشت است
گذشت از سینه‌ام تیر نگاهی
کزو کار دلم از هم گذشت است

---

۱ : یہ اشعار د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر ہ میں ہے -
۳ : یہ اشعار صرف ا میں ہیں -

تو ماندی بی خبر با آن که اشکم
چو طوفان از سر عالم گذشت است

۵

۱ نه کار بر دل من روزگار تنگ گرفت
چه شکوه سر کنم از بخت یار تنگ گرفت
ز جای خود نتواند غبار من برخاست
زمانه بسکه برین خاکسار تنگ گرفت
چنانکه یار بیاری رسد پس از عمری
غمت چو دید مرا در کنار تنگ گرفت
گرفت رنگ حنا دست ار ز خون دلم
زبس بدست خودش آن نگار تنگ گرفت
۲ کند مضایقه با من به نیم دشنامی
زبس بخویش دهان تو کار تنگ گرفت
به گل مجال شگفتن شد است تنگ چنان
رخ که این همه بر تو بهار تنگ گرفت

۶

۳ این نسخهٔ بی ربط که دیوان فقیر است
مجموعهٔ احوال پریشان فقیر است
از سوز و گدازیکه شناسد دل روشن
هر مصرع آن شمع شبستان فقیر است
هر چند که صد رنگ غم و درد دران است
کفران نکنم نعمت الوان فقیر است
یعقوبم و این غمکده کنعان محبت
هر بیت در آن کلبهٔ احزان فقیر است
گر هست پریشان سخنم عذر پذیرند
سلسلهٔ عجبی سلسله جنبان فقیر است

۱ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : یه اشعار و میں هیں - ۳ : یه اشعار ا میں هیں -

زنهار که شیرازهٔ آن نگسلی ازهم
در وی نخ چندی ز رگ جان فقیر است

۷

۱ عاشقان را گزند بسیار است — پند بسیار است بند بسیار است
دل بآن زلف میکشد ما را — ورنه دام و کمند بسیار است
۲ کار هر کس بقدر طاقت اوست — ناله‌ای از سپند بسیار است
بهر تصدیع دادن شهری — یکدل دردمند بسیار است
ناله بیجا کمند می سازد — اوج وصلش بلند بسیار است
صبح و گل با لب تو میخندند — در جهان هرزه چند بسیار است

۸

۳ عشق سوزم در استخوان انداخت — گویی آتش به نیستان انداخت
عشق را جا بسینه دادم لیک — او ز صدرم بر آستان انداخت
در چمن ذوق نالهٔ دردم — بلبلان را ز آشیان انداخت
یار تا از نظر فگند مرا — بر زمینم ز آسمان انداخت
در چمن چون دلم فغان برداشت — بلبل از رشک آشیان انداخت
من افتاده‌ای که همچو زمین — هر چه آمد ز آسمان انداخت

۹

۴ گر زهر دهی شکر توان گفت — ور سنگ زنی گهر توان گفت
از بیم تو زیر لب شکستم — آهی که همه اثر توان گفت
از یاد تو شب ز چشم من ریخت — اشکی که همه شرر توان گفت
پیش تو ز ناتوانی خویش — گویم سخنی اگر توان گفت
یا حوری و یا پری باین حسن — حاشا که ترا بشر توان گفت

۱۰

۵ به پهلوی من تیر یارم نشسته است — چه پروای غم غمگسارم نشسته است
صبا اندکی پا بآهستگی نه — که بر آستانش غبارم نشسته است

---

۱ : یه اشعار ا ، د اور و میں هیں - ۲ : یه شعر ا میں نہیں -
۳ : یه اشعار د اور و میں هیں - ۴ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں -
۵ : یه اشعار ا اور و میں هیں -

رسید است از سینه‌اش خار حسرت — دمی هر که با گلعذارم نشسته است
ز ربط صحبت پس از مردن من — سیه پوش غم بر مزارم نشسته است
ندانم چسان خیزم از جا که از اشک — جگر گوشها در کنارم نشسته است

۱۱

۱ سر بسودای تو دارم که تجارت این است
شغل عشق تو گزیدم که فراغت این است
نزدی تیر و جگر تشنه‌ی پیکر مردم
مگر ای شوخ بکیش تو مروت این است
آنقدر نیست دل آشوب اگر زو دوری
دیر می آیی ای شوخ قیامت این است
یار از تیغ جفا کرد دلم را بدونیم
جرات دم زدنم نیست که قسمت این است
دیدن ماه رخان می شکند فاقهٔ من
اندرین شهر مرا وجه معیشت این است

۱۲

۲ خون من جوشید تا آن دست و پا را دیده است
ظاهرا گستاخی رنگ حنا را دیده است
در برم دل را مسلسل گیسوان آرام نیست
شاید این دیوانه زنجیر شما را دیده است
با تو گل را چون دهم نسبت که از شرمندگی
روی خود پوشیده تا آن پشت پا را دیده است
دست و پا گم می کند از دیدن شهباز صید
دل ز جا رفته است تا آن دلربا را دیده است
می شناسد موج دریای تجرد را که چیست
بر تن ماهی که نقش بوریا را دیده است

۱۳

۳ دلم از هجر رویش بس غمین است — مصیبت خانه‌ی روی زمین است
بیاریدش به پهلویم نشانید — علاج درد پهلوی من این است

۱ : یه اشعار ا میں نہیں۔ ۲ : یه اشعار ا اور و میں هیں -
۳ : یه اشعار ا اور و میں هیں - پانچواں صرف ا میں هے -

بسر خاکی که ازکوی تو کردم مرا سرمایهٔ دنیا و دین است
میفشان دست را مستانه دیگر که چندین جان ترا در آستین است
ندارد زار روی سیر گلشن دل دیوانه ام گلشن نشین است

۱۴

۱ گل ز من قاعدهٔ جامه دریدن آموخت
بلبل از من روش ناله کشیدن آموخت
دارم امید که آرام نه بیند در خواب
آهوی رام مرا آنکه رمیدن آموخت
جز بمحنت نشود پا بره عشق روان
اشک من خون جگر خورده دویدن آموخت
دامن هیچ هنر چون نفتادش در چنگ
دست ناقابل من جیب دریدن آموخت
چشم از گریه بصد حیله نمی آید باز
چه کنم خون دل من بچکیدن آموخت

۱۵

۲ جانانه بما گه نظری گه گذری داشت
امروز کجا شد که محبت اثری داشت
درمانده باحوال نمی گشت بدینسان
گر غیر درت بندهٔ درگاه دری داشت
امروز بجز جور و جفا ناید ازان ماه
زین پیشترک مهر و وفا هم قدری داشت
آنکس که به شمشیر تو داده است چنین آب
شاید که ز لب تشنگی من خبری داشت
بیداد تو این دم شده مخصوص رقیبان
تیغ تو ازین پیش بما نیز سری داشت

---

۱ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں ۔
۲ : یه اشعار و میں هیں ، ا میں صرف آخری شعر ہے ۔

۱۶

۱ در محبت این خرابیها که من دارم بس است
خانه پردازی چو چشم خویشتن دارم بس است
در بهاران من نمی خواهم جنونی تازه‌ای
کز سر زلف تو سودای که من دارم بس است
کو دماغ آنکه عشرتخانه‌ای بر پا کنم
ای عزیزان گوشه‌ی بیت الحرم دارم بس است
بخت گو تا در نفس بوی بهاران نشنوم
گوش پر از ناله‌ی مرغ چمن دارم بس است
منکه در هر بزم همچون شمع میلرزم بخود
اینکه پیش یار یارای سخن دارم بس است

۱۷

۲ سینه‌ام باغ و داغ تو گل اوست — ناله‌ی دل صفیر بلبل اوست
هر کجا هست دسته‌ی سنبل — از کمر بسته های کاکل اوست
خون حسرت کشان تیغ نگاه — همه بر گردن تغافل اوست
هرکه چون زلف تیره بخت افتاد — گر ترقی کند تنزل اوست
بر جبین داغ بندگی دارد — لاله لالای روی چون گل اوست

۱۸

۳ عیش بیرون رفت و غم در دل بسلطانی نشست
دیو را بنگر که بر تخت سلیمانی نشست
غیر رفت از آستان یار و نقش پا گذاشت
من اگر رفتم بجایم نقش پیشانی نشست
آخر از پهلوی من مسکین دلا برخاستی
من ترا اول نمی گفتم که نتوانی نشست

---

۱ : یه اشعار صرف ا اور ہ میں هیں -
۲ : یه اشعار مطبوعه مین نهیں - ۳ : ا اور و میں نہیں -

حاجب دولت سرای یار شد یاران رقیب
کار مشکل گشت یعنی سگ بدربانی نشست
۱ دوستان معذورم ار گشتم ز دل پهلوتهی
چند بتوان پهلوی این دشمن جانی نشست

۱۹

۲ نه پرسی حال ما ای بی مروت — خدا پرسد ترا ای بی مروت
دو روزش بیش نبود دولت حسن — مروت کن بما ای بی مروت
بکار مردم بیگانه کردی — نگاه آشنا ای بی مروت
۳ مروت میکنی لیکن نه با من — نمیدانم چرا ای بی مروت
بدر کردی مرا از خلوت دل — کرا خواندی کرا ای بی مروت

۲۰

۴ خوبی من اشک گلگون من است — بر رخش گلگونه از خون من است
اینکه دارم میل موزون قامتان — اقتضای طبع موزون من است
آنکه چون پروانه می سوزد مرا — در چراغش روغن از خون من است
استخوانم را سگش برد از هما — این هم از بخت همایون من است
گشتم اشراقی ز فیض باطنش — بی تکلف خم فلاطون من است

۲۱

۵ سرو من دوش در اطراف گلستان میگشت
از پیش سرو چمن بر زده دامان میگشت
امتحاناً تو اگر تیغ علم میکردی
جوهر جرات عشاق نمایان میگشت
دست شستم ز سلامت ببلا غرقه شدم
قطرهٔ اشک من آن روز که طوفان میگشت

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں -
۲ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں - ۳ : یه شعر د میں ہے -
۴ : ا ، د ، و میں ہے - د میں مصرع اول حسب ذیل ہے :
خون من بین اشک گلگون من است
۵ : یه اشعار صرف ا میں ہیں -

چه بلا شور بسر داشت دل من امشب
کاسه‌ی داغ بکف کرده نمکدان میگشت

۲۲

۱ آن راکه با تمیز بود یک پشیز نیست
ارباب جهل را کمی هیچ چیز نیست
مانند عمر یوسف من طرفه بیوفاست
با این همه مرا بجز او کس عزیز نیست
من خط بندگی بتو دادم مران
چون خامه ام ز دست تو پای گریز نیست
تو بو شناس طرهٔ جانانه نیستی
ورنه کدام صبح مسا مشک بیز نیست

۲۳

۲ یار رفت و جان زاری مانده است — جان شده چشم نزاری مانده است
بسکه از سودای زلفت کاستم — استخوانم شانه واری مانده است
شام شد دل بر نگشت از کوی او — غالباً از بهر کاری مانده است
زخم پهلویم نخواهد به شود — گر خدنگش یادگاری مانده است

۲۴

۳ شب که صحبت بغم دوری احباب گذشت
آنقدر اشک فشاندم که ز سر آب گذشت
هیچ تدبیر نشد موجب آرام دلم
عمر من در هوس کشتن سیماب گذشت
دل چو از گریه خرابست ز غم پروا نیست
چه برد دزد ازان خانه که سیلاب گذشت
شمع سان عمر من از بخت سیه یک شب بود
آن هم از داغ محبت به تب و تاب گذشت

۱ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں۔ ۲ : یه اشعار ا ، و اور ہ میں ہیں ۔
۳ : یه اشعار د اور مطبوعه میں نہیں ۔

۲۵

۱ زان شوخ دل بنامه و پیغام شاد نیست
بر گفته و نوشته‌ی او اعتماد نیست
ای کعبهٔ امید به فریاد من برس
کشتی نشین شوقم و باد مراد نیست
درد شراب را چو قدح جا دهم بچشم
چون من کسی بمیکده صاف اعتقاد نیست
پرهیز کن ز صحبت او این صلاح تست
یک قطره خون دختر رز بی فساد نیست

۲۶

۲ از تغافل های او تنها دلم ناشاد نیست
خانه‌ی آیینه هم در عهد او آباد نیست
می روم از دشت هم دامن کشان چون گردباد
همچو من دیوانه‌ای در وادی ایجاد نیست
تلخکامی دی رسید از بی ستون عشق و گفت
چشمه‌ی شیرین بغیر از دیده‌ی فرهاد نیست
می توان کردن ز دل سوزی تلاش مرهمی
ای برادر داغ من چون لاله مادر زاد نیست

۲۷

۳ شب جدایی آن رشک ماه در پیش است
مرا به بین که چه روز سیاه در پیش است
تو فارغی ز غم ای پند گو برو که مرا
دو صد معامله با اشک و آه در پیش است
فتاده در ذقنش دل اگرچه من او را
هزار بار بگفتم که چاه در پیش است

---

۱ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -
۲ : یه اشعار ا اور ہ میں ھیں - و میں صرف پہلے دو ھیں -
۳ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -

۱ بداد ما برس ای خضر وادی توفیق
که هیچ زاد نداریم و راه درپیش است

۲۸

۲ سرو کی همچو قدت ناز مجسم برخاست
راست گویم که باین ناز کسی کم بر خاست
جامه گلگون من آن لحظه که برخاست برقص
شعله از آتش من یک قد آدم برخاست
۳ نیست ممکن که شود موم حریف آتش
دید تا داغ مرا دود ز مرهم برخاست
گفت هر کس که ترا با رخ افروخته دید
آه ازین شعله که از دودهٔ آدم برخاست

۲۹

۴ کسی که روی ترا لاله زار ساخته است
دل مرا چقدر داغدار ساخته است
بجوش آمده خون در تن من از شادی
مرا بقتل که امیدوار ساخته است
ز اشک خون بدل من فتاده کین غماز
ز روی یار مرا شرمسار ساخته است
باتفاق بیا عاشقی کنیم ای دل
خدا مرا و ترا بهر کار ساخته است

۳۰

۵ چرا زاهد از بزم رندان نفور است — شرابش شفاء لما فی الصدور است
سروکارم افتاد با طرفه شوخی — که نزدیک اورفتن ازعقل دوراست
چسازم ز بی مهری او چه سازم — که من زار و آن ماه ازشهردوراست
دل من مگر ناله سر کرده جایی — بگیرید یاران خبر این چه شور است

---

۱ : یه شعر صرف و میں ہے -
۲ : یه اشعار ا ، و اور ہ میں ہیں -
۳ : یه شعر ہ میں نہیں -
۴ : یه اشعار ا ، و اور ہ میں ہیں -
۵ : یه اشعار ا اور و میں ہیں -

۳۱

۱ شب فراق ز بس عرصه بر دلم تنگ است
میان چشم من و خواب تا سحر جنگ است
بدوستی که سبکتر بود چو گل بر من
ز دست همچو تویی صد هزار من سنگ است
ز بس خیال دهانش گرفته تنگ مرا
جهان چو دیده‌ی سوزن بچشم من تنگ است
ز ضعف خویش چگویم جز این قدر که مرا
بهم‌رساندن مژگان هزار فرسنگ است

۳۲

صحبت غیر با او درگیر است / آه ازین آه که بی تاثیر است
کرد پامال جوان مردان را / فلک پیر عجب بی پیر است
از تو موی است مرا دام کمند / تاری از زلف تو ام زنجیر است
نفس را خاصیت سیماب است / خوب اگر کشته شود اکسیر است

۳۳

۲ ز هجران در دل تنگم فضا نیست / بقدر آنکه غیر ناله جا نیست
مرا این سر فدای تیغ یار است / ترا جانان سر من هست یا نیست
فدای قهر بیجای تو گردم / که پیش‌ما کم از لطف بجا نیست
اگر صد سال خواهی شست خونم / نخواهد رفت از دستت حنا نیست

۳۴

۳ ندانم عشق غارت‌گر کجایی است / که این آفت نه ارضی نی سمائی است
کنم همت طلب از روح ایوب / که هجران بر سر صبر آزمایی است
نمیدانم کجا خون شد دل من / همین دانم که دست‌او حنایی است

۳۵

۴ کی مرا در زندگانی پیرهن آمد بدست
نقد جان را صرف کردم تا کفن آمد بدست

---

۱ : یه اشعار و میں ھیں - ۲ : یه اشعار و میں ھیں -
۳ : یه اشعار ا اور و میں ھیں - ۴ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -

باوجود خاکساری خسروی‌ها می کنم
تا مرا یک بوسه زان شیرین دهن آمد بدست
در زنخدان دل سر زلف تو نگذارد ز کف
این بچاه افتاده را گویا رسن آمد بدست

۳۶

۱ یار را نزدیکم از دور آور است — زاری عشقم عجب زور آور است
بی تکلف بلبل تصویر را — آن گل رخسار در شور آور است
چون نگردد خاطرم ویران که عشق — فتنه ها بر ملک معمور آور است

۳۷

۲ نی همین دل خستهٔ درد جدایی مردنی است
بر سر بالینش ار شمع است هم افسردنی است
باختم روزی که با جانان قمار عشق را
یافتم در داو اول کین حریف بردنی است
بر نمیداری زمانی دست از آزار من
ای بقربانت روم عاشق مگر آزردنی است

۳۸

۳ شمشیر ناز او ز سر من گذشته است
تیر جفایش از جگر من گذشته است
از ماجرای گریه‌ی هجران چه گویمت
طوفان نوح از نظر من گذشته است
از خاک گشته است روان چشمه چشمه خون
هر جا حدیث چشم تر من گذشته است

۳۹

۴ دل از سینه‌ی من بدر رفته است — ندانم کجا بی خبر رفته است
بناچار با صبر سازم کنون — که از اشک و آهم اثر رفته است
ندانم کجا رفت طفل سرشک — همین لحظه ام از نظر رفته است

---

۱ : یه اشعار ا اور و میں ہیں -
۲ : یه اشعار ا اور و میں ہیں -
۳ : یه اشعار ا میں ہیں -
۴ : یه اشعار ا میں ہیں -

۴۰

۱ اضطراب عشق در کارم فتور انداخت است
دل طپیدنها مرا از یار دور انداخت است
پای رفتن از حریم یار عاشق را کجاست
گریه از کوی تو ام بیرون بزور انداخت است
روشنم شد کز نمکدان تو گردی برده است
صبح کز یک خنده در آفاق شور انداخت است

۴۱

۲ از بسکه گریه کردم نم در جگر نماند است
وقت است اگر بیایی عمر اینقدر نماند است
عشق تو کرد غارت اسباب عیش و راحت
ماییم و نیم جانی چیزی دگر نماند است
مردند خستگانت بر خاک آستانت
چون من به بستر غم یک محتضر نماند است

۴۲

۳ از یک توجه پیر خرابات ما را رهانید از بند ظلمات
بیداد هجران نتوان نوشتن خواهیم گفتن عندالملاقات
هر چند طفل است آن شوخ لیکن گوید باابرو درس اشارات

۴۳

۴ دلا بدست ازان طره نیست یک تارت
اگر تو کافر عشقی کجاست زنارت
تمام شب سر بالین یار می سوزی
خدا بمن دهد ای شمع بخت بیدارت
دگر بخواب هم آسودگی نخواهد دید
کسیکه گشته پرستار چشم بیمارت

---

۱ : یه اشعار ا میں ھیں -
۲ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -
۳ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -
۴ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -

۴۴

۱ مکن شکوه گر دیده در اشک باریست
بکن شکر کین رشحهٔ فیض باریست
بخاک درش تخم عجزی بیفشان
که این سر زمین قابل سجده کاریست
بدارم کشد دوست مانند دشمن
بکیشش مگر این هم از دوست داریست

۴۵

۲ درآ بخشم منت تند خو نخواهم گفت
سقط بگوی که هرگز مگو نخواهم گفت
چه شد بخوی تو گر غائبانه بد گفتم
که من بروی تو غیر از نکو نخواهم گفت
بیا و پرسشم امروز کن که گر فردا
هزار بار بگویی بگو نخواهم گفت

۴۶

۳ از طپیدن دمی نیاسود است   تا دلم بود اینچنین بود است
با رقیبان بباغ فرمودن   من ندانم ترا که فرمود است
مزن انگشت بر لبم زنهار   که حدیثم شکایت آلود است

۴۷

۴ بیا بیا که غم و غصه از حساب گذشت
چو زلف عمر درازم به پیچ و تاب گذشت
خبر ز گریه‌ی خواری کشان عشق کجاست
ترا که عمر به پاشیدن گلاب گذشت
شگوفه ریزی اشکم ندید یار افسوس
هزار نرگس او در خمار و خواب گذشت

---

۱ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -   ۲ : یه اشعار ہ میں ھیں -
۳ : یه اشعار ا ، و اور ہ میں ھیں -   ۴ : یه اشعار ا اور و میں ھیں -

۴۸

۱ با ما خیال او چه قدر بی تکلف است
بازیست اینکه شام و سحر بی تکلف است
تکلیف جام باده بمن همنشین مرا
ساغر زدن ز خون جگر بی تکلف است
دارد کلف بچهره و پروا نمی کند
ماه مرا ببین چقدر بی تکلف است

۴۹

۲ نی همین بی او دل گرمم گداخت جان سختی داشتم آن هم گداخت
موم با آتش چسان گردد حریف دید تا داغ مرا مرهم گداخت
گرچه با من گرمی بسیار کرد همچوشمعم داغ او کم کم گداخت

۵۰

۳ ایدل زیارشکوه گزاری چه لازمست اظهار هستی که نداری چه لازمست
یار از زبان تیغ بما حرف میزند در پیش او زدن دم یاری چه لازمست
منما صفای طبع باین تیره طینتان در زنگهای آیینه داری چه لازمست

۵۱

۴ اگر بخار و خس آن گل قدح بدست نشست
مرا چو لاله بدل داغ ازین نشست نشست
چو زلف تن ندهم با شکستگی چه کنم
که نقش من همه از دولت شکست نشست
بکنج فقر نیاید نشستن از همه کس
کسی که عهد تو ای گل درست بست نشست

۵۲

۵ من نه هر جاییکه تدبیر بود خواهم رفت
هر کجا قادر تقدیر برد خواهم رفت

---

۱ : یه اشعار ہ میں ہیں -
۲ : یہ اشعار و میں ہیں -
۳ : یہ اشعار و میں ہیں -
۴ : یہ اشعار و میں ہیں -
۵ : یہ اشعار و میں ہیں -

جست و جوی دل دیوانه‌ی آن زلف مرا
گر بسر کوچه‌ی زنجیر برد خواهم رفت
نیست ممکن که کنم قطع رفاقت از دل
که مرا بر دم شمشیر برد خواهم رفت

۵۳

۱ بصفحهٔ رخ او نقش خط نوشته درست
کجا نوشته کسی اینچنین شکسته درست
بحیرتم که ز زلف شکسته بند بتان
دل شکسته‌ی مارا چرا نبسته درست
چنین که از تو فراهم شود جراحتها
ز جلوه‌ات شود آیینه‌ی شکسته درست

۵۴

خاک گشتم در رهت از من غباری برنخاست
مگزر از انصاف چون من خاکساری برنخاست
عمرها شد بیستون مشتاق زخم تیشه است
کوهکن تا رفت دیگر مرد کاری برنخاست
بارها زد بر محک از سنگ طفلانم فلک
در جنون مانند من کامل عیاری برنخاست

۵۵

۲ مرا کشت و کین از دل او نرفت چه کین بلک چینش ز ابرو نرفت
شدم پیر و مانند زنگی مرا سیاهی ز مو رفت و از رو نرفت
شدم موی از حسرت آن مگر خیالش ز سر یک سر مو نرفت

---

۱ : ا ، و میں ہے -
۲ : یہ اشعار ا اور و میں ہیں -

قطعات

۱

۱ عمری گذشت رونق هامون نمانده است
گویا کسی ز دودهٔ مجنون نمانده است
معذور دار گر بکشم ناله‌های خشک
از بس گریستم به تنم خون نمانده است

۲

۲ تا دو چار غم هجران شده است
دیده سر چشمه‌ی طوفان شده است
سرو من تا تو خرامان شده‌ای
سرو رسوای گلستان شده است

۳

۳ کی ترا از بی دماغی تاب شور بلبل است
پرده های گوش تو نازک تر از برگ گل است
موج زد از بس پریشان خاطری از جبهه ام
چشمه‌ی آیینه از تمثال من پر سنبل است

۴

۴ وا نگردید دل غم زده یار آمد و رفت
گل نشد غنچه‌ی من فصل بهار آمد و رفت
نمکی لطف نفرمود لب خندانت
بارها بر درت این سینه فگار آمد و رفت

۵

۵ همیشه از غم دل برجبین من چین است
بگو چه چاره کنم سرنوشت من این است
تو خود ز کشتن من پاک منکری لیکن
هنوز دست تو از خون من نگارین است

---

۱ : ا ، و اور ہ میں ہے -
۲ : ا میں ہے - و میں پہلا شعر ہے -
۳ : ا ، و میں ہے -
۴ : ا ، و میں ہے -
۵ : ا ، و میں ہے -

۶

۱ در گوشه‌ی اسنی که منم حرف زدن نیست
چون گوش اصم خلوت من جای سخن نیست
در خدمت این مرده دلان صرف مکن عمر
چون شمع اگر جان دهی امید کفن نیست

۷

۲ اشک مرا پیام کسی بی قرار ساخت
این آب را نسیم عجب موج دار ساخت
فردا جواب خون شهیدان چه می دهد
آهن دلی که تیغ ترا آبدار ساخت

۸

۳ یار از برم به پیرهن لاله گون گذشت
چندان گریستم که ز سر سیل خون گذشت
از بس گریستیم بر احوال کوهکن
سیلاب اشک از کمر بی ستون گذشت

۹

۴ ز چشم یار حال من تباهی است
چسازم آه این کافر سپاهی است
بجانان شکوهٔ بخت سیه را
نویسم تا بچشم من سیاهی است

۱۰

۵ ازینکه گل بسر بوالهوس نگارم ریخت
تمام لخت جگر دیده در کنارم ریخت
پس از وفات جگر پاره ها ز خانه‌ی من
غمت چو برگ گل آورد بر مزارم ریخت

---

۱ : ا ، و میں ہے - ۲ : ا ، و میں ہے - ۳ : ا ، و میں ہے -
۴ : ا ، و میں ہے - ۵ : ا ، و میں ہے -

۱۱

۱ همدمان درد من بیانی نیست
چون قلم زخم من زبانی نیست
دلم از کف مده که این بلبل
قفسی هست و آشیانی نیست

۱۲

۲ بدم بخنده که آن یار موسم شادیست
خوشم بگریه که بامن رفیق هر وادیست
بقتل گاه وفا پوست کنده می گویم
که کار غمزهٔ بی رحم یار جلادیست

۱۳

۳ انیس من غم و اندوه بی وفای هست
جلیس من دل بیگانه آشنای هست
بخون طپیدنم از بهر خونبها نبود
مرا ز قاتل خود چشم مرحبای هست

۱۴

۴ نوبهار آمد بگلشن راه پیدا کردنی است
خندهٔ گل گریهٔ بلبل تماشا کردنی است
کوه کندن گرچه کار سخت و سنگین است لیک
گر شود شیرین ادای کار فرما کردنی است

۱۵

۵ بر خاطر ما گرد ستم بیختهٔ کیست
در ساغر ما درد الم ریختهٔ کیست
در عهد خطش عاقبت از دیده نهان شد
این گرد ندانیم برانگیختهٔ کیست

---

۱ : ا ، و میں ہے۔ ۲ : ا ، و میں ہے۔ ۳ : ا ، و میں ہے۔
۴ : ا ، و میں ہے۔ ۵ : ا ، و میں ہے۔

۱۶

۱ دوش از ما بی خبر دل از پی جانانه رفت
خیر بادت هم نکرد این آشنا بیگانه رفت
چشم او را سرمه یاد از ما سیه روزان نداد
خویش را گم می کند هر کس که در میخانه رفت

۱۷

۲ شد فنا در گریه اش این چشم گریان عاقبت
گشت شبنم محو در خورشید تابان عاقبت
گر چنین ریزند بر خاک من مجنون سرشک
شسته گردد سرمه‌ی چشم غزالان عاقبت

۱۸

۳ یا رب از دست قاتلی که مراست
چون برم جان باین دلی که مراست
نرم نرمک چه میدهی پندم
سخت سخت است مشکلی که مراست

۱۹

۴ تا صوت دلکش تو بگوشم رسیده است
مطرب چگویمت که چه هوشم رسیده است
جانانه دوش از بر من رفت زین الم
سیلاب اشک تا بر دوشم رسیده است

۲۰

۵ طالع نامه من بسکه بلند افتاد است
در نواخانه‌ی نی نغمه به بند افتاد است
چشم بد دور که می سوزد و خوش می رقصد
آتش کیست که در جان سپند افتاد است

---

۱ : ا ، و میں ہے - ۲ : ا ، د اور و میں ہے - ۳ : ا ، و میں ہے -
۴ : ا ، و میں ہے - ۵ : ا ، و میں ہے -

۲۱

۱ در داغ تو سینه باغ باغ است
از لاله و گل مرا فراغ است
ناصح خاموش کن خدا را
این لحظه کرا دل و دماغ است

۲۲

۲ دل برون از سینه کردم حسرت یاری نداشت
چشم را برکندم از سر شوق دیداری نداشت
ماند از گل چینی چاک گریبان بی نصیب
هرکه از مژگان او در پیرهن خاری نداشت

۲۳

۳ از چه می رانی مرا از کوی خود جا تنگ نیست
پای من لنگ از وفا شد ورنه دنیا تنگ نیست
گر دو روزی پهلوت جا کردم ای مجنون چه شد
گر ز من تنگ آمدی رفتم که صحرا تنگ نیست

۲۴

۴ هلاک نرگس او در زمانه بسیار است
خدنگ غمزهٔ او را بهانه بسیار است
اگر بهشت شود خانه‌ی که من دارم
پی نیامدن او را بهانه بسیار است

۲۵

۵ هزار زخم توانم ز تیغ او برداشت
ولیک دل نتوانم ز آرزو برداشت
بباغ رفتی و قمری چنان اسیر تو شد
که طوق بندگی سرو از گلو برداشت

---

۱ : ا ، و میں ہے - ۲ : ا ، و میں ہے - ۳ : ا میں ہے -
۴ : ا ، و اور ہ میں ہے - ۵ : ا ، و میں ہے -

۲۶

۱ هیچ رحمی بدل زار نکردی و گذشت
جان من پرسش بیمار نکردی و گذشت
فرصت یک دو سخن بود غنیمت ای دل
درد دل پیش وی اظهار نکردی و گذشت

۲۷

۲ بی تو امشب خون گرستم هم نشینم شاهد است
گوشه‌ی داماں و طرف آستینم شاهد است
سجده ها بر آستانت کردم امشب تا سحر
نیست گر باور ترا اینک جبینم شاهد است

۲۸

۳ آنکه با مهر و وفا کار ندارد این است
وانکه درد دل بیمار ندارد این است
وانکه جز جور و جفا هیچ نباشد کارش
وانکه با مهر و وفا کار ندارد این است

۲۹

۴ رفتم ز پیش پی شهادت
گر کشته شوم زهی سعادت
عقلست و هزار شبه و شک
از عشق طلب کنم افادت

۳۰

۵ محشر آشوب و غوغا کوی تست
فتنه را بازار گرم از خوی تست
رشته‌ی جان را به پیچ و تاب داد
رشک تعویذی که بر بازوی تست

---

۱ : ا ، و میں ہے - ۲ : ا ، و میں ہے - ۳ : ا ، و میں ہے -
۴ : یہ و میں ہے - ۵ : یہ اشعار و میں ہے -

۳۱

۱ دستم ز کار رفت گریبان دریدنی است
ضعفم ز پا فگند و بیابان دویدنی است
سر برزداست آبله‌ها از عذار او
آیینه‌ی حبابی آن حسن دیدنی است

۳۲

۲ مرا در عشق حکم دم زدن نیست
چگویم آه یارای سخن نیست
مرا در هر تن مو از تو دردیست
ترا خود یک سر مو درد من نیست

۳۳

۳ خال در آن گوشه‌ی ابرو غریب افتاده است
در حریم کعبه آن هندو غریب افتاده است
میشود غربت وطن چون همنشینان بگزرند
کرد تا مجنون سفر آهو غریب افتاده است

۳۴

۴ خونبهای دل ز ابروی بتان نتوان گرفت
داد پیکان خورده نخچیر از کمان نتوان گرفت
صبح نتواند برخسار تو دم زد از صفا
شمع گر دعوی کند او را زبان نتوان گرفت

۳۵

یک خانه ز بیداد تو آباد نمانده است
بس کن که دگر هیچ ز بیداد نمانده است
گیرم که بفریاد ازو داد ستانم
لیکن چه کنم طاقت فریاد نمانده است

---

۱ : یہ ا اور ہ میں ہے -
۲ : و میں ہے -
۳ : و میں نہیں -
۴ : و میں ہے -

۳۶

۱ از دل زلف تو تاب برده است
چشم تو ز دیده خواب برده است
روی تو بزور حسن پنجه
صد بار ز آفتاب برده است

۳۷

۲ دادیم تن بهجر چو جانان بمن نساخت
با درد ساختیم چو درمان بمن نساخت
آب و هوای شهر و بیابان بمن نساخت
جای بغیر کلبهٔ احزان بمن نساخت

۳۸

۳ نقاب سوز رخ و حسن خود نما این است
اسیر آیینه بر خویش مبتلا این است
ز گریهٔ شب هجران دگر چه میپرسی
گزشت از سر ما سیل ماجرا این است

۳۹

۴ هزار شکر که ممنون این دلی نشدم
زمانه هرچه مرا داده بود باز گرفت
وگر ز دامن دل گشته دست من کوتاه
که جای در سر آن طرهٔ دراز گرفت

۴۰

۵ دل از بر من رفته بکوی تو نشست است
در آرزوی روی نکوی تو نشست است
در آیینه از روی غروری که تو داری
تمثال رخت پشت بروی تو نشست است

---

۱ : و میں ہے ۔ ۲ : و، ہ میں ہے ۔ ۳ : و میں ہے ۔
۴ : و میں ہے ۔ ۵ : و میں ہے ۔

۴۱

۱ چون نه پیچد ز غصه تاک بخود
دخترش در کشاکش افتاده است
دید چون روی خود در آیینه گفت
وه که در آب آتش افتاده است

۴۲

۲ بر سر داغم که هم با شمع ماند هم بگل
درمیان بلبل و پروانه جنگ افتاده است
گریه‌ام صد رنگ دارد زان سبب چون رنگریز
داغها بر دامن من رنگ رنگ افتاده است

۴۳

۳ شرح تاریکی شبهای جدایی چه دهم
تا بحدیست که احوال خودم روشن نیست
سخن او که علاج تو بجز مردن نیست
با همه خسته دلان است همین با من نیست

۴۴

۴ نظر بحال منت آنچنانکه باید نیست
گذار مهر و وفا در دل تو شاید نیست
بهوش باش دلا تا فریب او نخوری
اگرچه در نظرت دوست مینماید نیست

۴۵

۵ تو از جفا بدلم آنچه خواستی کردی
مرا گمان که هنوزت سر وفای هست
بعکس خواهش اغیار رو بمن بنمای
بسان آیینه گر با منت صفای هست

---

۱ : و میں ہے - ۲ : و میں ہے - ۳ : و میں ہے -
۴ : و میں ہے - ۵ : و میں ہے -

۴۶

۱ مرا این معنی از نرگس عیان شد
که زر گردآور سیمین بران است
من دیوانه را هر جا رسد سنگ
خدای من عجب روزی رسان است

۴۷

۲ نپرسیدی ترا پرسیدنی داشت
ندیدی حال زارم دیدنی داشت
تمام عمر در بازیچه بودی
گہی از غیر هم رنجیدنی داشت

۴۸

۳ زمان حسن تو آخر شد و ادا باقیست
نمود گرد خط اما نما نما باقی است
گداخت جان هوس وصل او نرفت از سر
بسوخت حاصل و سودای کیمیا باقی است

۴۹

۴ دردا که غم عشق بداماں تو آویخت
دامن چو کشیدم بگریبان من آویخت
در معرکهٔ عشق تو طفلیست رسن باز
هر قطرهٔ اشکی که بمژگان من آویخت

۵۰

۵ آنچنان دل شتاب می سوزد
که ترا تا خبر شود داغ است
لاله زار است سینهٔ واقف
هر کجا افگنی نظر داغ است

---

۱ : و میں ہے - ۲ : و میں ہے - ۳ : و میں ہے -
۴ : ا اور و میں ہے - ۵ : یہ قطعہ ہ میں ہے -

۵۱

۱ شب جدایی آن رشک ماه در پیش است
مرا ببین که چه روز سیاه در پیش است
تو فارغی ز غم ای شوخ پند گو که مرا
دو صد معامله با اشک و آه در پیش است

۵۲

۲ سرمایه‌ای ز سوز درونم نمانده است
جز داغ حسرتم ز جنونم نمانده است
از بس فشرد همچو انارم فراق او
در زیر پوست قطرهٔ خونم نمانده است

۵۳

مفتون ترا عالم دلگیر بهشت است
مجنون ترا خانهٔ زنجیر بهشت است
آنجاست که کس را سروکار به کس نیست
از حق مگذر عالم تصویر بهشت است

۵۴

نتوان سخنی از دهان گفت
از غیب سخن اگر توان گفت
دل داشت شکایت از شب هجر
اشک آمد و ماجرا روان گفت

۵۵

فتنه برپا به دهر ازان بالاست
نیست بالا مگر بلای خداست
گرچه یک ارزن است دانه‌ی خال
لیک تخم هزار من سوداست

---

۱ : یہ قطعہ ہ میں ہے۔ ۲ : یہ ا ، و میں ہے۔

متفرق اشعار

۱

دل را ز سینه یار ستم گر گرفت و رفت
از آشیانه باز کبوتر گرفت و رفت

۲

شمع شب ها روز با من کرده است
تا سواد گریه روشن کرده است

۳

دل بچین زلف او گم شد صبا داند کجاست
از پریشانی خطا گفتم خدا داند کجاست

۴

داغ دست بوالهوس پر بیدماغم کرده است
گرمی بیجای داغ عشق داغم کرده است

۵

چشم تا وا کرده گل خود را پریشان دیده است
ظاهرا در خواب آن لبهای خندان دیده است

۶

رسید یار و گریبان من درید و گذشت
بداد کوتہی دست من رسید و گذشت

۷

گر نوشتیم که از چشم تو نرگس چه کم است
چشم پوشی کن و بگذار که سهوالقلم است

۸

من از تب عشق می کنم زیست
تب نیست حرارت غریزی است

۹

افروخته رویت ز فروغ نظر کیست
روغن بچراغ تو ز خون جگر کیست

۱۰

این شور که در جهان فگند است
گرد نمک تبسم کیست

۱۱

رنگ گردید غباری که بروی تو نشست
پوشد آن گرد که بر دامن موی تو نشست

۱۲

مجنون که شریک غم ما بود کجا رفت
محنت زده همدم ما بود کجا رفت

۱۳

آن شوخ کمر دوش به انداز جفا بست
معلوم نشد هیچ کرا کشت و کرا بست

۱۴

پروانگی شمع رخت کار نظر نیست
قمری شدن سرو قدت طوق بسر نیست

۱۵

ای سنگ دل بحال منت این عتاب چیست
خواهد شکست شیشه‌ی جانم شتاب چیست

۱۶

دل چگویم اینقدر یا آنقدر میخواهدت
روز و شب می جویدت شام و سحر میخواهدت

۱۷

رنگ رویم زرد از دل خوردن است
خوردن دل گوییا گل خوردن است

۱۸

از شیوه‌ی گرفتن خوش بی خبر فتاده است
دست شکسته‌ی منت بر گردنم نهاده است

۱۹

ترا ز خوردن خون من اجتنابی نیست
گرفتم اینکه حلال است بیحسابی نیست

۲۰

درد هجران تو ام از بس لب از گفتار بست
در نیام خامشی تیغ زبان زنگار بست

۲۱

زین خسته‌ی فراق دمی چند مانده است
تا منزل فنا قدمی چند مانده است

۲۲

شمشاد چون قد تو سرافراز برنخاست
برخاست سرو لیک باین ناز برنخاست

۲۳

درمیان هیچ از نشانش نیست
نام دارد ولی نشانش نیست

۲۴

سوز عشق که سرمایه رعنایی ماست
شمع سان شعله سر و برگ خود آرایی ماست

۲۵

اگر منکر شود کس از قیامت
دلیل از قامت خود کن اقامت

۲۶

در حریمش گریه های زار خواهم کرد و رفت
خیر باد آن در و دیوار خواهم کرد و رفت

۲۷

بر پای تو گر صبح وگر شام فتادست
زلفت چه بلا نیک سرانجام فتادست

۲۸

دلم بیاد دهان تو آنچنان تنگ است
که همچو غنچه مرا در نظر جهان تنگ است

۲۹

بوسه ای از لعل آن شیرین پسر خواهم گرفت
هر چه باداباد من حق‌النظر خواهم گرفت

۳۰

نقاب سوز رخ از حسن خود نما این است
اسیر آیینه جز خویش مبتلا این است

۳۱

نوبهار آمد دگر گل در چمن خواهد شگفت
من درین فکرم که آیا طبع من خواهد شگفت

۳۲

من عاشقم و شیوه‌ی دیرین من این است
ترسم من و آئین من و دین من این است

۳۳

پیش تو عرض خوبی مه را کجا مجال است
با عارض تو خورشید در معرض زوال است

۳۴

خطش که صفحهٔ گل از سبزه تراست
آزاد نامه غیر خط غلامی ماست

۳۵

پامال ترا کی هوس اوج گزینی است
چون نقش قدم هستیش از خاک نشینی است

۳۶

داغم سیاه پوش نشسته است در رهت
زخمم بفال گوش نشسته است در رهت

۳۷

چشم شوخت که فسون سازی او دام دلست
مژه برهم زدنش آفت آرام دلست

۳۸

برخاست تا ز گلشن آن شوخ فتنه قامت
با سرو گفت قمری قد قامت القیامت

۳۹

بغیر درد انیس دل حزینم نیست
قسم بدردکه جز داغ دل نشینم نیست

۳۰

در قفس بسکه خاطرم شاد است
ورد من ذکر خیر صیاد است

۳۱

تا یار ز چهره پرده برداشت
آمد خورشید و گرده برداشت

۳۲

عشق آن گل بر دل من باز زور آورده است
بلبل طبع مرا دیگر بشور آورده است

۳۳

چرا با تیره روزانت نگه نیست
نگه را سرمه سا کردن گنه نیست

۳۴

عشق تو رگ زین دل بیتاب کشاد است
کز دیده‌ی من چشمه سیماب کشاد است

۳۵

ز خاک دیگران گر لاله ها رست
ز خاک ما جگر پرکاله ها رست

۳۶

چون غبار او جواهر سرمه ام منظور نیست
می شناسم توتیا از خاک چشمم کور نیست

۳۷

برآر تیغ بحال منت تغافل چیست
بخون خویش رضا داده ام تامل چیست

۳۸

آن جلوه‌ای که مست وخرابم کند کجاست
آن آتشین رخیکه کبابم کند کجاست

۳۹

نظر بحال منت آنچنان که باید نیست
گذار مهر و وفا در دل تو شاید نیست

۵۰

جای بودن درمیان خلق چون تقسیم شد
خانهٔ زنجیر را مجنون بپای خود گرفت

۵۱

تا بکی خواهد بجا ماند این طلسم قیر گون
عاقبت خواهد شکستن آسمان هم شیشه است

۵۲

ز چسپان اختلاطیهای یاران خاطرت شاد است
حذر کن کز برای مرغ روحت قهر صیاد است

۵۳

دوش آن شوخ گذاری بسرم کرد و گذشت
تا خبر دار شوم بی خبرم کرد و گذشت

۵۴

ز دهان تو بوسه یا دشنام
هرچه باشد لطیفهٔ عجبیست

۵۵

نکنی پاره نامه‌ی شوقم
که بخون جگر نوشته شده است

۵۶

افشان بکاغذم چو رسید می شود شرار
چون من ستاره سوخته ای در جهان کجاست

۵۷

حال این دیده مپرس آه که چون نرگس موم
دید تا آتش رخسار ترا آب شده است

۵۸

تا در غمخانه‌ی دل گاه گاه
می توان آمد که ره مخطور نیست

۵۹

آن دل که ز وصل زنده باشد
تاریخ وفات او جدایی است

۶۰

از صد هزار سوخته جانست یادگار
این دود خط که صبح ترا شام کرده است

۶۱

در دیاری که عشق سکه زند
درم داغ رایج الوقت است

۶۲

فلک دارد دو چشم از ماه و خورشید
یکی شب کور و دیگر روز کور است

۶۳

مکن او را جدا از طرهٔ خویش
دلم دیوانه‌ی زنجیر زیب است

۶۴

اختر تیره ام فتاد از چرخ
خوب شد روی زمین خال نداشت

۶۵

دو بوسه وعده بمن کرده بود برگردید
شکر فشان لب او صادق الحلاوت نیست

۶۶

خون درتن من شهد شد از یاد لب تو
صد بار خدنگت بسرانگشت چشید است

۶۷

بر امید لب گزیدن های تیغش چون انار
قطره‌های خون من گردید دندان زیر پوست

۶۸

ای چرخ بی مروت از دولت تو ما را
نقدی که دست داده پول سیاه داغست

۶۹

سایل کم طالعم چون ماه نو در روزگار
نقره گردد از گدایی گر طلا آرم بدست

۷۰

سرنوشت خویش روشن شد مرا یعنی چو شمع
شور عشقت هر سر موی مرا خواهد گرفت

۷۱

بر سر داغم که هم با شمع ماند هم به گل
درمیان بلبل و پروانه جنگ افتاده است

۷۲

سینه وا کرده آمدی ببرم
جان بقربان دوستیهایت

۷۳

با من از همرهان درین وادی
سایه ام مد ظله ماند است

۷۴

اینکه دل می کشد به پیکانش
از ره جذب بالمشاکله است

۷۵

خال بر رخسار او دیدم بحسرت سوختم
کآتش سوزان برین هندو گلستان گشته است

۷٦

شکر او را ز دل چسان گویم
حضرت عشق ولی نعمت ماست

۷۷

ابلق عمر می رود بشتاب
جنبش نبض تازیانهٔ اوست

۷۸

قصهٔ نازک دماغیهای او
بر حریر بوی گل خواهم نوشت

۷۹

شد سیاهی صرف از چشمم غمت نتوشته ماند
آنچه باقی مانده از خون جگر خواهم نوشت

۸۰

گله طالع خود پیش که آریم که صبح
در قفای شب ما تیغ بدست افتاد است

۸۱

گر میانت را بگفتم رشته رنجیدن نداشت
این گناه سهل بر انگشت پیچیدن نداشت

۸۲

۱ میکشد دل بتو ای سرو سمن بر ما را
ورنه در باغ جهان سرو و سمن بسیار است

۸۳

در عهد خطش عافیت دیده نباشد
این گرد ندانیم برانگیختهٔ کیست

۸۴

آنشوخ کمر دوش بانداز جفا بست
معلوم نگردید کرا کشت و کرا سوخت

۸۵

کی ترا از بیدماغی تاب شور بلبل است
پرده های گوش تو نازک تراز برگ گلست

۸٦

یکجا نصیب من ز جهان رنج و راحت است
آن راحتم رسیده که جزو جراحت است

۸۷

درمیان هیچ از میانش نیست
نام دارد ولی نشانش نیست

۸۸

زین خستهٔ فراق دمی چند مانده است
تا منزل وفا قدمی چند مانده است

۱ : یہ سب اشعار صرف ہ میں ہیں -

۸۹

بتغافل توجه یار است
که کفایت شعار سرکار است

۹۰

من نگویم که دل ندیم غم است
حاضرالخدمت قدیم غم است

۹۱

در دیاریکه بود عزت مرد از سر سودا
پای بی سلسله آنجا سر بی دستار است

۹۲

شد سیاهی ختم از چشمت غمت ننوشته ماند
آنچه باقی ماند از خون جگر خواهم گرفت

۹۳

بهوش باش دلا تا فریب او نخوری
اگرچه در نظرت دوست مینماید نیست

۹۴

افگنده بود صدمهٔ بیدردیم ز پا
خوش باد درد باز که بازوی من گرفت

۹۵

غنچه گفتم دهنت را و بسی دلگیرم
چه توان کرد که میدان عبارت تنگ است

۹٦

ای چرخ بیمروت از دولت تو ما را
نقدی که دست داده پول سیاه داغ است

۹۷

من بپای گردباد این دشت را گردیده ام
آن قدر خاکی که بر سر میتوان کردن نداشت

ردیف جیم

۱

۱ چنانکه تیر بود جانب کمان محتاج
به ابروی تو بود ناز همچنان محتاج
دمید صبح و ز بخت سیاه خود ماندم
به شمع داغ درین تیره خاکدان محتاج
من آن شکار ضعیفم که هست کشتن من
بیک اشارهٔ ابروی آن کمان محتاج
ز رشحهٔ قلمت آب میخورد دل من
اگرچه بحر نباشد به ناودان محتاج
ز سوز دل همه شب حرف می زنم تنها
بسان شمع نیم من بهمزبان محتاج
ز بسکه ریشه دوانید غم بسینه مرا
برای کسب نشاطم بزعفران محتاج
ز شوق گل بچمن بستم آشیان ورنه
من آن نیم که شوم جانب خسان محتاج
منم که عشق نهاد است نام من **واقف**
برشته سوخته دل داده بی زبان محتاج

۲

گاهی نشد که ختم شود داستان موج
یا رب ز زلف کیست مسلسل بیان موج
در فتنه عالم گذران را چه اختیار
کی داده اند در کف دریا عنان موج
۲ از دیدن طلاطم شور جنون من
زنجیر آب گشت ز خجلت بسان موج
روزی که چین بجبهٔ ما گشت آشنا
هرگز نبوده است بدریا نشان موج

---

۱ : یه غزل ب میں نہیں - ۲ : یه شعر ہ میں نہیں -

زین بحر واقف آنچه گذشت است بر سرم
تقریر می کند بروانی زبان موج

۳

۱ تا یکی از دل ویران بستم گیرد باج
غمزه را گو که ازین غمکده کم گیرد باج
سیر کوی تو که عشرت گه ارباب دلست
گلستانیست که از باغ ارم گیرد باج
چشمت از حد گذراندست ز بس شوخی را
وقت آن شد که ز آهوی حرم گیرد باج
۲ سور در کشور ما پیش عزا بازد رنگ
این دیاریست که نیلش ز بقم گیرد باج
من گدای در آن میکده واقف که ازو
هر که جان بکف آورد ز جم گیرد باج

ناتمام غزل

۱

۳ دلی در خون طپیده را چه علاج | جانی بر لب رسیده را چه علاج
سگ گزیده علاج ها دارد | من آدم گزیده را چه علاج
جای آرام در جهان کم نیست | لیک طبع رمیده را چه علاج
آتش دل به آب دیده کشم | تو بگو آب دیده را چه علاج

۱ : یه غزل ہ میں نہیں - ۲ : یه شعر د میں ہے -
۳ : یه اشعار ب ، ہ اور مطبوعه میں نہیں -

ردیف الجیم الفارسی

۱

۱ دارم گله از خوی بد یار و دگر هیچ
خواهم که دهد رخصت اظهار و دگر هیچ

ما بندهٔ عشقیم بود کلبهٔ ما را
"یا عشق" رقم بر در و دیوار و دگر هیچ

چون آیینه بر خاطر ما گرد هوس نیست
قانع شده ایم از تو بدیدار و دگر هیچ

جنسی که خریداری آن سود دو کون است
عشق است درین راسته بازار و دگر هیچ

شیرازهٔ اوراق پریشان دلم را
کافی است زگیسوی تو یک تار و دگر هیچ

در هجر تو خون شد دل و از دیده فرو ریخت
اکنون منم و صبر جگر دار و دگر هیچ

جستیم نشان از کمر آن بت کافر
دیدیم همین رشتهٔ زنار و دگر هیچ

بردار بشمشیر خدا را سرم از تن
بر دوش مرا مانده همین بار و دگر هیچ

بردند حریفان گل ازین باغ بدامن
ماییم و همین سرزنش خار و دگر هیچ

باز آ که نمانده است ازین دل شده الا
جانی ز جهان بهر تو بیزار و دگر هیچ

ز اسباب جهان آنچه بآن شاد توان زیست
شد منتخبم دفتر اشعار و دگر هیچ

آثار بزرگی شده با خاک برابر
مانده است همین گنبد دستار و دگر هیچ

جان کندن من آه چو فرهاد نباشد
بردم ز جهان حسرت بسیار و دگر هیچ

---

۱ : یہ غزل ہ میں نہیں ۔ تعداد ا ، ب میں پندرہ اور باقی نسخوں میں اٹھارہ ہے ۔

گنجی و کتابی و دماغی و فراغی
جان میدهم از حسرت این چار و دگر هیچ
۱ ای عشق نفس در تنم آمادهٔ سوز است
یکبار بزن زخمه برین تار و دگر هیچ
خواهد بدعا این دل افگار همیشه
گردی ز نمکدان لب یار و دگر هیچ
مرغان هوس را همه آزاد کن از بند
دل در قفس سینه نگاهدار و دگر هیچ
واقف اگر آن شوخ ترا گرم بپرسد
از سینه دم سرد برون آر و دگر هیچ

۲

۲ در زاری خود وای ندیدیم اثر هیچ
با طالع بد اشک شب و آه سحر هیچ
ای جان برادر بجز اندوه و غم و درد
ما را نرسیده است ز میراث پدر هیچ
امید بسی داشت دل غم زده از آه
صد آه که این نخل نیاورد ثمر هیچ
۳ تحقیق نسب کرده‌ام ابنای زمان را
معلوم نمودم که پدر پوچ و پسر هیچ
بیگانگی از بسکه اثر کرد به مردم
بر آتش ما آب نزد دیدهٔ تر هیچ
بر شیشهٔ ما سنگ چرا می زنی ای چرخ
والله درو نیست بجز خون جگر هیچ
هرگز نشوی نرم نه از مال و نه از جان
با سنگدلیهای تو ظالم زر و سر هیچ
تا داغ جدایی جگرم سوخته **واقف**
در خانه‌ی من بوی کبابست و دگر هیچ

---

۱ : یہ تین اشعار ا ، ب میں نہیں -
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر ہ میں نہیں -

ردیف ح

ا

عاقبت گردید پیدا داغ پنهانم چو صبح
آفتابی سر زد از چاک گریبانم چو صبح
صبح از مهر تو دادم شادی و غم را بهم
می کشم از سینه آه سرد و خندانم چو صبح
با سبک روحان نباید سرد مهری صرف کرد
یک نفس برخوان تو ای چرخ مهمانم چو صبح
۱ شمع آسا میگدازد گریه ام وقتست وقت
گر رسی خندان بداد چشم گریانم چو صبح
در بساطم گرچه واقف غیر آه سرد نیست
دلکشای غنچه های این گلستانم چو صبح

۱ : یه شعر صرف و میں ہے۔

ردیف الخاء

۳

بکوی او نبود جبهه با زمین گستاخ
چرا تو می نهی آنجا قدم چنین گستاخ
بروز ماتم من زینهار گریه مکن
مباد چشم ترا بوسد آستین گستاخ
هوس بگرد لب او دلیر می گردد
مگس چگونه نباشد بانگبین گستاخ
غلامی از تو ندارد قبول عارض یار
چه داغ می نهی ای لاله بر جبین گستاخ
۱ سنان بدوش نشسته است در کمین صد خار
نظاره می کن و زین باغ گل مچین گستاخ
ز راه دیده مبادا چو شمع در گیری
مکن نظارهٔ آن روی آتشین گستاخ
نصیحت من مجنون دگر مکن **واقف**
مباش با من دیوانه بعد ازین گستاخ

ناتمام غزل

۱

لبت هنوز نگردیده بود از پان سرخ
که ما ز خون جگر داشتیم دندان سرخ
۲ زهی ز شرم لبت لعل در بدخشان سرخ
ز خجلت دهنت غنچه در گلستان سرخ
بهر کجا که چکد اشک او دمد لاله
کسی که چشم کند بر عذار خوبان سرخ

---

۱ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : یه شعر ه میں نہیں -

بیاد لعل تو خون دل آنقدر خوردم
که استخوان به تنم شد چو شاخ مرجان سرخ
رسید عید مرا نیست جامهٔ رنگین
مگر ز گریه کنم جیب سرخ و دامان سرخ
ز بسکه خون عزیزان گرفته بر گردن
شده است یوسف ما را چو گل گریبان سرخ
غلط کنند بعین نوشته از شنجرف ۱
ز بسکه چشم نمودم بروی خوبان سرخ

۱ : مقطع کسی نسخے میں بھی مذکور نہیں ۔

ردیف الدال

۱

خوش آنکه برویت نظری داشته باشد
یا از سر کویت گذری داشته باشد
او را بجفا این همه بدنام نسازید
شاید که وفا هم قدری داشته باشد
ناصح چه دهی پند که از دیدن خوبان
من صبر ندارم دگری داشته باشد
لب تشنهٔ تیغم نخورم آب بقا را
ترسم بمزاجم ضرری داشته باشد
در هر قدمی همچو جرس زار بنالد
آن کس که چو دل هم سفری داشته باشد
بارد بسرش سنگ ستم از در و دیوار
با سنگدلان هر که سری داشته باشد
تا صبح شدن تاب ندارم چکنم آه
گیرم شب هجران سحری داشته باشد
خوبان نکنند این همه بیداد بعاشق
این شهر اگر دادگری داشته باشد
آن شوخ بشمشیر ستم آب ز سر داد
از تشنگی من خبری داشته باشد
از داغ ستم تجربهٔ غیر مفرمای
او کیست که چون من جگری داشته باشد
خوبان نکنند این همه بیداد بعاشق ۱
این شهر اگر دادگری داشته باشد
واقف قدری عشق بیاموز بیاموز
خوبست که آدم هنری داشته باشد

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -

۲

۱ عاشق مشو که عشق نگونساری آورد
خواری نتیجه می دهد و زاری آورد
ای دل دو روز صبر که آن چشم مست را
خط گوشمال داده بهشیاری آورد
گر جنس خویش عرضه درین چار سو کنم
آن خود فروش را بخریداری آورد
رخصت نداده پیر ادب ورنه جذبه ام
او را کشان کشان ز در یاری آورد
۲ بار گران شده است سر ساقی از خمار
رطل گران بده که سبکساری آورد
هر جا فسانه ایست فسونست بهر خواب
افسانهٔ منست که بیداری آورد
مشتاق دل اگر شده‌ای طره را بگو
صد دل به پیشت از ره طراری آورد
کاری نکرد در دل او اشکباریم
آن شوخ را برحم مگر باری آورد
۳ آن را که کفر زلف تو زنار بند ساخت
مشکل دگر که یاد ز دینداری آورد
اندک تغافل تو بخونم نشانده است
آه آن زمان که روی به بسیاری آورد
از اشک و آه بوالهوسان احتراز کن
این آب و این هواست که بیماری آورد
آن شوخ را که در پی خونخواری منست
باشد کسی که بر سر غمخواری آورد
آن قاصدی که عرضهٔ ما برده در جواب
ما راضی ایم گو خط بیزاری آورد

---

۱ : یه غزل ب میں نہیں - ۲ : یه شعر ہ میں نہیں -
۳ : یه شعر مطبوعه میں نہیں -

۱ شد تلخ زندگانیم از زهر چشم تو
لعل ترا خدا بشکر باری آورد
یا رب ز لطف مژدهٔ غفاریش بده
واقف دمیکه عذر گنهگاری آورد

۳

صبا کجاست کزان رو نقاب بردارد | شود که طالع ما سر ز خواب بردارد
که بخت خفته‌ی ما را زخواب بردارد | مگر صبا ز رخ او نقاب بردارد
بغیر پیر مغان دیده‌ی جوان مردی | که بار غم ز دل شیخ و شاب بردارد
بر آن سرم که زدست تو وا کشم دل را | کرا دماغ که ناز و عتاب بردارد
چو آمدی عرقی سرد کن که تا نفسی | دماغ سوخته بوی گلاب بردارد
۲ سیاه کاری موی سفید نازیبا ست | بگو بشیخ که دست از خضاب بردارد
کسی که پی سپر وادی توکل شد | بپایش آبله افتد گر آب بردارد
علاج گریهٔ من کن و گرنه نزد یکست | که سیل خانه‌ی من چون حباب بردارد
نمی کنند عزیزان بخواریم رحمی | مرا ز خاک مگر بوتراب بردارد
میانهٔ من و او طرفه حایل افتادی | خدا ترا ز میان ای نقاب بردارد
ز بار محنت ایام گردد آسوده | بدوش هر که سبوی شراب بردارد
زحسن نو خطاو بی بصر چه فیض برد | چه بهره کور سواد از کتاب بردارد
جگر ببین که لب تشنه میروم واقف | بوادی که خضر نیز آب بردارد

۴

۳ هرچند او مرا به بدی یاد میکند
یادش بخیر خاطر من شاد میکند
در عشق پند گو بمن امداد میکند
اکثر بر آتش دل من باد میکند
شبها بکوی او نبود شور پاسبان
مسکین دل من است که فریاد میکند

۱ : یه شعر صرف ا میں ہے۔
۲ : چھٹا اور ساتواں شعر د ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں۔
۳ : مطبوعہ میں اس غزل کے تیرہ اشعار ہیں۔

زان راحتی که بلبل ما کرده در قفس
هردم دعای دولت صیاد میکند
روزی مگر تو جلوه کنی سرو در چمن
روزی هزار فاخته آزاد میکند
۱ از بس براه شوق تو پایان ندید دل
انکار از تناهی ابعاد میکند
شیرین بزهر غوطه خورد گر خورد شکر
چون یاد تلخکاسی فرهاد میکند
گم کرده ز آشنایی زلف تو خویش را
کی شانه یاد طرهٔ شمشاد میکند
من خاک راه باد که گاهی ز بوی یار
ویرانهٔ دماغ من آباد میکند
۲ بشنو که پیر دهر چه ارشاد میکند
می خور که می ترا فرخ آباد میکند
ای بت چه آفتی تو که دل بر صباح و شام
نام ترا چو نام خدا یاد میکند
مشنو حدیث غیر کو از بنده نقل کرد
اکثر دروغ خود بمن اسناد میکند
از بسکه طبع یار مکرر پسند نیست
هر روز جور تازه‌ای ایجاد میکند
واقف ز عشق سرو قدان سوختم ولی
خاکسترم چو فاخته فریاد میکند

۵

۳ من و اشکی کزو جگر ریزد | من و آهی کزو شرر ریزد
من چو گریم دل و جگر نالد | او چو خندد گل و شکر ریزد
گر به بیند یتیمی ما را | آب از دیدهٔ گهر ریزد
می کشد آب چشم من طوفان | دو سه روزی اگر چنین ریزد

---

۱ : یه شعر مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه اشعار مطبوعه میں نہیں -
۳ : اس غزل کے اشعار کی تعداد د ، و اور ہ میں آٹھ ہے -

چکنم آه حکم عشق است این | که ز چشمم دل و جگر ریزد
من ازین دیده سخت بیزارم | تا بکی اشک بی اثر ریزد
می چکد لخت دل ز مژگانم | همچو شاخی کزو ثمر ریزد
طائر قدس آرزو دارد | که بدام تو بال و پر ریزد
هر که سر گرم گریه شد چون شمع | اشک از شام تا سحر ریزد
تیغ برکش که آن مژه تا چند | خون ما را به نیشتر ریزد
۱ من چو گویم لب تو بر رغمم | نمک از خنده بیشتر ریزد
همچو گل دفتر دلم واقف | ۲ به نسیمی ز یک دگر ریزد

۶

۳ آن شوخ ز دلها چه خبر داشته باشد
طفل است ز دنیا چه خبر داشته باشد
از اشک میپرسید که در دل چه خروشست
این قطره ز دریا چه خبر داشته باشد
آورد دل امروز قیامت بسر من
تا از غم فردا چه خبر داشته باشد
ناصح که کند منع من از رندی و مستی
پیداست کزینها چه خبر داشته باشد
آن کس که بود بی خبر از مذهب ترسا
از زلف چلیپا چه خبر داشته باشد
۴ در خواب ندید آنکه شبی جلوهٔ یوسف
از حال زلیخا چه خبر داشته باشد
۵ از شور جنون آنکه گریبان نکند چاک
از دامن صحرا چه خبر داشته باشد
دل در بر من همچو جرس میطپد امروز
زان رهزن دین تا چه خبر داشته باشد

---

۱ : یه شعر مطبوعه میں ہے -
۲ : ہ میں یه مصرع حسب ذیل ہے : چون ورقها ز یکدگر ریزد
۳ : و اور مطبوعه میں تعداد اشعار نو ہے -
۴ : یه شعر و اور مطبوعه میں ہے - ۵ : یه دو شعر ا میں نہیں -

بسیار سراسیمه رسد اشک تو واقف
از حال دل آیا چه خبر داشته باشد

۷

۱ آن درد که بی دوا نباشد در شهر مسیح ما نباشد
بر درگه یار خسته‌ای هست یاران دل زار ما نباشد
آمد برم آن بلند بالا می ترسم ازو بلا نباشد
ای دل با زلف او میاویز ای بی خبر اژدها نباشد
جای که بود زلف زنجیر دیوانه کسی چرا نباشد
از تیر جفا کناره کردن در کیش وفا روا نباشد
۲ از عالم کبریا چه پرسی آنجا برو و بیا نباشد
۳ در شهر که حکم غمزهٔ اوست این جور و جفا چرا نباشد
۴ بگذار بمدعی نشیند یاری که بمدعا نباشد
گفتم که تو بیوفا چرایی گفتا گل را وفا نباشد
باغ است و ۵ بهشت بی دماغان جاییکه یک آشنا نباشد
آیینه اگر شویم واقف او را با ما صفا نباشد

۸

۶ با حسرت من گر دگری هست بگویید
ماتم زده‌ای نوحه گری هست بگویید
در شهر شما چون من بد حال نکویان
سودا زده‌ای در بدری هست بگویید
هم رنگ به آن لاله که از تربت من رست
دل سوخته‌ای خونین جگری هست بگویید
۷ پرسید که از شیون یعقوب عزیزان
درمانده بدرد پسری هست بگویید
احوال من خسته اگر یار بپرسد
بر بستر غم محتضری هست بگویید

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ د میں تعداد اشعار دس ہے ۔
۲ : یہ شعر ا اور ب میں ہے ۔ ۳ : یہ شعر د ، و اور ہ میں ہے ۔
۴ : یہ دو شعر صرف د میں ہیں ۔ ۵ : و عاطفہ صرف و میں ہے ۔
۶ : ب ، د ، اور ہ میں ایک شعر زائد ہے ۔ ۷ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔

زان باده که صد شیشه‌ی ناموس شکسته
در شیشه حریفان قدری هست بگویید
از دیدهٔ خود آب دهم نخل وفا را
گر زانکه امید ثمری هست بگویید
۳ خون دل ما میچکد از زلف سیاهش
زین گونه اگر مشک تری هست بگویید
ویران شده صد شهر ز سیلاب سرشکم
در دهر چنین چشم تری هست بگویید
در کوچه‌ی آن زلف نشان دل **واقف**
آشفته و شوریده سری هست بگویید

۹

۱ دل ز من رفت و بزلف یار ماند — شد گرفتار بلا ناچار ماند
آمدی غم رفت از خاطر ولی — کم نشستی حسرت بسیار ماند
تاری از گیسو نه بخشیدی بمن — کافر عشق تو بی زنار ماند
آخر از گرد کسادی خاک شد — جنس ما از بس درین بازار ماند
دیگری چاکم زند در پیرهن — بی تو دست من ز بس از کار ماند
از چمن رفتی و هر گل را جدا — حسرت آن گوشهٔ دستار ماند
بسکه ناسازی مرا ننواختی — نغمه های حسرتم در تار ماند
تیر او ننشسته رفت از پهلویم — چشم حسرت باز چون سوفار ماند
ما بهر حالت بمسجد آمدیم — لیک دل در خانهٔ خمار ماند
۲ وصل تو یک آب خوردن هم نبود — چشم من لب تشنه‌ی دیدار ماند
کس خریدارش نشد در عهد تو — گل گریبان چاک در گلزار ماند
باد بر آسودگان یا رب حرام — بستر و بالین کزین بیمار ماند
صورت دیوار شد در کوی تو — **واقف** از بس پشت هردیوار ماند

۱۰

۳ به بی سامانی از من نیز کاری میتواند شد
سری دارم که خاک پای یاری میتواند شد
۴ نمیگویم ز من در عشق کاری میتواند شد
دلی دارم که عید دل شکاری میتواند شد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یہ تین اشعار ا ، ب میں نہیں -
۳ : یہ غزل ب ، د میں نہیں - ۴ : مطلع دوم ا میں نہیں -

دل من از گلستان رخ او نسخه‌ای دارد
که هر بابی ازان فصل بهاری میتواند شد
۱ من دیوانه چندین جمع کردم سنگ طفلان را
که گر بر گرد خود چینم حصاری میتواند شد
ندارم گرچه رنگی از قبول این بسکه خون من
سرانگشت خدنگش را نگاری میتواند شد
ازان لبهای میگون گرچه خط برداشت کیفیت
هنوز از بوسه اش رفع خماری میتواند شد
باین دستار در شیخانه زاهد بار کی یابی
اگر از سر نهی این بار باری میتواند شد
صبا در چشم مردم میکشی خاک در او را
مرا هم گر به بخشی سرمه واری میتواند شد
چنین گر قطره های خون مرا در دل گره گردد
برای چشم بیمارت اناری میتواند شد
۲ مناسب نیست ای برق اینقدرها پیچ وتاب از تو
که کار خرمن ما از شراری میتواند شد
۳ نشست از خاک من تا گرد بر روی تو دانستم
که خواری رفته رفته اعتباری میتواند شد
کمان ابرو تامل چیست سر ده ناوک نازی
هلاک بنده در گذر و گذاری میتواند شد
خدا را رو مگردانید خوبان زین دل حیران
که در بزم شما آیینه داری میتواند شد
ندارد گرچه اصلی وعدهٔ آن بیوفا لیکن
تسلی گونه ای امیدواری میتواند شد
چرا ای ناله شور افگنده‌ای در سر زمین دل
برو بر آسمان گر از تو کاری میتواند شد

---

۱ : تیسرا اور چوتھا شعر ا میں ہے۔
۲ : نواں ، گیارھواں اور پندرھواں شعر مطبوعہ میں نہیں ۔
۳ : ا میں یہ مصرع حسب ذیل ہے :
نشست از خاطر ما گرد بر روی تو دانستم

چه شد گر در دل او گریه ام را نیست تاثیری
کزو فی الجمله تسکین بخاری میتواند شد
بروز وصل **واقف** از خدا بسط زمان خواهم
که روز از قدرت او روزگاری میتواند شد

۱۱

در کشور تو درد بدرمان نمی رسد
یک سر درین دیار بسامان نمی رسد
ما را درازی شب هجر تو داغ کرد
صد شمع سوختیم بپایان نمی رسد
صبح بهار گرچه بود دلکشا ولی
هرگز بفیض چاک گریبان نمی رسد
زین تیره روز تا سر مویی بجا بود
آشفتگی بطرهٔ خوبان نمی رسد
با زلف یار بسکه درست است نسبتش
هیچ آفتی به بخت پریشان نمی رسد
مردم ز ننگ زندگی ای وای چون کنم
زین جان ناتوان که بجانان نمی رسد
ای دست شوق پاره ای انصاف لازم است
تا جیب هست چاک بداماں نمی رسد
از بهر خویش آیینه ها ساخت حسن دوست
دیدم یکی بحضرت انسان نمی رسد
۱ زخمی ربوده ام ز تو لیکن ز مفلسی
داغم که دست من به نمکدان نمی رسد
واقف ز آه بی سر و سامان ما مپرس
جای چو تیر بی پر و پیکان نمی رسد

۱۲

۲ بر در یار شور نتوان کرد جای زاریست زور نتوان کرد
باید از خود خدای را جستن راه نزدیک دور نتوان کرد

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : مطبوعه میں یه غزل نہیں -

۱ آن پری طبع نازکی دارد | پیش او وصف حور نتوان کرد
گر جفا کرد یار حور سرشت | در محبت قصور نتوان کرد
کی توان شد بخلوت ای زاهد | زنده خود را بگور نتوان کرد
پیش او عیب از رقیب مکن | خاطرش بی حضور نتوان کرد
عمر زخمم چه بی نمک بگذشت | چاره‌ی بخت شور نتوان کرد
عشق نزدیک عقل من هنراست | از خود این عیب دور نتوان کرد
چکنم خلق در تو می نگرند | چشم یک شهر کور نتوان کرد
عاشقی محنتی است ایوبی | با دل ناصبور نتوان کرد
۲ طرفه رسمی است در ولایت عشق | جز بناسور سور نتوان کرد
۳ بی لبت چارهٔ خمار مرا | بشراب طهور نتوان کرد
سفر از کوی او ز جور رقیب | گر شود هم ضرور نتوان کرد
دولت حسن نیست پاینده | این قدرها غرور نتوان کرد
بی تو از آب دیدهٔ **واقف** | جز بکشتی عبور نتوان کرد

۱۳

ازین کز بخت ناسازم بمن جانان نمی سازد
سرم با تن نمی سازد تنم با جان نمی سازد
باین ناسازی طالع چه سازم آه حیرانم
که گر سگ بر درش سازد بمن‌درمان نمی سازد
ز تعمیر دل ویران من ای پند گو بگذر
نمی سازد بمن ای خانه آبادان نمی سازد
مرا باید ز صحرای جنون هم آن طرف رفتن
که پایم هرزه گرد افتاد با دامان نمی سازد
خدا را سایه‌ی خود ای هما بردار از فرقم
سر شوریده‌ی دارم که با سامان نمی سازد
عزیزان در فراق یوسفی همدرد یعقوبم
مرا جای بغیر از کلبهٔ احزان نمی سازد
رسد تا بر لب ما خنده همچو زخم خون گردد
بما خونین دلان هرگز لب خندان نمی سازد

---

۱ : تیسرا ، چوتھا اور پانچواں شعر د میں نہیں -
۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں - ۳ : یہ تین شعر صرف و میں ہیں -

۱ ز ذوق کشته گردیدن کفن پوشیده ام عمری
ولی بیرحم من شمشیر را عریان نمی سازد
مریض عشق او **واقف** مزاج طرفهٔ دارد
بمردن میدهد تن لیک با درمان نمی سازد

۱۴

دور از تو روزگار بمن آنچه خواست کرد
دوران نابکار بمن آنچه خواست کرد
یکبار بار در حرم وصل یافتم
گردون فتنه باز بمن آنچه خواست کرد
نگذاشت آه یک سر مو تاب و طاقتم
آن زلف تابدار بمن آنچه خواست کرد
خالی نمود بر سر من کیش غمزه را
آن چشم دلشکار بمن آنچه خواست کرد
از پا فگند و خست و زد و بست و کشت و سوخت
یار ستم شعار بمن آنچه خواست کرد
۲ مالید و بست دست بخونم نمود رنگ
همچون حنا نگار بمن آنچه خواست کرد
تا خط دمید گرد رخش حال ما مپرس
سودا درین بهار بمن آنچه خواست کرد
راضی بهجر تا نشدم آشتی نکرد
بخت ستیزه کار بمن آنچه خواست کرد
یک روز یار داد بما وعدهٔ وصال
شبهای انتظار بمن آنچه خواست کرد
۳ مرکب دواند و آمد و غارت نمود و رفت
ترکانه آن سوار بمن آنچه خواست کرد
واقف ستم شریکی اغیار یک طرف
انصاف اینکه یار بمن آنچه خواست کرد

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : چھٹا ، ساتواں اور آٹھواں شعر ب اور د میں نہیں -
۳ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -

۱۵

۱ عمر رفت و چشم بختم خفته ماند — غنچهٔ امید من نشگفته ماند
آه از هم ریخت جاروب مژه — کوچهٔ آن نازنین نارفته ماند
او نیامد من فتادم از زبان — یک دو حرفی داشتم ناگفته ماند
سوده شد از شانه کاری دست من — طرهٔ او همچنان آشفته ماند
وا نشد **واقف** دلش یکدم بمن — غنچهٔ امید من نشگفته ماند

۱۶

ترسم که طاقتم ز غم یار کم شود — خون در تنم ز گریه‌ی بسیار کم شود
زخم مرا بدوز زبانی نمی شود — جانان اگر ز زلف تو یک تار کم شود
ازبسکه نرخ بوسه گران کرد لعل یار — نزدیک شد که جوش خریدار کم شود
۲ ای مرگ بهر پرسش احوال ما بیا — باشد که درد این دل بیمار کم شود
یوسف لقای من ز دم سردم الحذر — میترسمت که گرمی بازار کم شود
۳ ای کاش سر زند ز میان تیغ امتحان — تا پیش یار عزت اغیار کم شود
ای دل رسید رونق دیوانگی ترا — کاری مکن که رونق این کار کم شود
واقف بسبحه خواری بسیار کرده‌ای — کافر مشو که عزت زنار کم شود

۱۷

۴ اینک آن سرو روان می آید — اینک آن جان جهان می آید
مژده ای دل آفت طلبم — اینک آن آفت جان می آید
ای کهن پیر محبت خوش باش — اینک آن تازه جوان می آید
ای که مشتاق خدنگ نازی — اینک آن سخت کمان می آید
همچو گل خنده کن ای دل بطرب — اینک آن غنچه دهان می آید
۵ دوستان یوسف یعقوبست این — یا فلان ابن فلان می آید
واقف از بهر خدا مویه مکن — اینک آن موی میان می آید

۱۸

گر چنین اشک بار خواهد شد — دیده ابر بهار خواهد شد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۲ : یکبار بهر پرسش احوال من بیا (د ، و ، ه ، مطبوعه)
۳ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں -
۴ : یه غزل ب اور مطبوعه میں نہیں -
۵ : چھٹا شعر صرف ا میں ہے -

رحم کن ورنه سیل گریهٔ من　　آفت این دیار خواهد شد
جانمن غیر را مزن خنجر　　سینهٔ من فگار خواهد شد
۱ مطرب این رنگ اگر نوازد تار　　جامه‌ها تار تار خواهد شد
داغ او را چرا دهم از دست　　که چراغ مزار خواهد شد
قامتش را بچشم کم منگر　　فتنهٔ روزگار خواهد شد
بعد مردن ز یمن داغ کسی　　تربتم لاله زار خواهد شد
۲ وعدهٔ وصل میدهی لیکن　　کارم از انتظار خواهد شد
دل نخواهد ز چشم او جان برد　　گریه آهو سوار خواهد شد
کار دنیا چه میکنی واقف　　آخر این کار بار خواهد شد

۱۹

۳ در کوی تو دیوانه بدیوانه نسازد
در بزم تو پروانه به پروانه نسازد
مهجور تو هرگز نه نشیند بگل و سرو
مخمور تو با شیشه و پیمانه نسازد
همسایه بارباب مصیبت نتوان شد
تیر تو از آن پهلوی دل خانه نسازد
آمد شد پنهان خیال تو پری وار
دل را چه هم خیالست که دیوانه نسازد
از پهلوی جان گر بگریزد عجبی نیست
دیوانه دل من که بجانانه نسازد
رم می کند از دشت بسودای تو مجنون
در عشق تو لیلی بسیه خانه نسازد
۵ سودا زده ام ساخته غمگین دل صد چاک
آشفته‌ی زلفیست که با شانه نسازد

---

۱ : و اور مطبوعه میں یه مصرع حسب ذیل هے :
مطرب این رنگ گر نوا سازد
۲ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں - 　　۳ : د میں یه غزل نہیں -
۴ : سب نسخوں میں خیال هی مذکور هے -
لیکن تقاضای مقام یه هے - که 'مجال' هو -
۵ : یه شعر صرف مطبوعه میں هے -

غیر از دل واقف که به تنگ است ز دنیا
دیوانه ندیدم که بویرانه نسازد

۲۰

تا خیال زلف جانان برنخورد — دیده از خواب پریشان برنخورد
خشکی طالع تری کرد ای دریغ — کشتی طاقت بطوفان برنخورد
برنخورد از نخل عمر خویشتن — هر که با سیب زنخدان برنخورد
۱ در گذرگاه خدنگ او دلم — رفت‌وبرگشت و به پیکان برنخورد
در بیابان پای من بسیار گشت — حیف با خار مغیلان برنخورد
شور بختی های دل بنگر که او — زخم خورد و با نمکدان برنخورد
بر دل دیوانه رحم آمد مرا — عمر بگذشت و بطفلان برنخورد
بخت برگردیده دارم زان بمن — دلبر برگشته مژگان برنخورد
واقف دیوانه را جستم بسی — هیچ جای خانه ویران برنخورد

۲۱

۲ رسید غم بسرم بیخبر چه خواهم کرد
باشک شام و بآه سحر چه خواهم کرد
تو هم بحضرت او می روی چه میدانی
که من ز رشک تو ای نامه بر چه خواهم کرد
ز درد دوری آن نور دیده چون یعقوب
۳ جز اینکه اشک ببارم دگر چه خواهم کرد
در انتظار نشستم بآستانهٔ یار
اگر ز خانه نیاید بدر چه خواهم کرد
ز اضطراب محبت که میکنم پنهان
اگر ز سینه دل افتد بدر چه خواهم کرد
۴ ز رشک خواری اغیار میخورم دل خویش
شوند پیش تو گر معتبر چه خواهم

---

۱ : چوتھا ، پانچواں اور چھٹا شعر ہ میں نہیں - ۲ : د میں یہ غزل نہیں -
۳ : ا کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ مصرع حسب ذیل آیا ہے :
اگر دو دیده نبارم دگرچه خواهم کرد
۴ : یہ دو شعر ا اور ب میں نہیں -

بحیرتم که باین دست و دل برفته ز کار
تو ناگهان چو در آیی ز در چه خواهم کرد
اگر بجنگ دل کافرش زدم واقف
بنالهٔ که ندارد اثر چه خواهم کرد

۲۲

می بری دل را و دانم کز نظر خواهی فگند
از نظر خواهی فگند و در بدر خواهی فگند
ثبت سازم سرنوشت خویش بر لوح مزار
گر بدانم بر سر خاکم گذر خواهی فگند
ای پسر از شعلهٔ حسن تو روشن شد مرا
کآتش اندر دودمان بوالبشر خواهی فگند
در پی من گر چنین خواهی فتاد ای سوز عشق
صد بیابانم ز مجنون بیشتر خواهی فگند
گر چنین طاقت ربا خواهی شد از تاب کمر
کوه تمکین بتان را از کمر خواهی فگند
ای کمان ابرو بجنگ واقف از شوخی مرو
پیش تیر آه او ورنه سپر خواهی فگند

۲۳

۱ یار چون از نظرم می گذرد — ناوکی از جگرم می گذرد
منم آن سوخته مزرع که سحاب — اشک ریزان بسرم می گذرد
تا دمی از من مسکین باقیست — تیغ او کی ز سرم می گذرد
آه صیاد نمی دانی آه — که چه بر مشت پرم می گذرد
بعد عمری که رسد بر سر من — سوی او تا نگرم می گذرد
نیست بر مردم بیدرد عیان — آنچه بر چشم ترم می گذرد
واقف ازحسرت خاک دردوست — آب حسرت ز سرم می گذرد

۲۴

۲ ز دل پهلو تهی کردم که الفت را نمی شاید
بلی هر کس که شد دیوانه صحبت را نمی شاید

۱ : یه غزل صرف ا ، ب میں ہے -
۲ : یه غزل د میں نہیں -

برای پرسش احوال من گاهی نمی آیی
دل بیمار من شاید عبادت را نمی شاید
نیفگندی سرشک از چشم روزی بر مزار من
کف خاکم مگر باران رحمت را نمی شاید
تکلف بر طرف بسیار دیدم اهل عالم را
چه جای دوستی یک کس عداوت را نمی شاید
بشهر دلبران جنس وفا را چون برم یا رب
متاع کاسدی دارم تجارت را نمی شاید
نگردم مانع طفل سرشک از کوچه گردیها
که چون فرزند ابتر شد نصیحت را نمی شاید
۱ چو کشتی بوالهوس را بر سر خاکش مرو جانان
که بی عشق آنکه می میرد زیارت را نمی شاید
خیالش از دلم ننشسته بیرون می رود واقف
مگر این خانه یک دم استراحت را نمی شاید

۲۵

۲ سرم مرهون سودای تو باشد — دلم ممنون غمهای تو باشد
اجل گرید بحال دزدمندی — که محتاج مداوای تو باشد
ندارد هیچ کس پروای محشر — دران کشور که غوغای تو باشد
رقیبم قصد جان ناتوان کرد — بجان منت گر ایمای تو باشد
دلم بسیار میگردد بگردت — بلا گردان بالای تو باشد
چه بالا خانه عالی باشد آن بیت — که در وی وصف بالای تو باشد
۳ بمصر حسن هر جا یوسفی هست — غلام روی زیبای تو باشد
بجان آمد دل از آمد شد غیر — چه خوش باشد اگر جای تو باشد
دل خود را بزندان چند دارم — رها کردم که رسوای تو باشد
مرا دشنام داد آن شوخ واقف — ز تاثیر دعاهای تو باشد

۲۶

۴ گر نیم عاشق جهان بر من چنین تنگ از چه شد
نام من اهل جهان را باعث ننگ از چه شد

---

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں - ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه تین شعر ا ، ب میں نہیں ہیں - ۴ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

قطرهٔ ۱ خونی که نامش از ازل دل کرده اند
سخت حیرانم که در پهلوی او سنگ از چه شد
گر نه آتش در جگر افتاد دود آه چیست
گرنه خون گردید دل اشکم باین رنگ ازچه شد
من که از آوارگی یک جا نمی کردم قرار
بر سر کوی تو پای من چنین لنگ از چه شد
باوجود آنکه چشمش چون دهانش تنگ نیست
بر سر یک بوسه **واقف** با منش جنگ ازچه شد

۴۷

۲ با من آن ماه مهربان گردید — بر مراد من آسمان گردید
نبرد نامم آنکه بر نامش — روز اول مرا زبان گردید
پا ز پرکار تا نیفتاده است — گرد آن شوخ میتوان گردید
سبک از تن سر مرا بردار — بی تو بر دوش من گران گردید
دل پی جستجوی تیر کسی — رفت چندانکه بی نشان گردید
پرده برداشت تا ز رخ آن ماه — پردهٔ طاقتم کتان گردید
تا گذشتی سوار از نظرم — اشک من مطلق العنان گردید
قامتم راست بود همچو تیر — از غم ابرویش کمان گردید
دل و جان صرف خدمتش کردم — تا غم یار مهربان گردید
۳ در هوای همای ناوک یار — پیکرم مشت استخوان گردید
آن قدر لطف دیدم از صیاد — که قفس بر من آشیان گردید
۴ پیش پیر مغان عجب آبی است — پیر اگر خورد ازو جوان گردید
دل ز دنبال او ز پا افتاد — باتوان رفت و ناتوان گردید
۵ گفتمش راحت دل و جان شو — آفت دل وبال جان گردید
۶ راست از خانهٔ کمان **واقف** — تیر او سوی من روان گردید

---

۱ : خونین (و) -
۲ : یه غزل مطبوعه میں بھی ہے -
۳ : یه دو شعر ا میں نہیں -
۴ : یه دو شعر صرف د میں ہیں -
۵ : یه شعر صرف د میں ہے -
۶ : مقطع باقی نسخوں میں حسب ذیل ہے :
مددی کرد طالعم واقف — با من آنماه مهربان گردید

۲۸

روزی از روی تو من قطع نظر خواهم کرد
مهر دیرینه ازین سینه بدر خواهم کرد
تا بکی شام غریبان ز تو روشن بینم
کارت ای شمع بیک آه سحر خواهم کرد
داغم از عمر که دادم بهوایت برباد
گر دهد مرگ امان خاک بسر خواهم کرد
تیره احوال و پریشان ز درت خواهم رفت
پیش هر کس گله از زلف تو سر خواهم کرد
تا چون من کس نخورد از رخ تو بازی را
با حریفان ز دغای تو خبر خواهم کرد
پر مکدر شدم ای سخت کمان در نظرت
پیش تیر دگری سینه سپر خواهم کرد
گرچه دوری ز تو زهریست هلاهل لیکن
بر خود این زهر گوارا چو شکر خواهم کرد
بعد ازین گر هوس عاشقیم خواهد بود
ناز برداری معشوق دگر خواهم کرد
بخت بد باز بکوی تو گر آورد مرا
بی نیازانه ز پیش تو گذر خواهم کرد
گل نخواهم پس ازین پیش مشام آوردن
یعنی از بوی تو بسیار حذر خواهم کرد
سخت کاریست صبوری ز عقیقت لیکن
من لب تشنه درین کار جگر خواهم کرد
خشک لب می روم اینک ز درت واقف باش
پیش هر کس به تظلم مژه تر خواهم کرد

۲۹

۱ تاب جور و جفا که می آرد		جز دل مبتلا که می آرد
گر ندارد سری بزلف تو دل		بر سرم این بلا که می آرد

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں

دیده مشتاق خاک پای کسی است — بمن این توتیا که می آرد
خبر دل که گشته دشمن کام — دوستان از شما که می آرد
۱ برگ عیشی ازان نهال بهشت — بهر این بینوا که می آرد
پیش او نام ما کسی نبرد — نامهٔ او بما که می آرد
واقف از رنج هجر می میرد — هان نوید شفا که می آرد

۳۰

۲ اگر در آتش شوقش سپندم آفرین گوید
توقع نیست کان نادردمندم آفرین گوید
تو گوشی گر بفریاد من بی برگ اندازی
چنان نالم که نی از بند بندم آفرین گوید
کنم فکر بلندی در ادای وصف بالایش
باندازیکه آن بالا بلندم آفرین گوید
مرا ناصح ملامت میکند لیکن عجب نبود
که چون روی تو بیند جای پندم آفرین گوید
چنان تن در دهم از یاد زلفت با گرفتاری ۳
که دام احسنت خوان گردد کمندم آفرین گوید
۴ دگر تسلیم قصاب غم او میکنم خود را
چنان کز هر سر مو گوسفندم آفرین گوید
چه‌مشکل ها که آسان کرده‌ام بر خویشتن واقف
ولی مشکل که آن مشکل پسندم آفرین گوید

۳۱

یار از من مبتلا گریزد — زانسان که کس از بلا گریزد
۵ از دست تو دل کجا گریزد — مشکل که شکسته پا گریزد
پابند شود بزلف خوبان — آن کس که ز اژدها گریزد
افتاد رقیب در پی ما — از مرگ کسی کجا گریزد
شوخی که بلای جان ما شد — از سایه‌ی او بلا گریزد
از دست تو دل بجان رسیده است — بگذار ز دست تا گریزد

---

۱ : یه دو شعر صرف د میں ھیں ۔ — ۲ : یه غزل د میں نہیں ۔
۳ : پریشانی (ب)۔ — ۴ یه شعر ا ، ب میں نہیں ۔
۵ : دوسرا ، تیسرا ، آٹھواں اور نواں شعر صرف ا اور ب میں ہے ۔

گر تیغ علم کنی بشوخی　بیگانه و آشنا گریزد
طوفان سرشک من گر اینست　آبادی ازین سرا گریزد
مقدور نشد گر این سعادت　در سایه‌ی مرتضی گریزد
۱ غیر از دل دردمند ما نیست　بیمار که از دوا گریزد
۲ واقف از آفتاب محشر　در سایه‌ی مصطفی گریزد

۳۲

سروی نگشته بود درین گلستان بلند
روزیکه بود نام قدت در جهان بلند
هر کس سری کشد ز زمینی بروز حشر
خواهد شدن غبارم ازان آستان بلند
روشن نگشت بر تو تب جانگداز من
چون شمع گرچه شعله شد از استخوان بلند
آن آتشی که گل زده در جان عندلیب
روزی شود ز خار و خس آشیان بلند
اشکی ز درد مردن ما بر زمین نریخت
آهی نشد بماتم ما بیکسان بلند
جز آه حسرتی که ز عمر گذشته ماند
دودی نشد ز آتش این کاروان بلند
کوته نگشت دست تعدی باغبان
هر چند بست بلبل ما آشیان بلند
۳ کر ساخته است گوش تو ای گل غرور حسن
شیون نمی کنند عبث بلبلان بلند
۴ پیرم ز زندگانی خود سیر گشته ام
تیغی مکن بکشتن من ای جوان بلند

---

۱ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔
۲ : نویں شعر اور مقطع کے دوسرے مصرع میں بالکل معمولی فرق ہے ۔ چونکہ یہ شعر اور کسی نسخے میں نہیں ۔ اس لئے تصحیح کی کوئی صورت نہیں نکل سکی ۔
۳ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔　۴ : یہ شعر صرف د اور مطبوعہ میں ہے ۔

انجام لاف نیست بغیر از فسردگی
واقف بسان شعله نسازی زبان بلند

۳۳

۱ آن را که قدم ز سر نباشد / در کوی شما گذر نباشد
مانند تو ای پسر چراغی / در دوده‌ی بوالبشر نباشد
گفتی که فلان چه حال داری / حالی که ازان بتر نباشد
آزاده شوم ز دام غم ها / آن روز که بال و پر نباشد
خواهم بتو درد دل بگویم / گر موجب درد سر نباشد
این رنگ نداشت پیش ازین اشک / ای دوست به بین جگر نباشد
روزی برسم به خوبروی / این طالع زشت اگر نباشد
چون اشک بچشم ما نتابد / آن طفل که سیم بر نباشد
۲ ای اشک بروی من دویدی / طفلی ز تو شوختر نباشد
یک بوسه ز لعل او نخوردیم / در قسمت ما مگر نباشد
ایمن نرود مسافر عشق / این راه که بی خطر نباشد
شب گریه‌ی زار کرد **واقف** / امید که بی اثر نباشد

۳۴

بسرت می خورد جفا سوگند / بسرم می خورد وفا سوگند
تشنه‌ی تیغ آبدار تو ام / بشهیدان کربلا سوگند
نه هراسد دلم ز تیغ جفا / بجگرداری وفا سوگند
چند خواهی دروغ بافی کرد / تا بکی وعده تا کجا سوگند
وا کنم از لب تو دشنامی / بزبردستی دعا سوگند
کرد بیگانه چشمت از خویشم / بنگه های آشنا سوگند
وعده را تو وفا نخواهی کرد / می خوری بی وفا چرا سوگند
شده ناسور زخمهای دلم / بسر زلف مشک سا سوگند
همچو تو شوخ میرزای نیست / بتو ای شوخ میرزا سوگند
کم مدان مشت استخوان مرا / که باو میخورد هما سوگند

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ تین شعر ا ، ب میں نہیں -

۱ بس کن ای دل ز می پرستیها	بخدا میدهم ترا سوگند
واقف از حال دل چه می پرسی	دل بدادم به دلربا سوگند

۳۵

۲ ز هر کسی بجهان یادگار می ماند
بکوی یار ز ما هم غبار می ماند
نظر بلاله ز گل بیشتر ازان دارم
که پاره‌ای بدل داغدار می ماند
ز دیده می روی و زین دل گداخته ام
دو اشک بر مژه ها در کنار می ماند
تو آمدی و دل از سر گرفت سودا را
که روز وصل بفصل بهار می ماند
غمین مباش که گر زرد شد گل رویت
همیشه رنگ کسی بر قرار می ماند
کنند روز مرا تیره تر ز شب خوبان
باین وطیره اگر روزگار می ماند
۳ ز دستبرد پریشانی و سیه بختی
چو زلف از بدنم تار تار می ماند
بیا به پرسش من ورنه بعد ساعت چند
نه من نه شوق تو نی انتظار می ماند
بدور چشم تو یک دم ندید آسایش
دلم بهمدم بیمار دار می ماند
۴ بزلف تو که بود کوچه‌ی پریشانی
ز دل بپرس برای چه کار می ماند
ازین که غیر به بزم تو بار یافته است
همیشه خاطر من زیر بار می ماند
شبی بکلبه‌ی واقف چرا نمی آیی
که از برای تو زار و نزار می ماند

۱ : یہ شعر ا اور ب میں نہیں ۔ ۲ : یہ غزل د میں نہیں ۔
۳ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے ۔ ۴ : یہ دو شعر ا ، ب اور ہ میں نہیں ۔

۳۶

۱ ساختی با غیر غیرت را چه شد — سوختی جانم مروت را چه شد
نو گل من می نشینی با خسان — نازکی های طبیعت را چه شد
گوشه گیران را نمی آری بیاد — گوشه‌ی چشم عنایت را چه شد
می کنی دندان زنی با این گدا — ای سگ یار آدمیت را چه شد
سخت می لرزد چراغ من بخویش — سایه‌ی دست حمایت را چه شد
من ازو چشم حمایت داشتم — بر تغافل زد حموت را چه شد
هر کمالی را زوالی گفته اند — محنت از حد رفت راحت را چه شد
حرص و درد و داغ پیدا کرده‌ای — خیر باد ای دل قناعت را چه شد
این همه بیگانه گردیدن۲ چراست — آشنایان حق صحبت را چه شد
فتنهٔ خوش قامتان از حد گذشت — دیر می آید قیامت را چه شد
در دل او آه من کاری نکرد — آه تاثیر محبت را چه شد
۳ خاک گشتم دامن افشاندی ز من — ۴ بیمروت مر محبت را چه شد
در طریق عشق تنها مانده ام — آه یاران طریقت را چه شد
میدهی پندم نصیحت میکنی — ناصح آداب نصیحت را چه شد
درد دل واقف بگو با او بگو — پیش‌ازان گویی که فرصت‌را چه شد

۳۷

۵ اشکم بسر دویده بمجبوب می رسد
هر کس بلی بسعی بمطلوب می رسد
از دیده رود نیل زلیخا روان نمود
لیکن کجا بگریهٔ یعقوب می رسد
او گرچه پهلویم نه نشیند بحکم ناز
تیرش ولی بدرد دلم خوب می رسد
زین سان که کوتهی بگریبان من کند
دستم کجا به دامن مطلوب می رسد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : بداست (ب) -
۳ : یه تین شعر ا ، ب میں نہیں - ۴ : د میں یه مصرع حسب ذیل هے -
بی مروت مرد محنت را چه شد
و میں مزد محنت هے -
۵ : یه غزل د میں نہین -

شکر خدا که روزی مجنون ما ز غیب
گه سنگ گاه خشت و گهی چوب می رسد
ما را ز درد دوری طاقت گداز او
آن محنتی که مانده ز ایوب می رسد
واقف مگو که قاصد جانان درنگ کرد
گر هست سرنوشت تو مکتوب می رسد

۳۸

۱ گر به من شب گذرانی چه شود — چه شود آه فلانی چه شود
تو که هرگز نکنی دلداری — گر ز کس دل نستانی چه شود
من گرفتم که دلت با من نیست — گر کنی لطف زبانی چه شود
جان بلب آمده از شوق لبت — لب بلب گر برسانی چه شود
آنچه بر من ز غمت می گذرد — گر بخاطر گذرانی چه شود
در رکاب تو عزیزان هستند — گر فرس تند نرانی چه شود
گر کنی دیدهٔ ما را روشن — چه شود یوسف ثانی چه شود
بی تو در بند بلا افتادم — بنده را گر برهانی چه شود
دل مکدر شده ای دیده اگر — دو سه اشکی بفشانی چه شود
خواهم استاده به پیشت سوزم — شمع را گر نه نشانی چه شود
واقف آزرده دلم گر غزلی — از ره لطف بخوانی چه شود

۳۹

۲ یار از در چو درآمد گله‌ها برهم خورد
در دل از جوش طرب آبلها برهم خورد
سفر وادی خونخوار محبت مکنید
که درین دشت بلا قافلها برهم خورد
به سفر رفتی و خوبان همه گیسو کندند
در فراق تو عجب سلسله‌ها برهم خورد

---

۱ : یہ غزل صرف ا ، ب اور مطبوعہ میں ہے ۔ آخرالذکر میں مقطع حسب ذیل آیا ہے :

گر کنی دیدہ‌ی واقف روشن — چه شود یوسف ثانی چه شود

یہی شعر ا ، ب میں تھوڑی سی تبدیلی سے غزل کا ساتواں شعر واقع ہوا ہے ۔
۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ہ میں ردیف برهم خورد کی بجائے برهم زد ہے ۔

از طپش های غمت شد دل معمور خراب
آه ازین شهر که از زلزله‌ها برهم خورد
واقف از یار دل ما گله ها داشت ولی
یار از در چو درآمد گله‌ها برهم خورد

۴۰

گر کنی جور و جفا می زیبد ورکنی مهر و وفا می زیبد
عشوه و ناز و ادا می زیبد بتو ای شوخ چها می زیبد
راست گو سرو کدامی چمنی بتو هر رنگ قبا می زیبد
پای بوس تو اگر دست دهد خون ما را چو حنا می زیبد
شش جهت آیینهٔ جلوهٔ اوست خود نمایی بخدا می زیبد
سرو از رشک شما جامه گذاشت جامه زیبی بشما می زیبد
مهر خورشید بمحضر داری دعوی حسن ترا می زیبد
خوی بد چون تو نکو روی را حاش لله ز کجا می زیبد
همچو من گلشن رخسار ترا بلبل نغمه سرا می زیبد
۱ قد رعنا رخ زیبا داری بتو این ناز و ادا می زیبد
شد نیازم چو قبولش واقف گر کنم ناز مرا می زیبد

۴۱

۲ من کیم تا آن قد رعنا بفریادم رسد
مصرعی از عالم بالا بفریادم رسد
خوش بفریاد آمدم از درد تنهایی دگر
وه چه خوش باشد گر او تنها بفریادم رسد
سردی دوران مرا افسرده دارد کاشکی
آتشین روی درین سرما بفریادم رسد
میتوانم داد داد پیشهٔ دیوانگی
روح مجنون گر درین صحرا بفریادم رسد
صورت حالم ز هجرانش بسی گردیده زشت
او مگر با چهرهٔ زیبا بفریادم رسد

---

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : د میں یہ غزل نہیں -

دست نتوانم زدن در زلف جانان از ادب
می کنم گستاخی ار سودا بفریادم رسد
منکه ننگ دودهٔ آدم شدم از ناکسی
جز سگ کویش که در شبها بفریادم رسد
۱ شور زاغان کاهش جان شد درین باغم کجاست
بلبلی کز صوت روح افزا بفریادم رسد
چون سپندم فرصت یک ناله واقف بیش نیست
کارم آخر می شود تا کس بفریادم رسد

۴۲

خسته‌اش کی ناز درمان میکشد — دست از دست طبیبان میکشد
من بیادش میکشم خط بر زمین — او بنامم خط نسیان میکشد
چشم او را کفر و دین منظور نیست — تیغ بر گبر و مسلمان میکشد
ای که کارم مشکل است از دست او — دامن از دستم چه آسان میکشد
گریهٔ ما را بچشم کم مبین — عاقبت کارش بطوفان میکشد
گریه ام روزی ز دستت همچو سیل — سر بداماں بیابان میکشد
نوبت تصویر زلفش چون رسد — از ادب نقاش لرزان میکشد
۲ ای صبا با یوسف مصری بگو — انتظارت پیر کنعان میکشد
میکند انداز جستن از برم — اینکه دل هر لحظه میدان میکشد
۳ بلبلم را بسکه خاطر جمع نیست — ناله در گلشن پریشان میکشد
دل کجا زان پنجهٔ مژگان کشید — آنچه از دستم گریبان میکشد
عاقبت واقف بکنج بیکسی — سر بجیب و پا بداماں میکشد

۴۳

۴ بشهر حسن حال ما غریبان را که میپرسد
همه کفر است آنجا اهل ایمان را که میپرسد
نه پردازد کسی با چاک دل در محفل خوبان
درانجا باعث چاک گریبان را که میپرسد

---

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : یه شعر صرف ا ، ب میں ہے -
۳ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں -
۴ : یه غزل د میں نہیں -

بجز تیرش که میجوید نشان استخوان ما
سراغ کشتگان تیغ حرمان را که میپرسد
بکوی خوش نگاهان رفتی ای دل قدر خود دیدی
فرنگست آن دیار آنجا مسلمان را که میپرسد
دل و جان مرا برد است چشم کافرش واقف
اگر دین هم برد آن نامسلمان را که میپرسد

۴۴

۱ سحر یارم بغم خواری خوش آمد | خوش آمد از در یاری خوش آمد
چه‌خوش‌می گفت‌شب درزلف‌او دل | درین دامم گرفتاری خوش آمد
گسستم سبحه را معذور دارید | مرا آن زلف زناری خوش آمد
ز چشمش زهرپاشی گرچه بد نیست | ز لعل او شکرباری خوش آمد
همین بس اعتبارم در عزیزان | که‌در کوی‌توام‌خواری خوش آمد
بقصد خرمن دین و دل من | چو برق آن‌جامه‌زرتاری خوش آمد
ببازاری که جنس غم فروشند | بنقد جان خریداری خوش آمد
۲ لب و چشم تو باشد عذر خواهم | گرم مستی و میخواری خوش آمد
سروکاری به زلف یار دارم | مرا آشفته اطواری خوش آمد
ز زاری هیچگه بیزاریت نیست | مگر واقف ترا زاری خوش آمد

۴۵

جانان نه سر مهر و وفا داشت ندارد
آن گوشهٔ چشمی که بما داشت ندارد
گفتی که دلت صبر ز ما داشته باشد
قربان تو کی داشت کجا داشت ندارد
این بار دل از کوی تو غیرت زده رفته است
چشمی که ز حسرت بقفا داشت ندارد
دیریست که دشنامی ازان لب نشنیدم
لطفی که بارباب دعا داشت ندارد

۱ : مطبوعه میں یه غزل نہیں ـ ۲ : یه اشعار ا ، ب میں نہیں ـ

ناخن ۱ بدل من مزن ای شوخ که اکنون
تار نفسی بود صدا داشت ندارد
بی نکهت گیسوی تو آشفته دماغم
برما گذری باد صبا داشت ندارد
با آه که افتاد ترا کار ندانم
آیینه روی تو صفا داشت ندارد
از ناله و از گریه بدل هیچ نشان نیست
غم خانهٔ من آب و هوا داشت ندارد
۲ برهم شده سر داد مگر زلف تو دل را
دیوانه‌ای زنجیر بپا داشت ندارد
۳ خوبان مکنید این همه اغماض که **واقف**
امید نگاهی ز شما داشت ندارد

۳۷۶

۴ من چگویم که پیامش بدل زار چه کرد
بوی گل آمد و با مرغ گرفتار چه کرد
ای که گفتی که فلانی چه بلا بی جگر است
تو چه دانی که بمن عشق جگر خوار چه کرد
ماجرای شب هجر تو عیانست مپرس
سیل اشکم بنگر با در و دیوار چه کرد
ناله اوراق دلم داد بباد آخرکار
بخت بد بین که بمن یار هوا دار چه کرد
شد فزون درد من از غیر چو حالم پرسید
لب عیسی دم او با من بیمار چه کرد
۵ دل دیوانه که زنجیر ازو می لرزید
خبرم نیست که با طرهٔ دلدار چه کرد

---

۱ : ا ، ب کے علاوہ باقی نسخوں میں یہ مصرع حسب ذیل آیا ہے :
ناخن بدل من مزن ای شوخ که درین ساز
۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں - ۳ : ا میں مقطع مذکور نہیں -
۴ : یہ غزل د میں نہیں - ۵ : یہ تین شعر و اور ہ میں ہیں -

از جگر تا دل من قطره‌ای خونی نگزاشت
دشمن خانگی این چشم تلف کار چه کرد
همنشین چشم تو بی حسن شود از گریه‌ی زار
گر بگویم که بمن حسرت دیدار چه کرد
من چگویم بتو **واقف** ستم روز فراق
روشن است اینکه به بیمار شب تار چه کرد

۴۷

نالە تا جان گداز نتوان کرد | یار را دلنواز نتوان کرد
آب و رنگیست عارض او را | که ز گل امتیاز نتوان کرد
مست نازی سخن نمی شنوی | بتو عرض نیاز نتوان کرد
گله‌ی زلف یار کوته نیست | جز بعمر دراز نتوان کرد
مفلسانیم بهر غارت ما | این همه ترکتاز نتوان کرد
گر نه آید بسوی اهل نیاز | گله زان سرو ناز نتوان کرد
آخر ای شوخ باز پرسی هست | در برویم فراز نتوان کرد
۱ تا منم غیر را به سنگ جفا | جان من سرفراز نتوان کرد
چه بلایی تو ای بلا بالا | که ز تو احتراز نتوان کرد
۲ سوز عشق تو کیمیا سازی است | ترک این سوزوساز نتوان کرد
تا رمق هست شمع سان **واقف** | ترک سوز و گداز نتوان کرد

۴۸

۳ ز بس بدل سخنت جای گیر می آید
سقط بگویی و بس دلپذیر می آید
اگر تو وعدهٔ کشتن دهی اسیران را
به قتلگاه نخستین فقیر می آید
جهان مگر قفس آباد شد که از هر سو
بگوش نالهٔ مرغ اسیر می آید
بخون نه شسته دهن حرف عشق نتوان گفت
مگو که از دهنت بوی شیر می آید

۱ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں ۔ ۲ : یه شعر صرف مطبوعه میں ہے ۔
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں ۔

شبی بخواب من آمد خیال یار و هنوز
ز خاک غمکده بوی عبیر می آید
دراز دستی مژگان او ببین که دلم
بهر کجا که گریزم بگیر می آید
۱ مگر صبا برساند نسیم پیراهن
بشیر ورنه به یعقوب دیر می آید
۲ ببام سرو نشیمن اگر کند قمری
بدیدن تو ز بالا بزیر می آید
کمان فتنه کشیده است ابرویش واقف
برو بگوشه که ناگاه تیر می آید

۴۹

بی تو جان حزین نیاساید — تا دم واپسین نیاساید
هر کجا چون تو آفتی گذرد — مرده زیر زمین نیاساید
بدل و جان‌چه گفته‌ای ای عشق — کان نیارامد این نیاساید
هر که نفرینی از لب او شنید — لبش از آفرین نیاساید
۳ هر که آن خاک آستان دیده‌است — از سجودش زمین نیاساید
۴ بی قراری بنام من شد ختم — نام من در نگین نیاساید
واقف آن‌را که پیشه‌جامه دریست — دست در آستین نیاساید

۵۰

مرا محمل نشین خویشتن چون یاد می آید
جرس آسا دل من سخت در فریاد می آید
دل بی طاقتم چندانکه در فریاد می آید
دل بی رحم جانان بر سر بیداد می آید
تماشای طلسم این جهان در حسرتم دارد
که با چندین خرابی در نظر آباد می آید
۵ خیال قامتش از پا در آرد استقامت را
برد آرام از دل چون قیامت یاد می آید

---

۱ : یہ شعر و اور ہ میں ہے ۔ — ۲ : یہ شعر صرف ہ میں ہے ۔
۳ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔ — ۴ : یہ شعر د اور مطبوعہ میں ہے ۔
۵ : چوتھا ، پانچواں اور چھٹا شعر صرف ا ، ب میں ہے۔

مگر خواهد گرفتن سوز عشقم کوه و صحرا را
که در خوابم گهی مجنون گهی فرهاد می آید
ندانم تا چه آمد بر سر از دستت غریبان را
که از کوی تو دل غمگین و جان ناشاد می آید
۱ هوس کی میتواند شد حریف عشق زورآور
نمی آید ز خسرو آنچه از فرهاد می آید
سراپا گوش گردید است گل از ذوق فریادت
دلی خالی کن ای مرغ چمن صیاد می آید
تو چون تشریف فرمایی بگلشن از در گلشن
باستقبال تو سرو و گل و شمشاد می آید
شدم در نیستی مستغرق از یاد دهان او
مرا از هستی موهوم خود کی یاد می آید
۲ مکدر گو شود جانان نسیمم گو شود دشمن
غبار من بکویش هر چه بادا باد می آید
ز وصلش آنقدر شادیست درغم خانه‌ی واقف
که آنجا عید از بهر مبارک باد می آید

۵۱

۳ با یار که آرمیده باشد — آن کس که ز خود رمیده باشد
دل گشت کباب ز آتش هجر — بوی بتو هم رسیده باشد
معشوق نمی شود بفرمان — گر بنده‌ی زر خریده باشد
دستم بر دل چه می گذاری — بگذار بخون طپیده باشد
در کوی تو حال دل ندانم — کارش بجنون کشیده باشد
۴ مجنون در خواب نیستی رفت — افسانه‌ی من شنیده باشد
روزیکه برآورم سر از خاک — جیب کفنم دریده باشد
۵ داماں تو هر که داد از دست — انگشت بسی گزیده باشد

---

۱ : ذیل کے چار شعر د ، و اوره میں ھیں -
۲ : یه صرف د مطبوعه میں ھے - ۳ : مطبوعه میں یه غزل نهیں -
۴ : یه اور بعد کا شعر صرف ا ، ب میں ھے -
۵ : یه دو شعر ا ، ب میں نهیں -

جانان که بما سخن نگوید — از ما چه سخن شنیده باشد
از ناوک آه خویش واقف — ترسم که باو رسیده باشد

۵۴

۱ نه خط است اینکه ازان چهره برون می آید
نوبهاریست کزو بوی جنون می آید
گر بیاد تو دلم گریه نکرد است آغاز
هایهای که بگوشم ز درون می آید
می رود رقص کنان دل بدم تیغ نگاه
چه جگرداری ازان قطرهٔ خون می آید
گر دهد دست شب وصل بگوشش ۲ گویم
بر سرم آنچه ازین بخت نگون می آید
لاله را کرد چنان شوق رخت بی آرام
که نفس سوخته از خاک برون می آید
نیست سیری ز جفا شوخ مرا همچون شمع
دمبدم بر سر من تشنه‌ی خون می آید
واقف از روی هوس دست دران زلف مزن
که ازین سلسله ام بوی جنون می آید

۵۳

سر بشمشیر قضا باید داد — تن به تسلیم و رضا باید داد
دلبران از دل صد پاره‌ی ما — هر چه مانده است بجا باید داد
خون دل را بقدح باید ریخت — بغم و درد صلا باید داد
چند بیکار نشینم بر تو — رخصت گریه مرا باید داد
گر بخوبان ندهم دل ناصح — خود بفرمای کرا باید داد
چون وفا نیست ترا یک سر مو — وعدهٔ وصل چرا باید داد
کرده پابند نگاری چون تو — بوسه بر دست حنا باید داد
شمع سان در نظر یار ای دل — هستی خود بفنا باید داد

---

۱ : یه غزل د میں نہیں -
۲ : به زلفت (ہ ، و مطبوعه) - یه نسخه قابل ترجیح ہے -

گذری کن بسر تربت ما خون بہای شہدا باید داد
خاک گشتم بہواداری یار این خبر را بصبا باید داد
بس کن ای مرغ گلستان بس کن نوبت ناله بما باید داد
۱ آخر ای گریه خدا را رحمی فرصت حرف مرا باید داد
کرده بیمار غمت واقف را بوسه‌ای بہر ۲ دوا باید داد

۵۴

که بتاب جلوهٔ آن سرخ پوش می آرد
که خون دیده‌ی دل را بجوش می آرد
زهجر گل اگر این است شیوه‌ی بلبل
قیامتی بسر گل فروش می آرد
ببین چه جلوهٔ مستانه آن پسر دارد
که خون دختر رز را بجوش می آرد
۳ بحق گل دگر ای عندلیب ناله مکن
که غیرت تو مرا در خروش می آرد
چه پرسی از دل محنت کشم که در کویش
همیشه نعش امیدی بدوش می آید
بسحر نرگس او هر کرا برد از هوش
لبش ز معجزه واقف بہوش می آرد

۵۵

۴ او پہلوی من کجا نشیند تیرش مگر از جفا نشیند
هر کس که نشست پہلوی تو پہلوی کسی چرا نشیند
۵ ضعفم بنگر که پیک اشکم در راه تو جا بجا نشیند
بر هر که فتاد سایه‌ی عشق از سایه‌ی خود جدا نشیند
برخیزد فتنه بہر تعظیم آن شوخ بہر کجا نشیند
طوفان خیز است دیده‌ی ما ترسیم که خانه ها نشیند
اندوخته‌ام سعادت از عشق در سایه‌ی من هما نشیند

---

۱ : یہ شعر صرف ہ میں ہے - ۲ : بہر خدا (ا ، ب) - بہر دوا قابل ترجیح ہے -
۳ : یہ دو شعر ا ، ب میں نہیں - ۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۵ : تیسرا ، چھٹا ، آٹھواں اور نواں شعر و میں نہیں -

یار آیینه سان بخاطرم کاش آید ز در صفا نشیند
بر پیکر من خط نجات است نقشی که ز بوریا نشیند
۱ گر سرو به پیش خویش برپاست در پیش قدت ز پا نشیند
گرد ره یار نازنین است کی بر سر و چشم ما نشیند
ای صرصر آه این چه تندیست بگزار که گرد تا نشیند
۲ گردی که ز کوی یار خیزد بر دیده چو توتیا نشیند
درد تو ز پهلوی دل من برخیزد اگر کجا نشیند
آنکس که ازان صنم جدا شد بر خاک چو نقش پا نشیند
در کوی تو بیقراری دل نگذاشت که نقش ما نشیند
آن شاه که ماه کاسه بر کف در راهش چون گدا نشیند
برگ طربش همه مهیاست کی با من بی نوا نشیند
واقف از خاک آستانش بر مسند کبریا نشیند

۵۶

۳ اگر بحکم جنون با تو جنگ خواهم کرد
ترا زیاده برین شوخ و شنگ خواهم کرد
اگر ز دیده باین گونه رنگ خواهم کرد
ببین که خاک درت را چه رنگ خواهم کرد
مپرس حال من ای گل وگرنه از دو سه حرف
جهان بچشم تو چون غنچه تنگ خواهم کرد
گرم چنین کند آواره چشم و ابرویت
طواف کعبه و سیر فرنگ خواهم کرد
مزن بجان من آتش وگرنه از دم گرم
گل عذار ترا نیم رنگ خواهم کرد
گدای کوچه‌ی میخانه می شوم واقف
نه فکر نام و نه پروای ننگ خواهم کرد

۵۷

۴ نه اشک شام و نه آه سحر تمام کند
ز لطف کار من ایزد مگر تمام کند

---

۱ : یه تین شعر د اور ه میں هیں ۔ ۲ : یه چھ شعر صرف د میں هیں ۔
۳ : یه غزل د میں نهیں ۔ ۴ : یه غزل د اور مطبوعه میں نهیں ۔

اگر نه تیشه بسر وقت کوهکن آید
که کار مشکل آن بیخبر تمام کند
صداع عقل مرا بیدماغ میدارد
کجاست عشق که این درد سر تمام کند
شکایتی که ازان آب زندگی دارد
بعمر خضر دل ما مگر تمام کند
ز اضطراب دل بی قرار من خون شد
نکرد صبر که قاصد خبر تمام کند
دوید اشک نگه تا بروی او کردم
نخواست گریه که چشمم نظر تمام کند
کسی که گشته ز آزار نیستی آگاه
چو شمع راه فنا را بسر تمام کند
۱ ز گریه در غم دل کار چشم من **واقف**
بآن رسید که کار جگر تمام کند

۵۸

۲ بیمار غمت دوا ندارد جز خون جگر غذا ندارد
از بهر خدا بگو که تیغت دارد سر بنده یا ندارد
دل یار قدیم ماست لیکن چندان پروای ما ندارد
غم تنگ نشسته در دل من ویرانه‌ی ما فضا ندارد
با هجر تو تاب هم نبردی این صبر گریزپا ندارد
دل را که غریب کوچه‌ی تست بیجا نکنی که جا ندارد
من مدعی و خدا گواه است دل غیر تو مدعا ندارد
در روی تو عکس جان توان دید هیچ آیینه این صفا ندارد
فریاد ز داغ بی وفایان کان نیز چو گل وفا ندارد
شاد است بغنچه‌گی دل ما چشمی بره صبا ندارد
امروز منم بکوی خوبان آن کشته که خون بها ندارد
ای چغد خرابهٔ محبت اقبال ترا هما ندارد

---

۱ : ا ، میں مقطع حسب ذیل ہے :
ز گریه داغ دل و کار چشم من واقف بآن رسیده که خون جگر تمام کند
۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں ۔

۱ غیر از سگ کوی یار گیتی یک آدم با وفا ندارد
یا رب سر او مباد برتن آنکس که سر شما ندارد
واقف از بسکه بینوایم نی در بزمم صدا ندارد

۵۹

۲ تا قضا عشق ترا بر سر من والی کرد
از هوس جمله زوایای دلم خالی کرد
طاقت بار امانت چو نبود انسان را
خویش را بهر چه بدنام بحمالی کرد
کرد اقبال بقتل من و برگشت آن شوخ
چون شود بخت که بسیار کم اقبالی کرد
دهنش همچو گل از خنده رسیداست بگوش
چقدر زخم من از بوی تو خوش حالی کرد
۳ ریخت بر دیده‌ی من هرگهر و لعل که داشت
کیسه را بر سر این کاسه دلم خالی کرد
سالها منتظر مهدی عشقت بودم
وه که آمد بدیار دل و دجالی کرد
دیده بیحس شده بود از غم آن یار عزیز
نکهت پیرهنش آمد و کحالی کرد
تو باین گرده چسان مرد ره عشق شوی
رستم گرد درین دشت بلا زالی کرد
ناز از سادگی آیینه رویان مکنید
عنقریب است که خواهند نمد مالی کرد
۴ از دل گمشده گر زانکه توان یافت نشان
نیمه‌ی عمر توان در سر رمالی کرد
واقف آن شوخ که از دوستیم دم می زد
دی برغم تو ندیدی که چه خوشحالی کرد

---

۱ : یه دو شعر و اور ه میں ھیں ۔ ۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں ۔
۳ : یه شعر و اور ه میں نہیں ۔ ۴ : یه شعر و اور ه میں ہے ۔

۶۰

۱ جدا شد دل زمن یاری خوشی بود — بنام ایزد که غمخواری خوشی بود
چو مجنون مرد من از کار رفتم — محبت پیشه هم کاری خوشی بود
چرا دل را ز زلف آزاد کردی — بزنجیرت گرفتاری خوشی بود
گذشت از سر جوانمردانه منصور — ز خیل عشق سرداری خوشی بود
۲ گسستی رشته‌ی الفت چه کردی — به ساز ما همین تاری خوشی بود
ز کویت رفته **واقف** عاشق زار — نگفتی عاشق زاری خوشی بود

۶۱

۳ سخن از هجر جان فرسا مگویید — وگر گویید پیش ما مگویید
سخن زان قامت رعنا مگویید — قیامت می شود برپا مگویید
دل او خود بخود خواهد شدن نرم — سخن های درشت او را مگویید
ازان دردی که من در سینه دارم — به پیش بوعلی سینا مگویید
گریبان می درد شور جنونم — بمن از دامن صحرا مگویید
دگر در محفل ما تلخ کامان — ازان لبهای شکر خا مگویید
ملامت پیشه گان دیگر نصیحت — باین شیدا باین رسوا مگویید
حدیث مهر آن مه پیش **واقف** — ۴ ندارد هیچ اصل اصلا مگویید

۶۲

۵ ز دل که رفت بتاراج دلستانی چند
بما نمانده بجز ناله و فغانی چند
نماند گرچه ز من غیر استخوانی چند
نشانده ام بره تیر او نشانی چند
دگر بکوچه‌ی خوش ابروان مرو ای دل
که در کمین تو هستند شخ کمانی چند

---

۱ : یه غزل صرف ا ، ب میں ہے ۔ ۲ : ا میں یہ مصرع نامکمل ہے ۔
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔
۴ : یہ مصرع ا میں مذکور نہیں ۔ بلکہ اس سے پہلے شعر کے دوسرے مصرع کو دہرا دیا ہے ۔
۵ : یہ غزل د میں نہیں ۔

دلم گرفت ز نامهربانی خوبان
به پهلویم بنشانید مهربانی چند
روا مدار تغافل بکشتن عشاق
تمام کن بخدا کار نیم جانی چند
خراب حال ز مژگان یار گردیدم
سیاه روز شدم زین سیه زبانی چند
سواد دیده‌ی ما شسته شد ز رشک افسوس
ز حال دل ننوشتیم داستانی چند
۱ دلم ملول شد از خانه میروم به چمن
شود که همره بلبل کشم فغانی چند
۲ به بیدلان سخنت نیست ای سرت گردم
چها شنیده‌ای آیا ز بی زبانی چند
۳ ز دست آن مژه جانبر چسان شود **واقف**
گزشته است مرا از جگر سنانی چند

۶۳

حالم بر آن پسر بگویید — آهسته و مختصر بگویید
اول زین دیده حرف رانید — زان پس ز دل و جگر بگویید
گفتن بسیار نیست لازم — حرفی که اثر کند بگویید
می ریزم لعل و گوهر از چشم — در گوش وی این خبر بگویید
گر گوش نکرد از سر ناز — آن به که شما ز سر بگویید
چشمم بی نور شد چو یعقوب — با یوسفم این قدر بگویید
گر پرسد ماجرای اشکم — بگذشت آبم ز سر بگویید
بشکست کمر ز کوه دردم — با آن بت خوش کمر بگویید
با او که طبیب خسته جانهاست — حال من محتضر بگویید
با من دو سه حرفی از زبانش — یاران چه شود اگر بگویید
من ترک وفا چگونه گویم — با من سخنی دگر بگویید
۴ یاران این تازه سرگزشتم — گویید بچشم تر بگویید

---

۱ : یه شعر ا میں نہیں -
۲ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۳ : مقطع ا میں مذکور نہیں -
۴ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں -

چون من در شهر بیکس و کو   گر هست کسی دگر بگویید
واقف می مرد و زار می گفت   حالم بر آن پسر بگویید

۶۴

۱ دل ز پهلوی غم او شادمانی میکند
در پناه درد او جان زندگانی میکند
سالها شد مرده ام وز مهربانیها هنوز
ابر غم بر تربت من سایبانی میکند
گرچه پیری بی نمک کرداست عیشم را ولی
همچنان دل در برم شور جوانی میکند
جامه‌ی عریان تنی نازک قماش افتاده است
لیک بر دوش سبک روحان گرانی میکند
آنکه یک شب شمع بالینم ز دلسوزی نشد
بعد مردن کی بخاکم گل فشانی میکند
نرگس او گاه گاه از سرمه‌ی دنباله دار
با سیه روزان خود لطف نهانی میکند
۲ غمزهٔ چشم کبود او بجانم آنچه کرد
حاش لله کی بلای آسمانی میکند
می شود واقف شبی بخت سیاه من دراز
زین تطاول‌ها که گیسوی فلانی میکند

۶۵

۳ مهربان آن ماه را بر حال زار ما نکرد
کارها کرد آسمان افسوس کار ما نکرد
نکهت یوسف ز مصر آمد بکنعان یا نصیب
یک نسیم آشنا یاد دیار ما نکرد
گریه می کردیم و می گفتیم باهم ما و ابر
هیچ کس رحمی بچشم اشکبار ما نکرد
یار خندان رفت و کرد از ما جدایی اختیار
هیچ شرم از گریه‌ی بی اختیار ما نکرد

---

۱ یہ غزل د میں نہیں ۔   ۲ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔
۳ : یہ غزل د میں نہیں ۔

روزگار ما پریشان کرد روز ما سیاه
زلف او رحمی بروز روزگار ما نکرد
آنکه روغن در چراغ حسن او از خون ماست
عمر رفت و یاد از شبهای تار ما نکرد
۱ در هوای دامن صحرا ز بس دیوانه شد
طفلِ اشک آرام یک دم درکنار ما نکرد
گرچه ما را بارها جولان او برباد داد
شکوه باری گرد از مشت غبار ما نکرد
بیکسی واقف تماشا کن که جز سیل بهار
بعد مردن کس گذاری بر مزار ما نکرد

۶۶

۲ کسی نماز در آئین ما درست کند
که مهر سجده آزان خاک پا درست کند
نمی شوند بتان ملتفت بحال کسی
دل شکستهٔ ما را خدا درست کند
نمی شود بگل و خار بند دامانش
کسیکه عزم سفر چون صبا درست کند
گدای کوی خرابات بادشاه بود
ز لای می عمل کیمیا درست کند
مکن حقارت درویش دل شکسته مکن
هزار کار بدست دعا درست کند
شکسته خاطر و آشفته من زهی انصاف
که شانه ربط بزلف شما درست کند
دل شکسته بکویش فتاده است بسی
کرا شکسته گذارد کرا درست کند
قبای ایمان بر قد آن کس آمد راست
که اعتقاد بآل عبا درست کند

۱ : یه دو شعر و ، ه اور مطبوعه میں هیں -
۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

بمن چو عهد وفا بست یار دل می گفت
چها بجان تو این عهد نادرست کند
به زندگی نشدم معتکف به میخانه
فلک خمی مگر از خاک ما درست کند
۱ به تیغ خود الف راست بر دلم ننوشت
بگو بغمزه که مشق جفا درست کند
اگر بیار رسی **واقف** اینقدر گویی
بمن دهد دل بشکسته یا درست کند

۶۷

۲ شب سیاه فراقم چراغ دست نداد
دماغ سوختم و غیر داغ دست نداد
غبار ما ز پس مرگ با صبا آمیخت
فنا شدیم ولیکن فراغ دست نداد
ز رشک خندهٔ گل آتشم بجان افتاد
نشاط خاطرم از سیر باغ دست نداد
هزار مرتبه سر تا سر چمن گشتم
گلی که تازه شود زو دماغ دست نداد
برنگ لاله ز بخت سیاه درین گلشن
تہی ز درد مرا یک ایاغ دست نداد
دل رمیدهٔ خود را من حزین **واقف**
بکوه و بادیه کردم سراغ دست نداد

۶۸

۳ اشک من صد محله ویران کرد — قطرهٔ رفته رفته طوفان کرد
آه کاین عشق ناتوان آزار — با دلم کرد آنچه نتوان کرد
بغد ازین زلف یار بو نکنم — که دماغ مرا پریشان کرد
دل که بوده است کعبه قبلهٔ من — غمزهٔ کافر تو ویران کرد
سوخت از بس دلش ز بی کسیم — لاله بر مشهدم چراغان کرد

---

۱ : یہ شعر ہ اور و میں ہے ۔ ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔
۳ : مطبوعہ میں یہ غزل نہیں ۔

تا چه افسون دمیده بر تو رقیب — که دلت سنگ کرد و سندان کرد
دیده گرد ره تو از مردم — در پس هفت پرده پنهان کرد
۱ چشم‌من آنچنان که دل میخواست — گریه در دامن بیابان کرد
ای‌خوشا کس که‌جای گل زین باغ — دل صد پاره در گریبان کرد
جان من صلح کرده‌ای با غیر — چکنم با تو جنگ نتوان کرد
واقف از حسرت عقیق کسی — جگر خویش وقف دندان کرد

۶۹

۲ به کشور دل من تا غم تو والی شد
ز عیش چار حد این دیار خالی شد
چو تار ساز ز ناخن بدل زدنهایت
تمام عمر مرا صرف زارنالی شد
هزار حیف بهر جا که چینی ای بوده است
ز گرد کلفت این خاکدان سفالی شد
فتاده اند ز پرواز دیگران در دام
حصار عافیت من شکسته بالی شد
کشد دراز و همه عمر خواب ناز کند
کسیکه سایهٔ سرو تو اش نهالی شد
مکن خوشامد همچون خودی پی روزی
برای نان نتوان گرم آش مالی شد
هزار شوخی و برجستگی بود درکار
نه هر که یک دو غزل گفت چون غزالی شد
به زهد اگرچه سری داشت پیش ازین واقف
ز فیض پیر مغان رند لا ابالی شد

۷۰

تیرش ز دل غیر خطا شد چه بجا شد
یعنی که نصیب دل ما شد چه بجا شد

---

۱ : یہ شعر د ، و ، اور ہ میں نہیں۔
۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

بی نام و نشان بود دل گوشه نشینم
از تیر تو انگشت نما شد چه بجا شد
بود است کف خون دلم رفتنی از دست
پامال تو مانند حنا شد چه بجا شد
دل پند مرا گوش نمی کرد ز سودا
زان طره گرفتار بلا شد چه بجا شد
این دل که ز داغت سر و سامان بقا داشت
در بزم تو چون شمع فنا شد چه بجا شد
صد شکر که شد عشق بمن دست و گریبان
پیراهن ناموس قبا شد چه بجا شد
گفتند ملایک ز تنم جان چو برآمد
زندانی یک عمر رها شد چه بجا شد
خوش انجمنان شمع صفت نور نگاهم
امشب همه شب صرف شما شد چه بجا شد
تیرش ز تنم کند و بمن باز زد آن شوخ
این عضو ز جا رفته بجا شد چه بجا شد
واقف ز رمیدن بدلارام رسیدم
سرگشتگیم قبله نما شد چه بجا شد

۱۷۱

۱ وه که در دست من بی سر و سامان افتاد
چاک جیبی که سراسر زد و دامان افتاد
بخت گمراه بلد بود بهر جا رفتم
راه امید بسر کوچه‌ی حرمان افتاد
دلم از تشنه لبی بسکه بجان آمده بود
رفت و کورانه دران چاه زنخدان افتاد
جمع احباب ز من خاطر خود جمع کنید
که مرا کار بآن زلف پریشان افتاد

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

چون چراغ سحری بر سر جان می لرزم
تا مرا چشم بدان چاک گریبان افتاد
داغ من ۱ چشم سیه کرده بمرهم واقف
روسیه باد که از چشم نمکدان افتاد

۴۲

کسی معنی حسن فهمیده باشد — که چون تونکو صورتی دیده باشد
سری کز هوای تو شوریده باشد — سزاوار آن موی ژولیده باشد
مرا این منادیست در شهر خوبان — که گم کرده‌ام دل کسی دیده باشد
ز نازک دماغی پسندت نیفتد — که پای ترا زلف بوسیده باشد
بکش جامهٔ ناز را از بر سرو — نخواهم که حق تو پوشیده باشد
توان کرد سرگشت سرگشته‌ای را — که گرد سر یار گردیده باشد
دران کوچه شور غریبی‌است امروز — همانا دل بنده نالیده باشد
خدا را بت من بزلفت بفرما — که با این پریشان نه پیچیده باشد
۲ مسازید بیدار بخت بدم را — گزارید این فتنه خوابیده باشد
مرا گریه کردن ضروراست واقف — اگر غیر خندیده خندیده باشد

۴۳

۳ از صبا بوی یار می آید — مگر از کوی یار می آید
دود آه کدام سوخته است — خط که بر روی یار می آید
می کشم تنگ در بغل دل را — که ز پهلوی یار می آید
زان بپای درخت گل افتم — که ازو بوی یار می آید
از پریشانی خودم واقف — بوی گیسوی یار می آید

۴۴

۴ ازان ز تیغ تو عاشق امان نمی خواهد
که داده است دل از دست و جان نمی خواهد
به نقد جان دل من بوسه می خرد ز لبت
بیا بگیر و بده رایگان نمی خواهد
مکن رها دل ما را ز بند خود کاین مرغ
گرفته خو بقفس آشیان نمی خواهد

---

۱ : چشم سیاه کردن : امیدوار بودن ۔ ۲ : یه شعر د ، و اور ہ میں ہے ۔
۳ : یه غزل د میں نہیں ۔ ۴ : یه غزل د میں نہیں ۔

گرت هواست که در شهر قتل عام کنی
بیا و تیغ بکش کس امان نمی خواهد

بهرزه شکوه ز بی مهری فلک چکنم
مراد خاطر ما را فلان نمی خواهد

ز بیم آنکه بکویت گذر کند روزی
زمانه پای سرشکم روان نمی خواهد

۱ نیازمند ترا سر اگر به عرش رسد
بغیر سجدهٔ آن آستان نمی خواهد

۲ چنان شده است به اغیار بدگمان واقف
که خویش را بتو جان درمیان نمی خواهد

۷۵

بر سر کویش گذاری داشتم نگذاشتند
با دل دیوانه کاری داشتم نگذاشتند

دل ز من بردند بازی بازی آخر دلبران
آه یار غم گساری داشتم نگذاشتند

از نوید وصل او در اضطراب افتاد دل
طاقتی صبری قراری داشتم نگذاشتند

عاقبت کار دل و چشمم بنومیدی کشید
اشتیاقی انتظاری داشتم نگذاشتند

زخم پهلوی مرا کردند بیدردان علاج
از خدنگش یادگاری داشتم نگذاشتند

آتشم در آشیان بی رحم صیادان زدند
در گلستان مشت خاری داشتم نگذاشتند

خارهای غم کشیدند از دل من دوستان
یادگاری گلعذاری داشتم نگذاشتند

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -

۲ : ا ، ب میں یہ مقطع نہیں بلکہ اس سے پہلے شعر میں تھوڑی سی تبدیلی سے مقطع بنا لیا گیا ہے -

زبیم آنکه بکویت گذر کند واقف   زمانه پای سرشکم وفا نمی خواهد

گوشه‌ی دامن کشیدند از حسد بر روی من
بر رخ از کویش غباری داشتم نگذاشتند
عشق روز و روزگارم تیره و تاریک ساخت
وه که روز و روزگاری داشتم نگذاشتند
۱ آخر افگندند از چشم تو ام اهل غرض
پیش مردم اعتباری داشتم نگذاشتند
رفت **واقف** از کفم سررشتهٔ اقبال حیف
تاری از گیسوی یاری داشتم نگذاشتند

۷۶

با زاهد بیکار نشستن که تواند
با صورت دیوار نشستن که تواند
۲ با یار ستمگار نشستن که تواند
پهلوی دل آزار نشستن که تواند
جای که شود لعل تو از خنده نمک ریز
بی سینهٔ افگار نشستن که تواند
آنجا که بدل داغ نهد شعلهٔ خویت
بی صبر جگردار نشستن که تواند
حسن تو کم از آتش سوزنده نباشد
نزدیک تو بسیار نشستن که تواند
برخاست ز جا طور بیک برق تجلی
با هیبت دیدار نشستن که تواند
از سلسلهٔ زلف تو خواهم که کشم دست
یک عمر گرفتار نشستن که تواند
۳ بی گل که تواند الم خار کشیدن
بی یار باغیار نشستن که تواند
برخاست چو از پهلوی من یار دلم نیز
برخاست که بی یار نشستن که تواند

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : د ، و ، ہ اور مطبوعہ میں یہ شعر مطلع واقع ہوا ہے -
۳ : یہ دو شعر د ، و ، ہ میں نہیں -

واقف چکنی عیب من از رندی و مستی
مانند تو بیکار نشستن که تواند

۷۷

مفروش عشوه با تو سر یاریم نماند
بر چین دکان که شوق خریداریم نماند
مردند جمله همنفسانم هزار حیف
یک تن شریک درد گرفتاریم نماند
با روی همچو شمع بمجلس درآمدی
پروانه وار طاقت خود داریم نماند
در کوی یار قدر سگ از من زیاده است
رفتم که آبروی وفاداریم نماند
جز خون دل که هست گلوگیرم از ازل
ذوقی بهیچ چیز ز بیماریم نماند
۱ رفتم که مشک پاشی زخم جگر کنم
کز هیچ کس امید رفوکاریم نماند
۲ خود را کنون بدشمن خونخوار بسپرم
کز دوستان توقع غم خواریم نماند
واقف بهانه‌ای کن و دل را خموش ساز
دیگر سر شنیدن این زاریم نماند

۷۸

۳ بالش ناز زیر سر دارد — کی ز درد سرم خبر دارد
ای خروس این همه خروش مکن — شب هجران کجا سحر دارد
غیر زلف دراز طال بقاه — که دلم را ز خاک بر دارد
دود آهم کشیده گیسو را — چه کند ماتمی اثر دارد
زین پس ای دل بلند تر می نال — فلک پیر گوش کر دارد

---

۱ : یه اور بعد کا شعر ا ، ب میں ہے -
۲ : د اور مطبوعہ میں یہ شعر حسب ذیل مذکور ہے :
ای غم بیا بخاطر جمعم بخور کنون — کز هیچ کس توقع غمخواریم نماند
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

صلح کن با قشون غم زدگان — جنگ نشنیده‌ای دو سر دارد
۱ سرمه گشتیم و همچنان ما را — چشم شوخ تو در نظر دارد
بوسه ای ده که زاد راه کند — دل ز کویت سر سفر دارد
روزی آرد بلا بجان پدر — وضع شوخی که آن پسر دارد
نیست آن عاشق از سلیمان کم — که یکی مرغ نامه بر دارد
بدل من سیاه پوش نشست — داغ من ماتم جگر دارد
بزم سوز و گداز را شمع است — هر که از داغ گل بسر دارد
اتفاقاً اگر رسد بکنار — کشتی ما همان خطر دارد
۲ همچو او نیست گرد دلشویی — گریه هرچند درد سر دارد
۳ بی تکلف بعالم خوبی — خوب من عالم دگر دارد
از سر شام تا سحر **واقف** — ناله‌ام نوحه پر اثر دارد

۷۹

۴ کسی کز مصحف دل فال بهر وصل او گیرد
بآب دیده و خون جگر اول وضو گیرد
چو گل خواهم شگفتن در کفن آن روز از شادی
که خار از تربت من روید و دامان او گیرد
نیارم گریهٔ پر زور هجران را فرو خوردن
بلا تند است این می آه می ترسم گلو گیرد
چه از لطف زبانی میدهی ظالم فریب من
رها کن تا دل و چشمم باشک و آه خو گرد
۵ ز مخموری درین میخانه سخت افتاده‌ام از پا
مگر پیر مغان گوید که دستم را سبو گیرد
دل سوداییم با آنکه دارد زخم ها بر تن
برنگ شانه میخواهد که زلف مشکبو گیرد
بخاک انباشتم آخر دهان زخم دل **واقف**
نمی خواهم که پیش من دگر نام رفو گیرد

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں ہے -
۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف د میں ہے -
۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۵ : یہ شعر ہ میں نہیں -

۸۰

۱ دلم ز کوی تو در خون نشسته می آید
چه نیشها برگ جان شکسته می آید
۲ کجاست رخصت پابوس این جگر خون را
بحضرتش که حنا دست بسته می آید
مرا خدنگ تو امروز می دهد آزار
مگر ز پهلوی غیری نشسته می آید
فگنده برق مرا در جگر ز شوخیها
خیال او که بدل جسته جسته می آید
مرا بسخت کمانیست گوشه‌ی خاطر
که ناوکش سوی دل دسته دسته می آید
بعهد ما نرسد کس بحال کس واقف
مگر اجل که ببالین خسته می آید

۸۱

هجر رو داد چه می باید کرد — داد بیداد چه می باید کرد
وصل هم گشت میسر لیکن — دل نه شد شاد چه می باید کرد
سعی ها کردم و ویرانهٔ دل — نشد آباد چه می باید کرد
در چمن رفتی و آهسته بسرو — گفت شمشاد چه می باید کرد
کوه غم را نتوان تنها کند — مرد فرهاد چه می باید کرد
سوده شد ناخن تدبیر و هنوز — ۲ عقده نکشاد چه می باید کرد
خواستم با تو بگویم غم دل — گریه رو داد چه می باید کرد
گر بخوبان ندهم دل ناصح — بکن ارشاد چه می باید کرد
در قفس دید چو بیتابی من — گفت صیاد چه می باید کرد
در هوا داری زلف عمرم — رفت برباد چه می باید کرد
نکنم گر ز غمت خانه خراب — خانه آباد چه می باید کرد
۳ ریخت چون بال و پر آزادم ساخت — شوخ صیاد چه می باید کرد
زیستن در غم دوری واقف — مشکل افتاد چه می باید کرد

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر ہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -

۸۲

در کوی تو جز فتنه و آشوب نباشد
اینها بتو ای شوخ پسر خوب نباشد
گویند که در مصر عزیزیست بزندان
بینید جگر گوشهٔ یعقوب نباشد
هر حلقه‌ی زنجیر کند ناله بطرزی
فریاد اسیران بیک اسلوب نباشد
نگذاشته در کلبهٔ ما ناله غباری
این غمکده را حاجت جاروب نباشد
صد شکر که در محنت هجران تو دارم
صبری که کم از طاقت ایوب نباشد
گم گشته درین شهر دل طفل مزاجم
در پیچ و خم طرهٔ محبوب نباشد
۱ افتاده بچشمی سروکارم که ز شوخی
می نوشد و خون ریزد و محجوب نباشد
۲ ای دیدهٔ نادیده ز من گوش کن این پند
دیدن سوی فرزند کسان خوب نباشد
واقف ز سلیم این سخن تازه شنیدم
"خوب است که معشوق بکس خوب نباشد"

۸۳

۳ ز مهر روی تو آیینه ماه میگردد
ز دیدن تو نمد پوش شاه میگردد
قضا چه سرمه بچشمت کشید حیرانم
که از نگاه تو روز سیاه میگردد
همین نه از پی سامان منم خراب که مهر
برهنه سر ز برای کلاه میگردد

۱ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔ ۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

ازین که صدق و صفایم ترا شود روشن
نفس چون صبح مرا صرف آه میگردد
۱ بکوی یار روان گر کنیم قاصد آه
ز ضعف طالع ما خرج راه می گردد
۲ تو غافلی و ز دستت پی امیر و وزیر
دل ستمکش من داد خواه می گردد
دران دیار که واقف گذار من افتد
تمام آب و هوا اشک و آه میگردد

۸۴

۳ دلم اول بجان خویشتن کرد — در آخر آنچه با خود کوهکن کرد
چه احسان کرده بر دل یوسف من — که در زندانش از چاه ذقن کرد
بعشق آن کس که شد دست و گریبان — لباس زندگانی را کفن کرد
فنا گشتیم و عشق از روی تعظیم — ز خاک ما عبیر پیرهن کرد
وفا تا چند ورزی بس کن ای دل — دگر نتوان جفا بر خویشتن کرد
عجب نبود که باشد حرف من تلخ — که هجران تو زهرم در دهن کرد
۴ چه ظلم است اینکه چون میداد انصاف — بدشمن آنچه بایستی بمن کرد
غریبان را شنیدم دوست داری — مرا آواره این حرف از وطن کرد
گل داغی که بر سر داشت واقف — چو شمعش روشناس انجمن کرد

۸۵

بر بام جلوه گر چو شد آنماه بامداد
خورشید گرم آمد و او را سلام داد
گر ماه نو بابروی او می شود طرف
نتوان جواب دعوی آن ناتمام داد
۵ شیرین بکام خسرو و فرهاد تلخ کام
ای چرخ این چه معدلت است این کدام داد

---

۱ : یه شعر د ، و اور ہ میں ہے ۔ — ۲ : یه شعر صرف د میں ہے ۔
۳ : یه غزل مطبوعه میں نہیں ۔ — ۴ : یه دو شعر ا ، ب میں نہیں ۔
۵ : یه شعر ا ، ب میں ہے ۔

مکشا دهان شکوه‌ام ای غنچه لب چو گل
این زخم را دگر نتوان التیام داد
۱ قمری بسرو گفت تو بنشین بجای خویش
در باغ داد جلوه چون آن خوشخرام داد
قطع امید کرده ام از زندگی که یار
تیغی بدست غمزه پی قتل عام داد
آن بلبلم که بهر گل از آشیان پرید
نادیده روی گل پر خود را بدام داد
واقف کشید رخت ز مسجد بمیکده
تقوای دیرساله بمینا و جام داد

۸۶

۲ دل باخت دین و دانش در عشق خوار هم شد
با وصف مفلسیها بی اعتبار هم شد
ایام وصل آمد دل همچنان گرفته
نشگفته غنچهٔ من فصل بهار هم شد
زین پیش داشتم من روزی و روزگاری
آن روز گشت بیگاه آن روزگار هم شد
یک عمر ترس و بیم تنهایی‌ام بدل بود
با او نشستم آخر صحبت برآر هم شد
گفتی بخانهٔ تو شبهای تار آیم
یک شب نیامدی حیف شبهای تار هم شد
نه جیب خود دریدم نه دامنش کشیدم
کارم ز دست رفت و دستم ز کار هم شد
صد شکر دل بمطلب شد عاقبت ظفریاب
یعنی بصیدگاهش رفت و شکار هم شد
واقف نسوخت یک شب بر حال ما دل او
ما را چراغ بالین شمع مزار هم شد

---

۱ : یہ تین شعر ا ، ب میں نہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -

۸۷

دلم از کوچهٔ آن زلف هراسان گذرد
همچو مجروح که از مشک فروشان گذرد
از صف سوختگان بگذرد آن آفت جان
آنچنان تند که صرصر ز چراغان گذرد
انس با گوشه‌ی دامان که گیرد یا رب
دست من گر ز ملاقات گریبان گذرد
شورش گریه گر اینست که من می بینم
بر دل و دیده ندانم که چه طوفان گذرد
حیرتم کشت که چون زین دل مومین نگذشت
تیر الماس شگافش که ز سندان گذرد
خارهای دلم از بسکه ز خاکم رسته است
آن گل از تربت من برزده دامان گذرد
یار می آید و ننشسته بمن می گذرد ۱
وای حالم اگر آینده بدینسان گذرد
چند واقف شوی آشفته‌ی زلف خوبان
حیف ازین عمر که در فکر پریشان گذرد

۸۸

سرو را با قد رعنای تو دعوی نرسد
این سخن بسکه بلند است بطوبی نرسد
چکنم زاری بیفایده در پیش طبیب
حکم عشق است که دردم بمداوا نرسد
من خود امید کشایش همه زین در دارم
آه اگر زاری من تا در دلها نرسد
نه پسندی که کسی غصب کند منصب من
تا منم خدمت بزمت دگری را نرسد
می کشم آه ز بیطاقتی و میگویم
یا رب این آه بآن آیینه سیما نرسد

۱ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے -

مطلب این است که دشمن نخورد پیکانت
تیر نازت بمن ای دوست رسد یا نرسد
نکنی شکوه که او نیز پریشان کسی است
گر بحال توکل ای مرغ چمن وا نرسد
می کنم گریه چو آن پیر پسر گم کرده
از دل گم شده‌ی من خبری تا نرسد
۱ قدری خون دل خود بشراب آمیزم
که دماغ من مخمور به صهبا نرسد
۲ مصریان فکر خریداری یوسف مکنید
که خریداری او جز بزلیخا نرسد
دلشکاران دگر هم بکمینش بودند
بردی آن دل که ز واقف بتو تنها نرسد

۸۹

۳ سرشک بیقرارم پای در دامن نگهدارد
عنان خویش را گر گوهر غلطان نگهدارد
ز دردت راحتی دارم که در گفتن نمی آید
خدا این درد را از آفت درمان نگهدارد
بدرد رشک آن بیمار می میرم که از غیرت
تب شوق ترا در استخوان پنهان نگهدارد
سیاهی کرده باشد گو غنیم خط که چشم او
سواد ناز را با لشکر مژگان نگهدارد
چسازم ابر شد با من طرف در اشکباریها
مگر عشق آبروی دیده‌ی گریان نگهدارد
الهی آفت افتد در نقابش تا بکی بینم
چراغ رنگ او را در ته دامان نگهدارد
بجانم دشمنی دارد گر آن شیطان پسر سهل است
گذشتم من ز جان واقف خدا ایمان نگهدارد

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔ ۲ : یہ شعر صرف د ، ہ میں ہے ۔
۳ : اس غزل کے پہلے تین شعر ہ میں نہیں ۔

۹۰

عشق کارم تباه خواهد کرد / روزگارم سیاه خواهد کرد
آنچه از عمر فانیم باقیست / صرف در اشک و آه خواهد کرد
کار من گر نکرد گریه‌ی شام / ناله‌ی صبح گاه خواهد کرد
سرو اگر قامت ترا بیند / چه قدر واه واه خواهد کرد
نقش پای ترا چو مهر نماز / عالمی سجده گاه خواهد کرد
چشم مردم کشی که او دارد / کارم از یک نگاه خواهد کرد
بنشان آتشم که دود دلم / روز خلقی سیاه خواهد کرد
روشنم شد ز حسن روز افزون / که ترا رشک ماه خواهد کرد
۱ کبک بر خویش پیش رفتارت / خندهٔ قاه قاه خواهد کرد
ماه نو گو برون میا کامشب / جلوه آن کج کلاه خواهد کرد
عشق سودای نوخطان واقف / نامه‌ام را سیاه خواهد کرد

۹۱

چرا آن مه ز نزدیک خودم مهجور می سازد
دل قانع مزاجم با نگاه دور می سازد
باحوال خرابم گر بدین سان عشق پردازد
باندک فرصتی اقلیم دل معمور می سازد
ندارد هیچ کس کیفیتم در بزم می خواران
کدوی باده را شورم سر منصور می سازد
چه فیض از صحبت اهل صفا گیرند خودبینان
بتان را دیدن آیینه پر مغرور می سازد
۲ بیاد مطلع ابروی او شب مصرعی گفتم
چو ماه نو مرا در شهرها مشهور می سازد
بوصف چشم خوبان تا قلم را آشنا کردم
بهر جا چشم نرگس را به بیند کور می سازد
۳ لب شیرین جانان بر من آن حق نمک دارد
که آب زندگی را در مذاقم شور می سازد

---

۱ : یہ دو شعر ا ، ب میں نہیں - ۲ : یہ شعر ا ، ب اور د میں ہے -
۳ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -

۱ بداغ دیگران شوخی که مرهم می نهد **واقف**
اگر دستش رسد زخم مرا ناسور می سازد

۹۲

۲ کرد دل تا در سر کویش وطن یادم نکرد
بیوفایی بین که آن یار کهن یادم نکرد
تلخ شد عیش من آن شیرین دهن یادم نکرد
مردم از زهر غم آن شکر شکن یادم نکرد
در قفس از زار نالی گرچه حشر انگیختم
هیچ کس از همنوایان چمن یادم نکرد
نور چشمم یعنی آن مصر دل و جان عزیز
تا نگشتم کور در بیت الحزن یادم نکرد
باوجود آنکه طرز ناله یاد از من گرفت
در قفس افتادم و مرغ چمن یادم نکرد
بود روشن دیر و مسجد همچو شمع از خدمتم
مردم و یک بار شیخ و برهمن یادم نکرد
۳ چشم من با آنکه چون دستار شد از دوریش
یوسفم گاهی ببوی پیرهن یادم نکرد
روزگاری شد که **واقف** مبتلای غربتم
کس به مکتوبی ز یاران وطن یادم نکرد

۹۳

در حریم او چو نتوانست قاصد راه برد
نامهٔ ما را بسوی یار پیک آه برد
حال دل از من چه می پرسی که شبها از غمش
کرد اندازی و آن را از کفم ناگاه برد
خاک ما دور از غم جانانه در خون می طپد
یاد لطفی کرد و آن را حسبة‌ً لله برد

---

۱ : د میں مقطع مذکور نہیں ۔
۲ : مطلع اول صرف ا ، ب میں ہے ۔ مطبوعہ میں غزل کے صرف پانچ شعر ہیں ۔
۳ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں ۔

ای که صبح و شام در بزم وصالش محرمی
نام ما هم می توان آنجا گه و بیگاه برد
۱ کهربایی جامه شوخی جلوه گر گردید و رفت
رنگ از رخسار من مانند رنگ کاه برد
تا بساط دلبری گسترد آن غالب حریف
رخ نمود و باز بازی از گدا و شاه برد
با من مجنون نماند انس تو ای وحشی غزال
من نمیدانم کدامی سگ ترا از راه برد
بر ذقن دل را گذار افتاد در شبگیر زلف
بخت گمره بود از راهش بسوی چاه برد
داد فریاد تو تصدیع سگ این آستان
درد سر باید مرا واقف ازین درگاه برد

۹۴

۱ رفتی و یک دم دل ما از طپیدن بس نکرد
آه از بالادوی اشک از چکیدن بس نکرد
شب که بودم مضطرب از اشتیاق صبح وصل
تا سحر چشمم چو اختر از پریدن بس نکرد
تا جدا از گوشه‌ی دامان یار افتاده است
دست بیتابی ز پیراهن دریدن بس نکرد
بسکه بار هجر او بر دوش ما سنگین فتاد
حلقه گشتیم و قد ما از خمیدن بس نکرد
عمر را واقف بافسون رام نتوان ساختن
حیله ها کردم ولی یار از رمیدن بس نکرد

۹۵

۲ تا چند بر من از تو بیداد رفته باشد
یک مشت خاک تا کی برباد رفته باشد

---

۱ : یه شعر صرف ا ، ب میں ہے ۔ ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں ۔
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں ۔ سب نسخوں میں چرخ آیا ھے ۔ لیکن چونکه سکته پڑتا تھا ۔ اس لئے یه نقص رفع کرنا پڑا ۔

بعد از وفات بفرست بر روح من درودی
مپسند کز حریمت ناشاد رفته باشد
خونم بشست از دست[۱] ، شاید که وعدهٔ قتل
آن یار بیوفا را از یاد رفته باشد
آنجا که قامت او برپا کند قیامت
صد کوه صبر و طاقت برباد رفته باشد
از اضطراب واقف در دام مرد صیدم
دلگیر از سر من صیاد رفته باشد

۹۶

ماندیم در بلا و دعا را خبر نشد
مردیم ما ز درد و دوا را خبر نشد
بی شیون است گریه‌ی من همچو ابر لیک
نگریستم که خلق خدا را خبر نشد
چشم فسونگر تو ز شوخی بکار من
کرد آنچنان نگه که حیا را خبر نشد
غیرت ببین که دل بکف پای آن نگار
زد بوسه‌ی که رنگ حنا را خبر نشد
از گریه‌ام چه بی خبرید آه دوستان
آبم ز سر گذشت و شما را خبر نشد
عشق آن مشعبدیست که از آتش تبم
تن سوخت آنچنان که قبا را خبر نشد
مشت غبار من ز هوایش بباد رفت
شکر خدا کنم که صبا را خبر نشد
۲ ما داشتیم یکدو سه پیغام گفتنی
دل رفت سوی دلبر و ما را خبر نشد
واقف هزار حیف ز صدق و صفای من
آن سربسر دروغ و دغا را خبر نشد

---

۱ : دست کی 'ت' تقطیع میں گر جاتی ہے - جو نادرست ہے -
۲ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں -

۹۷

۱ یعقوب اگر به بیت حزن گریه میکند
دل از غمت بسینهٔ من گریه میکند
برقی بجان من زده عشقت که زیر خاک
بر حال من چو ابر کفن گریه میکند
بلبل ز بسکه یافته همدرد خود مرا
هرگه برون روم ز چمن گریه میکند
با من کسی شریک غم از بیکسی نشد
جز دل که او به پهلوی من گریه میکند
گفتی که بر دلت بنهم داغ تازه ای
او خود ز دست داغ کهن گریه میکند
۲ **واقف** ز درد حسرت بوسیدن لبش
مینا صفت ز راه دهن گریه میکند

۹۸

۳ پند گویان دو سه حرفی بمن ارشاد کنید
ترسم افسرده شود آتش من یاد کنید
تلخ شد عیش من از حسرت خواب شیرین
همدمان پیش من افسانه‌ی فرهاد کنید
چند در بند شما خون شودم دل خوبان
چون قبا را بکشایید مرا یاد کنید
۴ کی بود صورت آن شوخ کشیدن آسان
قلم مژگان ز موی پریزاد کنید
تنگدل مرده‌ام از دست شما غنچه لبان
بگل فاتحه‌ای روح مرا شاد کنید

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ۲ : و میں مقطع مذکور نہیں -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۴ : یہ شعر و میں نہیں - دوسرا مصرع ساقط الوزن ہے - اگر حسب ذیل تبدیلی کر لی جائے تو دقت رفع ہو جاتی ہے :
مو قلم تا نه ز مژگان پری زاد کنید

۱ خوبرویان چه شود گر نفسی آیینه وار
خانه‌ی **واقف** حیرت زده آباد کنید

۹۹

بلا زان چشم فتان می گریزد — اجل زان تیغ مژگان می‌گریزد
دلم از سنگ طفلان می گریزد — بلا سخت است یاران ۲ می گریزد
ازین کز گریه دارم دامن تر — ز من آن پاک دامان می‌گریزد
بدور عشق من مجنون ز خجلت — بیابان در بیابان می‌گریزد
بجنگ هجر نتوان رفت با صبر — که او ناگه ز میدان می‌گریزد
بر ما مرد میدان جنون نیست — کسی کز جنگ طفلان می‌گریزد
شود گر فتنه با چشمش مقابل — بیک تحریک مژگان می‌گریزد
دل از تیغش مگر زخمی‌خریده‌است — که از مرهم فروشان می‌گریزد
بدور جادوی آن چشم کافر — مسلمان از مسلمان می‌گریزد
۳ بسان بی جگر از پیش شمشیر — دل از ابروی جانان می‌گریزد
خدا را از طبیب ما بپرسید — چرا از دردمندان می‌گریزد
نمیداند گر آدم خواره یارم — چرا از من بدینسان می‌گریزد
۴ نمیدانم که می آید بجنگم — که هوش ازسر زتن‌جان می‌گریزد
گریزد هر کس از آفت ولیکن — ز من آن آفت جان می‌گریزد
۵ بگو از عشق حرفی تا رمد عقل — که از لاحول شیطان می‌گریزد
۶ چه پرسی از پریروی که دارم — به فرسنگ از پریخوان می‌گریزد
بشهرما عجب رسمی است **واقف** — که بیمارش ز درمان می‌گریزد

۱۰۰

۷ بتگران چون صنم تراشیدند — صنمی چون تو کم تراشیدند
خط کشیدند بر جریدهٔ مهر — نوخطان چون قلم تراشیدند
عشق بالاتر از مقولات است — عاقلان کیف و کم تراشیدند

---

۱ : مقطع و میں مذکور نہیں - ۲ : تازان (ب) - یہ شعر ا ، ب میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے - ۴ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے -
۵ : یہ شعر د ، و ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں - ۶ : یہ شعر ا میں نہیں -
۷ : یہ غزل صرف و میں ہے - ا اور ب میں اس غزل کے تین شعر نہیں -
د میں پانچ شعر ہیں -

دل سخت تو کعبهٔ دلهاست — که ز سنگ حرم تراشیدند
اصل عیش جهان بجز غم نیست — فربهی از درم تراشیدند
پاره‌ای از سفال میکده بود — که ازان جام جم تراشیدند
مهر او را ز کین برآوردند — لطف او از ستم تراشیدند
دردمندان او ز خوبی طبع — لذتی از الم تراشیدند
کلک واقف بوصف چشم بتان — طرفه جادو رقم تراشیدند

۱۰۱

دلم در سینه کز داغ غم جانانه می سوزد
چراغ تیره را ماند که در غمخانه می سوزد
بجانم آتش افگند است و خاکستر نمی سازد
مرا آن طفل آتش خو چه استادانه می سوزد
نیازردم دلی تا درد عشقت کرده ام پیدا
همین داغست کز دست من دیوانه می سوزد
ز بیتاب محبت راز پوشیدن نمی آید
دلی دارم که پیش محرم و بیگانه می سوزد
۱ زعشق خان و مان سوز است بزم کفر و دین روشن
ز یک آتش چراغ کعبه و بتخانه می سوزد
اگر نزدیکم از شمع جمال او وگر دورم
بهر حالت دل بی صبر چون پروانه می سوزد
بدل تا آتش افتاد از غم او دیده گریان شد
بلی ریزند مردم آب هرگه خانه- می سوزد
چراغ عشقبازان گر شود روشن طفیلی دان
کسی کی شمع بهر خاطر پروانه می سوزد
دل ما سوخت لیکن برکسی روشن نشد واقف
چراغ بیکسان در گوشه‌ی ویرانه می سوزد

۱۰۲

۲ دوش پیکان خود از سینه‌ی من یار کشید
دل وامانده چگویم که چه آزار کشید

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں نہیں - ۲ : یہ غزل د میں نہیں -

گر خدا خیر کند با تو بگویم روزی
که ز داد تو چها این دل بیمار کشید
ناصح از جامه دری منع مفرمای که من
نتوانم بخدا دست ازین کار کشید
آفت مردم همسایه بهمسایه رسد
آنچه اندوخت دلم چشم تلف کار کشید
نیست در عشق مرا فرصت سر خاریدن
مفت آن کس که درین راه ز پا خار کشید
همچو مرغ قفس از یاد گلستان وصال
نالها این دل در سینه گرفتار کشید
گر گذاری بدلم دست بفریاد آید
من ندانم که ز دست تو چه آزار کشید
دل نه بندی بسر زلف بتان بهر خدا
نتوان دانه‌ی تسبیح به زنار کشید
چه خیال است که ترسد ز جفای اغیار
واقف آنست که عمری ستم یار کشید

۱۰۳

۱ در چمن چون بیدلان آه فغان برداشتند
بلبلان از رشک یکسر آشیان برداشتند
سخت جانانی که جور آسمان برداشتند
طور بیداد تو دیدند الامان برداشتند
۲ دوستداران را نمی دانم چه پیش آمد چه شد
نقش من از آستانش دشمنان برداشتند
تشنه‌ی خون خود اند از بس شهادت دوستان
منت شمشیر قاتل را بجان برداشتند
۳ دیده‌ی باریک بین هیچ از میان او نیافت
بارها دیدم که زلفش از میان برداشتند

۱ : د میں یہ غزل نہیں - مطبوعہ میں مصرع اول حسب ذیل ہے :
در چمن چون بیدلان او فغان برداشتند
۲ : یہ شعر ا ، ب میں ہے - ۳ : یہ شعر و ، ہ اور مطبوعہ میں نہیں -

آن فسونسازان که با مار سیه بازی کنند
زلف او را دیده یکسر دل ز جان برداشتند
دولت پابوسیش آنرا که یا رب دست داد
سر ز پای او نمیدانم چسان برداشتند
۱ بر نمی دارند خوبان تیغ بر قصد سرم
حیف آیین مروت از جهان برداشتند
روز مرگم این چنین اندوه و رنج و درد و غم
در پی تابوت من واقف فغان برداشتند

۱۰۴

۲ این چنین گر ستم از دست تو بر دل برود
روزی از گریه‌ی من پای تو در گل برود
سالها ماند دران دست نگار از خونم
این حنا نیست که زود از کف قاتل برود
غرق دریای محبت نکند میل نجات
مرده‌ی او چه خیالست بساحل برود
رو بهر کوچه که سودایی زلف تو نهد
پیش او چند قدم شور سلاسل برود
ای که راندی بگلو خنجر بیداد مرا
آن قدر باش که جان از تن بسمل برود
ای که از دیده‌ی من می روی آسان می دان
که ز دل حسرت دیدار تو مشکل برود
از تو فریادیم ای عشق جرس نیست دلم
تا بکی ناله کنان همره محمل برود
واقف آن دم که ره وادی مجنون گیرد
پیش پیشش دل دیوانه دو منزل برود

۱۰۵

با تو نا آشنا کسی چکند — چکند ماجرا کسی چکند
بلبلان داد گریه می خواهند — گل ندارد وفا کسی چکند

---

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں ۔ ۲ : یه غزل د میں نہیں ۔

تو که نازکتری ز لاله و گل خود بفرما ترا کسی چکند
دل بصد رنگ می برید از دست دلبران با شما کسی چکند
گر روم جا بجا مکن عیبم میروی جا بجا کسی چکند
۱ به اداهای دلربای بتان ایخدا ایخدا کسی چکند
می برد بوی یار را هر سو چه کند با صبا کسی چکند
۲ به بلای که زلف دارد نام نشود مبتلا کسی چکند
۳ چون شوی گرم دادن دشنام نکند گر دعا کسی چکند
۴ گر نه زنجیر زلف او باشد دل دیوانه را کسی چکند
طعن عشقم چه میکنی **واقف** با قضای خدا کسی چکند

۱۰۶

۵ چشم او عربده ساز است چه می باید کرد
نگهش بر سر ناز است چه می باید کرد
یار اغیار نواز است چه می باید کرد
دوستان دوست گذار است چه می باید کرد
رقم عافیتی نیست در اوراق دلم
نسخهٔ سوز و گداز است چه می باید کرد
بحدیث سر زلفت نکند عمر وفا
آه این قصه دراز است چه می باید کرد
من کنم گریه تو بر گریهٔ من خنده زنی
عالم ناز و نیاز است چه می باید کرد
۶ نیک و بد سر زده چون آیینه آمد بر رو
خانه ام یک در باز است چه میباید کرد
۷ آشنا را ننوازد به نگاهی گاهی
یار بیگانه نواز است چه میباید کرد
نتوانم که برم پی به حقیقت **واقف**
دل گرفتار مجاز است چه می باید کرد

---

۱ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔ ۲ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔
۳ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔ ۴ : یہ شعر مطبوعہ میں ہے ۔
۵ : یہ غزل د میں نہیں ۔ ۶ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔
۷ : یہ شعر صرف مطبوعہ میں ہے ۔

۱۰۷

۱ دل دگر از یاد سروی گریه پیرا می شود
باز کار اشک چون فواره بالا می شد
۲ گر نمایی جلوه چشم داغ بینا می شود
ور بپرسی حال طفل اشک گویا می شود
همچو یعقوبم رسد آن نور چشم آخر بداد
ای عزیزان عاقبت این دیده بینا می شود
از که دارم چشم دلسوزی درین ظلمت سرا
شمع گر روشن کنم پروانه عنقا می شود
کی درآید از درم بی پرده طفلی کز حیا
بر زبان آید اگر نامش معما می شود
از دهان زخم گویم حرفهای خونچکان
بعد عمری گر باو راه سخن وا می شود
آن سهی قامت بزور ناز دست از سرو برد
راست می گویند دست زور بالا می شود
عاقبت پامال رقص او شدی **واقف** ببزم
من نمی گفتم که اینجا فتنه برپا می شود

۱۰۸

۳ ناتوانی که طلبگار تو باشد چه کند
بی زبانی که گرفتار تو باشد چه کند
نیم نازی تو بجان دو جهان بفروشی
نیم جانی که خریدار تو باشد چه کند
حرف ناصح که کشد حلقه بگوش گوهر
گوش آن کس که بگفتار تو باشد چه کند
ذره ذره همه در راه تو رفتم برباد
خاکساری که هوادار تو باشد چه کند

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : یه شعر ه میں نہیں -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

نمکی لطف نکردی بجراحتهایم
شور بختی که دل افگار تو باشد چه کند
جان ز پهلوی دل آمد بلبم ناله کنان
هر که هم خانه‌ی بیمار تو باشد چه کند
می فروشم ز کسادی به پشیزی خود را
آن که رد کردهٔ بازار تو باشد چه کند
۱ جان پسندت چو نیفتاد بمن باز بده
بنده چیزیکه نه درکار تو باشد چه کند
عمرو عیار گرفتم به جهان باز آید
هر کجا طرهٔ طرار تو باشد چه کند
واقف سوخته جان خانه خراب غم عشق
گر نه در سایهٔ دیوار تو باشد چه کند

۱۰۹

۲ بهواداری زلفت چو صبا برخیزد
آه سودا زدگان هم ز قفا برخیزد
من هم از روی ادب از سر جان برخیزم
گر پی کشتن ما یار ز جا برخیزد
طالع عقده کشا نیست مرا ورنه ترا
چین ز ابرو گره از بند قبا برخیزد
فتنه در دهر ز بالای تو گردد برپا
چون ضعیفی که بامداد عصا برخیزد
خاک کویت بود اکسیر سعادت آنجا
گر همه چغد نشیند چو هما برخیزد
می شود ابر و بروز سیه ما خندد
دود آهی که ز غم خانهٔ ما برخیزد
پیش ازان روز بما صلح کن ای ساده عذار
که ز آیینه‌ی روی تو صفا برخیزد

---

۱ : یہ دو شعر صرف و اور ہ میں ہیں ۔ ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

زخمی آن قدر انداز نگاهم واقف
چون کس از ره گذر تیر قضا برخیزد

۱۱۰

آن چشم را ببین بچه ناز آفریده اند
خونریز و مست و عربده ساز آفریده اند
سنگین دلان بذوق شکستن دل مرا
مینا صفت گداخته باز آفریده اند
اصل سخن شنو که همان یک حقیقت است
کز وی هزار گونه مجاز آفریده اند
از چشم صید گیر تو دل کی توان گرفت
مژگان او ز چنگل باز آفریده اند
ما ظرف ضبط عشق نداریم کاین شراب
مینا شکن پیاله گداز آفریده اند
۱ دوران ز آستان تو بردند خاک را
از شوق سجده مهر نماز آفریده اند
ای دل مکن شکایت خوبان حسن را
دشمن گداز و دوست نواز آفریده اند
پیچیده است پنجه‌ی مردم ز راه دور
مژگان او چه دست دراز آفرید اند
در چشم آنکه واقف سر محبت است
محمود را غلام ایاز آفریده اند

۱۱۱

۲ ندانم تا چها از تیغ ابروی تو می آید
که بوی خون ناحق ظالم از کوی تو می آید
ز مو زنجیر در پای دل دیوانه افگندن
ز گیسوی تو می آید زگیسوی تو می آید
برنگی با خیالت عیش در یک پیرهن دارم
که از چاک گریبانم چو گل بوی تو می آید

۱ : یه تین شعر ا ، ب میں نہیں - ۲ : یه غزل د میں نہیں -

مسلمان را ز دین وز کفر کافر را برآوردن
ز جادوی تو می آید ز جادوی تو می آید
کسی کز کعبه آید باید استقبال او کردن
ز خود رفتم شنیدم قاصد از کوی تو می آید
تو ای شوخ کمان ابرو چنان در خانه‌ی نازی
که بردل تیر چون مژگان ز هر موی تو می آید
۱ زبان از شعله باید وام کردن بهر تقریرش
وگرنه کس چه گوید آنچه از خوی تو می آید
نمیدانی که جانان طرح چوگان باختن ریزی
چو گو آنجا بسر غلطان دعا گوی تو می آید
نوید تازگی دادست تیغش کهنه زخمم را
بخند ای دل که آب رفته در جوی تو می آید
نباشی غافل از دود دل سودایی **واقف**
که روزی همچو خط ای‌شوخ بر روی تو می آید

۱۱۴

۲ دل دیوانه‌ی من جان سپردن آرزو دارد
ز طفلان سنگ بی اندازهٔ خوردن آرزو دارد
نه تنها بی تو از سر رفت ذوق زندگی ما را
چراغ کلبه‌ی ما نیز مردن آرزو دارد
تو برگ عیش گر داری برو ای بوالهوس نانخور
که عاشق بر جگر دندان فشردن آرزو دارد
چسان افتد بدستم دامن یوسف که از پیشم
نسیم پیرهن تشریف بردن آرزو دارد
کجا در طینت عاشق بود از خرمی بویی
گلی کز خاک ما روید فسردن آرزو دارد
به تسبیح کواکب کاش دست من رسد **واقف**
جفاهای فلک را دل شمردن آرزو دارد

۱ : یه تین شعر صرف مطبوعه میں ہیں - ۲ : یه غزل د میں نہیں -

۱۱۳

۱ اگر بی شرمی سر می توان کرد | چها با آن ستمگر می توان کرد
دران محفل که تو گیسو کشایی | ز موم شمع عنبر می توان کرد
دماغ کیمیا سازی ندارم | وگرنه خاک را زر می توان کرد
سرت گردم جفا بر بنده تا کی | وفا هم بنده پرور می توان کرد
خدا را خشک و خالی مگذر از من | بخون من لبی تر می توان کرد
بیاد چشم خوش دنباله‌ی یار | جگر را نذر خنجر می توان کرد
چنان می سوزم از یاد رخ او | که‌شمع از داغ من بر می‌توان کرد
دل من بی جگر افتاده ورنه | به پیشش گریه‌ای‌سر می‌توان کرد
۲ ازان دامان درازم شکوه‌ای هست | که تا دامان محشر میتوان کرد
صبا گاهی ز بوی کاکل او | دماغ ما معطر می توان کرد
نیامیزد چه خوش شعر تو واقف | غزلهای تو از بر می توان کرد

۱۱۴

۳ نی درد دین نه راحت دنیا بما رسید
حرمان این و آن همه یک جا بما رسید
صد بار کرده ایم گریبان خویش چاک
تا گوشه ای ز دامن صحرا بما رسید
داری سر عیادت ما خستگان اگر
تنها بیا که درد تو تنها بما رسید
در بزم عیش گشت کدورت نصیب ما
دردی که مانده بود ز صهبا بما رسید
در باغ دهر نیست بحرمان ما کسی
چون فصل گل گذشت تماشا بما رسید
قسمت ببین که باعث رشک رقیب شد
دردی که از گدایی دلها بما رسید
بر بستر وصال تو آسوده دیگران
خمیازه همچو صورت دیبا بما رسید

---

۱ : د میں اس غزل کے صرف پہلے چار شعر ہیں -
۲ : یہ دو شعر صرف مطبوعہ میں ہیں - ۳ : یہ غزل د میں نہیں -

بردند وارثان دگر نقد عیش را
جنس غمی ز آدم و حوا بما رسید
از بخت شور شد سبب گریه های تلخ
آبیکه همچو ابر ز دریا بما رسید
تیریکه شست یار بما وعده کرده بود
واقف بصد هزار تقاضا بما رسید

۱۱۵

۱ دنبال دل خویش دوانم چه توان کرد
برداست دل از دست عنانم چه توان کرد
در وصل سراسیمه ام از هجر پریشان
من با تو چنین بی تو چنانم چه توان کرد
گر تیغ کشی جز سر تسلیم ندارم
عهد تو بریدن نتوانم چه توان کرد
با کشمکش عشق چه سازم که نسازم
در قبضهٔ او همچو کمانم چه توان کرد
در گلشن فردوس دل من نکشاید
دل تنگ ازان غنچه دهانم چه توان کرد
با دفتر من نسبت شیرازه محال است
همطالع اوراق خزانم چه توان کرد
ای شیخ ارادت بتو ام نیست چه سازم
من معتقد پیر مغانم چه توان کرد
با کعبه روان هست مرا رخصت رفتن
من معتکف کوی فلانم چه توان کرد
گه دست زنم بی تو بسر گاه بزانو
بیکار نشستن نتوانم چه توان کرد
واقف کشیدم گریه بیابان به بیابان
چون سیل ز کف رفته عنانم چه توان کرد

۱ : یه غزل د میں نہیں -

۱۱۶

۱ کردم وداع یار به بینم چه می شود
رفتم ازین دیار به بینم چه می شود
هرچند بردن است ازو باختن ز من
تا آخر قمار به بینم چه می شود
او را پیاده دیده ز کف داده ام عنان
چون بینمش سوار به بینم چه می شود
این اشک نیم رنگ پسندش نمی فتد
ای دیده خون ببار به بینم چه می شود
افتاده است همچو من آزرده را دگر
با هجر کارزار به بینم چه می شود
نومید وصل نیستم از امتداد هجر
هستم امیدوار به بینم چه می شود
زر کردمش فدا دل او مهربان نشد
سر می کنم نثار به بینم چه می شود
۲ خواهم کشید بر در آن بیحساب کن
فریاد بیشمار به بینم چه می شود
۳ دل مضطرب ز پهلوی من پیش یار رفت
جان مانده بیقرار به بینم چه می شود
چشمم به هیچ سرمه نشد روشن ای صبا
خاک درش بیار به بینم چه می شود
آغاز عاشقی است بسر خاک می کشم
واقف مآل کار به بینم چه می شود

۱۱۷

۴ اگر دل تو شبی از برای من سوزد
هزار شمع طرب از برای من سوزد

---

۱ : یہ غزل د میں نہیں -
۲ : سب نسخوں میں یہ مصرع اسی طرح مرقوم ہے - لیکن ' بی حساب کن ' کی ترکیب محل نظر ہے - احتمال ہے - کہ ' بی حساب کش ' ہو - بہر حال متن میں کوئی تبدیلی مناسب نہیں سمجھی گئی -
۳ : یہ دو شعر ا ، ب میں نہیں - ۴ : یہ غزل د میں نہیں -

بداغ بی کسی خود چو شمع خود سوزم
وگرنه کیست که دل در فنای من سوزد
براه عشق ز بس گرم میروم چه عجب
بسان داغ اگر نقش پای من سوزد
طبیب دست کشید از علاج من تا کی
عبث دماغ بفکر دوای من سوزد
به محفل تو دل خود ازان گذاشته ام
که من اگر نرسم او بجای من سوزد
۱ ز بزم او به تب رشک می روم یا رب
اگر کسی بنشیند بجای من سوزد
مرا درون و برون داغ داغ شد **واقف**
بحیرت است غم اکنون کجای من سوزد

۱۱۸

۲ ز پهلوی تو دارم آنچنان درد
که از پهلوی من آمد بجان درد
بیا دیگر ببالینم که بینی
همان بستر همان پهلو همان درد
نمی سوزد چراغ داغ روشن
مگر روغن کشد از مغز جان درد
کنی این پیر را گر دستگیری
نخواهد کرد دستت ای جوان درد
من آن مجنون عشقم کاندرین دشت
بفرقم بسته چون مرغ آشیان درد
دلا از آشنایان بهره بردار
گدایی کن ازین داغ و ازان درد
۳ نی تیرت به پهلویم بنالید
ترا ظالم نشد خاطر نشان درد

---

۱ : ه میں یه شعر کچھ اس طرح مرقوم ہے -
ازان بتی که ز خون گرمی عجب دارم چو شمع هر که نشیند بجای من سوزد
۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نهیں -
۳ : یه دو شعر ا ، ب میں نهیں -

مرا افگنده عشقت در زمینی
که می بارد در آنجا زاسمان درد
دم آخر همین می گفت واقف
که رفتم از جهان با یک جهان درد

۱۱۹

۱ دلها کباب جلوهٔ مستانه‌ی تو اند
جانها خراب گردش پیمانه‌ی تو اند
خورشید طلعتان پی دزدیده دیدنت
گرم تلاش روزن کاشانه‌ی تو اند
خوبان که رو بکس ننمایند هر سحر
آیینه وار رو بدر خانه‌ی تو اند
جمعیکه از جهان دل بیدار برده اند
در خواب مرگ گوش بافسانه‌ی تو اند
کردیم سیر سلسلهٔ حسن مو بمو
زنجیر گیسوان همه دیوانه‌ی تو اند
۲ آنانکه جام صافی مشرب کشیده اند
در آرزوی دردی پیمانه‌ی تو اند
دریا دلان که از دو جهان دست شسته اند
غواص شوق گوهر یکدانه‌ی تو اند
واقف خموش باش که یاران هم تلاش
کی آشنای معنی بیگانه‌ی تو اند

۱۲۰

۳ ز شادی می گریزد طبع من با غم نمی سازد
دلم وحشی است با بیگانه و محرم نمی سازد
درین محفل چو شمع از اختلاط شعله رخساری
بدست آورده ام داغی که با مرهم نمی‌سازد

۱ : یه غزل د میں نہیں - ۲ : اس غزل کا چوتھا اور چھٹا شعر ہ میں نہیں -
۳ : یه غزل د میں نہیں -

نگیرد خاطرم گر با سگ او انس معذورم
مزاج نازکی دارم که با آدم نمی سازد
تو ام چون نی نوازش می کنی من زار می نالم
نمی سازد بمن لطف تو ای همدم نمی سازد
غم محرومی چشم ترم ‌ء بسیار می سوزد
حیا پرور گلی دارم که با شبنم نمی سازد
بصد خون جگر پرورده در عالم دلی دارم
که از ناسازی طالع بمن آن هم نمی سازد
اگر صد پاره گردد جامه‌ی مصحف چه نقصانش
پریشانی کمال اهل عرفان کم نمی سازد
نه تنها با تو ناسازیست واقف آن پریرو را
ز شوخی عالمی دارد که با عالم نمی سازد

۱۲۱

۱ در هوایت کی دلم از زندگانی شاد بود
شمع جانم هر نفس در رهگذار باد بود
دود آهی از دلم اکنون نمی گردد بلند
یاد ایامیکه این ویرانه هم آباد بود
گر قفس آهن کنی از سخت گیری باک نیست
بلبلم عمری اسیری بیضهٔ فولاد بود
پیش ازین زلفش بحال خود نمی پرداخت هیچ
بی خبر از شانه همچون طره‌ی شمشاد بود
پا ز سر کرد و طریق عشق را سر کرد و رفت
طفل اشک من بکار خود عجب استاد بود
عالمی در پوست چون کرم کتاب افتاده است
در بغل آن را که واقف جزو استعداد بود

۱۲۲

۲ بمن تاب و توان این دیده‌ی خونبار نگذارد
که طاقت در بدن چون رفتن بسیار نگذارد

---

۱ : به غزل د میں نہیں -   ۲ : به غزل د میں نہیں -

اگر از گریه فارغ می شوم در ناله می آیم
دلی دارم که یک ساعت مرا بیکار نگذارد
باین طالع اگر خود را بکویش افکنم روزی
مرا مهر از حسد در سایه‌ی دیوار نگذارد
مکن ای باغبان بیرون ز گلزارم که از حسرت
کشم آهی که گل را رنگ بر رخسار نگذارد
غم دوری که آمد بهر تاراجم یقینم شد
که خونی در تنم از گریه های زار نگذارد
ز غفلت ضامن تیمار دل گشتم ندانستم
که یک ساعت مرا آسوده این بیمار نگذارد
۱ برای حال پرسی بر سرم آن روز یار آید
که در من ضعف هجران طاقت گفتار نگذارد
دران گلشن که گردد قامت او جلوه گر واقف
بسرو استادگی در آب جو رفتار نگذارد

۱۲۳

۲ بدل سیل غمی دیگر بچندین زور می آید
بویران کردن این کشور معمور می آید
جدا زان دلنواز از بس نسازد نغمه با طبعم
مرا آواز خر در گوش از طنبور می آید
نزاکت بین که چون درد دیده از دل میکند منزل
کشد رنج سفر گویا ز راه دور می آید
نشینم گر در آتش از رقیبان نیستم ایمن
سپند آنجا که می یابد خبر در شور می آید
کجا بر دیده واقف بگذرد از برف بیداری
که بر داغ دلم از مرهم کافور می آید

۱۲۴

۳ دل بصد درد و غم از دار فنا می گذرد
بر سر خسته‌ی خود زود بیا می گذرد

۱ : یہ شعر مطبوعہ میں نہیں ۔ ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔
۳ : ہ میں ردیف ' می گزرد ' کی ' بجائی می آید ' مذکور ہے ۔ جو کاتب کی کارستانی معلوم ہوتی ہے ۔

پاره‌ای از دل صد پاره فرستیم بیار
گر بدانیم که بر رقعهٔ ما می گذرد
پیش این سخت کمانان سپر انداخته ایم
گرچه ما را ز فلک تیر دعا می گذرد
وادی عشق اگر نیست کمینگاه خطر
بی جرس قافلهٔ گریه چرا می گذرد
جانمن می گذرانی برقیبان شب و روز
از دل ما خبرت نیست چها می گذرد
گذری بر سر بالین من زار فکن
ورنه بیمار تو امشب بخدا می گذرد
تا پس از مرگ هم آسوده نباشم آن شوخ
با رقیبان ز سر تربت ما می گذرد
۱ گریه‌ها بر دل درویش خودم می آید
که ز درگاه تو بی برگ و نوا می گذرد
من که باشم که کسی را گذر افتد بسرم
گاه گاه از سر من تیغ جفا می گذرد
واقف از دیدن این آیینه رخساری چند
۲ لله‌الحمد که وقتم بصفا می گذرد

۱۲۵

۳ دلم جز بکویش نشیمن ندارد — سر سیر صحرا و گلشن ندارد
چگویم که مضمون وصف میانش — ز بس نازکی تاب بستن ندارد
ز آهن دلان چرب و نرمی مجویید — که بادام زنجیر روغن ندارد
زعاشق نیاز است در پیش معشوق — نمازی که وقت معین ندارد
ز خار و گل این چمن گشته فارغ — خوش آن کو گریبان و دامن ندارد
بحسن آفتاب است آن ماه لیکن — گذاری بویرانه‌ی من ندارد

---

۱ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۲ : اس مصرع کے رکن اول میں سکتہ پڑتا ہے - ممکن ہے کہ باری الحمد ہو -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

۱ نشد هر که پروانه‌ی شمع رویش توان گفت او طبع روشن ندارد
کند پیش او واقف آتش زبانی که چون شمع پروای کشتن ندارد

۱۲۶

۲ بدخویی نهان تو معلوم می شود
از چین ابروان تو معلوم می شود
خواهی زبان دعوی عشاق را برید
از خنجر زبان تو معلوم می شود
ای دل بزلف او که پریشان دایمی است
سودا مکن زبان تو معلوم می شود
رازیکه دیده بود سکندر در آیینه
از سنگ آستان تو معلوم می شود
۳ دریافتم مضایقه در بوسه می کنی
از تنگی دهان تو معلوم می شود
خواهد گذشت تیر تو از جان سخت من
از سختی کمان تو معلوم می شود
۴ ناوک چو خوردی ای دل زارم چه میکنی
خون میچکد نشان تو معلوم می شود
واقف چه طالع است ندانم که امشبم
آن ماه مهربان تو معلوم می شود

۱۲۷

۵ از دوستان امید وفا داشتم نشد
در خاطر شکسته چها داشتم نشد
آن دانه ام که خاک مرا پاک خورده است
در سر خیال نشوونما داشتم نشد
در سر هوای نکهت پیراهن تو ماند
چشمی براه باد صبا داشتم نشد

---

۱ : یہ شعر و اور ہ میں ہے -
۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر ہ میں نہیں -
۴ : یہ شعر و اور ہ میں ہے -
۵ : یہ غزل صرف ا، د میں ہے -

بیمار داشت نرگس یارم تمام عمر
از لعل او امید دوا داشتم نشد
ننواخت هیچگاه بدشنامی آن لبم
اندک توقعی ز دعا داشتم نشد
بی برگ و بینوا ز گلستان برآمدم
واقف امید برگ و نوا داشتم نشد

۱۲۸

۱ درد من منت دوا نکشید نکشد از تو بی وفا نکشد
ساخت دشنام باز کار دلم تا دگر منت دعا نکشد
دیگران را بنامه یاد کند خط نسیان بنام ما نکشد
خانه دارد بکوچه‌ی آن زلف چه کند دل اگر بلا نکشد
دل که بلبل طبیعت افتاده است ناز این گل رخان چرا نکشد
تشنه لب جان سپرده ایم وکسی دم آبی بیاد ما نکشد
دل بدریا فگنده ام چکنم کشتیم ناز ناخدا نکشد
خاک راهی بچشم من بفرست که دگر ناز توتیا نکشد
از تو دامن کشان رود واقف دامنش را اگر وفا نکشد

۱۲۹

۲ بی تو ام بسکه ز دل آه حزین برخیزد
هرکه بنشست بمن شاد غمین برخیزد
سرمه گشتم ز سیه بختی و رفتم برباد
هرکه از چشم تو افتاد چنین برخیزد
می شود ابر و کند گریه برین خاک نشین
هر غباریکه بکویت ز زمین برخیزد
خال آن گوشه‌ی ابرو چو بدیدم گفتم
ای بسا فتنه کزین گوشه نشین برخیزد
هرکسی را نفتد چون تو غزالی در دام
به که صیاد دل ما ز کمین برخیزد

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه غزل ا ، ب اور ه میں ہے -

جوهر و تیغ بهم نسبت ذاتی دارند
نیست ممکن که ز ابروی تو چین برخیزد
خستهٔ عشق ترا غم چقدر دلسوز است
که ز بالین نفس بازپسین برخیزد
هر که بر خاک درش نقش سجودش بنشست
می تواند ز سر تخت و نگین برخیزد
زار نالیدن مرغ قفس از خویشم بود
بی اثر نیست نواییکه حزین برخیزد
۱ گر چنین غم شود از صحبت ما دیوانه
شور از سلسلهٔ چین جبین برخیزد
۲ برگرفتم که بر آتش بنشینم لیکن
تو ندانی که دلت از سر کین برخیزد
واقف از خوی بدش این همه دل تنگ مباش
احتمال است که چینش ز جبین برخیزد

۱۳۰

۳ گاهی نگفت آه که حال فلان چه شد
ای مهربان چه شد چه شدای مهربان چه شد
از رفتنت چه شرح دهم حال خویشتن
رفت آنچه رفت بر دل و جانم شد آنچه شد
عمری گذشت روز نکردی شب مرا
آخر بگو که مهر تو ای آسمان چه شد
ماندم بکوی او تن تنها اسیر غم
در حیرتم که دل بکجا رفت و جان چه شد
۴ آخر بدرد بی کسی ما رسد خدا
بردید اگر شما دل ما ای بتان چه شد

۱ : یہ شعر صرف ب میں ہے - ۲ : یہ شعر صرف و میں ہے -
۳ : یہ غزل ہ اور مطبوعہ میں نہیں -
۴ : د میں اس غزل کے پہلے چار شعر مذکور نہیں - البتہ بعد کے پانچ شعر مرقوم ھیں - معلوم ھوتا ہے کہ درمیان کے چند ورق غائب ھیں -

بردند نعش ما ز در یار و کس نگفت
کان ناتوان شکسته دل و بی زبان چه شد
بسیار اعتماد باغیار می کنی
بیدرد داشتی دلکی بدگمان چه شد
دیوانه ای که بود دلش نام روزهاست
زین ره گذر نمی گزرد کودکان چه شد
۱ می پرسم از تو رنجه مشو جان من بگو
دلجویی قدیم ترا این زمان چه شد
واقف اگر نه درد جدایی کشیده ای
صبر و قرار و طاقت و تاب و توان چه شد

۱۳۱

۲ می زنی بر دل من سنگ جفا شرمت باد
سنگدل می شکنی عهد وفا شرمت باد
بهر آزردن من در نظر بوالهوسان
چند از پرده برآیی ز حیا شرمت باد
چند بر بوالهوسان تیر خطا اندازی
ترک من چند کنی مشق جفا شرمت باد
باختم در طلبت صبر و قرار و دل و جان
با من از باختن نرد دغا شرمت باد
زلف او را که بصد رشته‌ی جان پیوند است
چند برهم زنی ای باد صبا شرمت باد
دل مسکین که بزلف تو سپردم آن را
ساختی بند بزنجیر بلا شرمت باد
گرچه دامان تو پاکست ولی چون خورشید
همه جایی همه جایی همه جا شرمت باد
۳ چون تو با درد دلا عهد محبت بستی
بعد ازین گر ببری نام دوا شرمت باد

۱ : یه شعر صرف ہ میں ہے ۔ ۲ : یه غزل د ، ہ اور مطبوعه میں نہیں ۔
۳ : یه شعر صرف و میں ہے ۔

بت پرستی تو واقف شده رسوای جهان
برهمن نیستی ای مرد خدا شرمت باد

۱۳۲

۱ تن من از تب و جانم ز تاب می سوزد
ز دل مپرس که در اضطراب می سوزد
بحیرتم که ز من چون نهفته می داری
رخی که شعله‌ی رنگش نقاب می سوزد
فتاده است دو جا آتشم چه چاره کنم
قرار در دل و در دیده خواب می سوزد
دلم در آتش و تو مست باده‌ی نازی
خبر بگیر وگرنه کباب می سوزد
فروغ روی تو آتش زده است در دل من
ستاره سوخته از ماهتاب می سوزد
ازین گناه که شد چهره با تو آیینه
به پیش روی تو در آفتاب می سوزد
درآ بخانه‌ی من شهسوار من روزی
ز انتظار تو چشم رکاب می سوزد
۲ مرا ز حسرت پیکان او جگر داغ است
چو تشنه کز پی یک قطره آب می سوزد
۳ دلم خوش است به ناز و عتاب او هر چند
ز ناز می کشد و در عتاب می سوزد
کباب شد دل من واقف از غم عرفی
'که توبه کرده و بهر شراب می سوزد'

۱۳۳

۴ دلم سخت بیزاری از خانه دارد مگر خانه در کوی جانانه دارد
سروکارم افتاده با خورد سالی که چندین ادای بزرگانه دارد

---

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۲ : یہ شعر صرف و ، ہ میں ہے - مصرع اول میں دل داغ مرقوم ہے - لیکن چونکہ سکتہ پڑتا تھا - اس لئے جگر کرنا پڑا -
۳ : یہ شعر صرف ہ میں ہے - ۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

بر آتش زند خویش را بی محابا | دلم رشک از سوز پروانه دارد
ز دل شست وسواس صد ساله زهدم | عجب خاصیت آب میخانه دارد
مرا جاده زنجیر باشد همانا | درین دشت لیلی سیه خانه دارد
دو صد تشنه سیراب سازد بیکدم | عجب جوهری تیغ جانانه دارد
ندارم سروکار با گل چو بلبل | مرا رنگ و بوی تو دیوانه دارد
شود تلخ بر مردمان عیش واقف | ز زهریکه چشمش به پیمانه دارد

۱۳۴

۱ زارنالی من زار شنیدن دارد
نغمه‌ای هست درین تار شنیدن دارد
سخن عشق سراپا مزه باشد همدرد
بیش و کم اندک و بسیار شنیدن دارد
گرچه نتوان سخن تلخ شنیدن ز کسی
لیک ازان لعل شکر بار شنیدن دارد
ای که بسیار شنیدی سخن بیدردان
درد دل میکنم اظهار شنیدن دارد
کرده آهنگ نوی درد تو تعلیم مرا
ناله‌ای میکنم این بار شنیدن دارد
هست ناصاف مشام طلب ما ورنه
بوی یار از در و دیوار شنیدن دارد
۲ ماجراییست کزان جمله نمک میریزد
سرگزشت دل افگار شنیدن دارد
واقف آزرده نباشی ز ملامت گویان
هر چه گویند بناچار شنیدن دارد

۱۳۵

۳ در عشق خوار و زار تر از من کسی نبود
بی قدر و بی وقار تر از من کسی نبود

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -
۳ : یه غزل صرف د میں نہیں -

اول مرا ز جمله اسیران زدی به تیغ
گویا گناهگار تر از من کسی نبود
بردی نخست گرد من از کویش ای نسیم
شاید که خاکسار تر از من کسی نبود
صرف جراحت دگران ساختی نمک
با آن که دلفگار تر از من کسی نبود
زلف تو شاهد است که پیش از زمان خط
آشفته روزگار تر از من کسی نبود
امروز کس بخواری من نیست پیش یار
دی صاحب اعتبار تر از من کسی نبود
گشتم بسی بگرد مصیبت رسیده ها
دیدم که سوگوار تر از من کسی نبود
۱ کردی تو سست عهد مرا ورنه پیش ازین
بر عهد استوار تر از من کسی نبود
جا درمیان بزم تو کردم ز فیض ۲ عشق
رفت آنکه برکنار تر از من کسی نبود
واقف تمام نامه‌ی اعمال خلق را
دیدم سیاه کار تر از من کسی نبود

۱۳۶

۳ در بدر دل ز بینوایی شد جام جم کاسه‌ی گدایی شد
دل ز سنگ جفا درست شکست فارغ از مومیایی شد
گل داغت بفرق من چون شمع سروسامان خود نمایی شد
واقف امروز برکشم رنگی دستش از خون من حنایی شد

۱۳۷

۴ در آمدعشق از در عقل را نام و نشان گم شد
چه دزد است اینکه تا گردیده پیدا پاسبان گم شد

۱ : یه شعر ا ، ب اور مطبوعه میں نهیں - ۲ : شور (و) سوز (ه) -
۳ : یه غزل صرف ا ، ب میں هے - ۴ : یه غزل صرف ا میں هے -

کند ذوق حدیث گنگ را گویا زهی قسمت
تو از من حال پرسیدی زبانم در دهان گم شد
ز دل نامد خبر تا سوی زلفت باز شد راهی
گمان دارم که مسکین در ره هندوستان گم شد
۱ تو کی داری دماغ جستن گم گشتگان ورنه
ز ذوق این اگر خضر است همره می توان گم شد
نگه می افگنی سوی من و دل رفته است از جا
خدنگ یار سر دادن چه لازم چون نشان گم شد
رقیب از سادگی می زد برش لاف جگر داری
دمی کان شوخ عریان کرد تیغ امتحان گم شد
نمی آید بگوش سینه‌ام امشب صفیر دل
مگر این بلبل دستان سرا از آشیان گم شد
بمحفل از کنار او حدیثی درمیان آمد
دل بیتاب برجست از کنارم درمیان گم شد
ازان سرمایه‌ی خود را بکار زلف او کردم
که از سودا مرا اندیشه‌ی سود و زیان گم شد
پی دفع بلای دل دعای نیم شب کردم
ز بخت نابلد در نیم راه آسمان گم شد
مرا گویی چسان گم‌شد دلت یکره بگو واقف
نبودم همره دل من چه میدانم چسان گم شد

۱۳۸

۲ دل من در سراغ تیر آن ابرو کمان گم شد
روان شد جان برای جستنش زو هم نشان گم شد
نیم غمگین اگر دل در کنارم دوستان گم شد
بحمدالله که دیرین دشمن من از میان گم شد
نزد بر آتش دل چشم من یکبار هم آبی
هزار افسوس رسم مردمی از خاندان گم شد
ز داغش تا شدم تسلیم عشق آن قدردان من
سیه پوشید از ماتم که شمع دودمان گم شد

۱ : اس شعر کوبیت الغزل کهنا چاهیے - ۲ : یه غزل بهی صرف ا میں هے -

ز درگاهش اگر رفتم چه نقصان کبریایش را
شهان را نیست پروای گدا از آستان گم شد
۱ عزیزان‌دست از خودشسته‌ام کین چرخ دولابی
مرا در چاه افگندست و راه کاروان گم شد
نمیدانم کجا از فتنه‌ی چشم تو بگریزم
که درعهد تو از هرگوشه‌ای‌امن و امان گم شد
اگر پیر طریقت پرسد احوال مرا یاران
بگوییدش که در کوی جوانی آن جوان گم شد
من از تاریخ دانی یاد دارم این سخن یعنی
مروت مرد آن روزیکه عنقا از جهان گم شد
سخن را ختم کن **واقف** بلب مهر خموشی زن
کزین گپها ۲ حضور خاطر صاحبدلان گم شد

۱۳۹

۳ بس کن ای دل که ازین گریه و زاری چه شود
بعد ازین گر نه کنی این همه زاری چه شود
شده نزدیک که اسباب مرا آب برد
دیده گر بار دگر اشک نباری چه شود
سخت افسرده‌ام ای ناله بمن گرمی کن
چون سپند از دل من دود برآری چه شود
تیره شد چشم من از حسرت خاک در او
سرمه واری بمن ای باد بیاری چه شود
بر دل من که ز دست تو طپیدن دارد
لطف فرمایی و دستی بگذاری چه شود
دست برد تو دران قطره‌ای خونی نگذاشت
دگر ای گریه دلم را نفشاری چه شود
دل دیوانه‌ی من هرزه دو افتاد بتان
گر کند زلف شما سلسله داری چه شود

---

۱ : نہایت عمدہ شعر ہے -   ۲ : یہ لفظ معیار غزل سے گرا ہوا ہے -
۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ا میں مصرع اول ، مصرع دوم واقع ہوا ہے -

۱ این قدر کار بمن تنگ گرفتن چه ضرور
لحظه ای گر دلم از دست گزاری چه شود
جان من سوخت ز واسوختن تو **واقف**
بار دیگر بکسی دل بسپاری ۲ چه شود

۱۴۰

۳ از کلبه‌ام آن سیل جفا را که خبر کرد
آن خانه برانداز وفا را که خبر کرد
برپا شده از نوحه قیامت بسر من
از مردن من اهل عزا را که خبر کرد
گردید وبال سر من سایه‌ی بالش
از بخت بدم آه هما را که خبر کرد
گر سیل سرشکم ندوید است بعالم
از گریه من خلق خدا را که خبر کرد
گم گشتگیم بود دلیل ره مقصود
از گم شدنم راه نما را که خبر کرد
نگذاشت ز خاکستر من هیچ بکویش
از سوختنم باد صبا را که خبر کرد
از طاقت من دود برآورد نگاهی
از خرمنم آن برق بلا را که خبر کرد
زین درد که من پیش کس اظهار نکردم
ای گریه و ای ناله شما را که خبر کرد
واقف به بلا وقت چه خوش میگذرانید
از حال وی ارباب دعا را که خبر کرد

۱۴۱

۴ با تو کی جنگ میتوانم کرد   گر خورم بنگ میتوانم کرد
دیده‌ام گونه گونه درد و الم   گریه صد رنگ میتوانم کرد
گر تو ام حکم ناله فرمایی   بصد آهنگ میتوانم کرد

---

۱ : یه شعر و اور ہ میں ہے -   ۲ : نسپاری (و ، ہ) -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -   ۴ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

۱ دارم از گریه مثقب الماس رخنه در سنگ میتوانم کرد
۲ گرچه نی خشک گشت و پشت خمید ناله چون چنگ میتوانم کرد
من بیاد دهان یار معاش با دل تنگ میتوانم کرد
صبر از لعل او کنم **واقف** گر دل از سنگ میتوانم کرد

۱۴۲

۳ دل ریش شد و سینه فگار است به بینید
با عشق هنوزم سروکار است به بینید
داغی که بدل بردم ازین لاله عذاران
امروز همان شمع مزار است به بینید
گفتند عزیزان که بخون از چه طپیدی
شمشیر کسی بر سر کار است به بینید
از تیزی آن خنجر مژگان چه دهم شرح
این سینه و این دل که فگار است به بینید
تا چشم به بندید و کشایید گذشت است
این عمر عجب برق سوار است به بینید
خط آمد و آن زلف سر خویش گرفت است
آن مور که برهمزن مار است به بینید
طفلی که مرا کرده فراموش به یادش
اشکم چه قدر سبحه شمار است به بینید
۴ مشغول ببازیست دران سلسلهٔ زلف
دیوانه دل من بچه کار است به بینید
۵ تلخ است بگل عیش ز دود دل لاله
در سوختهٔ او چه شرار است به بینید
۶ دارد ز گلستان رخش نسخه دل من
هر بابی ازان فصل بهار است به بینید
یک روز بیایید بتان بر سر **واقف**
از بهر شما زار و نزار است به بینید

---

۱ : یه شعر و میں نہیں - ۲ : یه شعر و اور ہ میں نہیں -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۴ : مشغول نیاز است (ہ) -
۵ : یه شعر و ، اور ہ میں نہیں - ۶ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -

۱۴۳

۱ دل بی تو ام ز سیر چمن وا نمی شود
چشمم بروی سرو و سمن وا نمی شود
دلگیر زندگی شگفد از نسیم مرگ
این غنچه جز بصبح کفن وا نمی شود
بخت سیه که سایه بفرقم فگنده است
ابر بلاست کز سر من وا نمی شود
از عقدهٔ که در دل من از فسردگیست
چون ژاله جز به آب شدن وا نمی شود
صد زخم خورده ایم ز تیغت ولی هنوز
ما را بشکوهٔ تو دهن وا نمی شود
۲ آن گل که وقف بر خس و خار است خنده اش
یا رب چه کرده ام که بمن وا نمی شود
این غنچه را هوای چمن سازگار نیست
واقف دلم بخاک وطن وا نمی شود

۱۴۴

ابنای جنس ما را فرزانه آفریدند
ما را ز عشق طفلان دیوانه آفریدند
در عشق این خرابی امروز نیست دل را
این خانه روز اول ویرانه آفریدند
این سرگزشت مجنون کان عشق راست افسون
این طفل طبع مردم افسانه آفریدند
چون دل فرود ناید در عیش خانه ما را
از بهر خاطر ما غم خانه آفریدند
روز نخست واقف از گلخن دل ما
خاکستری گرفتند پروانه آفریدند

۱ : یه غزل د میں نہیں - ۲ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -

۱۴۵

مرا آن روز گریان آفریدند   که دامان بیابان آفریدند
ز روز من سیاهی وام کردند   شب تاریک هجران آفریدند
قبا شد صبح را پیراهن آندم   که آن چاک گریبان آفریدند
زلیخا را به مصر ایجاد کردند   چو یوسف را بکنعان آفریدند
شکست قلب دلها بود منظور   ازان صفهای مژگان آفریدند
فنا گردیدم و از شور بختی   ز خاک من نمکدان آفریدند
خراب آن روز شد معمورهٔ دل   که عشق خانه ویران آفریدند
ز دل خونی چکید از یاد لعلش   ازان یاقوت و مرجان آفریدند
چو میکردند خوبان را چنین شوخ   چرا شرم نگهبان آفریدند
چه میپرسی ز من حال دلی را   که حیران و پریشان آفریدند
ز مستوری نظر آن لحظه بستم   که چشم مست جانان آفریدند
بشیرینی خود جان ناز میکرد   ترا شیرین تر از جان آفریدند
فتاد از چشم بلبل غنچه و گل   چو آن سوفار و پیکان آفریدند
به شور از گریه آوردند دل را   ازین یک قطره طوفان آفریدند
چو قید عشق را کردند ایجاد   چرا زنجیر و زندان آفریدند
۱ به عالم هر کجا کان نمک هست   برای سینه ریشان آفریدند
۲ ز مویت شام کفر ایجاد کردند   ز رویت صبح ایمان آفریدند
مرا گویی چنین غمگین چرایی   چه گویم چو بدینسان آفریدند
۳ خلل در کشور دل چون نیفتد   غنیمی همچو شیطان آفریدند
چگویم شکر این واقف که غم را   بمن دست و گریبان آفریدند

۱۴۶

۴ یار صاحب مذاق می آید   بعجب طمطراق می آید
دل چو سیماب می طپد هردم ۵   شاید آن سیم ساق می آید
آن سپاهی پسر بکشتن من   طرفه حاضر یراق می آید
چه فریبی مرا بوعدهٔ وصل   کز تو بوی فراق می آید

---

۱ : یه شعر صرف ا ، ب ، د میں ہے - د میں مصرع اول حسب ذیل ہے :
' نمکهای که میریزد ازان لب '
۲ : یه دو شعر د اور مطبوعه میں ہیں - ۳ : یه شعر صرف د میں ہے -
۴ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۵ : ببرم (ب) یه شعر صرف ب میں ہے -

تیر او چون خورد بسینه‌ی غیر بر دل بنده شاق می آید
۱ برق بازی بعرصهٔ افلاک از سوار براق می آید
از بر خود مران دل ما را که بصد اشتیاق می آید
بی تو در بزم شیشه‌ی می را جان بلب از فراق می آید
شب خیالش بخواب من واقف بعجب طمطراق می آید

۱۸۷

۲ بروی بستر افگندی نزارم اینچنین باشد
نیفگندی نظر بر حال زارم اینچنین باشد
کشیدی سرمه در چشم و کشادی زلف مشکین را
سیه کردی بدین سان روزگارم اینچنین باشد
بتاراج من درویش خوش دستی برآوردی
ربودی طاقت و صبر و قرارم اینچنین باشد
تلاش خاکساریهای من برباد رفت آخر
فشاندی دامن از مشت غبارم اینچنین باشد
که خالی می نماید برسر یک صید ترکش را
تمامی عشوه‌ها کردی بکارم اینچنین باشد
عرق شد اشک بر رخسارم از پر خنده‌ی نازت
ز روی گریه کردی شرمسارم اینچنین باشد
۳ ببزم قدر نشناسان چراغ روز میگردی
نداری رحم بر شبهای تارم اینچنین باشد
نماند از بیم خویت در جگر سرمایه‌ی آهی
بدل نگذاشتی یک ناله زارم اینچنین باشد
ز دردت گرچه من کوه گران تمکین غم بودم
چو برگ کاه کردی بیوقارم اینچنین باشد
دواندی در رکابت شهسوار من رقیبان را
ز کف بردی عنان اختیارم اینچنین باشد
من از دست تو زیر خاک صد داغ جفا دارم
۴ تو کشتی بیوفا شمع مزارم اینچنین باشد

۱ : برق تیزی (د) - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : بردم (ب) - ۴ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے - کشتی بضم اول ہے -

ز حال زار من با آنکه واقف بوده‌ای لیکن
نیفگندی نظر بر حال زارم اینچنین باشد

۱۴۸

۱ آه یار اجر جفای من ناشاد نداد
من ز فریاد بجان آمدم او داد نداد
نا امید از لب شیرین بتان شو کین لعل
با همه کوهکنی دست بفرهاد نداد
خواستم داد زنم از ستم مژگانت
شرم چشم تو مرا رخصت فریاد نداد
دلم از شانه‌ی زلف تو ز بس ناخوش بود
در چمن گریه‌ی من آب بشمشاد نداد
خوب کردی بقفس تن زده مردی واقف
ناله ات شکر که درد سر صیاد نداد

۱۴۹

۲ ای دل ز سوختن اثری داشتی چه شد
با داغ همچو شمع سری داشتی چه شد
ای تیغ یار بهر چه از ما بریده ای
با ما دو روز شد که سری داشتی چه شد
پهلو نشین غیر شدی ای خدنگ یار
گاهی بسوی ما گذری داشتی چه شد
اکنون بسنگ آمده تیر تو پیش ازین
ای ناله در دلش اثری داشتی چه شد
با من که سرمه ساخته بخت سیه مرا
ای نور چشم من نظری داشتی چه شد
۳ بیتابی از دو روز ز حد میبری دلا
زین پیش صبر هم قدری داشتی چه شد
واقف چرا بخوش پسران مبتلا شدی
از اشک طفل سیمبری داشتی چه شد

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۳ : یه شعر ه میں نہیں -

۱۵۰

۱ ز دیرین محرمان کس درد پنهانم نمیداند
چنان در دیده می گریم که مژگانم نمیداند
مبادا هیچ کس در عشق چون من نابلد یا رب
که دست شوق من راه گریبانم نمیداند
بدرگاهش وطن دارم ز عمری غربتم بنگر
که سگ نشناسدم آنجا و دربانم نمیداند
چو بوی گل من از پیراهن رنگ آمدم بیرون
جنون مشکل پسند افتاده عریانم نمیداند
گذارش چون فتد بر کلبه‌ی من راه گرداند
مگر آن سیل آفت خانه ویرانم نمیداند
بکنعان غمم یعقوب وقت خویشتن لیکن
نسیم مصر راه بیت احزانم نمیداند
پریشان خاطرم چون یار میداند که دل جمعم
دلش جمعست از من چون پریشانم نمیداند
چنان حیران دست و تیغ آن خونریز دلهایم
که گر صد زخم بر جسمم زند جانم نمیداند
گریبان گیر شد اشکم هوای کوچه گردیها
دگر این طفل آسایش بدامانم نمیداند
علاج درد من کن تا توانی ورنه خواهم گفت
چه یعنی آن مسیح وقت درمانم نمیداند
۲ بشهر ما خبر همسایه از همسایه کی دارد
گریبانم بغارت رفت و دامانم نمیداند
چو بلبل پیش گل واقف بر آن بیوفا نالم
زبان ناله‌ی من گرچه میدانم نمیداند

۱۵۱

۳ اگر زاریم میشنیدی چه میشد
بدرد دلم میرسیدی چه میشد

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه شعر و اور ہ میں نہیں -
۳ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -

من از هستی خود به تنگم الهی
مرا گر نمی آفریدی چه میشد
تو آهوی من با رقیب آرمیدی
ازان سگ اگر میرمیدی چه میشد
دمی بیش ننشست یارم به پهلو
دلا گر تو کم می طپیدی چه میشد
بیک عشوه از دست جور زمانه
اگر بنده را میخریدی چه میشد
بد من به پیش تو می گفت دشمن
زبانش اگر میبریدی چه میشد
دل از خاک برداشتن داشت اجری
اگر اندکی می خمیدی چه میشد
دلا در قفس سخت افسرده مردی
صفیری اگر میکشیدی چه میشد
به پیش تو شب این غزل خواند **واقف**
چه میشد اگر میشنیدی چه میشد

۱۵۲

شب همچو بلبلم همه شب کار شور بود ۱
ای عشق باز بر دل زار این چه زور بود
دارد همیشه جانب اهل هوس نگاه
از مردمی چشم تو این شیوه دور بود
از بهر جمع کردن اسباب گریه دوش
در کارخانه‌ی دل من طرفه شور بود
ای شور گریه خوب رسیدی بداد ما
مشتی نمک پی گزک دل ضرور بود
باز از نوید وصل تو بر اضطراب زد
دل بر جدایی تو وگرنه صبور بود
ناکرده التفات گذشت از دل کباب
جانانه بسکه مست شراب غرور بود

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

روشن شد از قدوم تو ای نور چشم من
غم خانه‌ام که تیره تر از چشم کور بود
از پا فگنده‌ای تو درین انجمن پر ۱ است
همچو شراب کار تو پیوسته زور بود
۲ ای قاصدی که میرسی از محفل حضور
خوش آمدی بیا که دلم بی حضور بود
واقف چه گویمت که شب هجر چون گذشت
نی دیده نور داشت نه دل را سرور بود

۱۵۳

۳ دلم از جلوه اش خراب شود — موم در آفتاب آب شود
ترسم از خون گرم خویش مباد — ماهی خنجرت کباب شود
بر سرم چون قیامت آرد هجر — زندگی سربسر عذاب شود
آنچه دیدم ز نقطهٔ خالش — گر دهم شرح یک کتاب شود
بسفر میروی و میترسم — خانه‌ی چشم و دل خراب شود
پر ملولم ز زلف او تا چند — عمر من صرف پیچ و تاب شود
هر که بردست خانه آن بت را — ای خدا خانه‌اش خراب شود
۴ شب چو یاد آورم بنا گوشش — خانه‌ام پر ز ماهتاب شود
نامه ام میدرد ولی در حشر — واقف آن شوخ بی جواب شود

۱۵۴

خوبان که دوای دل بیمار فروشند
چون نوبت ما میرسد آزار فروشند
گل مفت بریزند بسر اهل هوس را
عاشق چو خریدار شود خار فروشند
صد نافه‌ی تاتار به بیعانه توان داد
آنجا که ز گیسوی تو یک تار فروشند
سودا زدگان سر بازار محبت
کونین بیک وعدهٔ دیدار فروشند

---

۱ : پر : بسیار -
۲ : غرور (و) یه شعر ا ، ب میں نہیں - ۳ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۴ : یه شعر صرف د میں ہے -

جاییکه کشایند دکان عشوه متاعان
ناز همه عالم بخریدار فروشند
پر تجربه کردیم که داروی غم دل
چیزیست که در خلنهٔ خمار فروشند
با نسیه و نقد دو جهان قدر شناسان
کی سینهٔ چاک و دل افگار فروشند
گر مغ بچه این رنگ کند باده فروشی
ارباب ورع جبه و دستار فروشند
سجاده نشینان اگر آن زلف به بینند
صد سبحه بیک رشتهٔ زنار فروشند
معشوق که تمکین بودش مانع شوخی
باید که چو تصویر به یکبار فروشند
۱ آنانکه خریدار متاع غم یار اند
سرمایهٔ شادی همه یکبار فروشند
۲ در شهر بتان طرفه رواج است که آنجا
چون گل دل صد پاره ببازار فروشند
۳ باشد ز خرد دور مربا طلبیدن
زین رو ترشی چند که آچار فروشند
برخیز برو واقف ازین شهر خدا را
جاییکه غم عشق بخروار فروشند

۱۵۵

۴ با صبا گرد کوی یار رسید | وه که در عین انتظار رسید
برو ای غم که غمگسار رسید | تو بیا ای طرب که یار رسید
نیست معلوم حال دل پرسم | آه خود را گر آن دیار رسید
پشت لب سبز کرد یار ای دل | فکر زنجیر کن بهار رسید
ظاهرا عرصه تنگ شد بر دل | قاصد اشک بیقرار رسید
دل بریان و چشم گریانست | آنچه ما را ز روزگار رسید

---

۱ : یہ شعر و اور ہ میں ہے -
۲ : یہ شعر صرف د ، ہ میں ہے -
۳ : یہ شعر صرف د میں ہے -
۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

طفل اشکم فتاد در شط غم　　خون خود خورده [۱] تا کنار رسید
۲ تو کجا قدر دل کنی معلوم　　بتو این تحفه داغدار رسید
نیستم ابر از چه رو واقف　　بمن این گریه‌های زار رسید

۱۵٦

۳ تا بکی از تو برین غمزده بیداد رود
تا کجا یک کف خاک این همهٔ برباد رود
بسکه او را غم نامحرمی چشم تو سوخت
عجبی نیست اگر سرمه بفریاد رود
کی فراموش شود آن حرکات موزون
مصرعی نیست قد یار که از یاد رود
حکم فرما که من از دیده بر آن آب زنم
خاک کویت نتوان دید که برباد رود
پا به زنجیر کنم این دل بی غیرت را
چند در کوی تو شاد آید و ناشاد رود
دل بسی گشت و سراغ کمرش هیچ نیافت
وقت آنست که سوی عدم آباد رود
۴ بلبلم مرد ولیکن ز وفاداریها
پر افتاده‌ی او جانب صیاد رود
آب چشمم ز خیالش بگلستان واقف
بهر بوسیدن پای گل و شمشاد رود

۱۵۷

۵ عشق و رشک و آه و اشک و داغ و درد
کرد با جان و دل من آنچه کرد
سوزش داغ مرا تسکین نداد
شد دلم از مرهم کافور سرد
خاک کویش هر کجا آرد نسیم
میرود صد چون عبیر آنجا به گرد

---

۱ : خون دل کرده (و ، ہ) -
۲ : یہ شعر د ، ہ میں ہے -　　۳ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۴ : یہ شعر و اور ہ میں ہے -　　۵ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

سیر دفتر خانه‌ی حق را بکن
خوب بنگر نیست باطل هیچ فرد
رنگ و بوی آن ذقن نازم که سیب
می شود پیشش ز خجلت سرخ و زرد
۱ یا بیا تا من بگردم گرد تو
یا برو گرد دلم دیگر مگرد
۲ رفت مجنون من گرفتم جای او
جانشین مرد نبود غیر مرد
جبر و قدر از من چه می‌پرسی مپرس
نیستم واقف من از شطرنج و نرد

۱۵۸

۲ دادیم سر بتیغش کاریکه بود این بود
بر دوش ما ز هستی باریکه بود این بود
دل رفته از بر من دنبال دلبر من
بی یار ماندم افسوس یاریکه بود این بود
لخت جگر ز مژگان یکبارگی فرو ریخت
۳ ای وای نخل ما را باریکه بود این بود
۴ سررشته‌ی امیدم از دست شد دریغا
از زلف او بدستم تاریکه بود این بود
صد شکر گشتم آزاد از قید نام و ناموس
در کیش عشقبازی عاری که بود این بود
۵ ویران نفس کندم آسودم از گزندش
بر گنج کنت کنزاً ماری که بود این بود
واقف چو رفت زان کو مانند گل شگفتند
در دیده‌ی رقیبان خاری که بود این بود

۱۵۹

۶ بخونریزی از غم دل ما نشیند گر امروز ننشست فردا نشیند

---

۱ : یہ دو شعر صرف د میں ہیں - ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۳ : یہ شعر ہ میں نہیں - ۴ : یہ شعر ب میں نہیں -
۵ : یہ شعر صرف ا ، ب میں ہے - ۶ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -

۱ خوش آن نیست کز خلق تنها نشیند | خوش آن کس که فارغ ز دنیا نشیند
اگر دل تمنا کند زیست بی تو | الهی بمرگ تمنا نشیند
نشسته است در سینه با داغ او دل | بذوقی که مجنون به لیلی نشیند
خوش آن دم که پیکان او پهلوی من | برای دلاسا دل آسا نشیند
نگردد تب خستهٔ مهر زایل | چو خورشید اگر با مسیحا نشیند
فرو کش درین کوچه از عقل دور است | مگر دل ز زلفت بسودا نشیند
من از جذبهٔ عشق فهمیده بودم | که یوسف بروز زلیخا نشیند
توانم بهر بزم بالا نشستن | اگر با من آن سرو بالا نشیند
بر قامتت استقامت محال است | ترا سرو چون بیند از پا نشیند
چه استاده‌ای ای بت جامه گلگون | تو بنشین که تا آتش ما نشیند
چه خوش نقش افتاده داغ محبت | که بر جا نشیند بهر جا نشیند
سر هم نشینی یاران که دارد | ضرور است یک چند تنها نشیند
۲ کسی کو بزندان نشستست یکبار | چه امکان که با شیخ و ملا نشیند
نرفت از دل سخت او کینهٔ من | چو نقشی که برسنگ خارا نشیند
رسیدست شادی مرا تا در دل | چه حکم است ای غم رود یا نشیند
۳ سیاه است خالش که در دل خیالش | تقدم کند بر سویدا نشیند
بتنگ آمد از شهر واقف همان به | که آسوده چندی بصحرا نشیند

۱۶۰

۴ شوخ من عالم دلها نه بشکر گیرد
گیرد آیینه بکف ملک سکندر گیرد
چون صدف چشم بفیض فلک سفله مدار
گر دهد قطره ای آبی بتو گوهر گیرد
از برای من دیوانه نگه میدارد
هر که سنگی ز سر رهگذری برگیرد
تب شوق تو بجانم زده آتش چه عجب
شمع خاموش اگر از نفسم در گیرد

۱ : یہ شعر ا ، ب میں ہے - ۲ : یہ شعر ا ، ب میں ہے -
۳ : یہ شعر د ، و ، ہ میں ہے - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

نامه را با که سپارم مگر از جادوی شوق
رنگم از چهره پرد شکل کبوتر گیرد
نتوان در قفس حسرت پرواز گداخت
کاش صیاد سرم در عوض پر گیرد
ابر آبی که خورد میزند آخر بزمین
الحذر چرخ گر از خاک ترا برگیرد
واقف از همدمی اهل خرد بیزارم
نیست مجنون که باو صحبت من درگیرد

۱۶۱

[۱] پیک اشکم دویده می آید — خبر دل شنیده می آید
خواب دیدم که چشم روشن شد — مگر آن نور دیده می آید
ای دل خون گرفته مژده که یار — مست و خنجر کشیده می آید
گل ز باغ تو گر نچید رقیب — از چه بر خویش چیده می آید
غالباً میرمد ازان سر کوی — دل که در خون طپیده می آید
مرغ روحم بسوی شهبازش — چون کبوتر پریده می آید
گر من از خدمت تو مهجورم — طفل اشکم بدیده می آید
واقف از بهر خانه رفتن ما — سیل اینک دویده می آید

۱۶۲

[۲] داریم یوسفی که بخوابش کسی ندید
وز دید برگرفته نقابش کسی ندید
چندین هزار خانه‌ی دل را خراب کرد
وز بیدلان خانه خرابش کسی ندید
ناصح چه میکنی تو ز افسانه‌ام بخواب
برداست خوابم آنکه بخوابش کسی ندید
معلوم شد که مستیش از یاد چشم تست
نرگس که در پیاله شرابش کسی ندید
دل در بلای دوزخ هجران فتاده است
آسوده لحظه ای ز عذابش کسی ندید

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں۔ ۲ : یہ غزل ا ، ب میں ہے۔

از بس که خوی یار بلطف است آشنا
چینی بجبه وقت عتابش کسی ندید
آن بیوفا گذشت و ندانم چسان گذشت
عمر است از درنگ و شتابش کسی ندید
دنیا که عالمی است ازو غرق در بلا
دریای طرفه ایست که آبش کسی ندید
واقف دلم بسان خمیری ز هجر او
در آتش است و دود کبابش کسی ندید

۱۶۳

۱ با من مبتلا چه خواهی کرد | یا وفا یا جفا چه خواهی کرد
عهد بشکستی و جفا کردی | دیگر ای بی وفا چه خواهی کرد
خاک می رفتم از درش گفتا | این قدر توتیا چه خواهی کرد
میبری دل ز دست بوالهوسان | گل افسرده را چه خواهی کرد
۲ تا رمقی هست در تنم دریاب | چون بمیرم دوا چه خواهی کرد
خاک واقف ز کوی او بردی | بعد ازین ای صبا چه خواهی کرد

۱۶۴

۳ گذارش گر سوی گلزار با آن چشم مست افتد
ز حیرت نرگس مخمور را ساغر ز دست افتد
الهی راضیم راضی ز دستم هر چه هست افتد
مبادا دل ز دست افتد مبادا دل ز دست افتد
مزن ای دشمن ایمان براه و چین چنین دیگر
که میترسم به طاق کعبهٔ دلها شکست افتد
به ضبط ملک دل چشمت نمی پردازد از مستی
بفرما زلف را شاید به فکر بندوبست افتد
سر بالین من آید چو آن بیدرد میگوید
چرا در عاشقی کس این قدر بالین پرست افتد
من از کیفیت چشمی خمار آلوده ام واقف
که بیمارش به بستر تا صباح حشر مست افتد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه شعر د ، ق ، ه میں ہے -
۳ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -

۱۶۵

۱ نازک دلم شکایت سنگ جفا نکرد
این شیشه همچو اشک شکست و صدا نکرد
تا یار تیغ کرد علم مردم از نشاط
عمرم بقدر خوردن آبی وفا نکرد
در دیده‌ی سگان درش درنیاسدم
تا درد استخوان مرا توتیا نکرد
آنکس که از برای تو ترک نسب بگفت
در عشق کار بر حسب مدعا نکرد
۲ در کار زندگانی ما رونقی نشد
تیغت چو شمع تا سرم از تن جدا نکرد
واقف نبود قابل دشنامی از لبت
آن بی نصیب ورنه کمی در دعا نکرد

۱۶۶

۳ تا مرا در بدر نگرداند | خوی خود آن پسر نگرداند
تا قیامت فلک ز بی مهری | شب ما را سحر نگرداند
میرویم از درت اگر ما را | بخت برگشته بر نگرداند
سر بالین من نیاید یار | تا مرا محتضر نگرداند
خبر از حال من نمی گیرد | تا مرا بی خبر نگرداند
نکند سوی من نگاه آنشوخ | که هم از راه بر نگرداند
ندهد ره بخانه‌ی خویشم | تا مرا در بدر نگرداند
غرضش گر نه خوار کردن ماست | غیر را معتبر نگرداند
چشم مرهم مدار ازو واقف | تا دلت ریش تر نگرداند

۱۶۷

۴ غم هجر تو چگویم که چه با جانم کرد
این غم آخر باجل دست و گریبانم کرد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ۲ : یہ شعر صرف د میں ہے ۔
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ۴ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

پرده برداشت ز روی تو بوجه احسن
باد شرمندهٔ این لطف نمایانم کرد
دوش از سادگی آیینه بدستت دادم
آنقدر محو تو گردید که حیرانم کرد
گر بگویم بتو چون شمع عرق خواهی کرد
آنچه شبها تپ هجران تو با جانم کرد
بود درکار مرا برگ سفر در ره عشق
دیده لخت جگر آورد بدامانم کرد
بوی دل سوختگی میدمد از پیرهنم
شمع گویی که گل خود بگریبانم کرد
از سر زلف تو امشب دل سودا زده ام
آنقدر گفت پریشان که پریشانم کرد
واقف از داغ غم عشق شگفتم گل گل
گلی افتاد بدستم که گلستانم کرد

۱۶۸

۱ هجر خونخوار شد چه باید کرد — کار دشوار شد چه باید کرد
چشم وا کرد مست من از خواب — فتنه بیدار شد چه باید کرد
دل که از جان عزیز تر بود است — بر درش خوار شد چه باید کرد
سر بدوشم ز دوری خدمت — جان من بار شد چه باید کرد
دل ره کوی یار را دانست — خانه بیزار شد چه باید کرد
پیش آن بیوفا وفاداری — ننگ شد عار شد چه باید کرد
آنکه من گفتمی دل‌آرامش — چه دل آزار شد چه باید کرد
آنکه می گفتمی که یار من است — یار اغیار شد چه باید کرد
۲ سینه گر ریش شد چه باید گفت — ور دل افگار شد چه باید کرد
بسکه عمری بسر زدم واقف — دست از کار شد چه باید کرد

۱۶۹

کی ز جور حبیب مینالد — دل من از نصیب مینالد
گوش کن گوش زاری دل من — که غریبی غریب مینالد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه شعر د اور و میں نہیں -

خار خار گلی مگر دارد — دل که چون عندلیب مینالد
طرفه دردی ز دست او دارم — که ز دستم طبیب مینالد
سرو باشد بهانه قمری را — بهر آن جامه زیب مینالد
مرو از ره بناله های رقیب — کز برای فریب مینالد
سروکارم فتاده با طفلی — که ز دستش ادیب مینالد
خواه در وصل و خواه در هجران — واقف بی شکیب مینالد

۱۷۰

۱ ز بزم غیر چو مست و خراب می آید — ببزم ما ز در اجتناب می آید
ز ذره ذرهٔ من اضطراب گل کردست — بحیرتم که کدام آفتاب می آید
خیال قامت او بسکه شد بلای دلم — مرا همیشه قیامت بخواب می آید
غم تو از دل ویران من به تنگ آمد — چوحا کمی که بملک خراب می آید
۲ هنوز خوب نفهمیده بی وفایی را — دهدچووعدهٔ وصلم بخواب می آید
کدام سوخته را نام برده‌ای واقف — که از دهان تو بوی کباب می آید

۱۷۱

۳ گر دلت از جفا نمیگذرد — دل من از وفا نمیگذرد
از سر گریه نگذرم هرگز — از سرم آب تا نمیگذرد
۴ تا گذشت است تیرش از دل غیر — از دل ما چها نمیگذرد
نیست یک شب که از سر زلفت — بر سر من بلا نمیگذرد
خانه ام برد سیل اشک و هنوز — از سر ماجرا نمیگذرد
وه چه بیگانه‌ای که در بزمت — سخن آشنا نمیگذرد
جان من ننگ نیست نام وفا — بر زبانت چرا نمیگذرد
همه جا سرگزشت من خوانند — این حکایت کجا نمیگذرد
نیست یک ساعت از شب و روزم — که بیاد شما نمیگذرد
گاه دشنام دادن تو مرا — بر زبان جز دعا نمیگذرد
جز بلا کس ز بیکسی واقف — بر من مبتلا نمیگذرد

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ۲ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ نیز اس غزل کے بعد میں ردیف دال کی اور
کوئی غزل مرقوم نہیں ۔ اس غزل کے بھی صرف چھ شعر مذکور ھیں ۔
مقطع مذکور نہیں ۔
۴ : یہ شعر ا ، ب میں ہے ۔

۱۷۲

۱ دل حاصل ازین سیر و سفر هیچ ندارد
جز نالهٔ جرس وار دگر هیچ ندارد
از نالهٔ من شمع صفت اشک کند گل
۲ این نخل مگر بید ثمر هیچ ندارد
مانند سحر خنده زند بر شب تارم
از شام خط آن شوخ خبر هیچ ندارد
چندانکه درین میکده گشتیم چو ساغر
دیدیم که جز خون جگر هیچ ندارد
۳ این سوخته دل در گره از بهر نثارت
جز خوردهٔ جان همچو شرر هیچ ندارد
واقف چو حنا بهر نگار کف پایت
دارد دل خون گشته دگر هیچ ندارد

۱۷۳

عنبرین موی مرا دیوانه کرد — یاسمن بوی مرا دیوانه کرد
ای مسلمانان بفریادم رسید — طفل هندوی مرا دیوانه کرد
باطل السحری بیاور ای همنشین — چشم جادوی مرا دیوانه کرد
ماه نو را دیده می آیم به شور — طاق ابروی مرا دیوانه کرد
فکر زنجیری کنید ای عاقلان — بوی گیسوی مرا دیوانه کرد
انس با مردم نمیگیرد دلم — چشم آهوی مرا دیوانه کرد
از حرم لبیک گویان میروم — جذبهٔ کوی مرا دیوانه کرد
پیش هر بیگانه گویم واز خود — آشنا روی مرا دیوانه کرد
میزنم خود را بر آتش بیدریغ — آتشین خوی مرا دیوانه کرد
دل نیامیزد عجب دیوانه ایست — کامشب از هوی مرا دیوانه کرد
واقف از میخانه و مسجد نیم — چشم و ابروی مرا دیوانه کرد

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ہے۔
۲ : د میں مصرع دوم حسب ذیل ہے : 'این نخل دار دگر هیچ ندارد'
و میں یہی مصرع حسب ذیل ہے : 'این نخل مگویید ثمر هیچ ندارد'
نسخہ مندرجہ متن شعر میں مگر کے بے موقع استعمال سے تعقید پیدا ہو گئی ہے -
۳ : یہ شعر د میں نہیں -

۱۷۴

۱ از چشم یار عاشق اصلا حذر ندارد
گر آبنه تند گردد ماهی خبر ندارد
کس برنداشت هرگز از باغ دهر حاصل
اینجا شگوفه چون اشک گوی ثمر ندارد
گر شکر لبت را سهواً نمک بگفتم
شیرین شمایل من شور اینقدر ندارد
گفتی دلت چو لاله سوزم بداغ هجران
۲ ای گل مگو خدا را این دل جگر ندارد
از تیر ناله واقف دارم هزار ترکش
دردا که هیچ تیری پیکان و پر ندارد

۱۷۵

میل پیکان تیر او دارد دل من سخت آرزو دارد
چون تو سروی مگر کند پیدا آب در باغ جستجو دارد
روی صحرا شده است گرد آلود گریه‌ام فکر شست و شو دارد
راز ناگفته گشته‌ام رسوا عشق مانند مشک بو دارد
زان کنم گریه‌ای دراز که دل سروکاری بزلف او دارد
گاه دیوانه گاه هشیار است من ندانم که دل چه خو دارد
ناصح از آرزو مکن عیبم هر که دل دارد آرزو دارد
کار زخمم ز هم گذشت و هنوز چشم بر مرهم و رفو دارد
درد دل پیش او مگو واقف یار طبع بهانه جو دارد

۱۷۶

۳ دل را رهایی از غم عشقت هوس مباد
فریادی تو منتظر داد رس مباد
۴ شیرین لب تو روزی اهل هوس مباد
بر تنگ شکر تو گذار مگس مباد

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۲ : د میں یہ مصرع حسب ذیل ہے : ای دل بگو خدارا دل این جگر ندارد -
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۴ : د اور و میں مطلع دوم ، مطلع اول واقع ہوا ہے -

۱ عاشق اسیر صحبت اهل هوس مباد
مرغ چمن بزاغ و زغن هم قفس مباد
ناخوش گذشت عمر ز نالیدن دلم
یا رب بهیچ قافله ای این جرس مباد
مستم رعایت ادب از من نمی شود
جانان بدامن تو مرا دسترس مباد
اجزای دل ز تفرقه یا رب نگاه دار
زین دفتر وفا ورقی پیش و پس مباد
در دوریت به بی نفسی همنفس شدم
نالید و گفت با تو کسی همنفس مباد
آزادگی ز دام تو گر آرزو کند
جای برای مرغ دلم جز قفس مباد
در هند تیره جاذبه‌ی روزیم فگند
واقف به تیره روزی من هیچ کس مباد

۱۷۷

۲ دل را جفای عشق کشیدن ضرور شد
خون گشتن و ز دیده چکیدن ضرور شد
عقل از محله‌ی خودم اخراج کرده است
در کوی عشق خانه خریدن ضرور شد
ناصح دو شب گذشت که خوابم نمی برد
لطفی بکن فسانه شنیدن ضرور شد
صبح امید ما بدمیدن نمی رسد
تا چار جیب صبر دریدن ضرور شد
ای دل اگر نه مرده ای آسوده ای چرا
۳ اکنون که یار رفت طپیدن ضرور شد
حسن تو از دمیدن خط شد یکی هزار
بر خویشت آن یکاد دمیدن ضرور شد

---

۱ : یه شعر د میں مذکور نہیں - ۲ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -
۳ : ا میں مصرع دوم وہی ہے ، جو تیسرے شعر کا دوسرا مصرع ہے -
(لطفی بکن فسانہ شنیدن ضرور شد)

تیغ تو دم ز دوستی غیر زد مرا
آب از گلوی خویش بریدن ضرور شد
بیداد یار و رنج فراق ، انتظار وصل
باید کشیدن آنچه کشیدن ضرور شد
با آنکه پشت خم شد و گردید همچو نی
ما را کمان عشق کشیدن ضرور شد
۱ بی اختیاز از غم پیری دوتا شدم
بارم بسر فتاد خمیدن ضرور شد
صیاد دام چیده برای اسیریم
واقف ز آشیانه پریدن ضرور شد

۱۷۸

۲ تابه هجر تو کار زار افتاد — کار با گریه های زار افتاد
دست من گیر و دلدهی فرما — که مرا دست و دل ز کار افتاد
از میانش کسیکه یافت خبر — از همه خلق بر کنار افتاد
عرق انفعال شد اشکم — بسکه پیش تو شرمسار افتاد
رفتی و بر نگشتی از کویش — آه ای دل ترا چه کار افتاد
بر سر کوي او ز بیتابی — دل ز دستم هزار بار افتاد
۳ میشود خون دلش برنگ حنا — هر که در دست آن نگار افتاد
صد جگر تشنه را بکام رساند — خنجرش بسکه آبدار افتاد
تا قیامت نخیزد از بستر — هر که بیمار چشم یار افتاد
واقف از تیغ غمزهٔ خوبان — همچو من کشته صد هزار افتاد

۱۷۹

۴ دل از پهلو نشینیهای این غمگین بتنگ آمد
زهی قسمت ز من هم صحبت دیرین بتنگ آمد
بسر وقتم بیارید آن طبیب درد دلها را
که از بیماری من بستر و بالین بتنگ آمد

---

۱ : یه شعر و میں مذکور نہیں - ۲ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۳ : ساتواں اور نواں شعر د اور و میں نہیں -
۴ : یه غزل صرف ا میں ہے -

نگهٔ را کار فرما باش شوخی را بکار آور
تغافل جان من بیزار شد تمکین به تنگ آمد
قبا از پرده‌های چشم خونبارم کجا پوشد
بتی کز جامه‌ی برگ گل و نسرین تنگ آمد
دلا تا کی دعای بی اثر ضرورت نمی آید
دگر بس کن ملک از گفتن آمین بتنگ آمد
تو از نظارهٔ من روی درهم میکشی ترسم
کسی گوید که این شاخ گل از گلچین بتنگ آمد
هجوم تلخکامی آنقدر شد بر سرِ واقف
که از شیرینی خوردن لب شیرین بتنگ آمد

۱۸۰

۱ فصل گلست و این دل محزون همان که بود
چون لاله در پیاله‌ی او خون همان که بود
از حرف خویش خامه‌ی او برنگشت آه
آمد هزار نامه و مضمون همان که بود
با ما هنوز خاطر او بی غبار نیست
گشتیم خاک و کینهٔ گردون همان که بود
۲ سحر نگاه اوست که باطل نمیشود
خطش دمید و چشم پر افسون همان که بود
هجر توام اگر چه بسی گوشمال داد
ساز محبت است بقانون همان که بود
دیوانه گشت عاقل و شد مست هوشیار
دل بهر آن دو سلسله مجنون همان که بود
شد زار صد هزار گل سرخ این چمن
اشکم بیاد روی تو گلگون همان که بود
پر شد درین چمن قدح عیش دیگران
چون نرگسم پیاله‌ی واژون همان که بود

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یہ شعر ب میں نہیں -

آسود گردباد ولی مشت خاک ما
آواره گرد دامن هامون همان که بود
از یاد رفت مصرع برجسته صد هزار
در دل خیال آن قد موزون همان که بود
با آنکه واقف از غم هجر تو خون شدست
درد تو در کمین شبیخون همان که بود

۱۸۱

۱ دل ترا نوش خند میگوید سخنی همچو قند میگوید
حال بی طاقتان دران محفل جسته جسته سپند میگوید
نیشکر زان شمایل شیرین سخن از بند بند میگوید
حضرت عشق بی کم و کیف است عقل از چون و چند میگوید
در جنون کار میگذشت از کار ناصح از بند و پند میگوید
۲ قمری از دیدن قد تو بسرو خیرباد بلند میگوید
شب تاریک بست تاریکی است صبح را هرزه خند میگوید
گرچه دیوانه است واقف ما حرف دیوان پسند میگوید

۱۸۲

۳ همچو روی تو رو نمیباشد همچو موی تو مو نمیباشد
با تو گل را چسان کنم نسبت گل باین رنگ و بو نمیباشد
اشک را گر همه گهر سازی پیش او آبرو نمیباشد
ناصح از آرزو مکن عیبم دل بی آرزو نمیباشد
من بشهری فتاده ام بیمار که درو پرس و جو نمیباشد
این سخن گفت دوش بخیه گری چاک دل را رفو نمیباشد
۴ صورت حال من چه میپرسی بی تو هرگز نکو نمیباشد
میکند درد این همه طوفان گریه را این غلو نمیباشد
گرد خود هم ز کوی او رفتم بیش ازین رفت و رو نمیباشد
میکنم جستجوی سروقدان کس چو من فتنه جو نمیباشد
نتوان گشت گرد او واقف کس چنین شعله خو نمیباشد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نهیں - ۲ : چهٹا اور ساتواں شعر د میں نهیں -
۳ : یه غزل صرف ا ، ب میں هے - ۴ : صورت دل ز من چه میپرسی (ب) ۔

۱۸۳

۱ به رغبتی که خورم خون کسی شراب نخورد
چنان خورم دل خود را که کس کباب نخورد
به کیش اهل وفا در حساب داخل نیست
کسی که تیر جفای تو بیحساب نخورد
هلاک مشرب آن شوخ ناخدا ترسم
که خون بیگنهان تا نریخت آب نخورد
پس از فراق شود ربط دوستی محکم
گسسته زود شود رشته‌ی که تاب نخورد
چه فیض می طلبی از سخنوری **واقف**
که هیچ تشنه لب از بحر شعر آب نخورد

۱۸۴

ای عشق مژده نو گل خندان ما رسید
فصل بهار چاک گریبان ما رسید
یک باغ گل نصیب گریبان یار شد
یک دشت خار حصهٔ دامان ما رسید
آن شوخ شور گریه‌ی من چون شنید گفت
گردی مگر به او ز نمکدان ما رسید
دل جمع کرده ایم که زلف تو عاقبت
خواهد بدرد بخت پریشان ما رسید
واقف مکن حکایت ازان سخت دل که دوش
حرفی زدیم سنگ بدندان ما رسید

۱۸۵

۲ از صبا نکهت گیسوی کسی می آید
زخم دل مژده که مشکین نفسی می آید
خبری هست که امروز کسی می آید
رقص ای ناله که فریاد رسی می آید

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں ۔ ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔

گرم خوی بغم بی کسیم رحم نکرد
دارم از گریه خجالت که بسی می آید
دعوی سهر بود صادق ازان کس که چو صبح
پیرهن چاک کند تا نفسی می آید
نه همین خاک درت گشته مرا دامنگیر
رفتن از کوی تو جانان ز کسی می آید
۱ آه ازین بخت که گر طرح کنم مجلس عیش
از قضا محتسبی یا عسسی می آید
کوتهی در طلب محمل لیلی نکنم
میروم تا که صدای جرسی می آید
میپرد چشم من امروز مگر همره باد
پر کاهی ز سر کوی کسی می آید
۲ ساربان ناقه لیلی بخدا تند مران
که چو مجنون ز قضا باز پسی می آید
واقف آن بلبل دلگیر درین گلزارم
که چمن در نظرم چون قفسی می آید

۱۸۶

۳ از لعل یار بوسه کجا میتوان خرید
دشنام با هزار دعا میتوان خرید
ما را طواف کعبهٔ کویش نشد نصیب
این حج برای ما ز صبا میتوان خرید
خاک قناعت است که دل زنده میکند
این خاک را بآب بقا میتوان خرید
تنگ آمدم ز بندگی خویش دوستان
از خود مرا برای خدا میتوان خرید
۴ جانان بهای خون دلم پای بوس تست
۵ دادم بدست مشت حنا میتوان خرید

---

۱ : یه شعر و میں نہیں ۔
۲ : یہ شعر اور مقطع صرف و میں ہے ۔ ا ، ب میں بھی مقطع مذکور نہیں ۔
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔ ۴ : یہ شعر د اور و میں نہیں ۔
۵ : الف میں یہ مصرع حسب ذیل مذکور ہے : دادم بدست مشت حنا میتوان خرید ۔

دل را مده ز دست گرانمایه گوهریست
کی میتوان فروخت؟ کجا میتوان خرید؟
پیدا کنند من کجاست وفادار بنده‌ای
ما را برای جور و جفا میتوان خرید
گویند یار را سر آدم خریدنست
ای من سگش نخست مرا میتوان خرید
دل را عزیز دار که این نقد تا بجاست
صد نوع جنس بیش بها میتوان خرید
واقف تو میزوی بدکان دوا فروش
دردی برای خاطر ما میتوان خرید

۱۸۷

۱ بهر علاج من نه دوا میتوان خرید
ای دردمند خاک شفا میتوان خرید
آبی که خضر خورد و سکندر سراغ کرد
از تشنگان آبله پا میتوان خرید
گر نقد وقت را نکنند دل بهرزه صرف
از چار سوی دهر چه‌ها میتوان خرید
۲ امیدهای ما همه مردند نوجوان
نیلی برای رخت عزا میتوان خرید
در کشوری که عشق دهد درد را رواج
رنگ شکسته را به طلا میتوان خرید
هستم زمتاع کاسد این چار سو ولی
بر غم روزگار مرا میتوان خرید
گر مشت استخوان شده‌ام کم مدان مرا
از قیمتم هزار هما میتوان خرید
کوی است کوی فقر که هر گوشه‌ی دران
اسباب سلطنت ز گدا میتوان خرید

---

۱ : یه غزل دا اور مطبوعه مین نهین - ش
۲ : چوتها اور ساتوان شعر و مین نهین -

آن دل که چرخ میزند از شوق ابرویش
واقف بسان قبله نما میتوان خرید

۱۸۸

۱ دیده را گریه ناک خواهم کرد — دامن خویش پاک خواهم کرد
می زند دم بزلف مشکینت — شکم نافه چاک خواهم کرد
مست درکار خویش هشیارم — گریه در پای تاک خواهم کرد
زخم من میزند دم از مرهم — دهنش پر ز خاک خواهم کرد
۲ بیکسم درد خویشتن واقف — رب مالی سواک خواهم کرد

۱۸۹

۳ گر قدسیان دهان تو یکبار بو کنند
دیگر کجا به غنچه‌ی فردوس رو کنند
۴ گر یک نظر بقامت رعنای او کنند
شمشاد و سرو سر ز خجالت فرو کنند
رنگ قبول سوختگان را نداده اند
جای شنیده‌ای که گل شمع بو کنند
خلقی ستاده بر در او رنگ باخته
تا از می وصال کرا سرخرو کنند
سر رشته گم کنند چو بینند زخم من
آنانکه چاک سینه‌ی گل را رفو کنند
یک شب ز بزم سوختگان گم شوم اگر
پروانه‌ها به شمع مرا جستجو کنند
۵ اکسیر را بخاک ندامت نشانده اند
جمعیکه خاک کوی ترا رفت و رو کنند
کی در جهان نمک بنماید حلاوتی
موران خط چو بر شکر او غلو کنند

---

۱ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں -
۲ : د اور و میں یہ مصرع حسب ذیل مذکور ہے :
'درد خود واقف از بن دندان
۳ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں - ب میں ، مطلع اول مذکور نہیں -
۴ : د اور و میں یہ شعر مطلع اول واقع ہوا ہے -
۵ : اس غزل کا ساتواں تا دسواں شعر صرف ا میں ہے -

تا چند غاییانه زند لاف از صفا
ای کاش با تو آینه را روبرو کنند
گوید مرا که بوسه بخاک درش مزن
باید که خاک در دهن پندگو کنند
۱ در باغ خون سوختهءی داغ لاله را
سودائیان زلف تو چون مشک بو کنند
آنانکه از عتاب تو لذت گرفته اند
دشنامی از لبت بدعا آرزو کنند
آنجا که رنگ میپرد از روی آفتاب
واقف چه ذره ایست کزو گفتگو کنند

۱۹۰

۲ خود نمایی ز من نمی آید | بی حیایی ز من نمی آید
نشوم شعله سان زبان آور | ژاژ خایی ز من نمی آید
روستایی وادی عشقم | میرزایی ز من نمی آید
خاک شور خرابهءی خویشم | مشک سایی ز من نمی آید
۳ چون بگویم که من سگ یارم | خودستایی ز من نمی آید
نکشم سوی خود خسیسان را | کهربایی ز من نمی آید
شمع افسرده ام درین محفل | روشنایی ز من نمی آید
با چنین خلق خلق بیگانه | آشنایی ز من نمی آید
دورم از خاک آستانهءی یار | بادپایی ز من نمی آید
واقف از خانه بر نمی آیم | خود نمایی ز من نمی آید

۱۹۱

۴ ماه نو ابرو کشید و این اشارت میکند
مصرعی کز طبع عالی زاد شهرت میکند

---

۱ : یہ دو شعر ا میں نہیں ۔ ۲ : یہ غزل مطبوعہ میں نہیں ۔
۳ : ا میں یہ مصرع حسب ذیل مرقوم ہے :
چون بگویم که من سبک بارم
۴ : یہ غزل صرف ا ، ب میں ہے ۔ ب میں ابرو نمود ہے ۔

نیشکر را تلخ میگوید نی قلیان ز ناز
بسکه هردم از لبت کسب حلاوت میکند
کیست از خوبان که سرخ از شرم رخسار تو نیست
پیش تو گل خنده بهر دفع خجلت میکند
نیست خون گرمی که شوید گرد غم از خاطرم
گریه گاهی از دلم رفع کدورت میکند
چون صدف گر قطره آبی خورد گوهر میشود
صاف باطن هر کرا فیض قناعت میکند
این دل دیوانه چون در فکر شیون می فتد
ناله را از خانه‌ی زنجیر غارت میکند
طالع رسواکنی داریم همچون ماه نو
زخم ناخن گر خورم در شهر شهرت میکند
تا شود دامانش از چنگ پریشانی رها
زلف او **واقف** بدست شانه بیعت میکند

۱۹۳

۱ حال مراچه دانند این غم ندیده‌ی چند
محنت چه میشناسند راحت گزیده‌ی چند
رفتی و دیده‌ی چند بی نور شد ز هجران
باز آی مردمی کن ای نور دیده‌ی چند
دیوانه‌گان دنیا آدم نمیشناسند
گر آدمی حذر کن زین سگ گزیده‌ی چند
مژگان او چو دیدی ایمن مباش ایدل
دارند قصد جانت خنجر کشیده‌ی چند
۲ از داغهای عشقم آتش فتاد در دل
دیدی بمن چه کردند این شوخ دیده‌ی چند
واقف مباش دیگر دنباله گرد خوبان
ورنه بخون کشندت این قد کشیده‌ی چند

---

۱ : یه غزل د اور مطبوعه میں نہیں -
۲ : یه شعر صرف و میں ہے -

۱۹۳

۱ سرو مهر من دل از لطف تو لرزان میشود
بر سر من سایه‌ات ابر زمستان میشود
در بهاران توبه از می کردم و نادم شدم
حرف بیجا هر که میگوید پشیمان میشود
جابجا از گریه تخم افشانی گل کرده ام
عندلیبان مژده‌ای عالم گلستان میشود
آخر از بیداد تو کارم به بیدردی کشید
دل چو بیند محنت بسیار سندان میشود
هر کجا سر میشود حرفی ز اشک و آه من
برق می آید نخستین ابر و باران میشود
یک قلم بر دفتر بیداد خط خواهد کشید
عاقبت آن نرگس کافر مسلمان میشود
من برای خدمت او از دل و جان حاضرم
غم اگر در کلبه‌ام ناخوانده مهمان میشود
اجرها دارد فراهم کردن اوراق دل
جمع چون گردید این سیپاره قران میشود
۲ هر که دارد پخته مغزی در جنون از بخت سبز
گر خورد سنگش بسر چون پسته خندان میشود
۳ بسکه دل تنگی نصیبم زین گلستان غنچه سان
گل مرا در پیرهن چاک گریبان میشود
میشود نوروز واقف چون زمستان بگذرد
زاهد بارد چو میرد عید مستان میشود

۱۹۴

۴ شانه چون دست آن بت چین را به گیسو میزند
او ز روی بیدماغی چین به ابرو میزند

---

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و میں نہیں -
۳ : یہ شعر صرف و میں ہے - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

من بآن ابرو کمان جان بی تامل میدهم
تیرش از بهر چه انگشتم به پهلو میزند
از کجا آورده باشی این غرور ای ساده رو
پشت دست آینه را حسن تو رو میزند
میکند در طرفة العینی جهانی را هلاک
طعنه مژگان تو بر فوج هلاکو میزند
باوجود آنکه دلی یک مشت خاکستر شده است
قمری آسا در غم آن سرو کوکو میزند
بسکه شوخی دارد آن ترک شکار انداز من
چشمش از ابرو کمان بر فرق آهو میزند
نیست حد ساده رویان با تو هم زانو شدن
ماه در پیش رخت از دور زانو میزند
۱ خط برون آورد و غافل تر شد از احوال من
۲ چار ابرو گشت و خواب چار پهلو میزند
واقف این دست ز داماں تو دور افتاده را
گاه بر سر، گاه بر رو، گه بزانو، میزند

۱۹۵

۳ ندارد همچو من یک آشنا درد | نشیند روز مرگم در عزا درد
نکویان دست بردارید از درد | کشد تاکی دل از دست شما درد
تو نشناسی ازین ره درد دل را | گزان دل راه بسیار است تا درد
سرت گردم چه گردی گرد دلها | درین غم خانه یا داغست یا درد
مکن ای چاره جو تدبیر دردم | که دارد با دل من کارها درد
۴ ازین وادی سفر تا کرد مجنون | دچار من نشد یک مرد با درد
ز بس شد نالهٔ دردم هوا گیر | عجب نبود که بارد از هوا درد
۵ دران صحرا که روید از زمین داغ | دران وادی که بارد از سما درد
مرا نام و نشان کم بود واقف | نمیدانم مرا جست از کجا درد

---

۱ : یه شعر و میں ہے -
۲ : چار پہلو : نو خیز محبوب - چار پہلو : خوب جی بھر کر سونا
۳ : یه غزل مطبوعه میں نہیں -
۴ : غزل مطبوعه میں نہیں -   ۵ : دل (ا ، ب)
۶ : یه اشعار مع مقطع کے صرف د ، و میں ہیں - ا ، ب میں مقطع مذکور نہیں -

۱۹۶

۱ از دلم تیر یار میگذرد آه کارم ز کار میگذرد
نام هجران چو درمیان آید اشک من از کنار میگذرد
هر که نو میکند بروی تو ماه همه سالش بهار میگذرد
اشکم از پی دود گسسته عنان یار هر گه سوار میگذرد
زان جفاها که کرده بر جانم از دلم شرمسار میگذرد
چشم بر راه وعده‌ی او را عمر در انتظار میگذرد
بر من از یاد روی و موی کس طرفه لیل و نهار میگذرد
۲ قصه‌ی عمر خضر کوته کن سخن از زلف یار میگذرد
روزگاری بهم رسان واقف زود شو روزگار میگذرد

۱۹۷

۳ می خورده شوخ من عرق آلود میرسد
آن فتنهٔ که بیم ازو بود میرسد
قسمت ببین که از لب شیرین نوخطان
حلوا بدیگران و بما دود میرسد
اعضای او ز بسکه ملاحت سرشته اند
زخمم ز دست یار نمک سود میرسد
در عشق اگرچه هست زبان بر سر زبان
دل جمع دار سود بر سود میرسد
رفتم ز خود ز آمدن سرو قامتی
پنداشتم قیامت موعود میرسد
گرم است مجلس کسی امشب ز ناله ام
مطرب در آتش ار فگند عود میرسد
وقت است واقف از رخ او آب چشم ده
می خورده شوخ من عرق آلود میرسد

---

۱ : یہ شعر و میں نہیں ۔
۲ : یہ شعر اور مقطع د اور و میں ہے ۔
۳ : یہ شعر اور مطلع صرف و میں ہے ۔

۱۹۸

۱ رفتن او سبب رفتن جان میگردد
جان بهمراهی آن سرو روان میگردد
از برم ای دل دیوانه کجا رفتی آه
طفل اشکم بسراغ تو دوان میگردد
تا در آفاق کند مثل تو ماهی پیدا
سالها شد که فلک گرد جهان میگردد
شیخ از دختر رز این همه پرهیز از چیست
صحبتی هست کزو پیر جوان میگردد
میشود آفت جان شوق چو مستولی شد
دل طپیدن چو فزون شد خفقان میگردد
۲ چون شدی پیر مده درد سر همنفسان
گوشه‌ای گیر چو گوش تو گران میگردد
۳ واقف از نکتهٔ موهوم سخن میگوید
در حدیث دهنش هیچمدان میگردد

۱۹۹

۴ اگر ببزم تو نالیدنم هوس باشد
سپند وار کشم ناله‌ی که بس باشد
بجز دلم که گرفتار سینه‌ی پاک است
که دیده است که پروانه در قفس باشد
شنیدم این سختی خوش ز بلبلی قفسی
خوش است خانه‌ی خود گرچه مشت خس باشد
ز بیضه هم قفسی تنگ تر نصیب شود
اگر ز دام تو آزادیم هوس باشد
ز رشک رنگ حنا چند خون شود جگرم
بپای بوس تو ام کاش دسترس باشد

---

۱ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں - ۲ : یہ شعر و میں ہے -
۳ : آنکه (ا ، ب) - ۴ : یہ غزل د اور مطبوعہ میں نہیں -

قدح ز خون دلم میکشید محنت و غم
چو شیشه‌ی که درو باده‌ی دو کس باشد
باوج بیخودیم دل اگر کشد واقف
کمند ناله مرا چون سپند بس باشد

۲۰۰

۱ عاشقی هر که اختیار کند — محنت خود یکی هزار کند
ناصح از عشق میکند منعم — کس چسان ترک روزگار کند
دل ز دستت بخویش درمانده‌ست — خون خورد جان کند چکار کند
لاله از داغ رشک خواهد سوخت — گل داغم اگر بهار کند
۲ زخمها جمله بوی گل گیرند — چون خیالش بدل گذار کند
۳ صبح ز اقلیم تیره دورانش — خانه را بر خروس بار کند
۴ صرف گردد سیاهی دیده — گر چنین واقف انتظار کند

۲۰۱

۵ در عشق خواست غیر که چون ما شود نشد
بسیار سعی کرد که شیدا شود نشد
۶ برخاست سرو تا بقد تو شود نشد
بسیار قد کشید که رعنا شود نشد
۷ رفتی به سیر گلشن و از رشک روی تو
گل چهره بر فروخت که زیبا شود نشد
عمرم ببزم یار سرآمد به خامشی
گفتم که راه حرف باو وا شود نشد
خوناب دل به سطر نخستین تمام شد
شرح غم تو خواستم انشا شود نشد

---

۱ : یه غزل مطبوعه میں نہیں - ۲ : یه شعر د میں مذکور نہیں -
۳ : یه شعر د میں ہے -
۴ : ا ، ب اور د میں مصرع دوم حسب ذیل مرقوم ہے - اگر اس کو درست تسلیم کیا جائے - تو یه غزل بغیر از مقطع ہوگی
گر چنین مشق انتظار کند
۵ : پہلا مطلع صرف ا ، ب میں ہے -
۶ : مطلع دوم د ، و اور مطبوعه میں ہے - ۷ : یه شعر ا ، ب میں نہیں -

با ما نگشت در سفر عشق کس رفیق
دل عهد بسته بود که هم پا شود نشد
بسیار کردم ای دل گم گشته جستجو
کز هیچ جا سراغ تو پیدا شود نشد
در عشق عمرها نفسی آتشین زدم
شاید که یک نفس بتو گیرا شود نشد
در بزم او چو شمع شب آتش زدم بخویش
گفتم که یار انجمن آرا شود نشد
در چار سوی وصل دلم نقد جان بکف
هر سو بسی دوید که سودا شود نشد
شد کوچه گرد شهر پس از مرگ خاک من
گفتم غبار دامن صحرا شود نشد
چاکی زدم به سینه ز بس دل گرفتگی
گفتم دری بروی دلم وا شود نشد
گوهر شد از فسردگی افسوس قطره‌ام
من داشتم امید که دریا شود نشد
واقف دوباره دیدن یارم نه داد دست
این درس خواستم که مثنا شود نشد

۲۰۲

از کوی تو رفتن نتوانم چه توان کرد
از بار غم و درد گرانم چه توان کرد
در مصر وفا گرچه عزیز است خطابم
خواری کش اخوان زمانم چه توان کرد
چون نیست مرا بهره‌ای از خوان وصالش
از دور بحسرت نگرانم چه توان کرد
جای نتوانم که نکو نام برآیم
در عشق تو رسوای جهانم چه توان کرد
بی فکر دهان و کمر یار نباشم
مستغرق این وهم و گمانم چه توان کرد

یار آمد و حال دل بیمار بپرسید
گردید چنان بند زبانم چه توان کرد
گفتم چو خورد باده دهد کام دل آن شوخ
آتش شد و افتاد بجانم چه توان کرد
عمریست که واقف ز برم عیش رمیدست
اوقات بغم میگذرانم چه توان کرد

۲۰۳

چسان زنم نفسی خوش که همدمان رفتند
مرا گذاشته تنها یگان یگان رفتند
نه سرو ماند درین گلستان نه آب روان
دریغ و درد که پاکان ز آستان رفتند
ز صوت زاغ و زغن گوش شد خراشیده
هزار حیف کزین باغ بلبلان رفتند
کنون به تیرگی حال خود بساز ای دل
که روشنان همه زین تیره خاکدان رفتند
سخنوران که بهم گرم گفتگو بودند
چو شمع کشته ازین بزم بی زبان رفتند
تو بر زمین ز خرد بار خویشتن ماندی
مجردان چو مسیحا بر آسمان رفتند
خزان رسید و من آزاد گشته‌ام ز قفس
ولی چه سود که گلها ز بوستان رفتند
نشستن تو درین انجمن دلا بیجاست
کناره گیر که احباب از میان رفتند
پیام دوست ز جا برد بیقراران را
ندای ارجعی آمد بگوش شان رفتند
هدف شد از پس مرگ استخوان من واقف
خوشا بحال کسانی که بی نشان رفتند

۲۰۴

خاک در تو همره باد صبا رسید
چشم مرا ز غیب عجب توتیا رسید

از مدعی خطا شد و تیرش بما رسید
شکر خدا که بر حسب مدعا رسید
هر چند دورم از تو من ای سنگ دل ولی
آنجا تو دل شکستی و اینجا صدا رسید
سیماب رشک می برد از بی قراریم
این اضطراب آه بمن از کجا رسید
بوی گل بهشت پسندش نمی فتد
بنگر که بی دماغی او تا کجا رسید
با آنکه ناشگفتگیم غنچه ساخته است
باید مرا بحال دل تنگ وا رسید
شکر تو ای بهار چمن چون ادا کند
گل از تو برگ یافت به بلبل نوا رسید
در بزم او که سوخته‌ای دم نمی زند
از نالهٔ ای سپند بفریاد ما رسید
دشنامی از لبش نه شنیدیم ای دریغ
وز ما هزار بار بگوشش دعا رسید
لطف نهان یار بنازم که تیر او
دل را جدا رسید و جگر را جدا رسید
پروای ما نمی کند آن شخ کمان ولی
ما را رسید ناوک او هرکرا رسید
منت پذیر مردم بیگانه ام نساخت
چشمت بدادم از نگه آشنا رسید
از فیض فقر این همه شیرین سخن شدم
واقف مرا شکر ز نی بوریا رسید

۲۰۵

ای دریغا که خوی او گردید — یار دل جو بهانه جو گردید
سر موی ز دل نیافت نشان — جان در آن زلف موبمو گردید
محض از روی بی حیائی ها — با تو آیینه روبرو گردید
دید تا چاک آن گریبان را — زخم من دشمن رفو گردید
چون تو سروی نیافت آب روان — گرچه در باغ جوبجو گردید

وصف خط ترا رقم کردم　　سطر چون زلف مشکبو گردید
در سراغ تو ماه من خورشید　　در بدر رفت و کوبکو گردید
واقف از دیدن نکو رویان　　صورت حال من نکو گردید

۲۰۶

بر سرم گل زده از زخم نمایانی چند
هست بر گردنم از تیغ تو احسانی چند
دیده دادست بمن وعدهٔ طوفانی چند
میروم دور ازین شهر بیابانی چند
داغم این گرسنه چشمی ز کجا آوردست
که نه شد سیر و تهی گشت نمکدانی چند
غم یار آمد و از جیب دل تنگم ریخت
گل چاکی که نه گنجد بگریبانی چند
بود نزدیک که افسرده شود آتش من
زد بر آن جنبش مژگان تو دامانی چند
خاطر خویش چسان جمع کنم چون هستند
در کمین دل من طره پریشانی چند
من سبک روحم و رفتم نتوانم دید
که مصاحب به تو باشند گرانجانی چند
با همه سادگی آیینه چه تسخیرت کرد
نه گذارد که کنی روی به حیرانی چند
خبری از دل دیوانه نه دارم دیریست
که ز من دور فتاده است بیابانی چند
بچه عنوان گذرد از نظرش نامه‌ی ما
ما گرفتیم نوشتیم به عنوانی چند
از پی خون جگر خوردن خود آمده اند
این که جمع اند درین غمکده مهمانی چند
ای پری چهره ترا حاضر خود باید بود
فکر احضار تو دارند پری خوانی چند
واقف این آتش جان سوز که زد در دل من
که ز درد دل من سوخته شد جانی چند

۲۰۷

ز چشمم خون نه اکنون میتراود
کزین زخم از ازل خون میتراود
ندانم تا چه آمد بر سر دل
که اشک امشب دگرگون میتراود
چه پنهان می زنی ساغر بخونم
کزان رخسار گلگون میتراود
درون خانه می گریم ولیکن
غم از دیوار بیرون میتراود
دل از تیغ تو زخمی در ازل خورد
هنوز از چشم من خون میتراود
به بین کز یاد آن زلف نگارین
ز چشمم خون دل چون میتراود
چه چشم است این که از هرگوشه‌ی او
بلا و سحر و افسون میتراود
ازان **واقف** به پای خم نشستم
کزان روح فلاطون میتراود

۲۰۸

نوید وصل تو باد سحرگهی آورد
گدای کوی ترا مژده‌ی شهی آورد
بلند تر زدم از ماه خرگه طالع
ز مژده‌ی که ازان ماه خرگهی آورد
ز نغمه‌ای که ازان زلف مشکبار رسید
شب دراز غمم رو به کوتهی آورد
یقین بدان که تهی دست قسمت ازلی است
کسی که کاسه ز کوی مغان تهی آورد
ز راه میکده گردید شیخ روگردان
بحیرتم که چرا رو به گمرهی آورد
پی عیادت من یار با رقیب آمد
برای بنده چه مرگی بهمرهی آورد

چه گویمت ز رفیق طریق یعنی دل
که همرهیش بلا بر سر رهی آورد
نسیم می رسد از گرد راه بیا واقف
که او ز یار سفر کرده آگهی آورد

۲۰۹

دلم را در ره عشقت سر شادی نمی باشد
گرفتار ترا پروای آزادی نمی باشد
به تعلیم و تعلم هیچکس عاشق نمی گردد
بلی در عشق شاگردی و استادی نمی باشد
مرا در آتش افگندی و دم دزدیده میسوزم
سپند مجمر شوق تو فریادی نمی باشد
بدامت آمدم اغماض فرمودی سرت گردم
ز صید خود تغافل رسم صیادی نمی باشد
ز لخت دل مهیا ساختم برگ سفر زین ره
که در دشت خراب عشق آبادی نمی باشد
مکن ای شوخ نرم اندام با من سخت گیریها
که سیمین پیکران را پنجه فولادی نمی باشد
نیارم تا بچشم او را دماغم تازه کی گردد
کسی چون من بزهر چشم او عادی نمی باشد
تو ای دل دست و پا گم کرده‌ای باخضر میگویی
درین وادی بجز لطف خدا هادی نمی باشد
ز کوی ما بکش رخت ای که ذوق عافیت داری
که این جا زهر نوشانند فصادی نمی باشد
دلم صد پاره و هر پاره مجنونی است سرگردان
چو من آواره ای واقف درین وادی نمی باشد

۲۱۰

بر من دواسپه تاخته غم یا علی مدد
ای صاحب لوا و علم یا علی مدد
گم کرده راهم و بجناب تو ملتجی
ای هادی و امام امم یا علی مدد

از لطف داد من بستان زین غریب کش
تا کی کشم ز چرخ ستم یا علی مدد
محرومیم ببین و ترحم نماییم
ای محرم حریم حرم یا علی مدد
درمانده‌ام به مفلسی و عجز و احتیاج
دریای جود و بحر کرم یا علی مدد
خاطر مرا ز صحبت مردم گرفته شد
گردیده ام ندیم ندم یا علی مدد
بی بهره ام مدار ز فیض نوال خویش
ای قاسم رحیق و نعم یا علی مدد
تنها نه نام پاک تو ورد زبان ماست
بر دل نموده ایم رقم یا علی مدد
راهم نما بسوی سرور و حضور خویش
سرگشته ام بوادی غم یا علی مدد
خوش گفت دوش واقف آزاده از دو کون
من بنده و غلام تو ام یا علی مدد

۲۱۱

دردا که شرم چشم ترا بیش و کم نماند
در نرگس تو رنگ حنا یک قلم نماند
شد فوت فرصت و تو ببالین نیامدی
این خسته را ز عمر بجز یک دو دم نماند
ای چشم بخت گریه بحالم مکن که من
وقتی گدا شدم که نشان کرم نماند
بوداست دل مرا گه و بیگاه غمگسار
آخر ز دستبرد تو آن نیز هم نماند
خون دل و جگر همه از راه دیده رفت
در چشمه سار گریه کنون نیز نم نماند
ناخن زدی مرا بدل آواز برنخاست
ساز شکسته ام که درو زیر و بم نماند

واقف دل تو گم شده غمگین مشو ببین
آیینه‌ی سکندری و جام جم نماند

۲۱۲

تا خط و چهره‌ی جانان بنظر می آید
کی مرا سنبل و ریحان بنظر می آید
در مصیبت کده‌ی دهر ز بس غم دیدم
روز وصلم شب هجران بنظر می آید
خاطر آشفته‌ی آن زلفم و هر صبح مرا
در وطن شام غریبان بنظر می آید
با خیال سر زلف تو چو شب خواب کنم
تا سحر خواب پریشان بنظر می آید
هر کرا چشم ز اشک شب هجران تر شد
گر بود قطره که طوفان بنظر می آید
دل غمدیده‌ی ما دید ز بس قحط نشاط
زخم ما را لب خندان بنظر می آید
کشتی ای شمع ستمگار جهانی و هنوز
تیغ بیداد تو عریان بنظر می آید
آتش خرمن آرام که خواهی گشتن
رویت از باده فروزان بنظر می آید
رفتن عمر کند در نظرم جلوه گری
هرگه آن سرو خرامان بنظر می آید
شوخی دختر رز بین که ز مینا در بر
پیرهن دارد و عریان بنظر می آید
یکدم آن شوخ اگر تیغ برآرد ز غلاف
جوهر جرات یاران بنظر می آید
یوسف من چکنم سیر گلستان بی تو
زانکه دلگیر چو زندان بنظر می آید
واقف از خانه‌ی تو یار برون رفته مگر
دو سه روز است که ویران بنظر می آید

۲۱۳

چشم او رهزن ایمان بنظر می آید
آفت دین و دل و جان بنظر می آید
آن غباری که ز من یار بخاطر دارد
زان برافشاندن دامان بنظر می آید
بعد ازین چاره صبوریست که بیدرد مرا
گریه بازیچه‌ی طفلان بنظر می آید
میکنم ذوق بصد رنگ ز خون خوردن دل
کی مرا نعمت الوان بنظر می آید
کین پنهان ز صفای که ترا بخشیدند
همه چون لطف نمایان بنظر می آید
بسکه آن کان ملاحت بجهان شور افگند
دور گیتی چو نمکدان بنظر می آید
عشق کاریست که دشوار تر از هر کاریست
مشکل این است که آسان بنظر می آید
در جهان لشکر طاقت بگریز آرد رو
چون مرا آن صف مژگان بنظر می آید
چشم و ابرو خط و خالت همه کس می بیند
در تو آنی است مرا آن بنظر می آید
مردم از رشک و ندانم ز پی ماتم کیست
اینکه آن طره پریشان بنظر می آید
نی همین گل ز چمن بر سر راه سفر است
سرو هم بر زده دامان بنظر می آید
داغهای تو مرا سوخت ز خجلت واقف
که شب هجر چراغان بنظر می آید

۲۱۴

شب بر سر کوی تو کسی گرم فغان بود
چون نیک بدیدیم دل سوخته جان بود
افتاده مرا راه بدر پیر خرابات
این دولتم از همرهی بخت جوان بود

در ناله و فریاد نه کردیم قصوری
بیدار نشد بخت که در خواب گران بود
امروز پر آشوب شد از دولت عشقت
در کشور دل ورنه عجب امن و امان بود
امشب که دلم زان مژه‌ها داشت شکایت
صد نشتر الماس مرا در رگ جان بود
فریاد که چون ریش برآری تو و گویند
این است فلانی که ز خوبان جهان بود
گویم که ز کی ناوک نازش بدلم خورد
روزی که به طفلیش بکف تیر و کمان بود
کو خوش پسری تا بکشم بار غمش را
خواری کش ابنای زمان چند توان بود
در عشق جوانی شده بازیچه‌ی طفلان
این دل که نظر کرده‌ی پیران جهان بود
واقف چه شد امروز که شد آفت جانم
آن شوخ که دیروز مرا راحت جان بود

۲۱۵

غم مرا افگند از پا غمگساران را چه شد
دست بر من یافت دشمن دوستداران را چه شد
برگ برگ گلبن امیدم از لب تشنگی
با زبان حال میگوید که یاران را چه شد
میدهم جان از پی یک صوت دلکش ای دریغ
شور زاغان است در گلشن هزاران را چه شد
آشنا روی نمی بینم همه بیگانه اند
جمله اغیار اند در این بزم یاران را چه شد
شادی روز وصال او غمم از دل برد
غنچه ام نشگفت تاثیر بهاران را چه شد
ما سپند آسا بیک جا جمله پیشش سوختیم
او نمی پرسد که مست و بیقراران را چه شد

بیخود از مستی بچاه آن ذقن افتاده ایم
عذر ما این است باری هوشیاران را چه شد
از برای ناوکی پر میزند دل در برم
غمزهٔ صید افگن این دل شکاران را چه شد
بر سر کوی تو خاک عاشقان برباد رفت
بر زبانت نگذرد این خاکساران را چه شد
واقف از غمخانه‌ام گرد تکلف کس نه رفت
گریه‌ی مستانه و سیل بهاران را چه شد

۲۱۶

یارم از لطف بلب کار مسیحا میکرد
کشتگان ستم خویشتن احیا میکرد
سود و سرمایه زیان کرد پریشان شده دل
آه زان روز که با زلف تو سودا میکرد
ما به پیش دل سختش سپر انداخته ایم
کوه کن بود که او جنگ به خارا میکرد
درد تنهاییم ای شوخ کمان ابرو کشت
کاشکی تیر تو در پهلوی من جا میکرد
امشب از سوختن خویش مرا ذوقی بود
در پس پرده مگر یار تماشا میکرد
این زمان غیر درین لطف بمن گشته شریک
یاد روزی که ستم با من تنها میکرد
شب که از سنگدلیهای تو مینالیدم
ناله ام رخنه درین گنبد مینا میکرد
شکر آن غمزه چه گوییم که دلجوبی کرد
دل گم گشته‌ی ما ورنه که پیدا میکرد
همچو آن کس که ز تب در هذیان می افتد
شمع با روی تو شب دعوی بی جا میکرد
دید چون دام ترا تن به گرفتاری داد
آنکه آزادی کونین تمنا میکرد

زنده ام داشت به این حیلهٔ بی جور و جفا
او که هر روز بمن وعدهٔ فردا میکرد
واقف آن شوخ که عمری بدلم زد ناخن
گرهی کاش ز کار دل من وا میکرد

۲۱۷

ای خوشا طالع پیری که جوانی دارد
از جهان گذران سرو روانی دارد
تا کرا تیر کمان ابروی من بنوازد
که بهر گوشه چو من دل نگرانی دارد
ای که گویی که مرو در پی آن شاه سوار
با کسی گوی که در دست عنانی دارد
نخورد قطرهٔ آبی و صفیری نکشد
در کمین مرغ دلم سخت کمانی دارد
ذکر خیرت نه همین ورد زبان است مرا
می کند وصف ترا هر که زبانی دارد
نیست یکدل که خراشیدهٔ مژگان تو نیست
هر کس از ناوک ناز تو نشانی دارد
ای که از جور فلک می طلبی راه گریز
رو به میخانه که خوش امن و امانی دارد
میکشی تیغ پی قتل من ای شوخ مگر
عاشق دلشده در زعم تو جانی دارد
دم ز سودای سر زلف تو باید نزند
هر که اندیشه ای از سود و زیانی دارد
هر کجا تنگدلی سر بگریبان بینم
رشکم آید که غم غنچه دهانی دارد
لاغرم گرچه حقارت مکنیدم یاران
یار باریکتر از موی میانی دارد
گل رخسار تو گر زرد شد افسرده مشو
زانکه هر باغ بهاری و خزانی دارد
واقف از فکر دهانت شده معدوم هنوز
بر خود از هستی موهوم گمانی دارد

۲۱۸

خنجر بکف او را گذری بر سرم افتاد
دل در طپش افتاد چنان کز برم افتاد
پرواز نمود از دلم امید رهایی
در کنج قفس بسکه طپیدن پرم افتاد
قمری شد و گردید بگرد سر آن سرو
او را چو گذر بر بکف خاکسترم افتاد
گفتم چو خورد باده دهد کام دل آن شوخ
ساغر زد و آتش شد و در بسترم افتاد
می خواست که بیرون رود از کوی تو **واقف**
برخاست ز صد ضعف ز جا لاجرم افتاد

۲۱۹

دل در شط غمت بقرار آشنا نشد
دردا که کشتیم بکنار آشنا نشد
برباد داد خاک جهان را هوای تو
با دامن تو هیچ غبار آشنا نشد
تا دامن وصال تو از دست داده‌ام
دستم ز کار رفت و بکار آشنا نشد
تنها نه ننگ دودهٔ آدم شدم ز عشق
با من سگ در تو ز عار آشنا نشد
راز درون پرده چسان برملا فتاد
در بزم ما که زخمه بتار آشنا نشد
بی او قدح می گلرنگ می خورد
رنگ خزانیم به بهار آشنا نشد
سرشار مهر تو نکشد رنج درد سر
مست محبت تو خمار آشنا نشد
بیگانه ماند بلبلم از فکر آشیان
این گل پرست با خس و خار آشنا نشد
صد چاک در دلم زدی ای شوخ وای من
این شانه گر بطرهٔ یار آشنا نشد

خونم تمام گریه‌ی خونین بخاک ریخت
آه این حنا بدست نگار آشنا نشد
رفتم من از میان به امید وصال او
وان آرزوی دل بکنار آشنا نشد
واقف بگو چه چاره کنم بعد ازین که من
بیگانه گشتم از خود و یار آشنا نشد

۲۲۰

او میرود از رفتنش آرام جانم میرود
صبر و قرارم میرود تاب و توانم میرود
دردا که آن بیدادگر بهر سفر بسته کمر
داد دل خونین جگر از وی ستانم میرود
از رفتن آن دل شکن ای مهربان غمخوار من
با من مگو چندین سخن من نیز دانم میرود
خاطر مرا دلگیر شد از زندگانی سیر شد
خواهم ازین غم پیر شد رعنا جوانم میرود
من گرچه افتادم ز پا از ضعف کافر ماجرا
صد شکر او را از قفا اشک روانم میرود
گفتم که دیگر در رکاب اصلا نخواهم رفتنش
لیکن چو می آید سوار از کف عنانم میرود
من شرح این درد و الم **واقف** چسان سازم رقم
هرگاه می گیرم قلم خون از بیانم میرود

۲۲۱

بتان که گفت ازین گونه ترکتاز کنید
به حق ناز که ضبط عنان ناز کنید
بر آستانه‌ی او بیدلان نیاز کنند
نیاز او چو قبول اوفتاد ناز کنید
ز حال زار برون ماندگان بیاد آرید
چو با حبیب نشینید در فراز کنید
بلا ز گوشه‌ی آن چشم می کند فریاد
که عافیت طلبان از من احتراز کنید

دم سپردن جان گفت این سخن محمود
که در لحد رخ من جانب ایاز کنید
زند چو دست اجل چاک حلهٔ جانم
طراز دامن آن سرو سرفراز کنید
شکایت سر آن زلف مختصر مکنید
حکایتی است خوش از بهر ما دراز کنید
ز واقف این غزل تازه مطربان ببرید
سرود مجلس آن یار دل نواز کنید

۲۲۲

نه فکر بوس نه ذکر کنار باید کرد
شب وصال دل و جان نثار باید کرد
برو ز یادم و ورنه مرا بیاد آور
ازین دو کار یکی اختیار باید کرد
دلی که بعد تردد بدستش آوردی
ترا که گفت کزین سان فگار باید کرد
شگفته است عجب داغها ز سینه‌ی من
یکی نظارهٔ این لاله زار باید کرد
اگر نه چاک کنم جیب همچو گل ناصح
دگر چه کار به فصل بهار باید کرد
ز کوی یار مبر ای صبا غبار مرا
ترحمی به من خاکسار باید کرد
جواب غمزهٔ مردم شکار خوبت چیست
دلی نماند که دیگر شکار باید کرد
چنین که خون دلم جوش می زند واقف
اگر نه گریه کنم پس چه کار باید کرد

۲۲۳

آن کسانیکه دل از زلف تو بر می آرند
مهره را از دهن مار بدر می آرند

من گرفتم که ز غم سوختم و سرمه شدم
کی مرا چشم سیاهان به نظر می آرند
در زمین دل من تازه نهالان امید
پا گرفتند به بینم چه ثمر می آرند
خواب دیدم که شبستان غمم روشن شد
مژدهٔ وصل ازان ماه مگر می آرند
بر کمر توشه‌ای از لخت جگر می بندد
بینوایان تو چون رو به سفر می آرند
یک شب ای ماه به جاسوسی عشاق بیا
تا ببینی که چسان شبْ به سحر می آرند
آفرین بر پدر و مادر تو می گویم
که چسان تاب تو ای شوخ پسر می آرند
سخن تلخ تو آنانکه رسانند به من
طرفه زهریست که از تنگ شکر می آرند
هیچ سرمایه به سودا زدگان تو نماند
اشک در دیده بصد خون جگر می آرند
چشمه‌ی آب حیاتی و ازین شرمت باد
کز برت خشک لبان دیده‌ی تر می آرند
جان من گوش مگیر از سخن دل شدگان
گاهی گاهی گله پیش تو اگر می آرند
باد‌های که ز خاک درت آلوده رسند
دیده داند که همه کحل بصر می آرند
واقف از طور نکویان نخوری بازی را
عاقبت بر سرت این قوم حشر می آرند

۲۲۸

بهار آمد ز خویش و آشنا بیگانه خواهم شد
که گل بوی تو خواهد داد و من بیگانه خواهم شد
نخواهد از سرم سودای گیسوی بتان رفتن
خدا ناخواسته گر چوب گردم شانه خواهم شد

شراب صاف گر پیر مغان دارد دریغ از من
قناعت پیشه ام دردی کش میخانه خواهم شد
چه مشکلها بخود آسان پسندیدم نمی دانم
که خواهم شد پسند خاطر او یا نخواهم شد
بامیدیکه بوسم لعل یاری میگساری را
شوم چون خاک و خاکم گل شود پیمانه خواهم شد
زلیخا دید چون در خواب یوسف را نهان میگفت
کزین خوابی که دیدم عاقبت افسانه خواهم شد
نه ای دیوانه چون من ای نصیحت گو مگو پندم
گمان داری که از پند تو من فرزانه خواهم شد
ز یک لطفی که فرمودی بخود همسایه ام کردی
امیدم هست کز لطف دگر همخانه خواهم شد
مآل من خدا داند ولی در شانه می بینم
که از زنجیر گیسوی کسی دیوانه خواهم شد
شدی چون شمع بزم غیر دل واسوخت از عشقت
نه خواهم کرد رو سوی تو گر پروانه خواهم شد
هوای شاهیم **واقف** ز جا کی می برد لیکن
به تقریب گدایی بر در جانانه خواهم شد

۲۲۵

به هجران ذکر وصل یار جانی خوش نمی آید
به پیری یاد ایام جوانی خوش نمی آید
من از نادیدنت راضی بمردن گشته ام ورنه
کسی دیدی که او را زندگانی خوش نمی آید
نیم ناخوش اگر نامهربانی میکنی با من
ولی با غیر داری مهربانی خوش نمی آید
توخوش بنشین که من باروی زردی شاخ گل رفتم
ترا از من اگر رنگ خزانی خوش نمی آید
برای غمزهٔ چشم کبودش میتوان مردن
که می گوید بلای آسمانی خوش نمی آید

ز حرص دل ستانیها کس از ناکس نمی دانی
ز هرکس جان من دل می‌ستانی خوش نمی آید
مبادا یاد گیری جان من عاشق پرانی را
تو کز طفلی کبوتر می پرانی خوش نمی آید
چه میپرسی ز ضعفم هم نفس بگزار خاموشم
سخن گفتن مرا از ناتوانی خوش نمی آید
خطی بنویس تا بوسم بمالم بر سر و دیده
مرا ای دوست پیغام زبانی خوش نمی آید
مزاج ما غرور دلبران را در نمی آید
سبک روحم مرا این سرگرانی خوش نمی آید
چرا میداد اول منصب پروانه ام واقف
ز من آن شمع راگر جانفشانی خوش نمی آید

۲۲۶

جانم زین درد بر لب آمد — کان ماه نیامد و شب آمد
رحمی که کبوتر دل ما — لب تشنه بچاه غبغب آمد
دیوانه شدند جمله طفلان — آن روز که او به مکتب آمد
تا صبح دهد سلام او را — خورشید آمد شباشب آمد
چندان برخورد گرم با من — کز گرمی او مرا تب آمد
یا رب جانان رسد به سر وقت — جانم بر لب ز یا رب آمد
بر شیشه‌ی ما چه میزنی سنگ — کز خون جگر لبالب آمد
ای اختر بخت چشم روشن — کان ماه خجسته کوکب آمد
دل گفت بمن چو دیدش از دور — کان دشمن دین و مذهب آمد
یک جا دادیم جان و دل را — اکنون به کدام مطلب آمد
واقف چه شنیده و چه دیده — کز محفل او مذبذب آمد

۲۲۷

به کف پیمانه گل بر سر چها رنگ حنا دارد
نگار من برای غارت هوشم چها دارد
باین ضعفم خیال سرو رعنای بپا دارد
جوان بخت است آن پیری که در دست این عصا دارد

جدایی دیده ام هر جزو من درد جدا دارد
همان مانند من مجموعهٔ دردی کجا دارد
به بستر هر که افتد سر ز بالین بر نمی دارد
دیار دردمندانش عجب آب و هوا دارد
چرا باید تغافل کرد خوش چشمان مشتاق
که با صد آرزو چشم نگاهی از شما دارد
ز کس حرف وفای او مرا باور نمی آید
من او را آزمودم حاش لله کی کجا دارد
چو آن تیریکه از ترکش جدا افتاده گم گردد
فلک زین سان مرا از دشنه ی یاران جدا دارد
ز درد مفلسی از ما صدای بر نمی خیزد
خوشا احوال نی با وصف بی برگی نوا دارد
بیفگن قرعهٔ فالی به بین ای هم نشین تا من
کنم فکری بحال خود اگر دردم دوا دارد
دلم خون گشت او نامد بسروقت دلم واقف
نمیدانم نگار من کجا پا در حنا دارد

۲۲۸

غم ندارم گر به غربت روزگارم میکشد
میکشد این هم که دور از کوی یارم میکشد
نی همین اندوه بیزاری یارم میکشد
زاری دارد دل زارم که زارم میکشد
غیرت معشوقیت ای شوخ عاشق کش چه شد
بی حمیت تیغ برکش روزگارم میکشد
وعده‌ای دادی که می آیم برای کشتنت
زود شو گر دیر گردی انتظارم میکشد
درد عشق و داغ حسرت رشک غیر و جور یار
چون شوم جانبر که هریک زین چهارم میکشد
در دیارش بودم و با من سگ او یار بود
وان که اکنون یاد آن یار و دیارم میکشد

نیست امشب التفاتی سوی من آنماه را
حسرت کم التفاتیهای یارم میکشد
ای رخت خورشید و ماه من بفریادم برس
روزهای تیره و شبهای تارم میکشد
گرچه یارم کشت لیکن از دلش کینم نرفت
حالیا بی رحم من شمع مزارم میکشد
حسن او را واقف از عشق من آید ننگ و عار
حاضرم گر بهر دفع ننگ و عارم میکشد

۲۲۹

آخر دلم بدست نگاری اسیر شد
این خون گرفته همچو حنا دستگیر شد
دارد ز بسکه هجر عزیزان ضرر به چشم
یعقوب از جدای یوسف اسیر شد
آیینه دار طلعت جانان شدی دلا
شکر خدا که کار تو صورت پذیر شد
رو داد بسکه ضعف مرا دور ازان جوان
تمثال من بخانه‌ی آیینه پیر شد
تنها نه تیر چله نشین گشت زان مژه
در دور ابروی تو کمان گوشه گیر شد
خونم که بود خوار تر از خاک بر درش
چسپید چون بدامن نازش عبیر شد
بیدرد من ز حالت واقف چه پرسیم
آن خسته جان سپرد بداغ تو دیر شد

ناتمام غزلیات

۱

محبت با دلش کاری ندارد وفا در خاطرش باری ندارد
چو من چشم تو بیماری ندارد چو من زلفت گرفتاری ندارد
مسلمانی بعهد زلف او نیست که زیر خرقه زناری ندارد
فدای بی سروپایی توان شد که پروای گل و خاری ندارد
بود تهدید من پیوسته کارش مگر جز من گنهگاری ندارد
نمک بر زخم من آن لب نزد حیف فلک چون من دل افگاری ندارد
بدور خط همان در بند اویم چو من زلفت گرفتاری ندارد
به احوال دل من کس نه پرداخت خراب عشق معماری ندارد
مرا یاری چرا افگنده از چشم گر او بر دل ز من باری ندارد
ازان عاشق چه پرسی لذت عشق که معشوق دل آزاری ندارد
بکوه غم منم آن بیکس و کو که غاری دارد و یاری ندارد
طبیب اول علاج درد من کن چو من چشم تو بیماری ندارد

۲

دانی محیط فتنه چرا موج میزند
بهر شکست کشتی ما موج میزند
بر زلف یار باد وزیدن گرفت باز
ای دل کناره گیر بلا موج میزند
در هر زمین که نقش قدم ماند زان نگار
از خاک خون رنگ حنا موج میزند
نتوان طپید تشنه بخاک فنا دگر
از تیغ یار آب بقا موج میزند
نقش حصیر نیست بخاک سرای ما
فقر از زمین کلبه‌ی ما موج میزند
آیینه‌ی رخ تو ز خط رنگ بسته شد
از سینه‌ام هنوز صفا موج میزند
شرم گداز خویش دهد دل به صد زبان
این قطره را ببین چه بلا موج میزند
هر یک بطور خویش دهد عرض خویشتن
دریا جدا سراب جدا موج میزند

ای توبه کشتی تو چسان نشکنند کنون
طوفان گل شده است هوا موج میزند

۳

بشهرم خرد چند رسوا نماید
جنون کو که تا راه صحرا نماید
نمودم بدلدار تملیک دل را
دروغی شود هر که دعوی نماید
چه غم چشم او کشت اگر بیدلان را
لب او ز یک بوسه احیا نماید
ز دیدار حق نا امیدی چه لازم
گر امروز ننمود فردا نماید
بهر لحظه میترسد از اشک چشمم
مرا آخر این طفل رسوا نماید
بجای که جانان تو ابرو نمایی
که باشد مه نو که خود زا نماید
ز دنیا مخور بازی ای تشنه‌ی حرص
سرابیست هر چند دریا نماید
بسی عقده پیش آمد از زلف یارم
کسی نیست تا پیش او وا نماید
ندارم ببزم بتان آشنایی
مگر دل ز جا خیزد و جا نماید

۴

بند ز بند من جدا کرده، که کرد؟ یار کرد
بر سر بنده این جفا کرد، که کرد؟ یار کرد
سنگ ستم بکاسه‌ام ریخت، که ریخت؟ یار ریخت
لطف بحال این گدا کرد، که کرد؟ یار کرد
دفتر دین و دانشم سوخت، که سوخت؟ یارسوخت
فضل و کمال من هبا کرد، که کرد؟ یار کرد
زهد و صلاح من بباد داد، که داد؟ یار داد
حاصل عمر من فنا کرد، که کرد؟ یار کرد
تهمت بی وفایم بست، که بست؟ یار بست
این همه بر من افترا کرد، که کرد؟ یار کرد
دل به‌شط بلاغریق ساخت، که ساخت؟ یارساخت
دیده به گریه آشنا کرد، که کرد؟ یار کرد
خاک مذلتم بسر بیخت، که بیخت؟ یار بیخت
در عوض وفا جفا کرد، که کرد؟ یار کرد
سیل بلا ز دیده‌ام راند، که راند؟ یار راند
با من زار ماجرا کرد، که کرد؟ یار کرد

۵

رسید یار و در غصه‌ام فراز کنید
سرود عیش به چنگ و چغانه باز کنید
بحکم یار جوانان مرا میازارید
دعای پیر اثر دارد احتراز کنید
ز کوتهی شب فرصت اگر خبر دارید
ضرورت است که دست دعا دراز کنید
تونگرید بحسن ای بتان چه افتاده است
که بهر غارت درویش ترکتاز کنید
چه خوب گفت سحرگاه عارف آگاه
جهان تجلی حسن است دیده باز کنید
ز غنچهٔ دل ما گلرخان بیاد آرید
گره چو باز ز بند قبای ناز کنید
به دامنی که ز اشک ندامت آلوداست
قبول درگه حق است گر نماز کنید
ادای حسن مکرر نمی شود خوبان
همان جفا که بمن کرده اید باز کنید

۶

در دل آن پر عتاب میگردد — زهرهٔ طاقت آب میگردد
مست عشق تو هر کجا نالد — مرغ و ماهی کباب میگردد
ابرویش را اگر کنی محراب — هر دعا مستجاب میگردد
خانه‌ی دل حباب را ماند — که بآهی خراب میگردد
هرکه سودای زلف یارش سوخت — خون او مشک ناب میگردد
در دهان جای ذکر بر لبها — جای آبم سراب میگردد
عرق آلوده چون روی به چمن — گل ز خجلت گلاب میگردد

۷

گل عیشی نچیدم گرچه عهد وصل یار آمد
زهی قسمت شدم دیوانه چون فصل بهار آمد

چو گل خندان نیامد بر سر بالین من روزی
چه شد گریان اگر مانند شمعم بر مزار آمد
برای خاطر من باخت جان روز مصاف غم
ازین پهلو نشینانم همین یک دل بکار آمد
قفس پرورده مرغی شد مگر آوارهٔ گلشن
که در گوشم صفیر طرفه‌ای از شاخسار آمد
من از جان دست شستم بر کنار چشمه‌ی حیوان
که آب زندگانی بی تو ام ناسازگار آمد
ز درد دوریت پیمانه را شب لب بجان دیدم
مرا چون شیشه‌ی می گریه‌ی بی اختیار آمد
بلاهای سیاهم بر سر آورد ای مسلمانان
چو در سرکار او هندوی خط بر روی کار

۸

سر پر شور جنون بر تن من می باید
سر که بی این بود از دشمن من می باید
چند در پا کشی این سلسلهٔ مشکین را
سر زنجیر تو در گردن من می باید
نشود عشق بیک جیب دویدن راضی
چاک بسیار به پیراهن من می باید
طبعم از بسکه بگل چینی درد است حریص
اشک خونین همه در دامن من می باید
هر قدر زخم که در خنجر بیداد تو هست
لطف کن بر دل و جان و تن من می باید
گفت چون ناله‌ی من مرغ گرفتار شنید
این مصیبت زده هم شیون من می باید

۹

مرا ز زنخدان او دل بر آید — چو هاروت از چاه بابل برآید
دل از تیغ او خورده زخمی که اشکم — چو سیماب از دیده اشکم برآید
نه هر اشک مقبول درگاه افتد — ز صد طفل یک طفل قابل برآید

بروی تو صبح از صفا میزند دم | که از عهدهٔ پیر جاهل برآید
بنازی بیرون آید از باغ آن شوخ | که سرو از قفا دست بر دل برآید
بهر کوچه برپا شود شور دیگر | چو مجنون ما با سلاسل برآید

۱۰

چشم من چون پیش آن نادردمندان تر شود
آبرو اینجا ندارد اشک اگر گوهر شود
عمر رفت و دل نکردی صاف با عاشق مگر
بی غبار آیینه آب از دامن محشر شود
با دم آبی قناعت کرده ام مانند تیغ
تنگی قسمت نصیب صاحب جوهر شود
کی رود بیرون هوای بزم مستان از سرم
بعد مرگم دیده و دل شیشه و ساغر شود
تاری از گیسو تلف کن از پی شیرازه اش
چند ای بی رحم اوراق دلم ابتر شود
هر که از فیض قناعت صاف باطن گشته است
چون صدف گر قطره‌ی آبی خورد گوهر شود

۱۱

دوستی روزی دشمن نشود | تا چو من سوخته خرمن نشود
معتبر نیست خط خوبی مهر | تا به مهر تو مزین نشود
نشود قابل تشریف جنون | تا گریبان تو دامن نشود
شیخ گر چون تو بتی را بیند | نیست ممکن که برهمن نشود
تیره حالیست مرا از هجران | وای من گر بتو روشن نشود
بدلت پرتو فیضی نفتد | سینه‌ات تا همه روزن نشود

۱۲

گل به آن عارض زیبا نرسد | سرو با آن قد رعنا نرسد
نیست یک شب که ز بیماری دل | زاری من به مسیحا نرسد
میکشم ناله و میگریم زار | که بگوش تو مبادا نرسد
وعدهٔ بوسه بیادت ندهم | که مرا با تو تقاضا نرسد
گرچه نازکتری از شیشه ولی | بدل سخت تو خارا نرسد
از لب خویش تلف کن بوسه | درد من گو بمداوا نرسد

۱۳

محنت کش هجرم خبرم هیچ مپرسید
خون گشت دلم از جگرم هیچ مپرسید
دیوار و درم را همه افتاده به بینید
کرد آنچه بمن چشم ترم هیچ مپرسید
دل منزل یار است مجویید نشانش
در راه طلب دیر و حرم هیچ مپرسید
نسبت نتوان داد باو رشتهٔ جان را
از نازکی آن کمرم هیچ مپرسید
بینید که خون میرود از دیده‌ی من آب
از حسرت آن خاک درم هیچ مپرسید
یار از نظرم رفت چگویم که چها رفت
رفت آه چها از نظرم هیچ مپرسید

۱۴

زان کماندار بحالم نظری بود نماند
تیر او را بدل من گذری بود نماند
بعد ازین ما و گوارایی زهر حرمان
از لب یار امید شکری بود نماند
گریه سرمایهٔ بیتابی من داد به آب
سرمه در چشم من از خاک دری بود نماند
خشکی طالع من کارگر افتاد آخر
در غم یار مرا چشم تری بود نماند
بینوا ساخته این عشق جگر خوار مرا
برگ عیشم دو سه لخت جگری بود نماند
شب بزلفش دل آشفته دماغم میگفت
که مرا با تو ازین پیش سری بود نماند

۱۵

راندی مرا ز خدمت تقصیر من چه باشد
درمانده‌ام درین غم تدبیر من چه باشد

جای کزان لب و خط گویند یا نویسند
تقریر من چه باشد تحریر من چه باشد
تاری ز زلف لیلی بسته است دست و پایم
مجنون ناتوانم زنجیر من چه باشد
هستم خیال باطل تحقیق من چه حاصل
خوابم بسی پریشان تعبیر من چه باشد
کردی ز غمزه کارم فارغ نشین ز فکرم
چون صید تیر خورده تسخیر من چه باشد
بعد از وفای عمری سگ خوانده یار دوشم
تعظیم خویش دیدم تحقیر من چه باشد

۱۶

بغیر از جفا یاد کاری ندارد — وفا پیش او اعتباری ندارد
چرا میرود دامن افشان ز خاکم — بخاطر گر از من غباری ندارد
اگر بیقراری کنم عذرم این است — که بر قول خود او قراری ندارد
بجز خون دل نیست ما آزموديم — شرابی که در پی خماری ندارد
مرا دید سیماب در لرزه افتاد — جهان همچو من بیقراری ندارد
ندیدم درین باغ یک گل ندیدم — که در پیرهن از تو خاری ندارد

۱۷

هر سبزه که در بهار روید — وصف خط یار ما بگوید
آن سلسله های عنبرین را — دیوانه شود کسی که بوید
دل سوختگان داغ عشقت — گر گل کارند لاله روید
تو درد کسی نمیکنی گوش — بیدرد ترا کسی چه گوید
نتوان شدن از لب تو نومید — چون دست کسی ز جان بشوید
عالم شب تار شد ز زلفت — گم کرده ی خود کسی چه جوید

۱۸

اشک عشاق تو ممتاز بود — چشم این قوم گهر ساز بود
بی نواییم به غم خانه ی ما — گر بود نغمه خدا ساز بود
خون بدل آب بچشمم نگذاشت — گریه یک خانه برانداز بود
چون کنم ناله ازین بخت سیاه — سرمه گیرنده ی آواز بود
با تو دارم ز ره یک جهتی — آن نیازیکه همه ناز بود

۱۹

تیغ بیداد برآهیختنش را نگرید
حمله آوردن و خون ریختنش را نگرید
آن مبینید که برخاسته از جا بی رقص
همدمان فتنه برانگیختنش را نگرید
با صف دل شدگان مکر و فریبش بینید
جنگ آوردن و بگریختنش را نگرید
آن گل تازه که دامن کشد از صحبت من
با خس و خار درآمیختنش را نگرید
از دل آویزی آن زلف مپرسید مرا
از سر زلف دل آویختنش را نگرید

۲۰

درد دلم ز رنگ رخم گرد میکند
دیگر چگویمت که سرم درد میکند
آمیخته است عشق بخونم هزار غم
این می مخور که رنگ ترا زرد میکند
بیباکی تو کم نشد از گوشمال خط
خونها که چشم مست تو میکرد میکند
با آنکه ناله داد غبار مرا بباد
کینم هنوز از دل او گرد میکند
ای شمع سرکشی چکنی اینقدر که صبح
هنگامه‌ای ترا بدمی سرد میکند

۲۱

ارباب قرب را که جگر آب میشود
از هیبت قضا و قدر آب میشود
از حال دل مپرس که بیچاره در غمت
صد بار آب گشت و دگر آب میشود
جاییکه حرف از لب و دندان او زنند
خون میشود عقیق و جگر آب میشود

آهن دلی بکار نیاید براه عشق
اینجا دل جرس ز خطر آب میشود
از خجلت عذار تو گل میشود گلاب
پیش لبت ز شرم شکر آب میشود

۲۲

طلعت روی تو آفتاب ندارد
نکهت موی تو مشک ناب ندارد
چشم تو دارد بخواب میل و ندانم
از چه بدور تو فتنه خواب ندارد
جان بلب آمد ز تشنگی شهادت
تیغ تو شاید یک دم آب ندارد
آه چگونه کشم مقابل تیرش
مصرعه برجسته‌اش جواب ندارد
آه که در حضرتش چو نامه‌ی اعمال
عرضه ی من طالع جواب ندارد

۲۳

آنچه با دل آن ستمگر میکند گفته گر آید که باور میکند
گرد در کوی تو میدانی که چیست داد خواهی خاک بر سر میکند
ساقی دوران چو دور من رسید جای صهبا خون بساغر میکند
از پی آن بت برهمن گشته ام آدمی را عشق کافر میکند
یار خونین دست با دل آنچه کرد گر بگویم خون دل سر میکند

۲۴

چه شد گر او بمن خسته خشمگین افتاد
مرا دلی است که فارغ ز مهر و کین افتاد
بکوی یار ز دستم دل حزین افتاد
کجا روم چه کنم کار با چنین افتاد
نمی نهی قدم ای غم ز خاطرم بیرون
ترا خرابهٔ من سخت دلنشین افتاد

شدیم خاک و ز ما گرد بر نمی خیزد
فتاده هر که بکوی تو این چنین افتاد
ز فتنهٔ خط نارستهٔ تو در خطرم
ندیده روز خوش آنکس که دوربین افتاد

۲۵

حرف از مهر و وفا میگوید آه آن شوخ چها میگوید
چون در آیینه ببیند خود را بت من نام خدا میگوید
آنچه بر من ز جدایی رفته است دل جدا دیده جدا میگوید
این سخن ها که بمن میگویی من ندانم که ترا میگوید
جانمن این همه دشنام مده بنده ای را که دعا میگوید

۲۶

تا چها بر سرش از پهلوی اغیار آمد
کامشب از بزم تو دل آمد و بیزار آمد
گر دلم خون شده در گریه ملامت مکنید
که جگر گوشه‌ی من بود مرا کار آمد
ناله‌ی مرغ گرفتار شنیدم سحری
گریه بر حال دلم آمد و بسیار آمد
آن چنان مهر رخت ساخته آواره مرا
که ز همراهی من سایه بزنهار آمد
همچو گیسوی خود آشفته شوی گر شنوی
بر سرم آنچه ازان طرهٔ طرار آمد

۲۷

ره بجانان نمی توانم برد زین الم جان نمی توانم برد
مبتلایم بدرد بی دردی نام درمان نمی توانم برد
ضعف بنگر که دست بیتابی بگریبان نمی توانم برد
نگه شوقم و ز غایت شرم ره بمژگان نمی توانم برد
اگر این است شمع سان تب عشق شب بپایان نمی توانم برد

۲۸

چو رفتم پیش او چین بر جبین زد
غرور حسن او موج این چنین زد

قبای ناز چون پوشید آن شوخ
نخستین بر چراغم آستین زد
ترا گر آسمان از خاک برداشت
مشو ایمن که خواهد بر زمین زد
ز تیر ناز این ابرو کمانان
توان یک عمر حرف دلنشین زد
ز چشم شوخ او بر خویش لرزم
که این آهو ره شیران دین زد

۲۹

اشکم از دیده بصد شور چکیدن دارد
ماجرای دل شوریده شنیدن دارد
کرده‌ای با رخ او دعوی خود آرایی
امشب ای شمع زبان تو بریدن دارد
نرود نقش تو مژگان زدنی از نظرم
ساخت در دیده چنان خانه که دیدن دارد
سر انگشت ندامت نگرفتی به دهن
مگذر از شهد تاسف که چشیدن دارد
ای گل از چاک گریبان چه پریشان شده ای
خنده کن جیب تو حظی ز دریدن دارد

۳۰

آن دل که ز چشم دلبر افتاد — بیمار شد و به بستر افتاد
ای کان ملاحت از کجایی — شور تو بهفت کشور افتاد
افسوس که رسم مهربانی — در عهد تو ماه من بر افتاد
لخت جگرم که داشت دل نام — دردا که بدست کافر افتاد
مردیم ز حسرت وصالش — شاید که بعمر دیگر افتاد

۳۱

تنها نه چشم از غم هجران سفید شد
هر مو در آب دیده چو مژگان سفید شد
بنگر سیاه بختی داغم که چشم او
در انتظار صبح نمکدان سفید شد

خورشید و مه ز شرم تو رفتند در حجاب
یعنی که پیش روی تو نتوان سفید شد
داغ خجالت آه ز شستن نمیرود
گیرم ز گریه نامهٔ عصیان سفید شد
یعقوب وار چشم سیه روزگار من
از گریه در فراق عزیزان سفید شد

۳۲

نمود از وعدهٔ قتلم دلم شاد / خدا آن شوخ را توفیق بخشاد
ترا آخر بروز ما نشانید / الهی خانه‌ی آیینه آباد
بسوی ما نمی افتد گذارت / نمیدانم ترا در دل چه افتاد
پدر بیزار شد از وضع من گفت / ترا ای کاشکی مادر نمی زاد
مرا افتاد خون در دل ز دستت / چه باید کرد با این رنگ افتاد

۳۳

طالب وصل اگر باید بود / همدم آه سحر باید بود
نتوان بود کم از آبله ای / همه تن دیده‌ی تر باید بود
بعد ازین خون جگر باید خورد / تا بکی خون بجگر باید بود
از همه قطع نظر باید کرد / تا کجا دست نگر باید بود
تیری از شست قضا چون بجهد / سینه وا کرده سپر باید بود

۳۴

فغان کز گفته‌ی اغیار با من خوب من بد شد
امید صد یکی گردید نومیدی یکی صد شد
دلم می خواست یک ساعت بهشت وصل را دیدن
ولی از بخت بد در دوزخ هجران مخلد شد
ره کوی ترا روزیکه دانستم ندانستم
که پایم تا بزانو سوده خواهد شد ز آمد شد
دوبالا گشت آهم تا دوتا شد پشتم از پیری
قد خم گشته‌ی من از برای این الف مد شد
مسلمانان مسلمانی همین عشق است پیش ما
بکیش ما کسی کز عشق برگردید مرتد شد

۳۵

ز امید وصالش گرچه دل خوشنود میگردد
ولی از بیم هجران تو جان نابود میگردد
ببوسی زان لب شیرین مرا بنواز پیش از خط
که این جلوه پس از چندی سراسر دود میگردد
دم فرصت غنیمت دان و کام تلخکامان ده
که خط چون سبز شد این شیشه زهرآلود میگردد
سر و سرمایهٔ خود را زیان کرد از سر زلفش
هنوز این دل ز سودا در هوای سود میگردد

۳۶

یک بوسه گر ز نوش لبان میتوان خرید
با نقد و نسیهٔ دو جهان میتوان خرید
خاکی که سرخ گشته ز خون شهید عشق
کبریت احمر است بجان میتوان خرید
در دست روزگار اسیر آمدم مرا
قطع نظر ز سود و زیان میتوان خرید
جان صرف کن گرت سر سودای عاشقی است
این جنس را بنقد و زیان میتوان خرید

۳۷

جامه زیبان بما چها کردند — جامه‌ی صبر ما قبا کردند
من و دل را ز هم جدا کردند — دل ربایان ببین چها کردند
شکر از لب بدیگران دادند — زهرچشمی به کار ما کردند
کی بهرکس رسد شهادت عشق — این سعادت نصیب ما کردند

۳۸

غم دل دلبری دارد ندارد — ترحم کافری دارد ندارد
جواهر خانه‌ی صنع الهی — به از دل گوهری دارد ندارد
تن تنها زدم بر قلب مژگان — چنین دل دیگری دارد ندارد
ربودم زخم از شمشیر نازش — چو من کس جوهری دارد ندارد

۳۹

کی خسته‌ی غمت بمسیح التجا برد
حاشا که دردمند تو نام دوا برد
روزی بر آستان تو یابند مرده ام
هر کس که داد دل بتو جان را کجا برد
ما را خبر ز منزل مقصود خود کجاست
از خویش میرویم بهر جا خدا برد
بسیار میرود دل من از پی بتان
ترسم که رفته رفته مرا هم ز جا برد

۴۰

رفت در زهد عمر من برباد — میکشم باده هر چه بادا باد
کردی آخر خراب خانه‌ی من — ای غم عشق خانه ات آباد
گفتمش رفتم از درت گفتا — سر آوارگی سلامت باد
کندن جان من چو دید از عشق — تیشه از دست کوهکن افتاد

۴۱

دلبران شوخ و میرزا مشوید — بهر جان و دلم بلا مشوید
ما جفا دوستیم لیک شما — این چنین دشمن وفا مشوید
ای هلال ابروان بهر خدا — چون مه عید کم نما مشوید
بیوفایی چو عمر کار شماست — چون بگویم که بیوفا مشوید

۴۲

طاقتم برد هجر تاب نماند — در دلم چون نگینه آب نماند
یار آمد به پرسشم آندم — که مرا طاقت جواب نماند
خوردنم غصه بیخودی خواب است — بی توام ذوق خورد و خواب نماند
یا چنین روی و موی باغ شدی — به گل و سنبل آب و تاب نماند

۴۳

راز درون پرده ز اشکم بدر فتاد
این طفل بی زبان چه بلا پرده در فتاد

روزیکه عشق آتش بیداد برفروخت
در پنبه زار طاقتم اول شرر فتاد
نزدیک شد دلا که برای پیام وصل
یعنی کمند ناله بر اوج اثر فتاد
ما را ز غافلانه نگاهی بخون نشاند
طفل است تیر او چه قدر کارگر فتاد

۴۴

کس چرا دل به چنین شوخ جفا جو بندد
که ز ابرو کشد آن را که به گیسو بندد
کشتگان تو چسان داد ستانند به حشر
که زبان همه آن نرگس جادو بندد
استخوان ریزهٔ من چون بدرهم جان ز وفات
سگ کوی تو چو تعویذ به بازو بندد
بهر صید افگنی افتد چو بصحرا گذرت
حیرت چشم تو پای رم آهو بندد

۴۵

ز دولت تو دلم درد و داغ پیدا کرد
ز کار و بار دو عالم فراغ پیدا کرد
دل از غرور بمن وا نمی شود نفسی
ز پهلوی که دگر این دماغ پیدا کرد
دلم نداشت سر اختلاط این مردم
ز ناله راه بمرغان باغ پیدا کرد
ز بسکه طالع بیدرد بود نرگس را
ز خواب چشم کشود و ایاغ پیدا کرد

۴۶

هر کرا سودای زلف او گریبان گیر شد
تا بگردن غرق آب آهن زنجیر شد

بیش ازین بی حاصلی نبود که در باغ جهان
هر کجا انجیر بنشانیم بیدانجیر شد
خاطر دلگیر از زخم تو ام گل گل شگفت
غنچهٔ من عاقبت وا از دم شمشیر شد
دل بسی آزرده بود از بهر آب زندگی
خضر را هم عاقبت آن سبزه‌ی شمشیر شد

۴۷

ببالای او هر که دل داده باشد
برای بلا باید آماده باشد
چو دل گوهری آه از دستم افتاد
ندانم بدست که افتاده باشد
به بزمش ادب باید از شمع آموخت
که بعد از نشاندن هم استاده باشد
توان شست از لوح دل نقش غم را
بجاییکه یک ساده و باده باشد

۴۸

از دوا درد دلم روی به بهبود نه کرد
پند ناصح من سودا زده را سود نه کرد
خنده کن خنده که آید دل افسرده بشور
گریه ریش جگرم خوب نمک سود نه کرد
صد بهار آمد و جز ناله به گلزار جهان
از جگر سوختگان هیچ کسی دود نه کرد
رفتم از کوی تو و دل بهمان درد که بود
خستهٔ درد ترا نقل مکان سود نه کرد

۴۹

من ز دل دل ز من جدا افتاد — من و دل را ببین چها افتاد
سر زلفش نداشت دل لیکن — بازی بازی دریں بلا افتاد

دل که بود از غزاله وحشی تر در کمند تو از کجا افتاد
نمک خوان درد تا خوردیم مرهم از چشم داغ ما افتاد

۵۰

ز من برگشت آن مه مهربان من که خواهد شد
درین بی طالعیها قدردان من که خواهد شد
عزیزان جمله پوشیدند چشم از یاس احوالم
به جز داغ محبت دیدبان من که خواهد شد
دران محفل زبان دردمندان کس نمی داند
به پیش یار یا رب ترجمان من که خواهد شد
شود خاموش شمع آنجا که حرف از سوز دل گویم
نمیدانم ببزمش هم زبان من که خواهد شد

۵۱

دیده گردید و بت عهد شکن پیدا کرد
خوش بلای ز برای دل من پیدا کرد
در سفر داغ غریبی دلم آورد بدست
تحفه‌ای بهر عزیزان وطن پیدا کرد
قدر لخت جگر من نشناسی حیف است
این عقیق است که نتوان به یمن پیدا کرد

۵۲

بشنو که پیر دیر چه ارشاد میکند می خور که بی ترا فرح آباد میکند
از بسکه طبع یار مکرر پسند نیست هر لحظه جور تازه‌ای ایجاد میکند
مشنو حدیث غیر گراز بنده نقل کرد اکثر دروغ خود بمن اسناد میکند

۵۳

چو غنچه مانده‌ای ای دل کنون که یار آمد
چو گل بخند که یار آمد و بهار آمد
به بیخودی سر راهی دوچار یار شدم
هزار شکر ز خود رفتنم بکار آمد

کسیکه ناصح من گشته بود دوش امروز
ز کوی او بگریبان تار تار آمد

۵۴

بنمای رو که صورت عالم نکو شود
بکشای مو که خاک جهان مشکبو شود
عشقم چه عقده‌ها که نیاورده است پیش
ترسم که گریه نیز گره در گلو شود
پیمانه گر کنی ز تو ای چرخ دور نیست
از مشت خاک ما که نه خم نی سبو شود

۵۵

کسی امید چه نفع از تو ای فلک دارد
بزخم هر که تو مرهم نهی نمک دارد
رقیب سوخته را بار اختلاط مده
حذر ز صحبت او کن که آتشک دارد
ز جور چرخ چه پرواست دردمندان را
که طفل اشک کجا بیم از فلک دارد

۵۶

جان ضعیف من که بجانان نمی رسد
موریست ناتوان به سلیمان نمی رسد
دور از تو دل اگر نخورد خاک چون کند
ای وای قطره ای که به عمان نمی رسید
یار است و گیسوی که بپایان رسیده است
ماییم و شکوه ای که بپایان نمی رسد

۵۷

تنگ تنگ از دهن یار شکر میریزد
شکر از تنگ دهانش چه قدر میریزد
کارم از گریه ز دست تو گذشت است کنون
جای اشک از مژه‌ام لخت جگر میریزد

هر که در بزم تو ره یافت گهر چینی کرد
لعل خوش حرف تو از بس که گهر میریزد

۵۸

ره نمی یابد سکندر هم بدولت خانه اش
حیرتی دارم که چون آیینه را رو میدهد
مصرعی گر بعد ماهی میکند موزون هلال
یار در آنی جوابش را به ابرو میدهد
گر دماغی تازه خواهی جرعه‌ای بر ما فشان
آب چون بر خاک میپاشد کسی بو میدهد

۵۹

گر او دل میدهد جان میستاند | کسی این شیوه را یا رب چو داند
جواب نامه ام کی مینویسد | ترا ای نامه بر او میدواند
بود منظور او عاشق پرانی | بظاهر گر کبوتر میپراند

۶۰

تند خویی ز من نمی آید | سرکه رویی ز من نمی آید
گریه بر این فسردگان چکنم | مرده شویی ز من نمی آید
نکنم جستجوی سرو قدان | فتنه جویی ز من نمی آید

۶۱

دارد افسانهٔ بیتابی من تاثیری
که در گوش ترا قطرهٔ سیماب کند
بی تو چون صورت نرگس مژه برهم نزنم
دهر هر مو به تنم گرچه رگ خواب کند
حسن دارد اثری طور دگر در همه حال
آب را آینه و آینه را آب کند

۶۲

نه همین عالم ازین زلف دگر گون گردید
عقل کل دید چو این سلسله مجنون گردید

شد ترازو دو سه تیرم بدل از شست کسی
مصرعی چند به این واسطه موزون گردید
سرو گل رنگ قبایم ز کدامین چمنی
بسکه دنبال تو گردید دلم خون گردید

۶۳

داغت پس از فنا بمزارم بهار کرد
چندانکه مشت خاک مرا لاله زار کرد
گفتی که بعد ازین بزنم تیر خود بغیر
حرفی که گفته‌ای بدل بنده کار کرد
زلف تو گشت درهم و برهم چو خط رسید
این شور مور بین چه قدر تارومار کرد

۶۴

مرا اگر تب عشق استخوان بجنباند
کجا بپرسش من او زبان بجنباند
بیا و دست بنه بر دلم که می ترسم
ز اضطراب دل من جهان بجنباند
بعرض سوز و گدازم ز داغ بیکسی ام
که غیر شمع ببزمش زبان بجنباند

۶۵

بجز چاکی که آن از جیب تا دامن نمی آید
دگر کاری ز دست نارسای من نمی آید
چه می پرسی ز من نادردمندیهای یاران را
شدم بیمار و کس هرگز به پرسیدن نمی آید
اگر مرد رهی از فکر زن برهم مزن خود را
ز یک زن آنچه می آید ز صد رهزن نمی آید

۶۶

سحری مرحمتی عشق تو در کارم کرد
خفته بودم سر کوی تو که بیدارم کرد

آسمان دست ز آزار دل من برداشت
بخت روزی که بدست تو گرفتارم کرد
دیدن ساده رخان نامه‌ی من کرد سیاه
روی این دیده سیاه باد سیاه کارم کرد

۶۷

اگر ز خاک مزارم غبار برخیزد
ز شوق گوشه‌ی دامان یار برخیزد
ز بی مروتی چشم او عجب نبود
که رسم مردمی از روزگار برخیزد
ز گریه‌ی که بدل دارم از گل روی
ز دامن مژه ابر بهار برخیزد

۶۸

غم افزون شد نپرسیدی چرا شد
دلم خون شد نپرسیدی چرا شد
سرشکم بود بس بی رنگ اکنون
جگرگون شد نپرسیدی چرا شد
فغان من که بد زندانی دل
بگردون شد نپرسیدی چرا شد

۶۹

تا ستانم ز بتان داد تن خون آلود
بر سر چوب کنم پیرهن خون آلود
شکوهٔ تیغ کسی خامهٔ شنجرفم ساخت
می تراود ز زبانم سخن خون آلود
صبح محشر چو گل از غنچه شهید تو کند
سر برون خنده زنان از کفن خون آلود

۷۰

چشم ترا که رخصت خون ریز داده اند
خنجر بدستش از مژهٔ تیز داده اند
در خنده اختیار نداری برنگ گل
جام طرب بدست تو لبریز داده اند

آویخته است از سر هر موی او دلی
جانان ترا چه زلف دل آویز داده اند

۷۱

غنچه سان تنگی دل از سر من وا نشد
تا چو گل پیراهن من پاره از صد جا نشد
قطرهٔ خود را گهر تا کردم از کسب صفا
عقدهٔ افتاد در کارم که هرگز وا نشد
کسب دانش داشت ما را بی نصیب از سوز عشق
قطرهٔ کم بخت ما گوهر شد و دریا نشد

۷۲

خیال تند خوی در دل من خانه می سازد
که چون سیلش گذر هر جا فتد ویرانه می سازد
ندارم شکوه از زنجیر زلفت لیک ازین داغم
که این دیوانه را با مدعی هم خانه می سازد
درین ظلمت سرا از شوق شمعی می پرد چشمم
که مژگان را خیال او پر پروانه می سازد

۷۳

دشمنان خانه‌ی من سوخته بودند نشد
آتشی از حسد افروخته بودند نشد
آفرین باد به تاثیر وفاداری من
بی وفایی بتو آموخته بودند نشد
پنجه‌ی شوق نیازم که بسر وقت رسید
دوستان جیب مرا دوخته بودند نشد

۷۴

ز وصلت ناامیدیها همه امید میگردد
که شام ماتم از روی تو صبح عید میگردد
چه شد ای کعبهٔ جان گرتو ازمن روی گرداندی
بآن ذوقی که دل گرد تو میگردید میگردد

به پیش او مکن زنهار عرض دوستی ای دل
که بهر دشمنی آن شوخ را تمهید میگردد

۷۵

نه همین بادیه گلزار هوادار تو بود
آب میگشت سراسیمه طلبگار تو بود
لطف کردی که فرود آمده‌ای در دل من
ورنه این منزل ویران نه سزوار تو بود
در چمن دوش خرامیدی و نرگس از شوق
چشم خود دوخته بر گوشه‌ی دستار تو بود

۷۶

چگویم که حال من از عشق چون شد
دلی داشتم آنهم از درد خون شد
برآشفتگی بود لیکن ز چندی
ز سودای زنجیر زلفت جنون شد
ز آزار من دست بردار ای عشق
که سرپنجه‌ی طاقت من زبون شد

۷۷

داماں من از شومی این چشم تر آلود
شستن نکند سود که خواهد دگر آلود
معلوم شود بر تو جگرداریم امروز
کز دیده فشانم دو سه اشک جگر آلود
گفتی که ندارد اثر آه فلانی
بنشین که کشم پیش تو آه اثر آلود

۷۸

بی تو با این همه زاری بلبم جان نرسد
تا تو بر سر نرسی عمر بپایان نرسد
می رود تند چنان شوخ وفا دشمن من
که بگرد قدمش عمر شتابان نرسد

رخنه‌های قفسم بسته سراسر صیاد
که بمن ناله‌ی مرغان گلستان نرسد

۷۹

سینه ام از داغها معمور باد تا ابد آن داغها ناسور باد
دل که می آرد قیامت بر سرم با قیامت قامتان محشور باد
خوبی عالم ز خوبانست و بس چشم بد یا رب ز خوبان دور باد

۸۰

آن روز که یار خواهد آمد صد فصل بهار خواهد آید
گر دل نرود ز کار در عشق دیگر بچه کار خواهد آمد
میرم از ذوق اگر بدانم یارم بمزار خواهد آمد

۸۱

دوش بر بالینم آمد یار و غم خواری نکرد
خواستم درد دلی گویم زبان یاری نکرد
خاطر محمل نشین من نشد مایل برحم
ورنه دل همچو جرس تقصیر در زاری نکرد
چشم او با مردم آزاری ز بس خو کرده است
دست کوتاه از ستم در عین بیماری نکرد

قطعات

۱

بجا ز پیکر من گر یک استخوان باشد
برای تیر کمان ابروان نشان باشد
ز هر کسی نتوان یافت اعتقاد درست
که این متاع بر دل شکستگان باشد

۲

دل در سواد زلف تو داغی بهم رساند
صد شکر تیره روز چراغی بهم رساند
زلف تو گشت درهم و برهم ز عرض حال
هندو ببین که طرفه دماغی بهم رساند

۳

درگریه دوش یک مژه ام خواب برده بود
تا چشم باز گشت مرا آب برده بود
امشب بیاد گوهر گوشش ز بس طپید
اشکم کزو ز قطرهٔ سیماب برده بود

۴

او ز همراهان به محمل خفته غافل میرود
در پیش جان در پی جان دل پی دل میرود
جنس نازی گر بما سودا کنی وقت است وقت
نقد فرصت میرود از کیسه عاقل میرود

۵

هر کجا آن قد و قامت باشد
راستی را که قیامت باشد
نیست ما را سر گلزار بهشت
سر کوی تو سلامت باشد

۶

کجا زمانه غم روزگار من دارد
ز صبح خنده به شبهای تار من دارد
هزار مرتبه دیدم قماش جامه ی گل
کجا لطافت دامان یار من دارد

۷

مرگ در هجر دوست از من باد
زندگانی نصیب دشمن باد
ماه بی مهر من ز دوری تو
تیره شد حال بر تو روشن باد

۸

بغیر ناله که آن نیز جسته جسته برآید
کدام کار ز دست دل شکسته برآید
پس از وفات ز خاکم بهر بهار چو نرگس
خدنگ ناز تو خوش‌چشم دسته دسته برآید

۹

داغت پس از فنا بمزارم بهار کرد
چندانکه مشت خاک مرا لاله زار کرد
گفتی که بعد ازین نزنم تیر خود بغیر
حرفیکه گفته‌ای بدلم سخت کار کرد

۱۰

بغم عشق شاد باید مرد
گر همه نامراد باید مرد
عشق دین است عشق ایمان است
به همین اعتقاد باید مرد

۱۱

در گلشن کویش که صبا راه ندارد
غم نیست اگر ناله‌ی ما راه ندارد
ما خود همگی مهر و وفاییم ولیکن
در خاطر او مهر و وفا راه ندارد

۱۲

رفتی از گلشن و گلها همه دلگیر شدند
در فراق تو جوانان چمن پیر شدند
کرد سودای تو دیوانه خردمندان را
زلف بکشا که همه قابل زنجیر شدند

۱۳

جور چشم یار را ناچار میباید کشید
همچو ناز مردم بیمار میباید کشید
مسند عشاق را جز آستان حسن نیست
صورتم بر خاک کوی یار میباید کشید

۱۴

دل شرح آتش ستم او نمیدهد
یعنی کباب میشود و بو نمیدهد
شهری سلام میکندش همچو ماه نو
آن کج کله جواب بابرو نمیدهد

۱۵

دل بیدرد مرا میسوزد
دوزخ سرد مرا میسوزد
داغ بر دست نهاد است آن گل
آنچه او کرد مرا میسوزد

۱۶

دل یک نفس در آتش هجران طپید و ماند
همچون سپند نالهای گرمی کشید و ماند
شاید نوید وصل ز جای شنیده است
جان فراق دیده که بر لب رسید و ماند

۱۷

مریض عشق او بسیار بر بستر نمیماند
اگر ماند شبی ماند شب دیگر نمیماند
چه میگردانی ای گل اینقدر اوراق خوبی را
که ناگه میوزد بادی که این دفتر نمیماند

۱۸

ز بخت خرمیم در نظر نمی آید
زمین چو شور بود سبزه بر نمی آید
ز طور رفتن آن شوخ طفل دانستم
که همچو اشک بچشمم دگر نمی آید

۱۹

بوعده ای دل من شاد اگر کنی چه شود
خرابهای تو هم آباد گر کنی چه شود
مده به خسرو ای چرخ مفت شیرین را
نظر به محنت فرهاد اگر کنی چه شود

۲۰

شب هجران او می با دماغ من نمیسازد
چراغ تیره روز عشق را روغن نمیسازد
بصحرا رفته ام لیکن قرارم نیست در یکجا
که پای هرزه‌گرد عشق با دامن نمیسازد

۲۱

نتوانم نفسی صلح به پیراهن کرد
با گریبان که چنین دست مرا دشمن کرد
آه صیاد چنان تنگ گرفته است بمن
که دلم را چو جرس در قفس آهن کرد

۲۲

بخت چون شمع بغیر از تب و تابم ندهد
رخصت اینکه برد یک مژه خوابم ندهد
اینچه ظلم است ندانم که باین تشنه لبی
تیغ دریا دل خوبان دم آبم ندهد

۲۳

چنان دوست در پهلوی من نشیند
که دشمن به پهلوی دشمن نشیند
کشد رشک ما را ز خاکی که باشد
غباری ترا گر بدامن نشیند

۲۴

سرمهٔ ناز ازان چشم سیه میریزد
یک جهان فتنه ازان طرز نگه میریزد
برگ گل قابل آن سرو کجاست
بستهٔ خویش عبث غنچه ز ته میریزد

۲۵

اگر نقاب ز روی تو وا شود چه شود
نگاه اگر بنگاه تو آشنا شود چه شود
اگر چو آینه بر عکس خواهش اغیار
میان ما و تو روزی صفا شود چه شود

۲۶

ز بس کاری ز دست نارسای من نمی آید
اگر چاک افگنم در جیب تا دامن نمی آید
چه میپرسی ز من ناخوشمندیهای یاران را
شدم بیمار و هرگز کس به پرسیدن نمی آید

۲۷

دیده گریانست سیراب چمن خواهیم کرد
اشک خود صرف گل و سرو وسمن خواهیم کرد
این زمان مزدور شیرین کاری یار خودیم
کار خود را بعد ازین چون کوهکن خواهیم کرد

۲۸

بود در کویت دل زاری نپرسیدی چه شد
تن بمردن داد بیماری نپرسیدی چه شد
بارها جانم بلب آمد ز درد بیکسی
حال ما را ای دل آزاری نپرسیدی چه شد

۲۹

هزار حیف که کار دلم بکام نشد
غلام عشق نگردید و نیکنام نشد
فلک بمرکز آسودگی قرار گرفت
هنوز دایرهٔ گردشم تمام نشد

۳۰

کشور حسن و خط زیر و زبر خواهد شد
دود نخوت ز دماغ تو بدر خواهد شد
این زمان حسن تو هرچند که روز افزونست
خط سیاهی چو کند روز بتر خواهد شد

۳۱

شاید آن بیوفا نمی آید
که دل من بجا نمی آید
دامن یار داده ایم از دست
کاری از دست ما نمی آید

۳۲

جان جدا شد ز تنم لیک بجانان نرسید
آه از درد جدایی که بدرمان نرسید
کلمهٔ زلف تو بسیار دراز افتاد است
عمر آخر شد و این قصه بپایان نرسید

۳۳

تا یار راند گلگون اشکم ز پی روان شد
صبر گران رکابم آخر سبک عنان شد
یک عمر حرف سخت سنگیندلان شنید است
عذرم توان پذیرفت گوشم اگر گران شد

۳۴

چنان دل از برای سرد مهر افسرده می آید
که از هر داغ او بوی چراغ مرده می آید
ز تاراج گلستان میرسد سرشار رنگ و بو
تو پنداری که خون لاله و گل خورده می آید

۳۵

دلبران چون نقاب بردارند
فتنه ها سر ز خواب بردارند
گل و سنبل ز روی و سوی کسی
در چمن آب و تاب بردارند

۳۶

سفر از کوی یار نتوان کرد
ترک یار و دیار نتوان کرد
عشق اگر صد هزار حیله کند
غیر عشق اختیار نتوان کرد

۳۷

شب که رویش ز می افروخته بود
شمع زو روشنی آموخته بود
آتشی در دلم افتاد امشب
تا خبردار شوم سوخته بود

۳۸

دل بگوشش چه سخن میگوید
حال چشم تر من میگوید
گل زبان گشته همه تن گویا
وصف آن غنچه دهن میگوید

۳۹

تلخ عیش جدایی او را
شهد در کام زهر میگردد
گریهٔ من ببین که از فیضش
در همه شهر نهر میگردد

۴۰

دل از اندیشهٔ دارین غم پهلوی غم دارد
ز فکر این دو خانه چون کمان پشتم دو خم دارد
گرفتار تو هر جا پا گذارد شور برخیزد
چو شخص پای در زنجیر شیون در قدم دارد

۴۱

ز صبح عید دلم بی تو شام ماتم دید
من آنچه دیده ام از دوریت کسی کم دید
فغان که زخم دل ما ز قحط چاره گران
نه نام بخیه شنید و نه روی مرهم دید

۴۲

دل چگویم که کجا دور ز من میگردد
تشنه گرد سر آن چاه ذقن میگردد
من ز زنجیر زدم حرف تو از طرهٔ خویش
که سخن سلسله جنبان سخن میگردد

۴۳

چرا از تنگی دل خاطرم اندوهگین باشد
برنگ غنچه شاید خاطر جمعم درین باشد
بود در حلقهٔ اهل قناعت نامور آن کس
که او را خانه بر اندازهٔ تن چون نگین باشد

۴۴

آتش شوق تو ام بسکه جگر سوخته بود
شمع همسایه شب از داغ من افروخته بود
در هواداری سیمین بدنان رفت بباد
هر زر رنگ که رخسار من اندوخته بود

۴۵

دل خون گشته میترسم که از مژگان فرو ریزد
بیالاید کنارم را و در دامان فرو ریزد
گدازد سیم اگر یابد خبر ز اندام نرم تو
وگر بیند دل سخت ترا سندان فرد ریزد

متفرق اشعار

۱

مژه گیرا تر از سرپنجه‌ی شهباز می آید
شکارم تا کند ظالم باین انداز می آید

۲

ز روی عالم افروزی دلم آتش بجان دارد
که چون خورشید منت بر زمین و آسمان دارد

۳

نه عاشق است که از دوست کام دل گیرد
بریده باد زبانی که نام دل گیرد

۴

در کوی تو ناکام مرا نام نهادند
محنت کش ایام مرا نام نهادند

۵

بخنده لب بکشا تا دلم شگفته شود
مپرس حال مگر یک دو حرف گفته شود

۶

کی صبا خاطر دلگیر مرا بکشاید
نیست دل غنچه که از کسب هوا بکشاید

۷

ماندست ز بیمار فراق تو دمی چند
وقت است اگر رنجه نمایی قدمی چند

۸

تا شیون مرا ز قفس گوش کرده اند
مرغان باغ نغمه فراموش کرده اند

۹

در غم هجران او بر لب من جان رسید
یار نیامد بسر عمر بپایان رسید

۱۰

دلم از کوچه‌ی زلفش پریشان حال می آید
هزار آشفتگی همراه بدین منوال می آید

۱۱

ازان لیلی نسب هنگامه ای در باغ برپا شد
که مجنونی دگر از سایه‌ی هر بید پیدا شد

۱۲

عاشقان در عهد ما افسوس ناپیدا شدند
قمری و پروانه و بلبل همه عنقا شدند

۱۳

مصور از پی نقشم چو خامه بردارد
بچشم من چو رسد جا سفید بگذارد

۱۴

دل آزرده از پیغام وصل او کجا خندد
مگر این غنچه‌ی افسرده بر سعی صبا خندد

۱۵

از نظر رفتی و شد این دیده‌ی گریان سپید
حیرتی دارم که کرد این خانه‌ی ویران سپید

۱۶

در دلم پیکان جانان جای خود وا میکند
چون رسد در خانه مهمان جای خود وا میکند

۱۷

بتان بکشتن من غمزه را اشاره کنید
وگر مضایقه‌ای باشد استخاره کنید

۱۸

هر که ابروی آن صنم بیند
ماه نو را بچشم کم بیند

۱۹
خبر هر چند از حال من آن غافل نمی گیرد
مرا از ناله و فریاد هرگز دل نمی گیرد

۲۰
بی تو امشب دستگاه عیش از بس تنگ بود
باده در مینا چگویم آتشی در سنگ بود

۲۱
در سراغ تو دل بسر گردید
کوبکو رفت دربدر گردید

۲۲
در چمن گر بهار نیست چه سود
ور بهار است یار نیست چه سود

۲۳
نگاه از چشم زه گیرش بحال ما کجا افتد
مگر سویم گذار تیر آن ترک از خطا افتد

۲۴
تا جلوه کرد قامت او اشک من دوید
یعنی قیامت آمد و طفل از پدر رسید

۲۵
زین سرا رفتم ولیکن نقش ما تا دیر ماند
سایه‌ام از ضعف بر دیوار چون تصویر ماند

۲۶
جامه زیبی آمد و سوز دل من تازه کرد
آتشم افسرده بود از باد دامن تازه کرد

۲۷
ز خاک دیگران گر لاله روید
ز خاکم داغ چندین ساله روید

۲۸
خالی از درد دل من بچه تدبیر شود
گریه گر سر کنم آن نیز گلوگیر شود

۲۹
زلف خط سبز جانان را پرستش میکند
همچو هندوی که ریحان را پرستش میکند

۳۰
مرا گر میکشد دستش مگیرید
دریغ از نرگس مستش مگیرید

۳۱
گوهر سر ازل در گره دل بستند
لیک صد حیف که بستند و چه مشکل بستند

۳۲
زیر لب دشنام آن شیرین دهن می پرورد
زهر در شکر برای جان من می پرورد

۳۳
از نگاه تو تغافل تا دید
سرمه پیراهن کاغذ پوشید

۳۴
زمانه شور عزا دارد و بهم دارد
فلک خمی است که هم نیل و هم بقم دارد

۳۵
هم نشین دیدی که با من هجر یار من چه کرد
با دل بی صبر و جان بی قرار من چه کرد

۳۶
هر کرا شوق قدمبوس تو در سر باشد
شرط راه است که با خاک برابر باشد

۳۷
درین عهد کس از که دارد امید
که دلها سیه گشت و خونها سفید

۳۸
پیری رسید بر سر وین ناتوان دو مو شد
در حیرتم که یا رب یک مو چسان دو مو شد

۳۹
نی همین در شرح شوقت خامها فرسوده شد
دست در تحریر حسرتنامها فرسوده شد

۴۰
دست و پای من برای آن جفا جو سوده شد
تا ببازو دست و پایم تا بزانو سوده شد

۴۱
با خدنگی کرد یادم خاطر او شاد باد
آن کمان را خانه یا رب تا ابد آباد باد

۴۲
از گلستان رفتی و گل رنگ و بو برباد داد
زلف خود را کنده سنبل موبمو برباد داد

۴۳
بمن جانان سر پرخاش دارد
محبت شاید این پاداش دارد

۴۴
من ندانم ز کدام آب و گلت ساخته اند
که چنین دل شکن و سنگ دلت ساخته اند

۴۵
ز رفتن تو نه دل نی دماغ می ماند
مرو که خانه‌ی من بی چراغ می ماند

۴۶
اضطراب شب بیاد یار سیم اندام بود
لخت دل چون پاره‌ی سیماب بی آرام بود

۴۷
یاد تو چگویم بدل تنگ چها کرد
آن کرد که با غنچه بگلزار صبا کرد

۴۸
دلم درگریه در عشق بتان یاری طمع دارد
زهی نادان که از سیلاب معماری طمع دارد

۴۹

صد دل شده دوش از پیش بود
پروای کسی کجا کیش بود

۵۰

چشمت بروی خلق در فتنه باز کرد
مژگان شوخ دست تطاول دراز کرد

۵۱

جلوه فرما بر سر خاکم خزان گل میشود
ریزه‌های استخوان منقار بلبل میشود

۵۲

اندرین باغ که هر مرغ نوای دارد
ناله‌ی بلبل ما طرز جدای دارد

۵۳

چون تو گر سنگدلی دل شکنی ساخته اند
جور بردار تو مانند منی ساخته اند

۵۴

داغم که همدمان همه گرم سفر شدند
چون ماه رفته رفته نهان از نظر شدند

۵۵

یار آمیخت باغیار خدا خیر کند
خوب من رفته باغیار خدا خیر کند

۵۶

چو تنها میشوم تاب شکیبایی نمی ماند
تو چون از در درآیی درد تنهایی نمی ماند

۵۷

دماغش از نزاکت نکهت گل بر نمی تابد
مزاجش از لطافت شور بلبل بر نمی تابد

۵۸

وصف رخسار تو گفتم سخنم رنگین شد
از لبت حرف نوشتم خط من شیرین شد

۵۹

شب از یاد تو شوری در در و دیوار پیدا شد
چو نی از کوچهٔ ما نالهای زار پیدا شد

۶۰

آن روز که در زلف تو نه پیچ و نه خم بود
در گردن دل سلسلهٔ درد و الم بود

۶۱

گر نه پیکان یار فرماید
که بجا خالی دلم آید

۶۲

رفتی و رفت از پیت دل و جان
این چنین رفتن از تو می آید

۶۳

خندان نیامد از درم آن شوخ و شب رسید
زخم مرا ز شوق نمک جان بلب رسید

۶۴

دلم تا کی ز کوی او ز جان بیزار بر گردد
خدا سازد که از خوی بد خود یار بر گردد

۶۵

دماغش از نزاکت نکهت گل بر نمی تابد
مزاجش از لطافت شور بلبل بر نمی تابد

۶۶

یار خوش کام من ناکام داد
نام پرسیدم ازو دشنام داد

۶۷

همین نه عاشق بیتاب کشته میگردد
ز زهر چشم تو سیماب کشته میگردد

۶۸

نیست در مکتب وحدت سبقان حرف دویی
یک سخن از دو زبان همچو قلم می آید

۶۹

سخت خون ریز ابروی داری
با تو شمشیر بر نمی آید

۷۰

مست عشق تو هر کجا نالد
مرغ و ماهی کباب میگردد

۷۱

چین پیشانی شیرازه نیارم دیدن
دفترم را بگزارند پریشان باشد

۷۲

جان بجای نامه دادم قاصد او را ولی
بود چندان بار جان سنگین او جانبر نشد

۷۳

شده نزدیک گرفتاریت ای مرغ چمن
کز پر و بال تو بوی قفسی می آید

۷۴

کندن جان من چو دید از عشق
تیشه از دست کوهکن افتاد

۷۵

شکوهٔ حسن تو جایی رسیدست که مهر
بر تو همچو کف رعشه دار می لرزد

۷۶

ای صبر دلم سوختن آغاز نمود است
مگذار که از آتش من دود برآید

۷۷

با من از بسکه دل اهل وطن صاف نبود
به سفر رفتم و کس آب بر آینه نزد

۷۸

بباغ غارت ترکانه کردی و رفتی
هنوز گل بسر شاخسار می لرزد

۷۹

ره نمی یابد سکندر هم بدولت خانه اش
حیرتی دارم که چون آیینه را رو میدهد

۸۰

شود چون ز می آتشین چهرهٔ او
سپندانه جانش به جستن درآید

۸۱

دگر مرا بکجا می برد نمی دانم
جهان بگشتم و پایم هنوز می خارد

۸۲

لذتی دارم ز آزارش که گویم صبح و شام
هیچ کس یا رب بغیر از من گرفتارش مباد

۸۳

چنان گم گشته ام از خویش در فکر دهان او
که هیچ از هستی موهوم خود یادم نمی آید

۸۴

باید که چو داغ برصش عیب شمارد
در دست فقیری که درم داشته باشد

۸۵

ز ربط سوخته جانی بعرصهٔ محشر
بصبح دعوی خون چراغ خواهم کرد

۸۶

بجز سراغ میان تو کز میان رفت است
چه یافت است دل من که خویش را گم کرد

۸۷

من کیستم که سجده نیارم به پیش تو
در حضرت تو زلف زمین بوس میکند

۸۸

تمام نور نظر را براه یوسف باخت
چراغ دیدهٔ یعقوب تا کجا سوزد

۸۹

بیداد خط و خال بتان را ز من مپرس
من زنده دیده ام که مرا مور می خورد

۹۰

درین زمان ز غلو سگان عجب نبود
که استخوان ز برای هما بهم نرسد

۹۱

چاره از خوردن ندارد آدمی
نیست گر روزی غم روزی خورد

۹۲

بمحفلیکه شود کوک ساز نالهٔ من
خرت بچند بطنبور کس نمی گوید

۹۳

آن عندلیب تشنه‌ی ذوق اسیریم
کز کوزه‌ی قفس دل من آب می خورد

۹۴

زود دل برنگردد از کویش
دیر آید کسی که دور رود

۹۵

دل بارها گداخت ولیکن نشد درست
این شیشه را بساعت سنگین شکسته اند

۹۶

بتی بی رحم و خونین دست قصابی که من دارم
به قیمت میخرد دل را و آخر قیمه می سازد

۹۷

کسی مثل تو بر روی زمین نیست
مگر در خانه‌ی آیینه باشد

۹۸

در سراغ یوسف گم گشته دل
رفت در چاه فراموشان فتاد

۹۹
لعل خوش حرف تو از بسکه گهر میریزد
هرکه در بزم تو ره یافت سخن چین گردد

۱۰۰
مرد یاران رقیب کافر مرد
همه فی النار والسقر گویید

۱۰۱
خوش چشم صورتی پسران ادا فروش
دلهای مردمان به دو بادام می خرند

۱۰۲
ما خوار شدیم ای عزیزان
آن یار را عزیز گویید

۱۰۳
چشم شوخش بعین بیماری
حکمته العین درس می گوید

۱۰۴
کمان عشق کشیدن اگرچه آسان نیست
تو گر اشارهٔ ابرو کنی کشیده شود

۱۰۵
دل بزلف یار می جستم بخود پیچید و گفت
دست بردار از دل اکنون داخل سرکار شد

۱۰۶
بمن از بسکه دارد خار صحرای جنون الفت
یکی گر میگذارد دامنم را دیگری گیرد

۱۰۷
قیمت خویشتن شناخته ام
خود فروشی نمی توانم کرد

۱۰۸
خوش آن روزی که آن روی جهان افروز می آید
خدا آن روز بنماید خدا آن روز بنماید

۱۰۹
کوهکن را به یاد عارض یار
بی ستون باغ چهل ستون دارد

۱۱۰
ای دل از دامن آه سحری دست مدار
کاین کلید است که هر قفل ازو باز شود

۱۱۱
هوای ملک محبت همیشه یکسان است
درین دیار بهار و خزان نمی باشد

۱۱۲
خانه‌ی صیاد می بایست نزدیک چمن
تا بمن آواز مرغان گلستان می رسد

۱۱۳
غرور حسن کی حکم خمیدن میدهد او را
مگر دل را رساییهای زلف از خاک بردارد

۱۱۴
قانون نشاط می نوازد
آن کس که زمانه ساز باشد

۱۱۵
چون بگوییم بما جفا کم کن
یار بسیار خوب میگوید

۱۱۶
کوته نگشت قصهٔ سوز و گداز من
مانند شمع گرچه زبانم دراز بود

۱۱۷
دلم شکسته رسید از سفر پس از دیری
که گفته است که دیر آید و درست آید

۱۱۸
یکره به یار سرکش من ای صبا بگو
گاهی سری بجانب ما میتوان کشید

۱۱۹

گرهمه سنگ است آرد سجده پیش جلوه ات
چون تو در بتخانه آیی بت برهمن میشود

۱۲۰

نتوانم ز یاد او رفتن
ناتوانی بکار من آید

۱۲۱

معتبر نیست خط خوبی مهر
تا به مهر تو مزین نشود

۲۲۱

ازان عاشق چه پرسی لذت عشق
که معشوقی دل آزاری ندارد

۱۲۳

سخت خونریز ابروی داری
با تو شمشیر بر نمی آید

۱۲۳

سیر گردیده ام ز دیدن او
اتفاقاً مگر دوچار شود

۱۲۵

فلک چون دردها میکرد تقسیم
جدایی را برای من جدا کرد

۱۲۶

دل جانان ز عالم دگر است
سنگ و آهن چنین نمی باشد

ردیف الراء

۱

اشک من تا دامن محشر نمیگیرد قرار
بسکه غلطان است این گوهر نمیگیرد قرار
بر سر بالین من زود آ که این بیمار را
زیر سر بالین ببالین سر نمیگیرد قرار
رفتی و برهم زدی ظالم قرار جان و دل
بی تو جان در جسم و دل در بر نمیگیرد قرار
تا بجدل افتادم از جعد خواب آباه خویش
خاطرم در هیچ بوم و بر نمیگیرد قرار
از طپیدن چاره نبود در جهان افتاده را
چون سپند افتاد در مجمر نمیگیرد قرار
گرد سرگردانیم سرگشته داغ عشق را
بر سر سرگشتگان افسر نمیگیرد قرار
از دیار ما بغارت برده اند آرام را
هر که می آید درین کشور نمیگیرد قرار
تا چراغ کعبه بارامت نور زندگی
از وزیدن لحظه‌ای صرصر نمیگیرد قرار
بی تو دل گر بیقراری میکند معذور دار
جز تو در دل دلبر دیگر نمیگیرد قرار
ناصح از بند گران تدبیر کردن عبث
کشتی طوفانی از لنگر نمیگیرد قرار
خواب آسایش مگر در خاک کوی او کند
این دل بیمار بر بستر نمیگیرد قرار
کی مرا ناکشته چشم او شود مایل بخواب
تا نریزد خونم این کافر نمیگیرد قرار
دل که باشد تشنه‌ی چاه زنخدان کسی
گر فتد در زمزم و کوثر نمیگیرد قرار

تا بود طول امل دل را فراغت مشکل است
تا رسن برجاست بازیگر نمیگیرد قرار
هر که چون شمع است روشن دل درین ظلمت سرا
تا نه سازد صرف سیم و زر نمیگیرد قرار
ماه من از بسکه واقف تشنه‌ی خون منست
همچو ماهی در کفش خنجر نمیگیرد قرار

۲

مینهم بر پای دل از زلف او بندی دگر
میکنم تدبیر این دیوانه یک چندی دگر
هست در هر حلقهٔ زلفت گرفتار نوی
هست در هر گوشهٔ چشمت نظربندی دگر
خاطر ما گر شکستی هست عهد ما درست
با تو ای پیمان گسل داریم پیوندی دگر
یک شکرخندی که گردد کام جان شیرین هنوز
تا برد شوری ز بخت من شکرخندی دگر
دل سخن نشنو شدست از عشق خوبان ورنه من
میدهم هر لحظه این بدبخت را پندی دگر
کوهکن مغرور این نازک تراشیها مباش
عشق در هر گوشه ای دارد هنرمندی دگر
از زلیخا ای صبا با حضرت یعقوب گوی
مهر یوسف را بکن در کار فرزندی دگر
لا علی التعیین باو واقف دل خود را مبند
هر یک از اجزای حسن اوست دلبندی دگر

۳

دور از تو آنچه خواست بما کرد روزگار
حق جفا و جور ادا کرد روزگار
او را بما نداد ستم کرد روزگار
ما را به او سپرد جفا کرد روزگار
هر ناوک ستم که خطا شد ز دیگران
بر جان این ضعیف قضا کرد روزگار

بر تیغ غمزهٔ تو امید تمام هست
ما را که نیم کشته رها کرد روزگار
در هیچ سرزمین اثر عافیت نماند
تا فتنهٔ قد تو بپا کرد روزگار
در روز تیره و شب تاریک ما فزود
چندانکه زلف یار رسا کرد روزگار
از جرم اینکه من سر زلف تو داشتم
سرگشته ام بسان صبا کرد روزگار
آمد شد غم از دل ما کم نمیشود
این خانه را چه وقت بنا کرد روزگار
واقف اگر روی بر جانان ز ما بگو
دور از تو آنچه خواست بما کرد روزگار

۴

ز بسکه آمده در بند من به جان زنجیر
کند ز همرهیم هر قدم فغان زنجیر
حریف سلسلهٔ عشق کی توانی شد
که نازکست ترا گردن و گران زنجیر
ز بس ثبات قدم دیده در جنون از من
زدست بوسه بپایم بصد دهان زنجیر
جهان شدست ز مجنون و کوهکن خالی
وگرنه هست همان تیشه و همان زنجیر
دواند ریشه بمغزم ز بس گرفتاری
نهان چو نال قلم شد در استخوان زنجیر
خط تو سلسلهٔ زلف را چه برهم زد
نماند آه کنون حلقه‌ای ازان زنجیر
مگر شوم باسیران زلف او محشور
بران سرم که برم با خود از جهان زنجیر
کمند گردن اغیار گشت گیسوی یار
نداشت واقف دیوانه بخت آن زنجیر

۵

آنکه دل را یاد او بخشد سرور از راه دور
دیده را چون ماه کنعان داده نور از راه دور
از کجا آوردی این دست دراز ای آسمان
میکنی با ناتوانان عشق زور از راه دور
دم چسان دزدم بخود در کوی این سنگین دلان
منکه چون سیل آمدم لبریز شور از راه دور
وا رسیدم چون باو دیدم چراغ غول بود
هرکرا کردم تصور شمع طور از راه دور
از برای دوربینی در تلاش عینکم
تا ببینم سوی آن حسن غیور از راه دور
زاهد بارد اگر ماند بارباب صفا
دور نبود مینماید یخ بلور از راه دور
اندران وادی که من دیدار جویان میرسم
میکند واقف سیاهی کوه طور از راه دور

۶

خون من بر طرف دامانش نگر — با من این لطف نمایانش نگر
کند بنیاد دلم دینش ببین — کعبه ویران کرد ایمانش نگر
باوجودش خنده می آید ترا — ای سحر چاک گریبانش نگر
خط باطل میکشد بر نام من — در حق من مد احسانش نگر
خون عاشق رنگها دارد بسی — گر ندیدی خاک میدانش نگر
دل که شد دیوانهٔ آن چشم و زلف — تا ابد سمنت و پریشانش نگر
تشنه لب مانند یوسف صد عزیز — بر سر چاه زنخدانش نگر
با لب او حرف شیرینی مزن — ای عسل تو کیستی شانش نگر
چون فشاند دست در رقص آن صنم — دل برد از دست دستانش نگر
سینه ام را چاک کن ای همنشین — جای دل بنشسته پیکانش نگر
نی همین کشت آن کمان ابرو مرا — صد چو من هرگوشه قربانش نگر
خون کشید از گوشه‌های چشم من — کنج کاویهای مژگانش نگر
قدر من واقف نمیدانی اگر — خون من بر طرف دامانش نگر

۷

در محبت بی سرانجامیم نام ما مبر
سوختیم و همچنان خامیم نام ما مبر
همچو ما رد کرده‌ای در کعبه و بتخانه نیست
عار کفر و ننگ اسلامیم نام ما مبر
ناصحا اهل صلاحی ذکر ما موقوف دار
رند شاهد بلژو بدنامیم نام ما مبر
زاهدا ما را چه خوانی قابل صحبت نه‌ایم
همنشین شیشه و جامیم نام ما مبر
نوش کن صوفی شراب صاف عرفان را بذوق
ما که بعد درد آشامیم نام ما مبر
ما کجا صیاد و اقبال اسیری از کجا
ما کجا شایسته دامیم نام ما مبر
همرهان این راه طی کردند واقف لیک ما
همچنان در اولین گامیم نام ما مبر

۸

ما قفس پرورده مرغانیم اسیر یکدگر
خاطری خوش می نماییم از صفیر یکدگر
دلبران در قتل عاشق مشورت باهم کنند
بادشاهانند این قوم و وزیر یکدگر
چون جوانان تیر بیرحمی بعاشق سر دهند
هر زمان گویند صد رحمت به تیر یکدگر
چون دو آیینه که داری روبرو اهل صفا
آگهی دارند از ما فی الضمیر یکدگر
یاد آن شبها که درکوی کسی از فرط ضعف
ما و دل بودیم واقف دستگیر یکدگر

۹

صبا ز چشم من آن خاک پا دریغ مدار
به مردمی ز من این توتیا دریغ مدار

تو قاصد آنچه شنیدی ازو بگو با من
ز آشنا سخن آشنا دریغ مدار
شنیده ایم تو ای عشق کیمیا داری
بیا و از مس ما کیمیا دریغ مدار
تمام چشم براهند همچو آیینه
قدم ز خانه‌ی اهل صفا دریغ مدار
ز من که ساکن بیت الحزن شدم بی او
نسیم پیرهنش ای صبا دریغ مدار
دواست آن لب و ما جمله دردمندانیم
عنایتی کن و از ما دوا دریغ مدار
تو شاه حسنی و ما کمترین گدای تو ایم
نگاه لطف بحال گدا دریغ مدار
بآن نهال بهشتی صبا بگو از من
که برگ عیش ازین بینوا دریغ مدار
مرا ز دولت خود بی نصیب نگذاری
وفا اگر نتوانی جفا دریغ مدار
ز لطف بندهٔ خود خوانده ای چو واقف را
ز بنده لطف برای خدا دریغ مدار

۱۰

هر شام میفروزم شمع مزار دیگر
کاید بکلبهٔ ما آن ماه بار دیگر
گر زین دیار رفتم من در دیار دیگر
حاشا که برگزینند دل بر تو یار دیگر
دستي بکن نگارین از خون ما وگرنه
میخواهد این جفا را از من نگار دیگر
با آنکه اشک و آهم بر عاشقی گواهست
پیش تو مدعی را هست اعتبار دیگر
جز پیرهن دریدن کاری نیامد از من
کاین دست آشنا نیست اصلا بکار دیگر

از در درآ که دارد هر لحظه از برایت
دل اشتیاق دیگو چشم انتظار دیگر
یک روزگار کردم با درد هجر او صرف
افتاد وصل دردا بر روزگار دیگر
امشب تو با که خوردی بر بستر که خفتی
کامروز چشم مستت دارد خمار دیگر
از چند روز صیاد بی اعتناست با من
در دامش اوفتاده شاید شکار دیگر
از پیشگاه نازش گردیده است مامور
مژگان بکار دیگر ابرو بکار دیگر
تو بر قرار خویشی وز حسرت وصالت
هر لحظه می سپارد جان بیقرار دیگر
نقش تو کی نشیند یا آن نگار واقف
تا هست در دل تو نقش نگار دیگر

۱۱

ما را کجاست حوصلهٔ جنگ روزگار
ناچار سر دهیم بسرچنگ روزگار
ای آنکه بر شکسته دلان خنده میزنی
بر شیشهات نخورده مگر سنگ روزگار
دلها سیاه گشته و خونها سفید شد
این است در زمانهٔ ما رنگ روزگار
با صد هزار عجز ترحم نمیکند
کافر دل است آه چه سرهنگ روزگار
دون پرور است سفله پرست و سفیه دوست
تف کن بریش و دانش فرهنگ روزگار
بوی مروتی نشمیدم ز هیچ کس
مردم گرفته اند همه رنگ روزگار
عالم تمام گر به مثل گلستان شود
مشکل که بشگفد دل دلتنگ روزگار
ناخن مزن به ساز طرب عرض من شنو
یعنی فتاده است بد آهنگ روزگار

یا مرتضی علی تو به فریاد من برس
عار زمانه گشته ام و ننگ روزگار
گر یک اشاره ابروی مردانه اش کند
ز آیینه ات زدوده شود زنگ روزگار
گشتیم سطر سطر پی معنی وفا
هرگز نیافتیم بفرهنگ روزگار
عیاروش کلاه و کمر می ربایدش
هشیار باش تا نخوری سنگ روزگار
گر رستم زمانه ور افراسیاب دهر
آخر شکست میخورد از چنگ روزگار
از سر کند برهنه رو بنشاندت بخاک
سوی بز مکش بافسر و اورنگ روزگار
واقف بدامن شه مردان علی ولی
دستی بزن که وارهی از چنگ روزگار

۱۲

آنی که نیست جز ستمت پیشهٔ دگر
هر دم دلت به سنگ زند شیشهٔ دگر
از دل رخیال خیال تو اصلا نمیرود
این دانه کرده در دل من ریشهٔ دگر
من کوه درد عشق چون فرهاد میخورم
هر لحظه از طپیدن دل تیشهٔ دگر
برباد داده پیشهٔ عشق آبروی من
آن به که اختیار کنم پیشهٔ دگر
واقف ز کوی یار بهمراهی دلی
رفتم که دل دهم به جفا پیشهٔ دگر

غزلیات ناتمام

۱

با اهل هوس نشستی آخر پیمان وفا گسستی آخر
با زلف تو جمعی کوته اندیش کردند دراز دستی آخر

بستی عهد که نشکنم دل غمگین دل من شکستی آخر
تا چون تو بتی به عرصه آمد شد دور خدا پرستی آخر
هر سرو بلند پیش قدت مائل گردد به پستی آخر
گفتی خون ترا بریزم کارم کردی ز مستی آخر
میدانستم گلت و لیکن خارم بجگر شکستی آخر

۲

دور از در او فتادم آخر سر در عالم نهادم آخر
از بهر دلی ز دست داده جان نیز ز دست دادم آخر
این است اگر هوای عشقت خواهد دادن ببادم آخر
این است اگر رمیدن تو خواهی رفتن ز یادم آخر

۳

نماندیم در هجر او زنده بسیار
نه گشتیم صد شکر شرمنده بسیار
توان بست شیرازه از تار زلفی
که اوراق دل شد پراگنده بسیار
چو گل در دهانت مگر زعفران است
که بر گریه ام میزنی خنده بسیار
خدا را ز من دل مکن ای بت من
که این بنده بهر تو جان کنده بسیار

۴

بیا عیادت من کن قدم دریغ مدار
مسیح دم ازین خسته دم دریغ مدار
بگو صبا ز من آن یار بی عنایت را
گذشت از سر لطف و ستم دریغ مدار
مساز محو ز لوح ضمیر نام مرا
نوازشی بزبان قلم دریغ مدار

۵

درآ بمیکده و ترک نام و ننگ بگیر
چه میشود ز خم باده نیز رنگ بگیر

تبارک الله ازین چشم و ابروی که تراست
یکی خروج کن از کعبه تا فرنگ بگیر
دلا بیاد دهانش چو غنچه می خسپی
ترا که گفت که بر خویش کار تنگ بگیر

۶

تا بکی صرف حنابندی نمایی روزگار
فکر بندوبست ملک دل ضرور است ای نگار
میکند هر چند اشک من ادا حق نیاز
چون نماز طفل پیش او ندارد اعتبار
تا به چشم شوخ خوبانه نسبت او شد درست
شاخ ذوالقرنین را آهو نگیرد در کنار

قطعات

۱

هر دم به جگر خون کندم دلبر دیگر
هر لحظه به من جور کند کافر دیگر
کارم بشد ای شوخ بیک خنجر نازت
قربان جفای تو شوم خنجر دیگر

۲

کرا دماغ که سوزد چراغ در شب هجر
همیں بس است که سوزیم داغ در شب هجر
بساده لوحی من خنده کن که میجویم
ز صبر گم شدهٔ خود سراغ در شب هجر

۳

من کیم نالان غریبی از وطن افتاده دور
بلبل حسرت نصیبی از چمن افتاده دور
نی دل از حالم خبر دارد نه من از حال دل
من ز دل افتاده دور و دل زمن افتاده دور

اشعار متفرق

۱

گریهٔ من خلعت بیتابی دارد به بر
طفل اشکم جامهٔ سیمابی دارد به بر

۲

در چمن رفتی شکست از جلوهات شان بهار
گل که میخندید شد چاک گریبان بهار

۳

نظر بخاک در یار سرمه بی سنگ است
کشیده‌ام به ترازوی دیده چندین بار

۴

اسیر کافری گشتم ز تقدیر
چه تدبیر ای مسلمانان چه تدبیر

۵

دلبران دارند گر ذوق نگاه از یکدگر
بیدلان را هم بود حظی ز آه یکدگر

۶

نی بسرو این گلستان نی بگل الفت بگیر
بر لب آب روان بنشین دمی عبرت بگیر

۷

یار می آید شنیدم پیش رفتن شد ضرور
ناتوانم چون کنم از خویشتن رفتن ضرور

۸

صبا ز چشم من این خاک پا دریغ مدار
به مردمی ز من این توتیا دریغ مدار

۹

قطره‌های گریهٔ مستانه چون بندد قطار
سبحهٔ صد دانه را آنجا که آرد در شمار

ردیف الزاء

۱

دلش از درد محبت نه طپیدست هنوز
رنگ معشوق ازان رخ نه پریدست هنوز
زلف او زان نکند دست تطاول کوتاه
که شب فتنه بپایان نرسیدست هنوز
خبر از تیره شب عاشق بد روزش نیست
تند بادی بچراغش نوزیدست هنوز
همچو گل خنده کنان از سر من میگذرد
خار در پای دل او نه خلیدست هنوز
آن شکر لب نکند تلخی عیشم باور
همچو من زهر تغافل نچشیدست هنوز
بر پریشانی من رحم ندارد که شبی
خواب آشفته چو عشاق ندیدست هنوز
گر سلام من افتاده نگیرد برجاست
پیش کس سرو بلندش نخمیدست هنوز
نشنود گر سخن دل نگرانی گویم
انتظار چو خودی را نکشیدست هنوز
حرف آشفته دماغی نکند گوش از من
نکهت سنبل زلفی نشمیدست هنوز
واقف آن شوخ ندارد غم آوارگیم
دو سه گامی ز پی دل نه دویدست هنوز

۲

سخن از هجر مگو بنده نواز — نیست این فال نکو بنده نواز
من همان بنده که بودم هستم — لیکن آن لطف تو کو بنده نواز
میخوری می برقیبان تو و من — میخورم گریه فرو بنده نواز
گفتی آیم بکشم زار ترا — این سخن باز بگو بنده نواز
چند دلجویی اغیار کنی — دل ما نیز بجو بنده نواز

دل اهل هوس از دست بنه گل افسرده مبو بنده نواز
گریه آب رخ من ریخت بخاک پیشت آیم بچه رو بنده نواز
چند آلودگی از خون رقیب دامن و دست بشو بنده نواز
بر سر بنده ز سودای شما نیست خالی سر مو بنده نواز
رحم کن رحم که فردا واقف میرود زین سر کو بنده نواز

۳

دل صد پاره‌ام ای شوخ جفا کار مسوز
دفتر مهر و وفا این همه یک بار مسوز
دوزخی نیستم ای شوخ مرا زار مسوز
بخدا سوختنم نیست سزاوار مسوز
دل نه آنست کز آوارگیش داغ کنی
شمع بزم است بهر کوچه و بازار مسوز
ترسم از دود تو آن چهره مخطط گردد
بعد ازین ای دل حسرت زده زنهار مسوز
این همه داغ شدن در غم آن چشم چرا
نیستی شمع دلا بر سر بیمار مسوز
عرض این است که بر قول بداندیش مکن
من نگویم که مرا زار بکش خوار مسوز
بحذر باش ز دود دل بلبل واقف
در چمن ناله بکش این گل و گلزار مسوز

۴

سوختی دل را و در جانی هنوز دشمن جانی و جانانی هنوز
حال دل کان روز و شب درپیش تست گرچه میدانی نمیدانی هنوز
ریختی خون عزیزان را بخاک یوسف من پاک دامانی هنوز
کعبه و بتخانه ویران ساختی دشمن گبر و مسلمانی هنوز
گرچه کردی کعبهٔ دل را خراب بی تکلف قبلهٔ جانی هنوز
چون گل از دستت قبا شد جامه‌ها غنچه سان سر در گریبانی هنوز
خار حسرت سبز شد از تربتم گل بخاک من نیفشانی هنوز
حشر خط دیدی و از جور و جفا نامسلمان ناپریشانی هنوز

حشر خط دیدی و از جور و جفا نامسلمان ناپشیمانی هنوز
حال واقف را چگویم پیش تو طفلی و بسیار نادانی هنوز

۵

کشتی و سرزنش کندم طعنه زن هنوز
سر رفت و وا نشد ز سرم درد سر هنوز
شمشیر ناز را منه از کف که در تنم
خالیست جای یک دو سه زخم دگر هنوز
راندی اگرچه تیغ سیاست بفرق من
هرگز نکرده‌ام ز تو قطع نظر هنوز
با آنکه عمرها همه شد صرف خدمتش
ما را نخوانده است غلام و نفر هنوز
سرگشتگی ز طالع من وصل هم نبرد
یار از درم درآمد و من دربدر هنوز
گل گل شگفته‌ای تو ز آب و هوای حسن
از خار خار عشق نداری خبر هنوز
از قهر مهر بر لب ما میکنی مکن
باقی است یکدو آه مرا در جگر هنوز
با آنکه من غریب دیار فنا شدم
کینم نمیکند ز دل او سفر هنوز
یک شب خیال آن مژه در خواب دیده‌ام
واقف بدیده می خلدم نیشتر هنوز

۶

گشتم هلاک و درد تو دارم بجان هنوز
میسوزد این ستم بلحد استخوان هنوز
مردیم یار هست بما بدگمان هنوز
از مشت خاک ما گذرد سرگران هنوز
پیشانیم برنگ نگین گرچه سوده شد
ننشست نقش سجده بر آن آستان هنوز

بگذشت آن سوار و ز شوق رکاب بوس
اشکم دود به سیل عنان بر عنان هنوز
با آنکه صد رهم بجفا آزموده ای
ناز تو هست در صدد امتحان هنوز
سودای تازه ای بسر زلف کرده ایم
آگاه نیستیم ز سود و زیان هنوز
من کیستم عزیز بچاه اوفتاده‌ای
بر من نکرده است گذر کاروان هنوز
هر گوشه دارد ابروی تو زخمی دگر
تیری نجسته است ترا از کمان هنوز
شد سنگ نرم از نفس گرم من ولی
نامهربان دل تو نشد مهربان هنوز
اسباب شکوه گرچه گذشتست از شمار
نگذشته غیر شکر تو ام بر زبان هنوز
از گریه ام ترا چه خبر سرو ناز من
ننشسته ای تو بر لب آب روان هنوز
من بلبل قدیمی این گلشنم ولی
جا خوش نکرده ام ز پی آشیان هنوز
از من مپرس لذت دیوانگی که من
سنگی نخورده ام بسر از کودکان هنوز
پیوسته حرف اهل غرض گوش کرده ای
نشنیده ای حدیثی ازین بیزبان هنوز
افتاده ایم در قفس و دم نمیزنیم
نگرفته ایم رخصت آه و فغان هنوز
بیدرد لاف درد محبت چه میزند
نشنیده ناله همچو نی از استخوان هنوز
یعقوب بوی یوسف خود از صبا شمید
پیدا نشد ز یار عزیزم نشان هنوز
با آنکه رفت بر سر واقف هزار جور
جای نرفته است ازان آستان هنوز

۷

رفتی و فتاد از نوا ساز   هرچند زدم نداد آواز
غم فتح نمود کشور دل   ای ناله - تو شادیانه بنواز
یا رب چکنم باو که دارد   جادو در چشم و در لب اعجاز
تا هست چو من نیازمندی   ضایع چکنی باین و آن ناز
افسرده دلم چنانکه از ننگ   هرگز نربایدش غلیواز
چون فاخته ام اسیر آن سرو   طوقیست بگردنم خدا ساز
دل زان مژه‌ها چسان برد جان   یک صید و هزار ناوک انداز
دل برد بحرف و صوت از من   فریاد ز دلبر خوش آواز
می نازد هر کسی به چیزی   **واقف** به نیاز خود کند ناز

۸

به بنده نیست ترا کار جز جفا هرگز
چه بنده‌ای که نمی ترسی از خدا هرگز
باین صفا که تو داری ز خویش شرمت باد
که نیست با من صافی دلت صفا هرگز
ز جرم اینکه منش عمر خویش میگفتم
بعمر خویش ندیدم ازو وفا هرگز
ز آشنایی بیگانه‌ای فریفته شد
به من نبود دلم گویی آشنا هرگز
گدای کوی ویم لیک آن شه خوبان
تفقدی ننماید باین گدا هرگز
روا کنی همه را حاجت و مرا نکنی
چنین مکن که نباشد چنین روا هرگز
دوای درد دل ماست در لبت لیکن
نمیدهی تو ز بیدردی آن دوا هرگز
جدا ز تن نشود تا سرم نه خواهد شد
سرم ز پای تو ای نازنین جدا هرگز
ز دست دامن جان را رها توانم کرد
نمیشود که کنم دامنت رها هرگز

کمان ابروی ترک خطایی ما بین
که ناوکش نشود از دلی خطا هرگز
بمد عیش چو دیدم نشسته دانستم
که نقش من نه نشیند بمدعا هرگز
بلای هجر تو شب کرده روز واقف را
مباد روزی کس یا رب این بلا هرگز

۹

حسنش آخر شد و از ما نکند یاد هنوز
خط برآورد و پیامی نفرستاد هنوز
کرده با خاک سیه خانه‌ی مردم یکسان
سرمه از چشم تو ای شوخ نیفتاد هنوز
مردمی نیست که چشم تو بمن سرمه دهد
هست باقی بدلم حسرت فریاد هنوز
گرچه از پوست برآورد مرا بی تقصیر
نیست بی کین بمن آن غمزهٔ جلاد هنوز
بلبلم مرد ولیکن ز وفا می آید
پر افتادهٔ او جانب صیاد هنوز
خضر خط تو عمارت گر دلها گردد
آه ویرانهٔ واقف نشد آباد هنوز

غزلیات ناتمام

۱

ای سرت گردم بوصل دلنواز
داد من بستان ز هجر جانگداز
بد کسوفی داری از خط در کمین
بر رخ خود آفتاب خود مساز
دید تا گیرایی مژگان تو
مانده شاهین را ز حیرت دیده باز
بارک الله بر سرم سنگی زدی
ساختی دیوانه‌ای را سرفراز
بلبل افتد در غلط از دیدنش
روی او از گل ندارد امتیاز
یاد زلفش گر نبودی مونسم
من چه میکردم به شبهای دراز

۲

خط از اطراف روی یار شد سبز عجب سنبل درین گلزار شد سبز
چنان در پای دیوارش گرستم کزان خار سر دیوار شد سبز
ز زهر چشم او حرفی نوشتم قلم در دست نرگس وار شد سبز
چه پرسی حاصل کشت امیدم که بعد از گریهٔ بسیار شد سبز
ازین گلشن که آبش دادم از چشم بگفتم گل بروید خار شد سبز

۳

حسن او برگشت و دارد عشق رسوایم هنوز
فصل گل آخر شد و باقیست سودایم هنوز
تازه از صحرا بگلشن میرسم ای باغبان
گل بدست من مده خار است در پایم هنوز
هرزه گرد عشقم آسایش نمیدانم که چیست
گردباد از پا نشست و دشت پیمایم هنوز
طالع منزل بپایان کرد غربت را کجاست
رفته‌ام از خود بیاد او نمی آیم هنوز

۴

شب رخت بست و صبح دمیدن گرفت باز
دیوانهٔ تو جیب دریدن گرفت باز
یا رب چه نیشتر برگ جان دگر خلید
خون جگر ز دیده چکیدن گرفت باز
در موج آمدست پریشانیم مگر
بر زلف یار باد وزیدن گرفت باز

ردیف السین

۱

در آشیانه شدم بسمل از برای قفس
کسی مباد چو من کشتهٔ هوای قفس
درین چمن منم آن بلبل قفس مشتاق
که میکنم زر گل صرف در بهای قفس
نیم ز شکر تو صیاد لحظه‌ای غافل
ثنای دام تو میگویم و دعای قفس
در آرزوی اسیری عبث چه ناله کشم
که ما نه لایق دامیم و نی سزای قفس
چنان بذوق اسیری بخویش بالیدم
که تنگ تر شده از بیضه هم فضای قفس
چه لازم است که منت ز دام بردارم
که بی وسیله توانم شد آشنای قفس
گذار تا برسد بوی گل دماغ مرا
مبند این همه صیاد رخنه های قفس
تو غافلی ز من ای طفل و بلبل زارم
بناله زلزله افگنده در بنای قفس
من آرزوی گلستان چرا کشم واقف
کنون که ساخته با طبع من هوای قفس

۲

کی شود کیفیت عشق تو پنهان در لباس
همچو می در شیشه گردیدیم عریان در لباس
نکهت پیراهن او دیده روشن میکند
میتوان گفت آن پسر را ماه کنعان در لباس
از شگفتن پرده‌ای بر روی کار افگنده است
گل ز دستت چاک میسازد گریبان در لباس
دلق صد رنگ ریاکاران بود دام هوس
میکنند این قوم خواهشهای الوان در لباس

شوخی آن چشم را شرم است واقف پرده دار
همچو آن کافر که میباشد مسلمان در لباس

۳

دیدم سحر ز بلبل ناشاد در قفس
نالیدنی که زلزله افتاد در قفس

یک عمر عندلیب بمن هم صفیر بود
برگ گلی مرا نفرستاد در قفس

آزاد کرد هم قفسان را هزار حیف
تنها مرا گذاشته صیاد در قفس

نی طاقت طپیدن و نی جرات فغان
ما را عجب معامله رو داد در قفس

جان را بقیدجسم گزیرازملال نیست
مرغ چمن چگونه زید شاد در قفس

زان دم که زهرچشم زصیاد دیده ایم
ما را نمانده زهرهٔ فریاد در قفس

نشناخته است بلبل ما باغ وبوستان
کز بیضه تا برآمده افتاد در قفس

تا گشته ام بذوق گرفتاری آشنا
رفتست عیش گلشنم ازیاد در قفس

مرغ دلم بدرد اسیری سپرد جان
یا رب که گفته بود بمیراد در قفس

غیرازخیال او بدل چاک چاک خویش
واقف ندیده ایم پریزاد در قفس

۴

ما دماغ آشفته ایم از حال زار ما مپرس
زلف یار ما ببین از روزگار ما مپرس

چون کنار از ما گرفتی حال زار ما مپرس
بی تو میباشد سر غم در کنار ما مپرس

از خراش سینهٔ ما ای که میپرسی خبر
گلعذار ما ببین از خار خار ما مپرس

عذر خواه وضع عاشق بهتر از معشوق نیست
مستی آن چشم بنگر از خمار ما مپرس

نقد فرصت بای داده جنس حسرت برده ایم
برد و بای ما شنیدی از قمار ما مپرس

میتوان دریافت زین اشکی حنایی حال ما
آنچه بر ما رفته از دست نگار ما مپرس

کرده آن ماه از جفا معمورهٔ دل را خراب
شهر ما را سیر کن از شهریار ما مپرس

بسکه دارد زلف مشکینش بسر باد غرور
از عبیر افشانده دامن از غبار ما مپرس
سوزن عیسی بیار و رشتهٔ مریم بتاب
ورنه دیگر حال جیب تار تار ما مپرس
نخل آهیم از زمین سینهٔ غم رسته ایم
برگ ما لخت جگر باشد ز یار ما مپرس
برد از جا کوه را یک لمعه از دیدار او
ما که برگ کاه باشیم از قرار ما مپرس
چون خودی را چشم بر ره لحظه‌ای ننشسته‌ای
سخت بیدردی ز درد انتظار ما مپرس
صبح و شام ماست یکسان بی تو ای نور نظر
همچو چشم کور از لیل و نهار ما مپرس
گر کشم آهی تو ای آیینه رو معذور دار
جبری عشقیم آه از اختیار ما مپرس
گلبن دردیم و آب از اشک حسرت خورده ایم
میدمد رنگ خزانی از بهار ما مپرس
ما بمردیم و بدل داغ غمت بردیم و تو
شمع بزم غیر گشتی از مزار ما مپرس
شکوه های خفته را بیدار کردن خوب نیست
گر بما دشمن نه‌ای از دوستدار ما مپرس
نرگس دنباله دار خوش نگاهان دیده‌ای
همنشین از مستی دنباله دار ما مپرس
درد آن باشد که باشد مدعی بر وی گواه
پرس از اغیار حال ما ز یار ما مپرس
بود تا جانی بتن کردیم واقف جانکنی
کار ما چون کوهکن بین سزد کار مپرس

۵

کرده‌ام مانند مجنون خوش بیابانی و بس
برگزیدم از برای گریه دامانی و بس

از کجا هر صبح صرف چاک سازم جیب نو
منکه آوردم برنگ گل گریبانی و بس
تا توانم سبز کردن خار صحرای جنون
از خدا چون ابر خواهم چشم گریانی و بس
در شب وصل آنچه بود از سیم و زر کردم نثار
در بساطم مانده چون شمع سحر جانی و بس
خلعت من گر تمام اجزا نباشد گو مباش
از برای چاک میخواهم گریبانی و بس
بی مروت از سر بالین واقف برمخیز
مانده در جان دادن این بیمار را آنی و بس

۶

تا گرفتارت شدم از رشک گویم هر نفس
غیر من یا رب گرفتارش مبادا هیچ کس
عاشقم پرواه ندارم از گرفت و گیر کس
مست او را نیست باک از محتسب بیم از عسس
از نظر محمل نهان گردید و ره گم کرده ام
ای جرس یکره بفریادی مرا فریاد رس
بر رکابت چون توانم بوسه زد جانا که من
پیرم و تو از جوانی تند می رانی فرس
در اسیری هست روز افزونی در طالعم
صید من امروز در دامست و فردا در قفس
همره محمل دل من میرود زاری کنان
زاری کز غیرت آن زار مینالد جرس
عمر خود می گفتمت رفتی چو عمری بی وفا
برنگردیدی چو عمر رفته گامی باز پس
مور خط بر شکرستان لب او دست یافت
من ز حسرت دست بر سر میزنم همچون مگس
بسکه نالیدم بباغ از خار خار گلرخی
گوش بگرفتند گلها بلبلان گفتند بس
داد زخم کهنهٔ دل را نوید تازگی
واقف از زلف که می آید صبا مشکین نفس

۷

داریم یوسفی که بخوابش ندید کس
دزدیده برگرفته نقابش ندید کس
چندین هزار خانهٔ دل را خراب کرد
وز عاشقان خانه خرابش ندید کس
معلوم شد که مستیش از یاد چشم تست
نرگس که در پیاله شرابش ندید کس
دل در بلای دوزخ هجران فتاده است
آسوده لحظه ای ز عذابش ندید کس
از بسکه خوی یار بلطف است آشنا
چینی به جبه وقت عتابش ندید کس
ناصح چه میکنی تو ز افسانه ام بخواب
بردست خوابم آنکه بخوابش ندید کس
آن بی وفا گذشت ندانم چسان گذشت
عمریست از درنگ و شتابش ندید کس
دنیا که عالمیست ازو غرقه در بلا
دریای طرفه ایست که آبش ندید کس
واقف دلم بسان ضمیری ز هجر او
در آتش است و دود کبابش ندید کس

۸

روز و شب از دیدن صیاد مستم در قفس
بسکه مستم نیست معلومم که هستم در قفس
بشنود یا نشنود صیاد زاری میکنم
غیر زین دیگر چه می آید ز دستم در قفس
بی حضورم کرد از بس شور مرغان اسیر
سر بزیر بال در کنجی نشستم در قفس
بسملم کن نام آزادی مبر اکنون که من
بال و پر را از طپیدنها شکستم در قفس
گرچه امید رهایی کرده پرواز از دلم
این قدر شد کز شکنج دام رستم در قفس

گل پرستی بود کارم تا بگلشن بوده ام
این زمان لاچار بوی گل پرستم در قفس
تا شدم واقف ز ذوق نالهٔ مرغ اسیر
از چمن برداشتم دل را و بستم در قفس

۹

از غم دوری ماهی که مپرس — دارم آن روز سیاهی که مپرس
تاخت آورده به معمورهٔ دل — ترک چشمش به سپاهی که مپرس
وه که در عین تغافل زان چشم — چشم من دیده نگاهی که مپرس
بر در عفو باین موی سفید — میبرم روی سیاهی که مپرس
برده افسوس مرا از ره راست — سرو کج کرده کلاهی که مپرس
گریه ام کشتی طوفان زده ساخت — دارم احوال تباهی که مپرس
واقف از یاد نگاهی که مگو — از دلم سر زده آهی که مپرس

غزلیات نا تمام

تمام چشم شد از شوق دیدن تو دلم
بسان موم که سازد کسی ازان نرگس
ز شوق اینکه بمالد بپای او دیده
فتد ز گوشهٔ دستار گلرخان نرگس
بهر کجا که سرشکم چکید از یادت
دمیده است سمن سنبل ارغوان نرگس
اگر نه ساخته دیوانه اشک چشم تو اش
چنین کف از چه برون داده از دهان نرگس
چو ترک چشم تو غارتگر بهار شود
بزیر خاک کند سیم و زر نهان نرگس
اگر تو چشم نمایی کنی بخوش چشمان
دگر سفید نگردد ببوستان نرگس
بدور مستی آن چشم شوخ از بس رشک
نهاد دیدهٔ خود بر سر سنان نرگس

۲

رفتی ای ماه بجای که مپرس بر سرم رفت جفای که مپرس
یار چون آینه در خانهٔ من آمد از در به صفای که مپرس
حق وصفش نتوان کرد ادا دارد آن شوخ ادای که مپرس

قطعات

۱

بسکه بر بسمل شدنها دل نهادم در قفس
با فراغ بال داد ناله دادم در قفس
کردم از شوق گرفتاری دو منزل را یکی
زاشیان پرواز تا کردم فتادم در قفس

۲

از غم دوری جانکاه مپرس
جوش اشکم بنگر آه مپرس
دور افتادم از درگاهی
حال این بندهٔ درگاه مپرس

۳

فصل بهار آمد و من زنده در قفس
وز زندگی خود شده شرمنده در قفس
مرغ مرا ملول اسیری نمی کند
چون کبک قاه قاه زند خنده در قفس

متفرق اشعار

۱

تا دید چشم مستت از پا فتاد نرگس
اوراق خوش نگاهی برباد داد نرگس

۲

فشارد گرچه در میدان خوش چشمی قدم نرگس
ز خجلت پیش چشم یار خواباند علم نرگس

۳

از مردن ما نوحه و افغان نکند کس
در ماتم ما موی پریشان نکند کس

۴

سرگذشت دل مگو مشنو مپرس
قصهٔ مشکل مگو مشنو مپرس

۵

دل خود می خوریم در دنیا
هم چو مهمان بخانهٔ مفلس

۶

خط پشت لب شیرین شما
آیهٔ فیه شفاء للناس

ردیف الشین

۱

ترا که گفت که مایل بسیر بستان باش
بنوش یک دو سه جامی و خود گلستان باش
دلیل جوهر مردانگی بود تجرید
برهنه گرد چو شمشیر مرد میدان باش
درین چمن که بلب خنده مبتذل شده است
ز چاک سینه چو نار کفیده خندان باش
بزلف یار ترا هست اگر سر سودا
شکسته خاطر و آشفته و پریشان باش
مباد چشم برین سرمه کس سیاه کند
بدیده خاک در یار را نگهبان باش
نظر نباز چو از دیده رفت یار عزیز
درین معامله هم چشم پیر کنعان باش
بخاک ریختن آب دیده را مپسند
بهر کجا که سرشکی چکید دامان باش
گذشت از سر دین بهر دختر ترسا
مرید سلسلهٔ عشق پیر صنعان باش
دمی بخدمت اهل نظر مکن تقصیر
ستاده بر سر شان روز و شب چو مژگان باش
گریختن نتوان جان من ز دشمن هم
ترا که گفت که از دوستان گریزان باش
چو دست عشق برآورد ز آستین واقف
قبول فیض طلب از خدا و خندان باش

۲

سر جدا میکنم خود از تن خویش — چند باشم وبال گردن خویش
گل چراغ از رخت کند روشن — چون ننازی برنگ و روغن خویش
دیده ام چون تو قاتلی چه کنم — نشوم گر رضا بکشتن خویش
در خور سنگ نیست شیشهٔ من — سخت شرمنده ام ز دشمن خویش

میدمد بوی یار از جیبم — بعد ازین دست ما و دامن خویش
در هوای قفس کنم پرواز — خوش نمی آیدم نشیمن خویش
غیر پیمانه پیش کس واقف — خم مکن همچوشیشه گردن خویش

۳

کشته گشتم زطبع روشن خویش — شمع سان خون من بگردن خویش
نسبتم شد بزلف یار درست — بسکه کردم شکستگی فن خویش
سر نه کردم فدای تیغ کسی — میبرم این گنه بگردن خویش
خار در چشم باد اگر جز رشک — دیده باشم گلی بدامن خویش
تا گریبان فرو روی در آب — گر فشارم ز گریه دامن خویش
واقف از یاد دانهٔ خالش — کرده ام وقف مور خرمن خویش

۴

کند خراب جهانی بیک عنان گردش
مگر ز چشم تو آموخت آسمان گردش
چنانکه چرخ کند تیز تیغ و خنجر را
کند فلک بمراد ستم گران گردش
کنم بمرکز آسودگی قرار اکنون
فلک نیم که کنم گرد این جهان گردش
فتاد پای ز پرکار و میکنم پیهم
بگرد نقطهٔ خال تو همچنان گردش
ز گردباد نداریم پای کم واقف
که کرده ایم درین دشت ناتوان گردش

۵

کرده زلف تو پا بزنجیرش — دل ندانم چه کرده تقصیرش
کار ساز دل و جگر نگهت — چشم دارم ز چشم زنجیرش
خانه ام شد خراب و کس نگرفت — گل در آب از برای تعمیرش
تشنه از بس هجوم کرد نماند — دم آبی بجوی شمشیرش
صد سر تیر دور افتادست — از وفا وعدهٔ سر تیرش
میرود این دل دونیم از شوق — همچو سوفار از پی تیرش
گریه‌ی من که سنگ را بشگافت — در دل یار نیست تاثیرش
رفت واقف که درد دل گوید — گریه‌ی زار شد گلوگیرش

۶

چند برگردانیم با اشک و آه از کوی خویش
گرد سر گردم ترا گاهی بگردان خوی خویش
عافیت هرگز کسی از مردم آزاری ندید
نرگست بیمار گردیداست از جادوی خویش
در شب مولود گشتم پیر طالع را ببین
زادم و کردم چو ماه نو سپید ابروی خویش
میزبان جا میکند خالی برای میهمان
بهر پیکانش تهی کردم ز دل پهلوی خویش
طاقت برخاستن از درد زانویم نماند
پیش آن بیدرد ته کردم ز بس زانوی خویش
گر بدانی تا کجاها من دعاگوی تو ام
نامه‌ام چون حرز خواهی بست بر بازوی خویش
عیشها در گوشهٔ تنهایی امشب کرد دل
تیر آن ابرو کمان را دیده در پهلوی خویش
کی صفای قطرهٔ اشک مرا پیدا کند
شوید از گوهر بآب هفت دریا روی خویش
میرود واقف مرا از عرش بالا تر دماغ
چون بیادش سر نهم بر کرسی زانوی خویش

۷

هوسم نیست که سنجاب کنم بستر خویش
اخگرم من که کنم خواب بخاکستر خویش
بردن نامهٔ ما سوختگان کار تو نیست
ای کبوتر نشوی دشمن مشت پر خویش
مور خط گرچه ستاند از شکرش داد مرا
میزنم دست همان همچو مگس بر سر خویش
گرهی بود که واگشت ز کارم چون سپند
رقص شادی کنم از سوختن اختر خویش
همچو شاهی که شود لشکر ازو روگردان
هست آزرده دلش از مژهٔ خود سر خویش

بقفس ماندم و شایستهٔ بسمل نشدم
میزنم خنجر ازین غصه بخود از پر خویش
حیرتم سوخت ندانم ز کدامی چمن است
گل داغی که تو ای شمع زدی بر سر خویش
گر دلش نیست به یاران لباسی چسپان
جامه را تنگ کشیده است چرا در بر خویش
ای پسر جلوهٔ مستانهٔ دلکش داری
سزد ار تاک کند نامزدت دختر خویش
میتوانی که بری گوی سعادت واقف
گر توانی شدن از تفرقه گردآور خویش

۸

از دل چه می پرسی که من در عشق مجنون کردمش
وز بیم سنگ کودکان از شهر بیرون کردمش
جامی که میخوردم ز وی در پهلوی دلدار می
تا شد زمان وصل طی پیمانهٔ خون کردمش
از فرط ناز و خودسری رامم نگردید آن پری
با این همه جادوگری هر چند افسون کردمش
زخمی که شد روزی مرا از تیغ آن خورشید رو
چون صبح تا دم داشتم از مهر افزون کردمش
دارند خوبان آرزو چون غازه خاک کلبه ام
از بس بیاد عارضت از گریه گلگون کردمش
دل بر سر راه کسی دیدم شهید افتاده بود
جوشید واقف خون من در خاک مدفون کردمش

۹

صد وعده میگرفتم از یار جانی خویش
گر بودی اعتمادم بر زندگانی خویش
از بس بر آستانش سختی کشم شب و روز
ترسم که سنگ گردم از سخت جانی خویش

چون شمع را ببزمش گرم سخن به بینم
آتش بجانم افتد از بی زبانی خویش
هرگز نمی توانم از خاطر تو رفتن
هر لحظه شکر گویم بر ناتوانی خویش
آخر بکارم آمد بار گناه **واقف**
گشتم به بحر رحمت غرق از گرانی خویش

۱۰

گل کند پاره برت دفتر زیبایی خویش
سرو از سر بنهد پیش تو رعنایی خویش
من درین بادیه‌ام وارث مجنون که سپرد
در دم نزع بمن محضر رسوایی خویش
زلف را گو که بپایم بنهد زنجیری
چند سرگشته شوم از سر سودایی خویش
یک جهان کشتهٔ چشمت شود از سر زنده
گر کند لعل تو اظهار مسیحایی خویش
یک قماش است برم مخمل و دشت پر خار
هیچ اندیشه ندارم ز تهی پایی خویش
واقف از بار گنه گرچه دوتا گردیدست
یا رب او را تو بیامرز بیکتایی خویش

۱۱

دلم غمدیدهٔ عشق است بگذارید ناشادش
کهن ویرانه‌ای دارم که نتوان کرد آبادش
دلی دارم که بهر سوختن کردند ایجادش
سپند آسا ندارد هیچ کس پروای فریادش
به طفلی درس چون میگفت از سیپاره استادش
چه میشد پاره‌ی مهر و وفا گر یاد می دادش
مرا خود نیست این طالع خوشا مرغ گرفتاری
که گاهی رخصت نالیدنش باشد ز صیادش
نوید کشتنم دادی شگفتم چون گل از شادی
کجا درپوست گنجد هرکه باشد دوست جلادش

چه میپرسی ز حال بلبل حسرت نصیب من
که بعد از رفتن گل از قفس کردند آزادش
بسان قطرهٔ اشکی دلم در خاک می غلطد
نیفتاد است اگر از چشم او دیگر چه افتادش
بدست او سپردم اختیار خانه‌ی دل را
ندانستم که خواهد کند آن بی رحم بنیادش
ندارد چون قد دلجوی او باغ جنان نخلی
ستم باشد اگر نسبت دهی با سرو شمشادش
ز نسیانش شوم پامال پسندیدم نه از غیرت
مرا تا او برد از یاد من رفتم خود از یادش
ازانم ناخوشیها در سرای دل فرو آید
که معمار ازل در وقت خوش ننهاد بنیادش
مرا کشتی و روحم بر درت هر شام می آید
چه باشد گر درودی خوانی و یکره کنی یادش
ندارد با آن سیم پیکر گرم جوشیدن
دلی دارد که نتوان گرم کردن همچو فولادش
گرفتاری بمن مینازد آن مرغ اسیرم من
که نبود در قفس کاری بغیر از شکر صیادش
ز مصر از بهر ترویح دماغ پیر کنعانی
نسیم آورد بوی پیرهن صد آفرین بادش
بمن بنمود رو تا روی او را دیده دل واقف
نمی دانم چه رو دادش نمی دانم چه رو دادش

۱۲

ای شوخ ز آزار دل ریش بیندیش
هرچند نه‌ای عاقبت اندیش بیندیش
ترسم جهد از شست دلم ناوک آهی
ای سخت کمان ترک جفا کیش بیندیش
در حسن تونگر شده‌ای دیده‌ی بد دور
از غارت صبر من درویش بیندیش

فهمیده قدم نه بره پر خطر عشق
زان پیش که پایت رود از نیش بیندیش
تا چند ببازیچه کنی زلف پریشان
دل را مرسان این همه تشویش بیندیش
ای ساده رخ از درد دل سوخته جانم
زان پیش که آید برخت ریش بیندیش
هر کس کند اندیشه ز بیگانه تو واقف
گر صاحب اندیشه‌ای از خویش بیندیش

غزلیات ناتمام

۱

خنجر بقصد کشتن ما می کشی مکش
شرمندگی بروز جزا می کشی مکش
در کوی او که مهر و وفا کس نمی خرد
ای دل بهرزه جور و جفا می کشی مکش
منما سواد فقر باین بی بصیرتان
در چشم کور سرمه چرا می کشی مکش
ای گل پی شگفتگی یک دو روزه عمر
منت عبث ز باد صبا می کشی مکش
از دست بوالهوس نتوان خورد آب هم
ای بی خبر تو باده چرا می کشی مکش

۲

این قدر کینه جو مباش مباش — تو که جانی جگر خراش مباش
تو که ای شوخ مخمل اندامی — یار اغیار بدقماش مباش
لخت دل نوش کن بخون جگر — در غم نان و فکر آش مباش
کوهکن را صبا بگو از من — که چو آذر صنم تراش مباش

۳

من که از غیرت کشیدم دست خود از دامنش
کی توانم دید دسته دیگری در گردنش

از گریبان گیری خونهای ناحق کشتگان
لعل شد آخر بلورین تکمهٔ پیراهنش
بی خبر رفت آن نگار از دست من همچون حنا
بار دیگر گر بدست افتاد خواهم بستنش

۴

گر بگردد روزگار از وضع خویش — بر نگردد آن نگار از وضع خویش
غم شکستم می ز مستی ریختم — میکشم اکنون خمار از وضع خویش
پیش او کردم عبث خالی دلی — گشته‌ام پر شرمسار از وضع خویش

قطعات

۱

نشد بماشطه محتاج حسن دلجویش
جواب صاف بآیینه میدهد رویش
گلی بباغ نیابی که از خیال تو من
بآب دیده چو شبنم نه شسته‌ام رویش

۲

چسپانده پاره‌ای زر مابین ابروانش
کار طلا به بینید بر قبضهٔ کمانش
از زلف او فتادم در بند آن زنخدان
آخر بچاه افتی ای دل بریسمانش

۳

یک صبح درآ از در و جانانه‌ی ما باش
آباد کن خانه‌ی ویرانه‌ی ما باش
میگفت بمن زلف تو دوش از سر سودا
ما سلسله داریم تو دیوانه‌ی ما باش

۴

تا بکی از نالها شام و سحر آزارمش
میکنم ضبط نفس تا بر سر رحم آرمش
قدر دل نشناختم گم گشت از من ای دریغ
گر بدست من فتد این بار نیکو دارمش

۵

دیدی ای دل که مرا باز چه کار آمد پیش
ساختن با ستم دوری یار آمد پیش
شده نزدیک که از روی تو خط سبز شود
پخت دیوانگیم سیر بهار آمد پیش

۶

بفاقه پا نگذارم برون خانه‌ی خویش
که بسته‌ام بشکم سنگ آستانه‌ی خویش
غریب بلبل من از تغافل صیاد
ز رشک ساخته آباد آب و دانه‌ی خویش

اشعار متفرق

۱

ز بس در فن گیرایی بود استاد مژگانش
برآرد ریشهای جوهر فولاد مژگانش

۲

ز خون من سرانگشتان خضاب آلوده بینندش
هنوز از ناز بر حالم عتاب آلوده بینندش

۳

هزار بار گذشتست از دلم تیرش
هنوز در پی من هست چشم زهگیرش

۴

مانند شیشه هرکه بود سرکشی فنش
باید که دیگری بدهد خم بگردنش

۵

ز مشت استخوان من هما رزق تو حرمان شد
برو این قرعه افتادست بر نام سگ کویش

۶

ز ابنای جنس کی شود اصلاح کار کس
ناید بکار طره شمشاد شانه اش

۷

خدا داند ز شست کیست این تیری که من خوردم
گمان بر چشم او دارم که بادامی است پیکانش

۸

قطع نظر نمودم از لطف گاه گاهش
روزیکه شد تغافل داروغهٔ نگاهش

۹

از بوی درد مغز ترا کی خبر شود
تا ناله نشنوی چو نی از استخوان خویش

۱۰

بکام دیگران یک عمر کردی ای فلک گردش
بحسب مدعای ما نکردی حیف یک گردش

۱۱

میخورم از غم هجران دل خویش
خشم درویش بجان درویش

۱۲

منکه باشم تا نشیند نقش من در صحبتش
همچو شمعم بس بود استادگی در خدمتش

۱۳

کار کردم مدتی بر گفتهٔ دلدار خویش
بعد ازان چون کوهکن کردم بیکدم کار خویش

ردیف الصاد

۱

بهر جا آن سهی بالا کند رقص
قیامت خیزد و برپا کند رقص
ز شوقت آنچنان دل میکند رقص
که گویی مرغ بسمل میکند رقص
مبارک سوختن وارسته‌ای را
که در آتش سپند آسا کند رقص
دلم می رقصد از ذوق لب او
چو صوفی کز پی حلوا کند رقص
کند روشن دل از آزادگی حال
شرر چون جست از خارا کند رقص
به این بالا تو چون در رقص آیی
ملک در عالم بالا کند رقص
چو مجنون گرد در ویرانه بیند
بیاد محمل لیلی کند رقص
کشیدم پای در دامان تمکین
نرقصم گر همه دنیا کند رقص
تو چون بر مسند دیبا نشینی
ز شادی صورت دیبا کند رقص
دهی گر وعدهٔ رحمی به واقف
ز شادی از همه اعضا کند رقص

ردیف الضاد

۱

چون ماجرای هجر بجانان کنیم عرض
گریان شویم و قصهٔ طوفان کنیم عرض
شایسته‌ی نثار تو نقدی به کیسه نیست
افتد اگر قبول دل و جان کنیم عرض
آیینه وار ساده ز نقش تکلفیم
در خانه هرچه هست بمهمان کنیم عرض
گاهی جدا ز جمع رقیبان نمی شوی
پیشت چگونه حال پریشان کنیم عرض
آید بشور از اثر بخت شور ما
گر زخم خویش را به نمکدان کنیم عرض
ما طول و عرض قصهٔ خود را نداده ایم
این یک دو سطر آه بجانان کنیم عرض
خندان چو گل بیا که بگوشت گداز دل
شبنم صفت بدیده‌ی گریان کنیم عرض
شاید که راه دهد به درون سرای او
درماندگی خویش بدربان کنیم عرض
تعلیم رحم سود ندارد بغمزه اش
بر کافر فرنگ چه ایمان کنیم عرض
واقف دوای ما بلب او حواله است
ما درد خود چرا به طبیبان کنیم عرض

غزل نا تمام

ای از تو رنگ و بوی گرفته بهار قرض
دارند از تو لاله و گل صد هزار قرض

سنبل ز طرهٔ تو کند وام پیچ و تاب
نرگس برد ز چشم تو خواب و خمار قرض
اکنون بسان ابر ادا می کنم به چشم
آبی که داده بود مرا روزگار قرض

فرد

میانهٔ من و زلف است بر سر دل بحث
کجاست خط که کند زلف بحث را مقراض

ردیف الطاء

۱

از دام گاه دهر رمیدم به احتیاط
دامن بخار زار کشیدم به احتیاط
چسپیده بود بسکه به پیکان او دلم
از سینه تیر یار کشیدم به احتیاط
آخر مرا گذار بدام و قفس فتاد
هر چند ز آشیانه پریدم به احتیاط
تا کار من به نرگس جادوی او فتاد
بر خونش ان یکاد دمیدم به احتیاط
از بسکه داشت آیینه‌ی روی او صفا
در پیش یار آه کشیدم به احتیاط
در نوش بسکه تعبیهٔ نیش دیده‌ام
آن لب‌شب‌وصال مکیدم به احتیاط
ناصح نه گشت یک‌سخنت‌دلنشین من
هر چند گفته‌ی تو شنیدم به احتیاط
آخر ز من نشست غباری بخاطرش
در کوی او اگرچه طپیدم به احتیاط
رسوای عالمی شدم آخر برنگ صبح
واقف اگرچه جیب دریدم به احتیاط

۲

راه دل را می کند آن شوخ بی پروا غلط
گرچه نتوان کرد راه خانه‌ی خود را غلط
بسکه از بیماری دل نقش بستر گشته‌ام
میکند همدم مرا با صورت دیبا غلط
نسخهٔ سوز و گداز این هوس سرمایگان
چون کتاب کیمیا دیدیم سر تا پا غلط
مادهٔ بیماری عاشق چه میداند طبیب
خون غلط بلغم غلط صفرا غلط سودا غلط
نبض بیماران چشم او نمی آید بدست
میکند صد راه اینجا بوعلی سینا غلط
از برای وصل او تعیین جا کردن عبث
وعدهٔ آن بی وفا اینجا دروغ آنجا غلط
یار من طفلست و ده از بیست نشناسد بجاست
در حساب دوستی ها گر کند صد جا غلط
مقصدم چون نیست غیر از سیر اقلیم جنون
مفت من **واقف** کنم گر راه در صحرا غلط

ردیف العین

۱

به آن کسی که کند یک دل پریشان جمع
دهند اجر کسی را که کرده قرآن جمع
صبا ز آمدن او مگر رسانده خبر
که بلبلان همه گشتند در گلستان جمع
بسینه این دل دیوانه سخت مضطرب است
خبر دهید کجا گشته اند طفلان جمع
ز رفتن تو شد اوراق صبر برگ خزان
بیا که تا شود این نسخهٔ پریشان جمع
همیشه می خلد این آرزو مرا در دل
که خارهای رهت را کنم بمژگان جمع
بیا حساب غم و عیش یک ره از من پرس
که من برای تو این خرچ کرده ام آن جمع
چنانکه قافله یک جا شود بمنزلگاه
شدست لخت دل و اشک من بدامان جمع
برای بردن مکتوب او سلیمان وار
شدست بر سر من فوج فوج مرغان جمع
هزار پاره چو گل گرچه کرده ام واقف
هنوز خاطر من نیست از گریبان جمع

فرد

شب که گرم سوختن شد داغ سودا همچو شمع
تا سحر بمغز سرم می ریخت در پا همچو شمع

ردیف الغین

۱

زان پیشتر که گل کند از برگ لاله داغ
کردند لخت لخت دلم را حواله داغ
منزل بکوی سوخته جانان خریده ام
ما را بجای مهر بود بر قباله داغ
در هر رسالهٔ که نویسند نام من
چون برگ های لاله شود آن رساله داغ
آن بیقرار سوخته جانم که میکنم
همسایه را تمام شب از آه و ناله داغ
واقف ز محرمان کهن سال در جهان
صد ساله درد دارم و هفتاد ساله داغ

۲

گر نسوزد شام مرگم کس بخاک من چراغ
کرده‌ام در زندگی از داغ دل روشن چراغ
خانه نتوان ز آتش همسایه روشن ساختن
می روم تا آورم از وادی ایمن چراغ
آتشین داغ دلم از رخنهٔ پهلوی من
می نماید آنچنان خود را که از روزن چراغ
میروی غم خانه‌ام تاریک می ماند مرو
باش تا از آتش رویت کنم روشن چراغ
تا تو رفتی از گلستان تیره احوال است گل
این چنین باشد بلی در مجلس شیون چراغ
خون من بر خاک میریزی نمیدانی که هست
رنگ رخسار ترا روشن ازین روغن چراغ
یار دلسوزی درین ظلمت سرا چون داغ نیست
سوخت بر سر همچو شمعم تا دم مردن چراغ
بسکه روزم شد سیه شبها تعجب میکنم
چون برد از سیلی هجران ز چشم من چراغ

بسته‌ام از لاله و گل دیده بی دیدار دوست
زانکه با چشم رمد دیده بود دشمن چراغ
کی توانم خانه‌ی احباب را تاریک دید
منکه واقف می برم بر تربت دشمن چراغ

غزلیات ناتمام

۱

به عشق مردم و از درد سر شدم فارغ
ز اشک شام و ز آه سحر شدم فارغ
رساند خاک قناعت مرا به آب بقا
دگر ز منت خشک خضر شدم فارغ
تو نیز ماحضری خویش را بیار ای دل
که من ز خوردن خون جگر شدم فارغ
علاج درد سرم سخت درد سر میداد
ز سر گذشتم و از درد سر شدم فارغ

۲

شب که در کلبهٔ من بود چراغ
یک دم از گریه نیاسود چراغ
نیست جز داغ غم عشق ایاز
بر سر تربت محمود چراغ
حال آن شعلهٔ رخسار از خط
شد چنان تیره که از دود چراغ

قطعه

بی سبب یار مرا از نظر انداخت دریغ
دل عبث در غم او صبر و خرد باخت دریغ
چون بدانست که من عاشقم و پاک نظر
سوخت جان من و با اهل هوس ساخت دریغ

فرد

تیره روزان ترا سرمایهٔ حسن است داغ
قشقهٔ پیشانی هندوی شب باشد چراغ

ردیف الفاء

۱

بی برگ شد ز باد خزان شاخسار حیف
پاشید صحبت گل و بلبل هزار حیف
گم گشت لخت های دل داغدار حیف
برگی بجا نماند ازین لاله زار حیف
ای تیر یار تیز گذشتی ز پهلویم
ننشستی آن قدر که کنم جان نثار حیف
ای آنکه بر گریستنم خنده می زنی
با درد دل ترا نه فتاداست کار حیف
همراه بوالهوس چه قدر گرد میخورد
دامن کشان گذشت ازین خاکسار حیف
ما آنچه کاشتیم ثمر داد بار دل
حاصل نگشت هیچ ازین کاروبار حیف
خجلت ز روی خامه نقاش میکشم
صورت نه بسته است ز ما هیچ کار حیف
همچو حنا اگرچه فتادم بپای او
نگذشت واقف از سر خونم هزار حیف

غزل ناتمام

کار خدا پسند نکردم هزار حیف
یک کار سودمند نکردم هزار حیف
بند قبا کشادی و صبح عجب دمید
دست دعا بلند نکردم هزار حیف
آن دم که زلف بر سر آتش ز بزم تو
همراهی سپند نکردم هزار حیف
زلفت کشاده بود کمندی بقصد صید
سر در سر کمند نکردم هزار حیف
آن زلف مار بود گرفتم ز سادگی
اندیشه از گزند نکردم هزار حیف

ردیف القاف

۱

هرگز نشد دل ما یکدم بما موافق
پهلو تهی نمودیم زین یار ناموافق
عریان تنی نه زیبد غیر از فقیر کس را
تنها بقامت من هست این قبا موافق
آن کس که پای او کرد در عشق خو بزنجیر
دیگر نیفتد او را کفشی بپا موافق
زین جسم عنصری نیست یک لحظه جان من شاد
افتاده ام ز عمری در چار ناموافق
از گریه کور گشتم خاک درش بیارید
شاید بچشمم افتد این توتیا موافق
بیمار عشق واقف مشکل دوا پذیرد
گردد مخالفش آب چون شد هوا موافق

ردیف الکاف

۱

چو شاخهای درختی که شد ز سرما خشک
ز آه سرد مرا گشته جمله اعضا خشک
نداشت حرمت دامان پاک یوسف را
ندانم از چه نشد پنجهٔ زلیخا خشک
شراب خرمی ای گل که ریخت در جامت
درین چمن که بود سبزه همچو مینا خشک
عجب مدار اگر از سموم نالهٔ من
شود چو پیکر مجنون درخت صحرا خشک
بران ورق که نویسم حدیث دیدهٔ تر
در آفتاب قیامت نه گردد اصلا خشک
نمانده قطرهٔ اشکی بدیده از تف آه
قیامت است تو گویی که گشته دریا خشک
دگر مدار ز من چشم شعر تر **واقف**
دماغ من شده از فکرهای بیجا خشک

۲

بر کمر توشه از لخت جگر دارد اشک
سفر کوی که یا رب بنظر دارد اشک
قطرهٔ آب بود در نظر بیدردان
لیک در دیدهٔ ما قدر گهر دارد اشک
هست امروز برنگی که ندیدم زین پیش
از دل خون شده شاید که خبر دارد اشک
نیست معلوم بیاد نمکین خندهٔ کیست
واقف این شور غریبی که بسر دارد اشک

غزلیات ناتمام

۱

فرودم آمدی در دل مبارک — ترا ای ماه این منزل مبارک
من ای همدم فگندم دل بدریا — ترا آسایش ساحل مبارک
محبت گفت تا خون شد دل من — که حل شد عقدهٔ مشکل مبارک
طپیدنها تماشا میکند یار — مبارک ای دل بسمل مبارک
من ای همراه ز پا افتادم اینک — ترا همراهی محمل مبارک

۲

ماند دست آرزویم خالی از دنیای خشک
چشم تر چون آبله بردم ازین دریای خشک
با سر زلف بتان سودا ندارد هیچ سود
شانه دست خشک و خالی برد زین سودای خشک
دستگیری گر کند پیر طریقت میتوان
چون عصا طی کرد این راه بیابانهای خشک
هر کس از خشک و تر دنیا نصیبی برده است
قسمت ما شد همین چشم تر و لبهای خشک

شعر

نی همین سررشته گم کرده است آهم زیر اشک
همچو تار اشک پنهان شد نگاهم زیر اشک

ردیف الکاف الفارسی

غزل ناتمام

تن شد از سنگ جفای او مرا فیروزه رنگ
میتوان گفتن درین میدان مرا فیروز جنگ
همچو آن زخمی که رو آرد بسوی به شدن
دستگاه خنده بر من میشود هر روز تنگ
حال خود بر کاغذ ابری نویسم سوی او
بسکه از درد فراقش گریه کردم رنگ رنگ

شعر

درین چمن بشگفتن نموده‌ایم درنگ
که از شگفتن ما جای کس نگردد تنگ

ردیف اللام

۱

روز ازل که گشت غمت آشنای دل
دل مبتلای غم شد و غم مبتلای دل
طوفان گریه در گرو یک بهانه ایست
از من مپرس جان کسی ماجرای دل
ترسم که تاب پرسش فردا نیاوری
امروز یکدو بوسه بده خون بهای دل
همچون سپند پیش تو ای مختصر پسند
در ناله‌ای تمام کنم مدعای دل
بیرون روی ز خانه‌ی آیینه بیدماغ
خوش کرده‌ای برای چه کلفت سرای دل
مینالم از بلای دل و میکنم دعا
یا رب کسی مباد اسیر بلای دل
او پهلویم کجا بنشیند که از غرور
پیکان او دمی ننشیند بجای دل
یک ره بیا ببین که چسان میدهم بآب
از گریه لختهای جگر پاره های دل
دل پاره پاره کرده بزاغان صلا دهی
گر قدر دل به پیش تو این است وای دل
زانسان که طفل در پی دیوانه میفتد
اشکم برهنه پای دوید از برای دل
واقف مپرس حاصل سودای زلف یار
یعنی خریده‌ایم بلای برای دل

۲

هرچند که با من است این دل آماده‌ی رفتن است این دل
در کوچه‌ی عشق خانه دارد بنیاد کن من است این دل
کارش همه وقت بت پرستی است یا رب چه برهمن است این دل

با سنگ دلان گرفت الفت ساماں شکستن است این دل
زنجیر مرا دگر مجنبان آمادهٔ شیون است این دل
خورد از تو فریب دوستداری با خویش چه دشمن است این دل
از سنگ جفا نمی هراسد گویا که ز آهن است این دل
عمریست که در هوای آن زلف زنجیر بگردن است این دل
واقف تا کی ز دل شکایت آخر جگر من است این دل

۳

کی درد به افسانه و افسون رود از دل
هرگز نرود گر بمثل خون رود از دل
غم نیست گر از درد تو ام خون رود از دل
ترسم که بآن درد تو بیرون رود از دل
هرگاه کند گریه‌ام از یاد تو طوفان
سیحون ز جگر آید و جیحون رود از دل
ترسم چو باین حال مرا یار به بیند
غمگین رود از دیده و محزون رود از دل
آن را که بعشق من و حسنت نظر افتاد
لیلی رود از خاطر و مجنون رود از دل
در جان من آتش زده خوش غافلی ای شوخ
مگذار که این دود به گردون رود از دل
از باطن خم تا نرسد فیض یقینت
مشکل که ترا شک چو فلاطون رود از دل
واقف بحضور تو چنان مضطرب افتد
کز بزم برون ناشده بیرون رود از دل

۴

میروم هر سو دوان از دست دل
تنگ شد بر من جهان از دست دل
رشک عشقست اینکه گردیده است داغ
دل ز دست جان و جان از دست دل

دل بگیر از دست من کافتاده‌ام
در عذاب جاودان از دست دل
همچو اشکم نیست دل در اختیار
گشته‌ام مطلق عنان از دست دل
گرچه گردیده است پا هر آبله
میگریزم همچنان از دست دل
میرساندم گوشه‌ای امنی بهم
گر مرا بودی امان از دست دل
میروم منزل بمنزل چون جرس
در رهت زاری کنان از دست دل
دل مرا چون دشمنان از پا فکند
الغیاث ای دوستان از دست دل
میخورد دل خون من زان میکشم
ناله های خون چکان از دست دل
زیر بار کوه غم دارد مرا
زیست بر من شد گران از دست دل
جنگ دارم روز و شب دیوانه وار
با زمین و آسمان از دست دل
عرض دارم دوستان گر بشنوید
داستان در داستان از دست دل
تا بزانو پای در گل مانده‌ام
بر سر کوی بتان از دست دل
در جوانی پیر گشتم از غمش
شد بهار من خزان از دست دل
میکند هر لحظه تکلیف قفس
میگذارم آشیان از دست دل
دل گرفته رفته بودم بر درت
آمدم اکنون بجان از دست دل
گفتی از دست که مینالی چنین
ای شفیق مهربان از دست دل

گشته‌ام در دیدهٔ مردم سبک
زیست بر من شد گران از دست دل
اشک و آهم رخنه‌ها افگنده است
در زمین و آسمان از دست دل
در سر سودای زلفش نقد جان
رفت آخر رایگان از دست دل
غنچه آسا در خیال آن دهن
تنگ شد بر من جهان از دست دل
دل پی ابرو کمانان رفت و جان
تیر غم را شد نشان از دست دل
ناز ابرویش کشیدن کی توان
پشت طاقت شد کمان از دست دل
دل بفریاد و فغان از دست تو
من بفریاد و فغان از دست دل
واقف از حالم چو شد گفت اوحدی
ای مسلمانان فغان از دست دل

۵

گر گوش کنی ترانهٔ دل بیرون نروی ز خانهٔ دل
آشفته مساز زلف خود را ویران مکن آشیانهٔ دل
امشب همه شب نخفت چشمم از زاری عاشقانهٔ دل
تا زلف دراز دلبران هست کوته نشود بهانهٔ دل
ترسم خوابت بدیده سوزد جانان مشنو فسانهٔ دل
واقف دلدار در دل تست می نال بر آستانهٔ دل

۶

زمن برد آن دو چشم سرمه سا دل — دو میل افتاد آه از من جدا دل
بداغ و درد و غم شد آشنا دل — خوشا دل مرحبا دل حبذا دل
ندارم عقدهٔ مشکل سوا دل — برم پیش شه مشکل کشا دل
سرت گردم بهیچ کم التفاتی — چرا بسیار می خواهد ترا دل
جوابش چیست فردا جانه زبان — گر آویزد بدامان شما دل

دگر ای دیده اشک آهسته می ریز — مبادا بشنود این ماجرا دل
بخونش میکند هر لحظه بازی — نمیدانم چه دارد دیده با دل
دگر مشکل که بینم در کنارش — که با دریای غم شد آشنا دل
الهی خانهٔ هجران سیه باد — کزو شد بیچراغ از دیده تا دل
کجا بگریزد از جور و جفایت — غلام حضرت مهر و وفا دل
بهیچ افسانه و افسون نشد نرم — ندانم در برت سنگ است یا دل
من و تو گر زهم دوریم غم نیست — که از دل راه نزدیکست تا دل
بلای همچو عشقم بر سر آورد — چه میخواهد زجانم ای خدا دل
بکوی او قدم فهمیده بگذار — که افتادست آنجا جابجا دل
به استقبال تیرش یک سر تیر — رود از سینه بیرون پیشوا دل
ز بیقدری درین بازار **واقف** — نمی گیرد کسی از دست ما دل

۷

کرده اظهار غمم پیش تو صد بار خجل
گشتم از کم شنویهای تو بسیار خجل
شربت خون دل من رگ تلخی دارد
زین سبب هستم ازان نرگس بیمار خجل
خانه آراستم امشب بامید وصلت
نامدی آه شدم از در و دیوار خجل
زینکه از پرده برافتاد محبت **واقف**
یار محجوب ز من گشت و من از یار خجل

۸

ز شیون دل غنچه آزرد بلبل — مگر بوی از درد من برد بلبل
بیادت سحر در چمن ناله کردم — بدردیکه افسرد گل مرد بلبل
بگلشن گلی زیب دستار کردم — قیامت مرا بر سر آورد بلبل
فکندم ز سر زود گل را وگرنه — ز شیون مرا مغز میخورد بلبل
بهاراست وشوری درین گلستان نیست — چه افتاد یا رب مگر مرد بلبل
ترا در چمن دید و بهر خوش آمد — بمنقار پیشت گل آورد بلبل
بر همنوایان گلزار **واقف** — ز من ارمغان این غزل برد بلبل

۹

بسکه نگذاشته شرم رخ او رنگ بگل
نکند مرغ گلستان نظر از ننگ بگل
غنچه خواهد شدن از تنگدلی آخرکار
گر چنین کار بگیرد رخ او تنگ بگل
در حضور تو کند فاخته تشنیع به سرو
بلبل از بال زند پیش تو سر چنگ بگل
سر کند چون تو به گلزار درآیی ای سرو
بر سر گوشهٔ دستار تو گل جنگ بگل
بندهٔ نازکی طبع تو گردم که بود
گل زدن بر تو گران چون زدن سنگ بگل
بچمن رفتی و از بهر زر نذرانه
عندلیب آمد و آویخت چو سرهنگ بگل
واقف ار گوش کند این غزل رنگینت
نکند مرغ گلستان نظر از ننگ بگل

۱۰

بسکه رفت از پی تو صد جا دل — کوبکو شد خراب و رسوا دل
درد او را مگر علاج کند — می فرستم بر مسیحا دل
با دلم کرد آنچه نتوان کرد — ناخداترس شوخ ترسا دل
سخت کاریست عشق همچو تویی — می تراشم ز سنگ خارا دل
یار پیکان کشید از بر من — آه در سینه ماند تنها دل
جان من در دلم بیا و ببین — که چها می کند غمت پا دل
خبر از مرگ آرزو ندهید — نوحه برپا کند مبادا دل
مفت دادیم بشهر از دستش — جسته بودم مگر ز صحرا دل
غمگساران گریختند از من — پهلویم کس نماند الا دل
گریه واقف پی هلاک من است — افگنم بعد ازین بدریا دل

۱۱

گوش مردم کراست و ذهن کلیل — عبث اجمال خود مکن تفصیل
بار شد بسکه زندگی بی تو — نفسی میکشم بجرثقیل

رنگ عشرت ز آسمان مطلب
کس نخورداست باده از خم نیل
شکوهٔ زلف یار کوته کن
زانکه لاطایل است این تطویل
هر کجا گفت اشک می بارد
چشم من ابر و عشق میکائیل
هر سری نیست لایق داغت
که بهر گل نمی رسد اکلیل
همدم کس مباد درد فراق
روح را می کند بدم تحلیل
فارغ از قیل و قال می گردی
گر کنی علم خاموشی تحصیل
پرتوی از جمال شاهد غیب
نتوان دید جز بسعی جمیل
دست از خود بشو و حاضر شو
عشق گسترده است خوان خلیل
از برای جواب مدعیان
دل به بزمش گذاشتیم وکیل
گرم رو باش در طریق فنا
نیست خود شمع بیش از یک میل
بی تو از بس بحالت مرگم
می کشم انتظار عزرائیل
سخنی چند گفتنی دارم
باش در کشتنم مکن تعجیل
بر مزارم که مرده ام ز خمار
شیشهٔ باده می سزد قندیل
نوبت ماست حالیا واقف
همرهان کوفتند طبل رحیل

۱۲

بداغ حسرت آن آتشین لعل
چو اخگر گشته خاکستر نشین لعل
نگین لعل یار آن نقش دارد
چه خونها می شود آخر برین لعل
برآن رخسار گلگون حلقهٔ زلف
نشانیدست در انگشترین لعل
تلف کاری چشم و دل چگویم
بغارت می دهد آن گوهر این لعل
شود گل تا گریبان غرق در خون
اگر پوشد قبا آن نازنین لعل
دل خون گشتهٔ واقف نگهدار
که گردد تکمهٔ جیب تو این لعل

۱۳

یار طناز وای بر من و دل
بخت ناساز وای بر من و دل
من و دل بر درش چها کردیم
در نشد باز وای بر من و دل
من و دل ساده آن حریف قمار
پر دغاباز وای بر من و دل
من و دل پای تا سریم نیاز
او همه ناز وای بر من و دل
دلربایان ز چشم و لب دارند
سحر و اعجاز وای بر من و دل
گر تو قانون ماتلنگی ۱ را
می کنی ساز وای بر من و دل
چشم او کرده از پی شلتاق
ترکی آغاز وای بر من و دل

---

۱ - واقف کے تصحیح شده نسخے میں واتلنگی ہے -

اشکم آخر درید از طفلی پردهٔ راز وای بر من و دل
هیچ شرمی نکرد از رویم رنگ غماز وای بر من و دل
آمد آن شوخ شخ کمان واقف ناوک انداز وای بر من و دل

۱۴

ربودی جان من زین دل ازان دل
چه خواهی کرد آخر یک جهان دل
بکویش میرود از من نهان دل
مرا دشمن ز جان شد دوستان دل
بکوی یار بنگر یک جهان دل
فتاده از زمین تا آسمان دل
چه سازد گر نسازد با جفایت
ستم کش دل زبون دل بی زبان دل
دلش سنگین و چشمش سخت خون ریز
خدا حافظ ازان چشم و ازان دل
بود سرگشتهٔ یادت چو تسبیح
به صحرای طلب یک کاروان دل
دل از من کندی و دادی به اغیار
هبش بهر تو عمری کند جان دل
گرفتم دل گرفتم زود لیکن
بمن کی میگذارد دلستان دل
من از وی داد خود را می ستانم
اگر واقف نبودی درمیان دل

۱۵

زلف تو ز بس حال مرا ساخته مختل
می آمدم از سینه برون آه مسلسل
بس خون جگر خوردهام از یاد عقیقش
یک بوسه نگردد بدل مایتحلل
افسردگیت ژاله صفت عقدهٔ کار است
ای دل بگداز آی که این عقده شود حل

زنهار مکن بر سخن اهل دل انکار
گفتم سخنی با تو تامل فتامل
هرگز نشود در نظر خویش مکرر
با اینکه دو بیند همه را دیده‌ی احول
بگذار دلا فکر دهان و کمر او
تا چند روی از پی موهوم و مخیل
از سفله نوازی تو ای چرخ عجب نیست
گر تاج مکلل بگذاری بسر گل
کی نرمی اندام تو در خواب به بیند
صد سال اگر خواب کند صورت مخمل
بی یار ز بس پشت بدیوار نشستم
چون صورت دیوار شدم نقش معطل
در گوشهٔ تنها که تو باشی و دو گوشت
خواهم که بگویم بتو ما قل و ما دل
خاک قدمش سود دهد درد سرم را
واقف نکشم درد سر سودن صندل

۱۶

دل بردی و چها که نکردی بجان دل
واپس بده دلم تو نه ای قدردان دل
زاندم که گشته است غمت میهمان دل
جای نمی روم دگر از آستان دل
آن جورها که میکنی اکنون بجان دل
هرگز نبود جان کسی در گمان دل
از پهلویش خدنگ بلا را هدف شدم
یا رب که از زمانه برافتد نشان دل
از من بپرس حال مرا از دلم مپرس
بیگانهٔ دلی تو چه دانی زبان دل
بر زلفش ای نسیم بآهستگی گذر
ویران مکن نشیمن جان آشیان دل

او میرود سوار و رقیب است در رکاب
نتوان نگاه داشتن اکنون عنان دل
نقدیست سکه دار وفا کامل العیار
در کورهٔ جفا چه کنی امتحان دل
جانان گرت خیال خریداری وفاست
زین نوع نیست جنس بسی در دکان دل
دلدار در دلست خبر میکنم ترا
واقف مرو بجای دگر ز آستان دل

۱۷

ای که هرگز نکنی چارهٔ بیماری دل
نرسیده است بگوش تو مگر زاری دل
حق همسایه فراموش نمی باید کرد
ای جگر خون شو و در گریه بده یاری دل
میدهم یاد بمرغان قفس شیون را
سر کنم ناله چو از درد گرفتاری دل
کس نیاورد نشان از دل گم گشتهٔ من
جان برآید مگر اکنون بطلبگاری دل
تو نداری غم دل لیک خیال تو ز لطف
هست هر لحظه نهان از تو بغم خواری دل
کس جگر گوشهٔ خود را نفروشد برضا
زور حسنت شده باعث به خریداری دل
دارد آن طرهٔ طرار سر دل بردن
آه تا چند توانکرد خبرداری دل
کوه غم در نظرت چون پر کاه است سبک
چه کنم پیش تو اظهار گران باری دل
خواب از چشم تو چو آیینه گردد سفری
گویم ار پیش تو افسانهٔ بیداری دل
تیر غم بر دل عاشق ز درون می آید
هست بیفایده ای سینه سپرداری دل

من دیوانه بر آن زلف چها میلرزم
ترسم از هم گسلد سلسلهٔ تاری دل
تا شبی دولت دیدار تو بینم در خواب
از خدا می طلبم دولت بیداری دل
گرچه از تشنگی ام جان بلب آمد **واقف**
صبر کردم ز عقیقش به جگر داری دل

۱۸

از جنگ تو شدم من دل تنگ منفعل
صلحی بکن کنون که شود جنگ منفعل
شرمنده شو ز خود که باین سیم پیکری
داری دلی که هست ازو سنگ منفعل
بر اشک سرخ گونه‌ی زارم نظر نکرد
گشتیم پیش یار بهر رنگ منفعل
هر خس شکفته است چو گل در حریم او
من مانده غنچه سانُ بدل تنگ منفعل
دارم به پشت خم بر آن یار دلنواز
آن زار نالی که شود چنگ منفعل
واقف شب گذشته ز آهنگ ناله ات
تا صبح بود مرغ شب آهنگ منفعل

۱۹

از بس براه شوق تو شد بیقرار دل
می افتدم قدم بقدم از کنار دل
چشم بد از تو دور که از روی و موی تست
حیران هزار دیده پریشان هزار دل
شرمی بکن که جور و جفایت ز حد گذشت
تا کی شود ز مهر و وفا شرمسار دل
از خویش رفت ز آمد پیغام یار دل
دیوانه گشت باز ببوی بهار دل

عمری نشست چشم براهت نیامدی
برخاست عاقبت ز ره انتظار دل
بی اختیار دست ز دل باز داشتم
روزیکه کرد عشق بتان اختیار دل
زین دیده یکدو قطرهٔ خون را دریغ داشت
ما را شب فراق نیامد بکار دل
دل در دیار یار نیرزد بهیچ هم
زان برگرفته‌ایم ز یار و دیار دل
خوبان روزگار ندانند قدر دل
نتوان ز دست داد درین روزگار دل
بیقدرتر ز مهرهٔ گل شد بچشم تو
بوداست جان من گهر شاهوار دل
تا دید روی عشق دلم در بلا فتاد
واقف باین بلا ز کجا شد دوچار دل

۲۰

خواهم شود از پیچ و خم زلف رها دل
تا چند بود بستهٔ این دام بلا دل
آسود ز آشفتگی آن روز که آورد
رو جانب ابروی تو چون قبله نما دل
عمریست که دارد به زنخدان تو ام دل
فریاد که در چاه فگندست مرا دل
برباد مده دفتر جمعیت خود را
چون غنچه پریشان مکن از کسب هوا دل
برداشته از پهلوی من بسکه ستمها
چون تکمه گرفتست گریبان مرا دل
از شوق درین قافله چون دانهٔ تسبیح
آید بسر راه تو دل را ز قفا دل
خواهد که دل از دست تو واقف بستاند
تا چند ز دست تو کشد جور و جفا دل

غزلیات ناتمام

۱

عمر بگذشت و ندیدم از تو گاهی روی دل
کاش پیکان تو بنشیند دمی پهلوی دل
آن هم اکنون شد ز ضعف طالع ما خرج راه
قاصد آهی که گاهی می رسید از کوی دل
درد سر کمتر برو برخیز از پهلوی من
گفته ام صد بار یک پهلوست ناصح خوی دل
آنکه دل برداشت از دستم سراغش می کنم
هست این آوارگیهایم به جست و جوی دل
نی ز شوق گل وطن شد خاکپای گلبنم
در مشامم می رسد از غنچه گاهی بوی دل

۲

خوشم از نعرهٔ مستانهٔ دل — خدا آباد دارد خانهٔ دل
تمام شب مرا بیتاب دارد — طپیدن های سیمابانهٔ دل
مرا از دست این شکر کلامان — عجب زهریست در پیمانهٔ دل
بلاها خفته اند اینجا خبردار — قدم فهمیده نه در خانهٔ دل

۳

ز گریه دامن گل گشته است محشر گل
بیا بسیر که گل ریخت است بر سر گل
تو رنگ و بوی چمن بسکه کرده ای تاراج
دریده پیرهنی مانده است بر سر گل
بباغ رفتی و چندان خجل شد از بویت
که شیشه شد به عرق جامهٔ معطر گل

قطعات

۱

دارم دلی از درد تو بیمار و تو غافل
جانی بلب از حسرت دیدار و تو غافل

تابوت من آنروز که بردند ازان کوی
بگریست بحالم در و دیوار و تو غافل

۲

ما از جهانیان نشمیدیم بوی دل
خوش وقت آنکه دید ازین قوم روی دل

زاندم که گم‌شداست در آن زلف خم‌بخم
شد صرف عمر ما همه در جستجوی دل

فرد

به عشق ساده رویان زاری دل
عجب داریم از پرکاری دل

ردیف المیم

۱

از تو در کون و مکان هنگامهٔ عشق است گرم
از زمین تا آسمان هنگامهٔ عشق است گرم
از فروغ طلعت یوسف ز کنعان تا بمصر
کاروان در کاروان هنگامهٔ عشق است گرم
از شرر تا اخگر از داغ تو در تاب و تب است
در دل خورد و کلان هنگامهٔ عشق است گرم
در گرفتاری و آزادی فغانم آتش است
از قفس تا آشیان هنگامهٔ عشق است گرم
برف پیری گرچه می بارد پی هم بر سرم
در دل من همچنان هنگامهٔ عشقست گرم
سرسری نتوان شمردن سوز ما را همچو شمع
تا بمغز استخوان هنگامهٔ عشقست گرم
سرد شد بازار قیس و کوه کن در کوه و دشت
در دیار ما همان هنگامهٔ عشق است گرم
همچو شمع افسردگی را در مزاجم راه مباد
کز من آتش بجان هنگامهٔ عشقست گرم
دیده گریان کرده از درد و دل بریان ز داغ
از تو پیدا و نهان هنگامهٔ عشق است گرم
در بهشت افتادم و سوز دلم تسکین نیافت
همچو دوزخ جاودان هنگامهٔ عشق است گرم
راست می گویم بعشق پیر **واقف** این سخن
کز تو امروز ای جوان هنگامهٔ عشق است گرم

۲

ز گلزار تمنا حسرت بسیار می آرم
رقیبان دامن گل من دل پر خار می آرم

بیاد لعل جان بخشت چو شبها سر کنم زاری
مسیحا را ببالین دل بیمار می آرم
من آن مرغم که جای برگ گل در آشیان خود
برغم عندلیبان شعله در منقار می آرم
ز زلف یار نتوانم گرفتن دل بصد افسون
اگرچه مهره بیرون از دهان مار می آرم
کند استاد بهتر چارهٔ شاگرد کج رو را
شکایت از فلک ناچار پیش یار می آرم
بحالم صورت دیوار هم در گریه می آید
چو گریان از غم او روی در دیوار می آرم
بشور طرفه می آیم ز اقلیم سیه بختی
چو ابر تیره واقف گریه های زار می آرم

۳

تا به آن سرو ناز دل بستم — یک قد آدم از طرب جستم
من اگر رند و عاشق و مستم — هرچه هستم برای خود هستم
برنیایم ز آشیان دیگر — اگر این بار از قفس جستم
رفت آخر ز دست من هرچند — چون حنا آن نگار را بستم
شب گرفتم بخواب طرهٔ یار — نافه گردید داغ در دستم
منکه گشتم غبار حیرانم — بدل خلق از چه بنشستم
دل گرفتم ز زلف او واقف — لله الحمد از بلا رستم

۴

درد دلی به پیش تو اظهار می کنم
کارم بجان رسیده بناچار می کنم
تا از ادیب غم الف آه خوانده ام
در گوشه می نشینم و تکرار می کنم
می گویمش که می رسد از آسمان مسیح
زین سان تشفی دل بیمار می کنم
گفتی ز دیده سیل چرا می کنی روان
پست و بلند راه تو هموار می کنم

خواهد نمود خانه‌ی همسایه را خراب
این گریه ها که در پس دیوار می کنم
ناصح تو درد سر چه کشی در ملامتم
من خود بخود ملامت بسیار می کنم
غربت برد غم از دل آزرده‌ی وطن
من هم سفر ز کوی تو یک بار می کنم
واقف به کنج غمکده شبها ز بیکسی
اظهار غم بصورت دیوار می کنم

۵

داغی ز تو یادگار دارم — با لاله و گل چه کار دارم
با سرو تقابلی بلندی — از دولت قد یار دارم
گر دولت عشق نقد داغست — من دولت بی شمار دارم
چشمی که بخواب دیدم امشب — کامروز بلا خمار دارم
حسن نمکین من کجایی — نذر تو دل فگار دارم
جانا کمک وصال بفرست — با هجر تو کارزار دارم
امید رفو گسسته گردید — پیراهن تار تار دارم
عشقی که بقید نام و ننگ است — زان عشق حقیر عار دارم
آن روز که با تو چهره گردید — ز آیینه بدل غبار دارم
هر جور و جفا که بود کردی — گر میکشی انتظار دارم
از بسکه فریب خوردم از یار — در وصلم و انتظار دارم
غیر از غم یار نیست واقف — یاری که درین دیار دارم

۶

از چشم کینه جوی تو مشکل که جان برم
کس جان نبرده است ازو من چسان برم
گویند هست در عدم آباد راحتی
آه آن زمان که درد تو من از جهان برم
ظلم این قدر بجان من ناتوان مکن
مپسند کز تو شکوه بر آسمان برم
خواهم که شکوه سر کنم از جور روزگار
با این بهانه نام تو هم درمیان برم

آن عندلیب خانه خرابم که جای گل
آتش برای سوختن آشیان برم
بلبل اگر رفیق شود یک سحر بمن
نالم چنانکه هوش تو ای باغبان برم
واقف کجا و وصل تو ای مه جبین کجا
حاشا که من بطالع او این گمان برم

۷

تا سیم بری بهم رسانم رفتم که زری بهم رسانم
لخت جگری بهم رسانم برگ سفری بهم رسانم
گر تو دگری بهم رساندی من هم دگری بهم رسانم
فریاد کنان روم بهر سو تا دادگری بهم رسانم
ناصح سر حرف وا مکن باش تا گوش کری بهم رسانم
ای ناله مکن شتاب صبری تا من اثری بهم رسانم
داغم مکن ای فراق رحمی تا من جگری بهم رسانم
گه در کنعان گهی بمصرم تا خوش پسری بهم رسانم
تا ذوق کنم به سنگ طفلان شوریده سری بهم رسانم
می گردم کوبکو درین شهر کز دل خبری بهم رسانم
یاران چو کنند فکر مطرب من نوحه گری بهم رسانم
رفتم بتلاش درد واقف شاید قدری بهم رسانم

۸

دل را اگر بناله کشیدن درآورم
رنگ از رخ فلک به پریدن درآورم
جاییکه سر کنم سخن از اضطراب دل
سیماب کشته را بطپیدن درآورم
رحمی بدل فسردگیم ای گداز عشق
کین خون مرده را بچکیدن درآورم
از عشق حکم دم زدنم نیست ورنه من
صبح نشور را به دمیدن درآورم
شیرین لبی عنان من از کف ربوده است
گلگون اشک را به دویدن درآورم

ناصح گر آن کشیدن دامان نمایمت
دست ترا بجیب دریدن در آورم
از لطف سی فروش گرت باخبر کنم
زاهد ترا بباده خریدن در آورم
واقف ز قامتش بچمن گر حرف زنم
شمشاد و سرو را به خمیدن در آورم

۹

به نازی من آن خاک پا میفروشم — که پنداری آب بقا میفروشم
چه پرسی ز بیع وشرای من و یار — جفا میخرم زو وفا میفروشم
که داند جز او قیمت خون دل را — بدست نگارین حنا میفروشم
مرا طرفه ذوقیست از زخم تیغت — کجا کی به مرهم بها میفروشم
کنم خاک پای توسودا بصد ناز — تو گویی که من توتیا میفروشم
دلم را که قمری وبلبل مزاجست — بآن سرو گلگون قبا میفروشم
ازان لب بدشنامی آن نیز نسیه — شب و روز نقد دعا میفروشم
دو کون ار دهی قیمت این رساله — من اوراق دل را کجا میفروشم
زمن آنکه جان می‌خریدی به بوسی — کجایی کجا خوش بیا میفروشم
ز سودا نیندیشم از عین واقف — دل و جان پی یک ادا میفروشم

۱۰

تاب تیمار دل زار ندارم چکنم
طاقت خدمت بیمار ندارم چکنم
اگر از داغ جفای تو کنم شکوه مرنج
بی دلم صبر جگر دار ندارم چکنم
گله ها زیر زبان آبله‌ی خونین شد
رخصت و جرات اظهار ندارم چکنم
از دهان و کمرش هیچ نمی‌یارم گفت
خبر از عالم اسرار ندارم چکنم
آن جوان رفت و من از ضعف زمین گیر شدم
پیرم و طاقت رفتار ندارم چکنم

گر شوم آب ز دیدار تو عیبم نکنی
تاب آن آتش رخسار ندارم چکنم
خود فروشی است درین عهد تجارت لیکن
طاقت ناز خریدار ندارم چکنم
می کنم شکوه ازین باغ ولی معذورم
گل بسر نیست بپا خار ندارم چکنم
مفلسم هیچ ندارم که کنم رهن شراب
چه کنم جبه و دستار ندارم چکنم
من گرفتم که تو برداشتی از چهره نقاب
دیدهٔ لائق دیدار ندارم چکنم
باغبانم ندهد ره بگلستان **واقف**
چشم بر رخنهٔ دیوار ندارم چکنم

۱۱

بساط گریه خواهد کرد طی چشم — بریزد خون دل را تا بکی چشم
بیا مطرب بدم در قالبم جان — نوازش از تو دارم همچون نی چشم
نی نرگس شود انگشت ساقی — چنین دوزند اگر بردست وی چشم
چراغ بینشم نور از رخت داشت — چو رفتی از نظر دل گفت هی چشم
چرا مستی نجوشد از نگاهت — که داری چون حباب می ز می چشم
خراب آخر نمودی خانهٔ خویش — نمی گفتم بترس از گریهٔ چشم
چه بیرحمانه خونم ریختی آه — تو گویا خونی من بودی ای چشم
دگر نم دردلم **واقف** نماند است — بساط گریه خواهد کرد طی چشم

۱۲

فتادم بر در دل خانهٔ یار است میدانم
چو آیینه تجلی گاه دیدار است میدانم
دل جانان ز عشق من خبردار است میدانم
ولیکن با تغافل حسن را کار است میدانم
نه از رحم است اگر در کشتنم تاخیر فرمودی
که شمشیر ترا از خون من عار است میدانم

به احوال اسیرانت رسیدن نیست بی چیزی
سرت گردم دلت جای گرفتار است میدانم
بحرف سخت ناصح خاطر من کی گران گردد
سر شوریده ام را سنگ درکار است میدانم
فریبم میدهی کوچک دلم دانسته ای زاهد
ترا این سر بزرگی ها ز دستار است میدانم
مرا بگذار با آن شوخ و بگذر از سرم ناصح
جفاکار است می بینم دل آزار است میدانم
همین دم می‌کنم تسلیم اگر از بنده جان خواهی
توقف چون نمایم مال سرکار است میدانم
بریزم خون دل را پاس چشم تست منظورم
که این یک شیشه شربت حق بیمار است میدانم
تغافل بر طبیبان می زنم با وصف بیماری
طبیب درد من آن چشم بیمار است میدانم
ترا آزرد گر از سرگرانی ناز نفروشی
که چون یوسف ترا شهری خریدار است میدانم
بسوی وادی مجنون چرا دل را بلد باشم
بکار خویشتن دیوانه هشیار است میدانم
ازان من بی تکلف می کشم بار جفایش را
که تکلیف وفا بر خاطرش بار است میدانم
دل صد چاک تا رفت از کف واقف بخود نازم
که در گیسوی او این شانه درکار است میدانم

۱۳

دلم بزلف کسی مبتلاست من چکنم
نصیب او ز قضا این بلاست من چکنم
چو گفتمش نرسیدی بداد من ای ماه
بگفت طالع تو نارساست من چکنم
به پیش من عبث ای دل ز زلف یار منال
ترا بلای خدا در قفاست من چکنم

ز درد دل بر آن بت شکایت آوردم
شنید و گفت که این از خداست من چکنم
مرا ز گریه ملامت چه میکنی واقف
میان دیده و دل ماجراست من چکنم

۱۴

یار ناپایدار را چکنم عمر بی اعتبار را چکنم
من و آن نیستی اصلی خویش هستی مستعار را چکنم
من گرفتم که ساختم با بخت بخت ناسازگار را چکنم
ساخت در مردمان مرا رسوا دیده‌ی اشکبار را چکنم
دل اگر خوش شود بوعدهٔ وصل کاهش انتظار را چکنم
گر بدستم فتد برنگ حنا چه کنم آن نگار را چکنم
گر نریزم ز دیده اشک چو ابر دل دریا مدار را چکنم
یار برگشت از من بد روز گردش روزگار را چکنم
نه بوصل است سازگار نه هجر طبع ناسازگار را چکنم
مفشان آستین ز گریهٔ من اشک بی اختیار را چکنم
گر تو ام ناامید می سازی دل امیدوار را چکنم
گر نه دیوانگی کنم واقف خود بفرما بهار را چکنم

۱۵

گر رسم روزی بدلداری که میخواهد دلم
وا کنم از گریه طوماری که میخواهد دلم
ابر کو تا گریهٔ زاری کنم از رشک او
ای خدا بفرست همکاری که میخواهد دلم
گر چو بلبل گوش بر حرف من اندازد گلی
سر کنم شوریده گفتاری که میخواهد دلم
گر فتد تاری بکف از زلف کافرکیش او
می توانم بست زناری که میخواهد دلم
خویش را واقف بدست او فروشم بنده وار
گر شود پیدا خریداری که میخواهد دلم

۱۶

هر دم از درد دگر میگریم گه دل و گاه جگر میگریم

یکدم از گریه نکردم خاموش — روز و شب شام و سحر میگریم
خبرت هست که من از دستت — میزنم دست بسر میگریم
آن کمر از کمر افگند مرا — اکثر از درد کمر میگریم
تا چه پیش آمده دل را امروز — که ز دیروز بتر میگریم
قدری رحم کنی بر حالم — گر بدانی چقدر میگریم
دل من خوی تو بیدرد گرفت — سر کند خنده اگر میگریم
دارم از گریه چسان چشم اثر — منکه بر مرگ اثر میگریم
از خیال لب و دندان کسی — چقدر لعل و گهر میگریم
قرة العین من ای یوسف حسن — رفته‌ای تا ز نظر میگریم
شور اشکم ز لب شیرین است — طفلم از ذوق شکر میگریم
آستین دور بدار از چشمم — با خبر باش شرر میگریم
واقف از یاد عقیق لب یار — چقدر خون جگر میگریم

۱۷

نمی سازد هوای جز هوای خانهٔ خویشم
مبر سوی چمن ای همدم از کاشانهٔ خویشم
من دیوانه دست افشان و پاکوبان روم از جا
زند زنجیر اگر روزی صلای خانهٔ خویشم
برافروزد چراغ آسا ز شادی داغ حرمانم
اگر آن شمع خواند یک شبی پروانهٔ خویشم
ندارد غیر خون آن هم بود از جرعه ای کمتر
برنگ لاله داغ از قسمت پیمانهٔ خویشم
ندارد طالع زنجیر زلفش از سیه بختی
پریشان حال در فکر دل دیوانهٔ خویشم
چه شد گر در نظرها تیره روز افتاده‌ای واقف
نظیر مردم چشمم چراغ خانهٔ خویشم

۱۸

آزرده ز کوی یار رفتم — یعنی بدل فگار رفتم
باز آمدنم دگر محال است — رفتم چو ازین دیار رفتم
چون ابر بهار زین گلستان — با دیدهٔ اشکبار رفتم

تا چشم بهم زدم درین راه — از خود همچون شرار رفتم
آوارهٔ هر دیار گشتم — زان دم که ز یاد یار رفتم
از وصل چه حاصلم که امشب — او آمد و من ز کار رفتم
صحرا صحرا بیادت از خویش — در قافلهٔ بهار رفتم
چندان رفتم بجستجویش — کز خاطر روزگار رفتم
دل سوخته ای چو خود ندیدم — صد بار به لاله زار رفتم
در راه طلب ز اشک خونین — **واقف** گلگون سوار رفتم

۱۹

نی بخواب آسوده گردد نی به بیداری دلم
کرده پیدا اضطراب عشق پنداری دلم
فصل گل آمد که تا از یاد ایام وصال
سر کند در سینه چون مرغ قفس زاری دلم
نام شمع و گل به پیش من مبر ای هم نشین
داغ گردیدست از خوبان بازاری دلم
ظاهرا زنجیر زلفی بهر من آماده شد
در بر من میزند فال گرفتاری دلم
با غم هجران نگردید است رو با رو هنوز
غائبانه میزند لاف جگرداری دلم
بخیه و مرهم چکار آید مرا ای همدمان
خورده از مژگان شوخی خنجر کاری دلم
جنس غم گر از کسادیها نمی ارزد بهیچ
میکند **واقف** بنقد جان خریداری دلم

۲۰

بحال من نه پردازی چسازم — نمیسوزی نمیسازی چسازم
منم ساز خوش آواز محبت — گرم از لطف ننوازی چسازم
دل از کف می‌رود در داو اول — مقامر پیشه کج بازی چسازم
نهان در پردهٔ دل بود رازم — سرشکم کرده غمازی چسازم
سپید از انتظارت گشت چشمم — سیه مست می نازی چسازم
شدم یکسان بخاک راه گذارت — گذر بر من نیندازی چسازم

دغا بازیست کارت با حریفان / جز این بازی نمی بازی چسازم
برایت کردم از دل خانه سازی / تو آن را گر براندازی چسازم
چسازم چارهٔ کار تو واقف / اسیر ترک طنازی چسازم

۲۱

باشک شام و بآه سحر چه چاره کنم
دلست باعث این درد سر چه چاره کنم
ز گریه در غم دل ای که می کنی منعم
بگو بجوشش خون جگر چه چاره کنم
بسان آیینه وقف تو کرده ام خانه
گر از غرور نیایی ز در چه چاره کنم
ز دست آن مژه خون می شوم علاجی نیست
شکست در رگ جان نیشتر چه چاره کنم
ز گریه ام جگر خاره آب می گردد
نمی‌کند بدل او اثر چه چاره کنم
ز پا فتادم و او بر سرم نمی آید
وگرنه عمر من آمد بسر چه چاره کنم
مرا دماغ نماندست و طبع نازک او
شکایت ار نکنم مختصر چه چاره کنم
دگر ز عشق شدم خوار در وطن واقف
اگر سفر نگزینم دگر چه چاره کنم

۲۲

ز کوی او سفر کردیم و رفتیم / ز خوی او حذر کردیم و رفتیم
ز بیم دور باش غمزه از دور / بروی او نظر کردیم و رفتیم
تو با اغیار بنشین ما ز غیرت / وداع خیر و شر کردیم و رفتیم
بخود زهر جدایی را بناچار / گوارا چون شکر کردیم و رفتیم
عزیزان عشق خواری آورد بار / شما را باخبر کردیم و رفتیم
جگر خوار است راه عشق لیکن / درین راه ما جگر کردیم و رفتیم
لب خشکیده را در وادی عشق / بآب دیده تر کردیم و رفتیم
نسیم آسا سبک روحم ازان کوی / طواف بام و در کردیم و رفتیم

شکایت بود طولانی چو زلفش حکایت مختصر کردیم و رفتیم
دم تیغ است اگر این راه ما نیز ز خود قطع نظر کردیم و رفتیم
سفر کردیم از کویش بهر گام کف خاکی بسر کردیم و رفتیم
گذشتیم از سر زلف سیاهت ز سر سودا بدر کردیم و رفتیم
بسوز و گریه در بزمش من و شمع شبی باهم سحر کردیم و رفتیم
بپا رفتن درانجا از ادب نیست بکویش پا ز سر کردیم و رفتیم
چو واقف راه باریک عدم را خیال آن کمر کردیم و رفتیم

۲۳

منم آن خسته که از درد محابا نکنم
گر کشد کار بمردن که مداوا نکنم
گر بدانم که سر کشتن ما دارد یار
نکنم زندگی خضر تمنا نکنم
نکنم بار دگر دعوی آتش نفسی
گر بیک دم دل سنگین تو مینا نکنم
حکم فرما که بدیوان قیامت ظالم
سر کنم شکوهٔ شمشیر ترا یا نکنم
شده ام بسکه ز آمیزش مردم دلگیر
گر شوم سرمه که در چشم کسی جا نکنم
ناصحا سرزنش من چکنی زان که چو شمع
تا رمق هست مرا ترک تماشا نکنم
من که در خاطر خود ره ندهم عقبیٰ را
خویش را رنجه عبث از غم دنیا نکنم
از دهانش که به تنگی به زبانها افتاد
بهر یک بوسه همان به که تقاضا نکنم
خاطرم بسکه گرفت از غم و شادی واقف
گریه بر حال خود و خنده بدنیا نکنم

۲۴

چون تار ساز هر چند ما زار می نماییم
یک ره نوازشی کن بنگر چه خوش صداییم

تا از میان مردم در وضع خود جداییم
با درد آشناییم بیگانه‌ی دواییم
طفلان سنگدل را یاران ز ما بگویید
تا کی تغافل از ما دیوانه‌ی شماییم
با رنگ شادی و غم داریم طرفه ربطی
یک دست شیشه از خون یک دست درحناییم
ما را بماتم و سور باشد خوش اختلاطی
با خنده قاه قاهیم با گریه های هاییم
آهنگ تازه‌ای عشق تعلیم کرد ما را
بلبل خموش گردد هرگه غزل سراییم
رفتی و در قفایت بر خاک ره نشستیم
برخاستن ندانیم گویی که نقش پاییم
با وصف تیره روزی چون خال بر رخ یار
ما هر کجا که رفتیم بسیار خوش نماییم
آن بوسه ها که دادی قرضاً بما فقیران
گر زندگی وفا کرد یک یک ادا نماییم
با فوج بی نیازی بر قلب ما چه تازی
مشکن چنین دل ما سرلشکر دعاییم
ای هم نفس چه پرسی احوال ما که عمریست
همچو نی شکسته بی برگ و بی نواییم
صاحب بصیرتی کو تا قدر ما شناسد
ما خاک پای یاریم سرکوب توتیاییم
ای بخت بی حمیت چون کاسه‌ی گدایان
ما را مبر بهر در جام جهان نماییم
واقف ز کوی خوبان ما را سفر چه امکان
هم بسته‌ی وفاییم هم کشته‌ی جفاییم

۲۵

ترا من با وفا دانسته بودم — غلط کردم خطا دانسته بودم
دلت دادم مسلمان زاده دیدم — نه کافر ماجرا دانسته بودم
گمان بردم که خواهی دوست بودن — چنین دشمن کجا دانسته بودم

براهت پا ز سر کردم همان روز / که من سر را ز پا دانسته بودم
مرا در خانه یک دم نیست آرام / ره کویت چرا دانسته بودم
همان‌دم کش بکف شمشیر دیدم / سرم از تن جدا دانسته بودم
بکوی گل رخان آخر شدی خوار / من از اول دلا دانسته بودم
برفتم کور کورانه دران کوی / من آن را کربلا دانسته بودم
مگر بیگانه بودم آن دم از عقل / که او را آشنا دانسته بودم
جهازم را تباهی کردی ای عشق / ترا من ناخدا دانسته بودم
دلا سرگشته‌ام کردی درین دشت / ترا من رهنما دانسته بودم
گمانم در حقش باطل برآمد / چها دیدم چها دانسته بودم
سیه شد روزم از اقبال زلفت / منش بال هما دانسته بودم
تو **واقف** رند شاهد باز بودی / ترا من پارسا دانسته بودم

۲۶

چون شمع ما بکعبه و بتخانه سوختیم
هر جا بداغ حسرت جانانه سوختیم
امشب کز آتش غم جانانه سوختیم
آهی زدیم و بام و در خانه سوختیم
امشب چه حال بود که از یاد روی او
با شمع ساختیم و با پروانه سوختیم
در بزم من بیاد عزیزان گرم خون
از اختلاط شیشه و پیمانه سوختیم
تا کی نهیم داغ ز خامی بفرق خویش
ما از علاج این دل دیوانه سوختیم
روشن نشد بمحرم و بیگانه سوز ما
ما خویش را بگوشه‌ی ویرانه سوختیم
از ما مپرس حاصل افشاندن سرشک
در مزرع امید بسی دانه سوختیم
مردیم در حریم تو با داغ بی کسی
ای وای در وطن چه غریبانه سوختیم
همسایه چون بسوختن ما رضا نداد
رفتیم در محلهٔ بیگانه سوختیم

واقف مپرس حسرت ما را که چون حزین
" پیش از ظهور جلوهٔ جانانه سوختیم "

۲۷

احوال خراب می نویسم نقشی بر آب می نویسم
وصف رخ نو خط و خوی آلود با مشک و گلاب می نویسم
سوز دل خویش سوی آن مست از اشک کباب می نویسم
جز روی کتاب دیدنی نیست بر پشت کتاب می نویسم
تا مرد رقیب من بگورش آیات عذاب می نویسم
هر ذرهٔ خاک درگهش را خورشید جناب می نویسم
مکتوبم شسته گردد از بس با چشم پر آب می نویسم
واقف القاب دلی که خون باد رسوا و خراب می نویسم

۲۸

بزندان غمت جز ناله و زاری نمی دانم
مرا آزاد کن قدر گرفتاری نمی دانم
مکن عیبم اگر از دیدنت در اضطراب افتم
که من پروانه ام ای شمع خود داری نمی دانم
اگر در شیشه داری خون دل ساقی به ساغر کن
که چون اهل هوس من رسم می خواری نمی‌دانم
برو ای هم نشین گر خوابت آمد سر ببالین نه
که من چون شمع شبها غیر بیداری نمی دانم
ز بیدادی نگفتم سخت پیکان ترا هرگز
بحمدالله که آیین دل آزاری نمی دانم
شتابان از بر من می رود آنشوخ و میگوید
که من عمرم ره و رسم وفاداری نمی دانم
میفگن بر دلم زنهار بار سرگرانی را
که من وحشی طبیعت ناز برداری نمیدانم
به بزم گل رخان عزت نمی یابد کسی واقف
تو از بهرچه آنجا میکشی خواری نمی دانم

۲۹

بیا ای دل ربا گرد تو گردم
مرو ای بیوفا گرد تو گردم

بیا ای قبلهٔ جان کعبهٔ دل
که از صدق‌وصفا گرد تو گردم

باین تعجیل رفتن را چه باعث
زمانی باش تا گرد تو گردم

نمی گردد دل من گرد هر کس
تو شوخ و میرزا گرد تو گردم

ندارم پای کم از هاله در مهر
بیا ای مه لقا گرد تو گردم

بسی گرد دلم گردیده‌ای تو
دمی بنشین که تا گرد تو گردم

بلایی از چه می گردی ز من دور
به نزدیکم بیا گرد تو گردم

نیم پروانهٔ گستاخ ای شمع
بده رخصت مرا گرد تو گردم

فتاد ای شوخ از پرکار پایم
ندانم تا کجا گرد تو گردم

چو بیند فتنهٔ چشمت بگوید
چه استادی تو شاگرد تو گردم

تو گر اسباب قتل من کنی جمع
بگویم مرحبا گرد تو گردم

برغم گنبد گردنده جامی
بگردان ساقیا گرد تو گردم

بلا گردانی دولت ضرور است
تو شاهی من گدا گرد تو گردم

همه بیگانهٔ طرزند واقف
تویی طرز آشنا گرد تو گردم

۳۰

منت از خون دل شراب دهم
از جگر پارها کباب دهم

کند از رشک موج گیسو را
چون سر زلف گریه تاب دهم

عرق آلوده می روی بشتاب
باش تا چشمی از تو آب دهم

نالهٔ دل فتاده از آهنگ
گوشمالی باین رباب دهم

گر تو شمع و چراغ من باشی
مه و خورشید را جواب دهم

در بساطم دلی خرابی هست
بتو ای خانمان خراب دهم

گشته ام معتکف به میخانه
جان بپای خم شراب دهم

تشنه آیی بخانه ام ای کاش
که شرابت بجای آب دهم

ساقی آن باده لطف کن که ازو
شیب را مژدهٔ شباب دهم

بتوانم دوید در جلوش
بوسه باری بآن رکاب دهم

کشته گردد ز رشک من سیماب
گر چنین داد اضطراب دهم

خوان دردی کشیده ام خواهم
که صلای بشیخ و شاب دهم

آن کمر هیچ و بهر او واقف
من چرا تن به پیچ و تاب دهم

۳۱

این دل گم گشته را در زلف خوبان یافتم
بعد عمری یافتم لیکن پریشان یافتم
دل ز درد عشق بریان دیده گریان یافتم
منت ایزد را که من این یافتم آن یافتم
خواب دیدم کز نهال عیش می چینم ثمر
چون شدم بیدار لخت دل بداما‌ن یافتم
گشت تا چشم دلم روشن سواد معرفت
سرمه سان در هر سیاهی نور پنهان یافتم
تا شدم صاحب مذاق آن تلخی دشنام را
شیرهٔ جان یافتم شیرین تر از جان یافتم
بوسه‌ای زان لب گرفتم زخم دل را سود کرد
بخت را نازم که مرهم از نمکدان یافتم
لحظه‌ای در خواب رفتم از خیال آن مژه
تا شدم بیدار سوزن در گریبان یافتم
بی خبر بودم ز دل کردم چو در کارش نظر
در سر این قطرهٔ خون شور طوفان یافتم
سرزمینی از برای سجده می کردم طلب
شکر لله آستان شاه جیلان یافتم
وا شده دل کرد دنیا را به چشم من بهشت
تا شگفت این غنچه زندان را گلستان یافتم
از دل خون گشته **واقف** عمرها کردم سراغ
اشک چندی عاقبت بر نوک مژگان یافتم

۳۲

دل سخت آن بیوفا را چگویم — نگویم اگر سنگ خارا چگویم
چه پرسی ز طوفان اشکم چه پرسی — چه گویم من این ماجرا را چگویم
بمن آنچه کردی بدست حنایی — نگارا چگویم نگارا چگویم
تنش را که‌جان نزاکت توان گفت — کشد تنگ در بر قبا را چگویم
اگر عمر خود گویمش میگریزد — بگویید آن بیوفا را چگویم

شمیمی ز سویش غباری ز کویش نیاورد باد صبا را چگویم
ربود استخوان مرا از سگ او منم بی سعادت هما را چگویم
بمن خواستی حرفی از لطف گویی ترا مانع آمد حیا را چگویم
بگفتم روم از در آن جفا جو مرا سد ره شد وفا را چگویم
مرا پند بیهوده تا چند گفتن من ای پندگویان شما را چگویم
دل من چو خود مبتلای بتان شد خدا را عزیزان خدا را چگویم
چها کرد **واقف** بزخم دل من من آن طرهٔ مشک سا را چگویم

۳۳

دارم اگرچه دست بکاری که داشتم
هستم دل آرمیده بیاری که داشتم
در حشر هم فتاد مرا از جنون عشق
اینجا بکودکان سروکاری که داشتم
با آنکه رست از گل من صد هزار گل
از دل نشد برون دو سه خاری که داشتم
برباد رفت عاقبت از خصمی صبا
در کوی یار مشت غباری که داشتم
رفت از دلم برون چو در آمد غم فراق
بر خود گمان صبر و قراری که داشتم
از سبزهٔ خط تو سیاهی کنان رسید
یک عمر انتظار بهاری که داشتم
واقف ز گریه در جگرم گرچه نم نماند
دارم بدل هنوز بخاری که داشتم

۳۴

بآن سیمین بدن زر بگذرانم تکلف بر طرف سر بگذرانم
چو شمع اول ببازم سر ببزمت تمام عمر بی سر بگذرانم
بگلشن نسخهٔ وصف قدش را بشمشاد و صنوبر بگذرانم
بدست آورده ام مشت سپندی که در بزمش به مجمر بگذرانم
مسیحای مرا از من بگویید که من تا کی به بستر بگذرانم
دل افسرده را صد پاره سازم کباب آسا باخگر بگذرانم

کنم دعوی که فربه شد دل من		گواه این چشم لاغر بگذرانم
اگر دانم که راضی می شود یار		دل و دین و سر و زر بگذرانم
تغافل می کند چشمت بکارم		جگر روزی بخنجر بگذرانم
ندارم هیچ **واقف** چون ظهوری		دلی دارم به دلبر بگذرانم

۳۵

اشک را یافته‌ام پرده در خود چکنم
چکنم آه به لخت جگر خود چکنم
کرده امید رهایی ز دل من پرواز
گر نریزم بقفس بال و پر خود چکنم
از حسد باد بکویت نبرد خاکم را
چون فرستم بتو یا رب خبر خود چکنم
گفتی از ناز که می سوز بداغم چون شمع
گر نه فرمان تو گیرم بسر خود چکنم
گاه در زلف تو گه جانب سنبل نگرد
آه با چشم پریشان نظر خود چکنم
سر و کارم بدل سخت بتان افتاد است
نزنم سنگ خدایا بسر خود چه کنم
چارهٔ مردم غماز چه سازم **واقف**
سخت رسوا شدم از چشم تر خود چکنم

۳۶

دل در خون طپیده‌ای دارم		جان بر لب رسیده‌ای دارم
چشمم از چشم یار می ترسد		دل مژگان گزیده‌ای دارم
نالهٔ چند کرده ام موزون		نی غزل نی قصیده‌ای دارم
برنگردم بگفتهٔ ناصح		من بخوبان عقیده‌ای دارم
همچو گل خنده بر رفو دارد		طرفه جیب دریده‌ای دارم
ناله قد می کشد ز سینهٔ من		سرو قامتَ کشیده‌ای دارم
زان کنم گریه های یعقوبی		که غم نور دیده‌ای دارم
شده ام رام چشم آهوی مست		گرچه طبع رمیده‌ای دارم
چکنم آرزوی گل چیدن		منکه دامان چیده‌ای دارم

گر رمیدی نمی روم از جا خاطر آرمیده‌ای دارم
از برای نثار او واقف جان بر لب رسیده‌ای دارم

۳۷

هر سحر یاد شما می کنم و می گریم
درد دل پیش خدا می کنم و می گریم
او بمن عرض جفا می دهد و می خندد
من باو شرح وفا می کنم و می گریم
خاص با کلبهٔ احزان نبود زاری من
بی تو شیون همه جا می کنم و می گریم
صبر و طاقت دل و جان تاب و توان گم شد و من
یاد این گم شدها میکنم و می گریم
در شب وصل ز اندیشهٔ روز هجران
زلفش از دست رها می کنم و می گریم
آن پسر را چه خبر کز ستم دوری او
من چو یعقوب چها می کنم و می گریم

۳۸

آن قد دل پسند را نازم سرو دستار بند را نازم
کشتهٔ اوست هرکرا جانی است آن نگاه کشند را نازم
دل دران بزم سوخت پا بر جا طاقت این سپند را نازم
عقل درماندهٔ کم و کیف است عشق بی چون و چند را نازم
التفاتی بمهر و ماهش نیست آن تغافل بلند را نازم
کرده شوریده تر مرا ناصح نازم این طور پند را نازم
آهوی چشم او شکارم کرد صید صیاد بند را نازم
همه گردن کشان اسیر ویند شوخ کاکل کمند را نازم
زهرها غوطه در شکر زده است آن لب نوشخند را نازم
مرد و هرگز نبرد نام دوا واقف دردمند را نازم

۳۹

خواهم که یک شب گریه‌ای در پای دیوارش کنم
شوری بعالم افکنم از خواب بیدارش کنم

دولت اگر دستم دهد از دست اغیارش کشم
گر بخت یار من شود با خویشتن یارش کنم
گر دل مددگاری کند ور دیده‌ام یاری کند
چندان بگریم پیش او کز خویش بیزارش کنم
تا چند بینم در برم دل لاف مستوری زند
بیرون برم زین خانه و رسوای بازارش کنم
با این همه دل بستگی خواهم که از کویش روم
تا چند آزارم کند تا چند آزارش کنم
سودا بزلف عنبرین سود است میدانم یقین
سرمایهٔ دنیا و دین آن به که در کارش کنم
از بسکه زلف کافرش از راه دینم برده است
گر سبحه در دستم فتد فی‌الحال زنارش کنم
از حال زار خود دگر نگذارم او را بی خبر
خفته است بیدارش کنم مست است هشیارش کنم
واقف ندارد آن پسر از شان حسن خود خبر
آیینه بنمایم باو وز خود خبردارش کنم

۴۰

گرچه ما از زمانه سوخته ایم قدری عاشقانه سوخته ایم
بلبلان ترانه سوخته ایم پر و بال آشیانه سوخته ایم
مزرعه ما چگونه سبز شود همچوخال تو دانه سوخته ایم
سوخت پروانه در حضور چراغ ما ازو غائبانه سوخته ایم
صحبتش در گرفته با اغیار ما عبث درمیانه سوخته ایم
نیست ما را خبر ز مسجد و دیر ما فقیران خانه سوخته ایم
شمع در صدر بزم می سوزد ما بر آن آستانه سوخته ایم
ما بدل داغ نامرادی را بمراد زمانه سوخته ایم
آتشی در من و دل افتاد است هان خبر گیر تا نه سوخته ایم
نیست همداغ ما کسی واقف در محبت یگانه سوخته ایم

۴۱

چنان مکن که ز کوی تو خوار برخیزم
ز روی مهر و وفا شرمسار برخیزم

بیا و وعده وفا کن وگرنه بهر خدا
بگو که من ز ره انتظار برخیزم
قیامتی شود آن دم که من ز دست غمت
دریده جیب کفن از مزار برخیزم
برنگ لاله ز دست تو روز رستاخیز
ز خاک با جگر داغدار برخیزم
همان بخاک نشینم ز کلفت دوران
هزار مرتبه گر چون غبار برخیزم
بمرگ خویش نشینم بزندگی سوگند
خدا نکرده که از کوی یار برخیزم
ز گریه کار بجای رسانده ام **واقف**
که در مقابل ابر بهار برخیزم

۴۲

اشارت کن دل و جان می رسانم — بفرما دین و ایمان می رسانم
تهی دستم همین عشق بلندی — بآن سرو خرامان می رسانم
دل دیوانه ام مشتاق سنگی است — سلام او بطفلان می رسانم
دلم خون گشت از ذوق شهادت — بعرض تیغ جانان می رسانم
ندارم جز دل جمعی ز دنیا — بآن زلف پریشان می رسانم
بزخم‌دل نمک پاشی ضرور است — بآن لبهای خندان می رسانم
اسیرم در قفس لیکن صفیری — بمرغان گلستان می رسانم
دلم خون می شود صد بار از ضعف — سرشکی تا بمژگان می رسانم
نمی آید ز دستم گرچه کاری — گریبان را بدامان می رسانم
نیم گر در خور شمشیر نازش — ولی خود را بمیدان می رسانم
جگر مشتاق زخم کاری هست — به خنجر های مژگان می رسانم
بسان شمع **واقف** از گل داغ — سر خود را بسامان می رسانم

۴۳

در آغاز محبت از جفای دلستان مردم
وفاداری نکرده وای عمرم نوجوان مردم
اگر گل بر سر خاکم بریزی غنچه می گردد
ز بس دل تنگ از یاد دهان دلبران مردم

ز کس حرف پریشان حالی گلزار نشنیدم
هزاران شکر ایزد در قفس پیش از خزان مردم
بامیدیکه سازد تازه بوی گل دماغم را
بگلگشت چمن رفتم ز شور بلبلان مردم
بجای گریه مردم را به حالم خنده می آمد
که بهر کسب شادی بی‌تو خوردم زعفران مردم
رفیقان گرم بگذشتند و من از داغ مهجوری
درین وادی‌چو آن آتش که ماند از کاروان مردم
شنیدم تا صفیر همنوایان در قفس واقف
ز محرومی من بی بال و پر در آشیان مردم

۴۴

اشک خونین جگری می خواهم | آه آتش اثری می خواهم
من اگر مشت زری می خواهم | از پی سیم بری می خواهم
در مزاجم رگ سودای هست | زان مژه نیشتری می خواهم
سرمه منظور نظر نیست مرا | قدری خاک دری می خواهم
نشنوم تا سخن بی دردان | از خدا گوش کری می خواهم
تا بداد لب خشکم برسد | بدعا چشم تری می خواهم
بوسه‌ای ده که بسی بی ذوقم | تلخ کامم شکری می خواهم
نازک افتاد مزاجم در عشق | دلبری مو کمری می خواهم
نیستم قابل فیض صیاد | لایق دام پری می خواهم
آرزومند شهادت چه شوم | در خور تیغ سری می خواهم
ز آتش وادی ایمن واقف | همچو موسی شرری می خواهم

۴۵

شکوه ها از یار در دل می برم | از گلی صد خار در دل می برم
حرفهای گفتنی نا گفته ماند | می روم نا چار در دل می برم
کی توان گل کرد خاک کوی او | گریه های زار در دل می برم
گفتم ارنی لن ترانی گفت یار | حسرت دیدار در دل می برم
خوشه ای زین خرمنم حاصل نشد | غصه صد خروار در دل می برم

خان و مان خلق نتوان سوختن آه آتش بار در دل می برم
واقف از کم التفاتیهای یار شکوهٔ بسیار در دل می برم

۸۶

میتوانم ز سر هر دو جهان برخیزم
نتوانم ز در پیر مغان برخیزم
نام من بندهٔ عشق است و نشانم داغ است
روز محشر بهمین نام و نشان برخیزم
هجر از پای فگندست ازان پیر شدم
گر دهد دست وصال تو جوان برخیزم
چند گویی که فلانی ز بر من خیز
در کنارم بنشین تا ز میان برخیزم
ای که گفتی بسر طرهٔ من سودا کن
باش تا من ز سر سود و زیان برخیزم
گر پی کشتن من یار ز جا برخیزد
من هم از روی ادب از سر جان برخیزم
هر کجا ذکر شهیدان تو آید بمیان
از سر صبر و خرد مرثیه خوان برخیزم
گر کشی تیغ ز بزم تو نخیزم هرگز
من نه آنم که بتحریک زبان برخیزم
ندهم دامن دیوانگی از کف که بحشر
چون گل از خاک همان جامه دران برخیزم
در غمت بر سر آتش بنشینم خاموش
نه سپندم که ز جا گرم فغان برخیزم
این مکان پیر خرابات بمن تعیین کرد
واقف از پای خم باده چسان برخیزم

۸۷

شب از دوریت سخت افسرده بودم
چه افسرده جان کسی مرده بودم

شدم در قمار محبت حریفش
دغا باخت او ورنه من برده بودم
دهان مرا دوختی خوب کردی
چه دلها که از ناله آزرده بودم
رقیبانه سر میکنی از چه با من
دلا من درین بزمت آورده بودم
بکامم ازان شد عقیق لب او
که یک عمر خون جگر خورده بودم
ازان شب هراسیدم از طرهٔ تو
که مار سیاهش گمان کرده بودم
خدا را مزن بر سر غیر تیغی
که من بر سر کارش آورده بودم
فلک کرد در چشم او خاک حرمان
درین دشت دامی که گسترده بودم
ز بس در جگر نم نبودست امشب
پی گریه واقف دل افسرده بودم

۴۸

زمین خدمتش گاهیکه یابم یار می بوسم
گهی از درد محرومی در و دیوار می بوسم
بذوق آنکه خورداست از لب شمشیر او بوسی
دهان زخم را می بوسم و بسیار می بوسم
مرا تیری زدی کو بخت تا دست ترا بوسم
چو بوسیده است شستت را لب سوفار می بوسم
چنان دیوانهٔ آن قامت و رخسار گردیدم
که پای سرو گل را درچمن صد بار می بوسم
در اوراق دلم ثبت است آیات وفا واقف
من آن را از ره تعظیم مصحف وار می بوسم

۴۹

وا شو زمانی ای بی ترحم — بکشا دلم را از یک تبسم
من رند و پیرم هر صبح گردم — با قامت خم گرد سر خم

در بزم مینا سر کرده قلقل برخاست زاهد فهمیده قم قم
از گفته‌ی کس پروا ندارم یا عاذلی قل یا لایمی لم
درکوچهٔ زلف صد پیچ وخم است این نابلد دل ترسم شود گم
ای دل حذرکن از چشم خوبان مار است گیسو ابروست کژدم
لاحول گویان برخیز واقف بگریز جای زین دیو مردم

۵۰

چو خم بگوشهٔ میخانه نسبتی دارم
چو می بشیشه و پیمانه نسبتی دارم
ازان ز شهر بدر می روم شتاب زده
که همچو سیل بویرانه نسبتی دارم
چرا به خرد و بزرگ زمانه بنشینم
که من بشیشه و پیمانه نسبتی دارم
اگرچه راه ندارم بصدر همچو غبار
به آستانه‌ی جانانه نسبتی دارم
ازان ز پهلوی فرزانگان گریزانم
که من بمردم دیوانه نسبتی دارم
مرا بسلسلهٔ سبحه اعتقادی نیست
که من بگریهٔ مستانه نسبتی دارم
بسر کنم بگل و شمع روز و شب واقف
که من به بلبل مستانه نسبتی دارم

۵۱

غم هجران کشیدم و رفتم زهر حرمان چشیدم و رفتم
نقد جان صرف کرده زین بازار جنس دردی خریدم و رفتم
بوسه ای زان لبم نشد روزی لب بدندان گزیدم و رفتم
آمدم شب نهفته در کویش زاری دل شنیدم و رفتم
همچو صبح آمدم باین عالم دم سردی کشیدم و رفتم
تاب نزدیک رفتنش چون نیست رویش از دور دیدم و رفتم
بسکه این باغ بی هوا بوده است جامه چون گل دریدم و رفتم
خار غم داشتم بدل واقف گل عیشی نچیدم و رفتم

۵۲

من با دل سخت تو در افتاد ندارم
با سنگ سر جنگ چو فرهاد ندارم
در کوی تو ام هیچ غم مرگ نباشد
صید حرمم بیم ز صیاد ندارم
در یاد قدت می دهم از چشم خورش آب
ورنه طمع سایه ز شمشاد ندارم
ور وصف دهان تو نگویم چه بگویم
شیرین تر ازین هیچ سخن یاد ندارم
آنسوی دو عالم بود آرامگه من
من کار بویرانه و آباد ندارم
واقف نشوم هم سفر قافلهٔ عشق
مانند جرس طاقت فریاد ندارم

۵۳

شب هجر تو داغ می سوزم — چه قدرها دماغ می سوزم
چشم بر راه او ز اول شام — تا سحر چون چراغ می سوزم
لاله سان در معاشران چمن — بی تو برکف اياغ می سوزم
میزنم جام عشق پی در پی — داغ بالای داغ می سوزم
آنچنان گرم رفته دل ز برم — که کنم گر سراغ می سوزم
یافتم شغل عاشقی واقف — خان و مان فراغ می سوزم

۵۴

دل بیتاب وصل سیم تن جانانه‌ای دارم
ز شوق او طپیدن های سیمابانه‌ای دارم
سیاحت کرده‌ام ملک جنون چندانکه بایستی
بدامن ذرهٔ گردی ز هر ویرانه‌ای دارم
دل صد چاک با چندین زبان این حرف میگوید
که افتد گر قبول طره اش من شانه‌ای دارم
نه از خود سرفراز منصب عشقم درین محفل
بمهر شمع خود در سوختن پروانه‌ای دارم

متاع دین و دانش بر سر هم در دل افتاده است
ز چشم یار چشم غارت ترکانه‌ای دارم
بشوق جلوه‌ات آیینه سان پرداختم دل را
بیا روزی ز روی لطف من هم خانه‌ای دارم
سراپا شور عشقم بر لبم انگشت نتوان زد
نمک در پرده‌های خواب هر افسانه‌ای دارم
من از دم سردی دوران ندارم بیم افسردن
به پهلو چون دل پر داغ آتش خانه‌ای دارم
زدم گر دست در زنجیر زلف او مشو برهم
تو میدانی که من واقف دل دیوانه‌ای دارم

۵۵

از وصل دلبر دل بر گرفتم — خود را بیادش در بر گرفتم
گفتی بداغم می سوز چون شمع — فرمان نازت از سر گرفتم
این بار شاید سودی به بینم — سودا بزلفش از سر گرفتم
چشم پر آبم سودی نه بخشید — از آتش دل تا در گرفتم
یار آمد از در بهر نثارش — از گریه مشتی گوهر گرفتم
رفتم پی دل ای وای بر من — دیوانه‌ای را رهبر گرفتم
دنیا و عقبی از دست دادم — ساغر از دست ساقی گرفتم
واقف نشستم در گوشهٔ دل — هر دو جهان را محشر گرفتم

۵۶

با غیر سری داری و گویی که ندارم
پنهان نظری داری و گویی که ندارم
ای خانه برانداز بسر کوچهٔ اغیار
شبها گذری داری و گویی که ندارم
ما را دهنی تلخ پر از زهر تو بی رحم
تنگ شکری داری و گویی که ندارم
از عشوهٔ پنهان پی غارت گری دل
با خود حشری داری و گویی که ندارم

من چون نزنم دست ز حسرت بسر خویش
جانان کمری داری و گویی که ندارم
از راز نهان تو خبر یافته **واقف**
دل با دگری داری و گویی که ندارم

۵۷

ساخت غربت بمن وطن چکنم — از قفس خوشدلم چمن چکنم
نتوان شد بزور شیرین کام — سعی بی جا چو کوه کن چکنم
بگزم بو کنم نمی دانم — آه با سیب آن ذقن چکنم
یوسف من بیار خود تشریف — ورنه من بوی پیرهن چکنم
تنگ دل می کند مرا با هیچ — نکنم شکوه زان دهن چکنم
ای که از بیدلی کنی عیبم — دل تو بردی ز دست من چکنم
طرفه داغی به پیشم افتاد است — چکنم شمع انجمن چکنم
خوانده ام درس خامشی **واقف** — جدل و بحث و علم و فن چکنم

۵۸

بداماں جنون دستی زدم از خویشتن رفتم
ز خود مانند صبح از راه چاک پیرهن رفتم
نه گل چینم که باشم بار خاطر عندلیبان را
نسیمم تا ز گل بوی گرفتم از چمن رفتم
مبند از سادگی بر وعدهٔ شیرین لبان دل را
که من جان کندم و ناکام همچون کوهکن رفتم
دلم جای نخواهد رفت هرچند از پریشانی
بزلف یار میگوید شبت خوش باد من رفتم
باین هستی کم فرصت چو صبحم خنده می آید
سر از جیب عدم تا برکشیدم در کفن رفتم
شدم در گلستان بیمار و آهنگ قفس کردم
هوای غربتم ناساز شد سوی وطن رفتم
ز شمع امشب مرا پروانه بر پروانه می آید
من آتش بجان ناخوانده کی در انجمن رفتم
سراپایم چو زلف دلبران شد پر شکن آخر
ز سودا بسکه در دنبال زلف پر شکن رفتم

چو آن شمعیکه بی‌فانوس میسوزد در این محفل
بسر بردم به بی پیراهنی بی پیرهن رفتم
ز درد و داغ غربت نیست فریاد شب و روزم
بفریادم ازین کز یاد یاران وطن رفتم
مرا خود سیل اشک از آستانش می برد **واقف**
تو گر داری ز تمکین لنگری بنشین که من رفتم

۵۹

شکایت ازین باغ بی جا ندارم
که گل بر سر و خار در پا ندارم
وداعم کنید ای عزیزان که چون سیل
سر باز گشتن ز صحرا ندارم
مرا هست از آسمان چشم ریزش
چو ساغر امیدی ز مینا ندارم
چه بازم براه بتان ای خدا من
که دین پر عزیز است دنیا ندارم
چسان دامن یوسف خود بگیرم
که مردانگی چون زلیخا ندارم
چرا بر سر جا کنم بحث در بزم
دماغ سخنهای بی جا ندارم
شود محرم جامه خواب تو هر شب
چرا رشک تصویر دیبا ندارم
مرا کردی امیدوار شهادت
کرم کن کرم ورنه دعوی ندارم
زدم بر در داغ دل حلقه یعنی
امید کشایش ز درها ندارم
ندانم کجا برده یا رب رقیبش
که امروز من عقل بیجا ندارم
شبی نیست کز فکر آن زلف **واقف**
دماغی پر از دود سودا ندارم

۶۰

دیگر بجوش آمده دریای گریه‌ام
بیدرد من بیا به تماشای گریه‌ام
با یکدگر تلاش دو همچشم دیدنی است
ای ابر تر بر آ که مهیای گریه‌ام
بر دل غبار بسکه ازین خاکدان نشست
در راه شوق رفته بگل پای گریه‌ام
افتاد کوچه گرد چو سیلاب اشک من
چون ابر در هوای تو رسوای گریه‌ام
چون سیل راه دامن صحرا گرفته است
زان دم که گشته است روان پای گریه‌ام
در دشت عشق راه بجای نمی برد
حسرت فگنده سلسله بر پای گریه‌ام
خواهد بکوی ماه جبینی کشید رخت
می تابد این ستاره ز سیمای گریه‌ام
گوید کنار من به فراقت به چشم من
بر من بریز اشک که من جای گریه‌ام
شد خانها خراب ز سیل سرشک من
پروای گریه‌ام نکنی وای گریه‌ام
واقف چه می کنی چو قلم سرزنش مرا
از سر نمی رود سر سودای گریه‌ام

۶۱

موج زد بحر غم شنا چه کنم — من گم کرده دست و پا چه کنم
چون گریزم ازان سهی بالا — مبتلایم باین بلا چه کنم
زاری دل بگوش او نرسید — بخت عشق است نارسا چه کنم
وعدهٔ وصل میدهد آن شوخ — نکند عمر اگر وفا چه کنم
پیش تیر تو دل نشان کردم — از قضا گر شود خطا چه کنم
کرده‌ای آن نگار را پابند — من ز دست تو ای حنا چه کنم
تشنه جان میدهم بکوی بتان — اوفتادم بکربلا چه کنم

دلربایان بمن چها کردند چکنم آه با شما چه کنم
واقف از خود بسی هراسانم نکنم گر خدا خدا چه کنم

۶۲

خوش آن که من از دانش و فرهنگ برآیم
آیینهٔ یارم گر ازین زنگ برآیم
آغشته بخون می روم از کوی تو بیرون
می خواست دل من که باین رنگ برآیم
دل باخته از خصمی هفتاد و دو ملت
آن به که من از معرکهٔ جنگ برآیم
کو جاذبهٔ لطف نسیمی که درین باغ
چون بوی گل از پیرهن رنگ برآیم
زان باغ که آنجا شگفد غنچهٔ تصویر
تقدیر چنین خواست که دل تنگ برآیم
عریان تنیم ساخته مطعون خلائق
بر خاک درش غلطم و از ننگ برآیم
چون چشمه من ای سنگدل از دست تو فردا
با دیدهٔ گریان ز ته سنگ برآیم
واقف ندهد گوش به آواز من آن گل
با مرغ چمن گرچه هم آهنگ برآیم

۶۳

خصم جانی منت شناخته ام ای فلانی منت شناخته ام
گرچه نامهربان بما هستی مهربانی منت شناخته ام
مردم و باورت نمی آید بدگمانی منت شناخته ام
مکن ای عندلیب دعوای عشق قصه خوانی منت شناخته ام
دلستانی و مانده جان آن نیز می ستانی منت شناخته ام
درد واقف نمی شناسی حیف ای فلانی منت شناخته ام

۶۴

صبر گریزپا را من خوب می شناسم
این یار بیوفا را من خوب می شناسم

از دست برده دل را پامال می نماید
خوبان دل ربا را من خوب می شناسم
هر چند خویشتن را بیمار وا نماید
آن چشم فتنه زا را من خوب می شناسم
آن دل که یار دارد دل نیست گوش کن گوش
سنگ است و سنگ خارا من خوب می شناسم
بر شیشه جانی کس رحمی نمی نمایید
سنگین دلان شما را من خوب می شناسم
هر رنگ جلوه دارد با چشم آشنایی
آن حسن خودنما را من خوب می شناسم
دارد بسر خیال هم چشمی تو نرگس
این کور بی حیا را من خوب می شناسم
بیگانه اند و اغیار هرگاه کار افتد
یاران آشنا را من خوب می شناسم
دیوانگان خود را کی مینوازد از سنگ
آن طفل میرزا را من خوب می شناسم
رفتم پی گدایی دی بر درش چو بشنید
گفتا که این گدا را من خوب می شناسم
دارند با جوانان واقف سری نهفته
پیران پارسا را من خوب می شناسم

۶۵

هست هیچ آن کمر دگر معلوم — کردم از دقت نظر معلوم
آن دهن چیست نقطهٔ موهوم — بتامل شد اینقدر معلوم
از عقیق لبش دو روزی صبر — می توانم ولی جگر معلوم
نغمهٔ عیش از دلم مطلب — نفس خوش ز نوحه گر معلوم
شور و غوغای بلبل ازعشق است — ورنه اینها ز مشت پر معلوم
خط بر آن زلف می کشد لشکر — شانه دیدم شد این خبر معلوم
زر طلب می کنند سیم‌بران — سر نثار است لیک زر معلوم
نامه از بار شرح غم سنگین — طاقت مرغ نامه بر معلوم
کعبهٔ وصل دور و راه دراز — سعی پا کوته است پر معلوم

همچو من بنده بی خریدار است　　سربسر عیبم و هنر معلوم
از ازل تا ابد فسانهٔ اوست　　قصهٔ عشق مختصر معلوم
لب من خشک گشت از تف آه　　چارهٔ آن ز چشم تر معلوم
دیده رازم بروی روز فگند　　پرده داری ز پرده در معلوم
درد دل پیش او مکن واقف　　ماحصل غیر درد سر معلوم

۶۶

بجز جور و جفا از دلربای خود نمی بینم
جز این تاثیر در مهر و وفای خود نمی بینم
مگر اندیشه مسکین از شب خون غمت دارد
که من از چند شب دل را بجای خود نمی بینم
بیا ای گریه همچون سیل رفت و روب کن باری
که غیر از گرد کلفت در سرای خود نمی بینم
ز طوفان سرشکم شور افتاده است در عالم
بهر سو بنگرم جز ماجرای خود نمی بینم
دو روزی شد که نوازی بدشنامم ازان لبها
بقربانت قصوری در دعای خود نمی بینم
شتابان می روم زانسان بسوی وادی مجنون
که چون سیلاب واقف پیش پای خود نمی بینم

۶۷

باشک و آه و درد و غم جدا از یار میسازم
ندارم چارهای ناچار با این چار میسازم
بلاهای که من در عاشقی بهر تو می بینم
اگر گویم ز معشوقی ترا بیزار میسازم
عیار دردمندیهای یاران تا شود ظاهر
دگر خود را برسم امتحان بیمار میسازم
امانم گر دهد صیاد از رنگین نواییها
قفس بر همدمان در هفتهای گلزار میسازم
شب از درد تغافلهای او چون سر کنم زاری
ز شور گریه بخت خفته را بیدار میسازم

ندارم غمگساری تا بگویم درد تنهایی
بکنج بیکسی با صورت دیوار می سازم
سلیم افتاد واقف بسکه طبعم از صفای دل
چو آیینه بهر صورت که افتد کار می سازم

۶۸

نه من وصل و نه هجران می پرستم ... محبت هرچه گفت آن می پرستم
به بستر دیگران را گل بیفشان ... که من خار مغیلان می پرستم
مرا با غنچه و گل نیست کاری ... من آن سوفار و پیکان می پرستم
من آن دیوانهٔ پیرم درین دیر ... که چون بت سنگ طفلان می پرستم
برهمن می پرستد گرچه بت را ... ترا من زان دوچندان می پرستم
بجرم دوستی جانم برآورد ... هنوز آن دشمن جان می پرستم
بزاهد میوهٔ فردوس روزی ... من آن سیب زنخدان می پرستم
ز من شادی پرستیدن چه امکان ... غمی را از دل و جان می پرستم
غمت ای شوخ مهمان فضول است ... فضولیهای مهمان می پرستم
به پیش ما ز آزادی مزن حرف ... که من زنجیر و زندان می پرستم
بعقل خانه آبادم چه نسبت ... که عشق خانه ویران می پرستم
غزالان را بیاد چشم شوخت ... بیابان در بیابان می پرستم
مرا با سرمه نبود اعتقادی ... غبار کوی جانان می پرستم
بحمدالله که من با خاطر جمع ... سر زلف پریشان می پرستم
من آن مرغم که از ذوق اسیری ... قفس را چون گلستان می پرستم
ترا آنی است کان با هیچ کس نیست ... ترا من از پی آن می پرستم
مرید دردم و درد است پیرم ... چو بیدردان نه درمان می پرستم
خرابیهای دل را دوست دارم ... برای کنج ویران می پرستم
نمکدان گشت داغ شور بختم ... همان لبهای خندان می پرستم
من آن جان مجسم را درین دیر ... برغم تن پرستان می پرستم
درون خانه راهم نیست واقف ... در و دیوار جانان می پرستم

۶۹

از کوی یار خاک بسر کرده می روم
وز سر هوای عشق بدر کرده می روم

پیش آمده است راه جگر خوار دوریم
برگ سفر ز لخت جگر کرده می روم
ای خواجه چند جور و جفا می توان کشید
دانسته باش بنده خبر کرده می روم
از من مشو ملول کزین انجمن چو شمع
من هم شبی بگریه سحر کرده می روم
افگندیم ز چشم نمی ایستم کنون
مانند اشک پای ز سر کرده می روم
از من مپوش چهره که من با غلو شوق
بر عارض تو یک دو نظر کرده می روم
دشمن چو تیغ قهر بسر می زند مرا
از لطف دوست قطع نظر کرده می روم
خالی و خشک رفتن ازین در نمی توان
واقف بخون دل مژه تر کرده می روم

۷۰

یار ما را نکرد یاد چه غم
چون بیاد وی ایم شاد چه غم
گر ز صد جا بدل شکست افتاد
با درستی اعتقاد چه غم
با خیال تو شادی‌ای داریم
گر وصال تو رو نداد چه غم
نامه از خون دل تمام کنیم
از مدد ماند اگر مداد چه غم
خم می برقرار باد اگر
آسمان بر زمین فتاد چه غم
خوبرویان ز چشم بد ترسند
گر بخوانند ان یکاد چه غم
مال و جاه از مواد بیماریست
گرتو کم‌داری این مواد چه غم
غم الهی بخیر باد قرین
گفت اگرعیش خیرباد چه غم
بخت گو تیره تر شود زین هم
هست روشن اگر سواد چه غم
من چو از سر نهاده‌ام خواهش
دیگر از چرخ بدنهاد چه غم
در هوا داری سر زلفی
رفت اگر عمر من بباد چه غم
چون مراد تو نامرادی ماست
گر بمردیم نامراد چه غم
از حلول بلای گوناگون
با تو چون هست اتحاد چه غم
ابرویت تیغ اگر کشید چه باک
مژه‌ات تیر اگر کشاد چه غم
کی شب وصل بود آبستن
صبح وصلی اگر نزاد چه غم

می بخور می صلاح کار این است گشته گر دهر پر فساد چه غم
واقف از کرده های خویش مترس بر کریم است اعتماد چه غم

۷۱

هر جا که وصف آن بت کافر نوشته‌ایم
بیباک و مست و شوخ و ستم گر نوشته‌ایم
القاب دل که خانهٔ ناموس و ننگ سوخت
رسوا خراب و خود سر و ابتر نوشته‌ایم
سر کرده‌ایم تذکرهٔ بیگنه کشان
از جمله نام تیغ تو بر سر نوشته‌ایم
هم پیش قاصد از غم دل هم بسوی یار
بسیار گفته‌ایم و مکرر نوشته‌ایم
کاغذ حریف آتش سوزان نمی شود
احوال خود ببال سمندر نوشته‌ایم
مردیم و بی تو خانهٔ ما گور ما شداست
تاریخ مرگ و مرثیه بر در نوشته‌ایم
واقف در آرزوی قدم بوس دلبران
خود را بخاک راه برابر نوشته‌ایم

۷۲

جان آزرده بکوی تو سپردیم و شدیم
تو بزی شاد که ما غمزده مردیم و شدیم
تا بکی گرم باغیار توان دید ترا
آخر از بزم تو چون شمع فسردیم و شدیم
از جهان گذران سخت مکدر رفتم
گرد بسیار درین قافله خوردیم و شدیم
این جهان چیست مرض خانهٔ ما بیماران
بضرورت نفسی چند شمردیم و شدیم
غم و دردیکه بجان ماند ز مجنون واقف
همره خویش ازین بادیه بردیم و شدیم

۷۳

من کجا گوهر یکدانه بدامن دارم
بیکسم اشک یتیمانه بدامن دارم
من ازین ره نفشانم بجهان دامن را
که غبار ره جانانه بدامن دارم
خوردسالان نتوانند مرا برد از جا
پای طاقت چه بزرگانه بدامن دارم
تا فشانم بسر تربت جان سوختگان
عوض گل پر پروانه بدامن دارم
هر قدر سنگ ز اطفال برایش خوردم
از برای دل دیوانه بدامن دارم
همچو زهاد سر سبحه ندارم واقف
که سر گریهٔ مستانه بدامن دارم

۷۴

زندگی بی یار جانی چون کنم — جان ندارم زندگانی چون کنم
جان بده گفتی همین دم میدهم — من سبک روحم گرانی چون کنم
مردم و تو زندم پنداری هنوز — آه با این بدگمانی چون کنم
بر درش دیدار جویان می روم — گر بگوید لن‌ترانی چون کنم
بس کنم ازعشق چون موشد سپید — پیر گردیدم جوانی چون کنم
نیست پاس شوخ چشمان کارسهل — آهوان را گله بانی چون کنم
ایکه گفتی شاد باش آسوده زی — با غم و درد فلانی چون کنم
شمع پیش صبح میگردد خموش — با تو من آتش زبانی چون کنم
گشته ام بلبل ز عشق تو گلی — گر کند عاشق پرانی چون کنم
ذره ذره گشته ام از مهر تو — تو همان نامهربانی چون کنم
ناتوانم آه نتوانم کشید — آه با این ناتوانی چون کنم
زنده ام در هجر و بس شرمنده ام — چون کنم با سخت جانی چون کنم
خاکم و چسپیده بر دامان تو — گر تو دامن برفشانی چون کنم
چون حریف عشق مرد افگن شوم — ناتوانم پهلوانی چون کنم
من کیم واقف گدای الکنی — پس بخسرو هم زبانی چون کنم

۷۵

گریبان گر بقدر حسرت دل چاک میکردم
ز اشک رحم دامان فلک تمناک میکردم
شب از ذوق وصال یار از دست آن چنان رفتم
که چشم خون فشان از دامن او پاک میکردم
بحمدالله که از اقبال وصلت شکر شد آخر
شکایتها که من از گردش افلاک میکردم
کنون نتوانم از بیم تو دم زد ای خوشا روزی
که از دست تو بیباکانه بر سر خاک میکردم
شکارم کرد و رفت آن ترک و من درخاک خون واقف
بصد حسرت نگاهی جانب فتراک میکردم

۷۶

هیچگه یاد آن پسر نکنم — که چو یعقوب گریه سر نکنم
نکشم ناله گریه سر نکنم — تا ازین غم بکس خبر نکنم
دیده از دیدنش چها که ندید — بعد ازین سوی او نظر نکنم
بد رفیقی است دل خدا حافظ — همرهٔ او دگر سفر نکنم
اگر از کوه درد جان بردم — هوس یار خوش کمر نکنم
کرده زلف تو ام مطول خوان — قصهٔ خویش مختصر نکنم
نیست یک شب که بستر و بالین — واقف از آب دیده تر نکنم

۷۷

ز کویش دوش رخت از غیرت اغیار می بستم
بخون دیده نقش خویش بر دیوار می بستم
سری با خودنماییها ندارم ورنه همچون گل
دل صد پاره را بر گوشهٔ دستار می بستم
مرا امید بهبودی دل بیمار اگر بودی
برای او هزاران نسخه چون عطار می بستم
ندانستم که خواهد شد گرفتار بلا آن هم
من آن روزیکه دل در طرهٔ طرار می بستم

ز بیفهمان این محفل بفریادم اگر یک کس
زبان حال فهمیدی لب از گفتار می بستم
رسیدی گر به باغ عیش بر گلدسته‌ای دستم
بدشت غم چرا پشتارهای خار می بستم
کجا رفت آنکه میکردم تلافی از نمک شبها
اگر روزانه مرهم بر دل افگار می بستم
ز یارم نیست امید نوازش ورنه من واقف
ببزمش خویش را بر ساز همچون تار می بستم

۷۸

ز دست عزیزان وطن میگذارم | وطن گر بهشت است من میگذارم
هوای قفس ریخت آتش ببالم | چمن را بمرغ چمن میگذارم
گرفتم که دامن ز دستم کشیدی | ترا ای ستمگار من میگذارم
مرا خانه‌ای بود دل نام لیکن | ز دست تو بنیادکن میگذارم
گرفته گریبانم او دامنش من | نه او میگذارد نه من میگذارم
ازین بد حریفان خدا حافظت باد | ترا مست در انجمن میگذارم
دهم جان به‌تلخی که شیرین‌لبی را | بصد حسرت کوهکن میگذارم
دلم را که دارد هوای شکستن | در آن طرهٔ پر شکن میگذارم
مرا نسبتی هست با شمع واقف | چو میرم همین پیرهن میگذارم

۷۹

از دوری تو گشته سیه روزگار چشم
یعنی فتاد از نظر اعتبار چشم
بلبل ز حرص دیدن گل موسم بهار
فریاد میکند که ندارد هزار چشم
رفتی و شب نمونهٔ روز حساب شد
میکرد بی تو تا سحر اختر شمار چشم
مانند خال چشم سیاه کن بروی یار
یک لحظه هم ز عارض او بر مدار چشم
از جوش گریه فرصت نظاره‌ای نداد
ما را شب وصال نیامد بکار چشم

منع من از نظاره مکن آه چون کنم
می افتدم بروی تو بی اختیار چشم
نکشاده ام ز تنگدلیها در این چمن
چون غنچهٔ فسرده بروی بهار چشم
گردی ز کوی یار نیاوردی ای صبا
بسیار بود در رهت امیدوار چشم
آن دل سیاه رحم بحالم نمیکند
کردم سپید در رهش از انتظار چشم
واقف نظر بزلف و خط دلبران مکن
پوشیده بهتر است ز دود و غبار چشم

۸۰

ترا با من سر جور و جفا بوداست دانستم
سرت گردم گناه من وفا بوداست دانستم
ترا ای بی مروت یار گفتن دوست نامیدن
غلط بوداست فهمیدم خطا بوداست دانستم
ازین آهسته رفتنها وزین برگشته دیدنها
ترا جانان حریفی در قفا بوداست دانستم
خدنگ غمزهٔ ابرو کمانان از نشان دل
نمیگردد خطا تیر قضا بوداست دانستم
نرفت از شربت وصلم حرارت از جگر واقف
مریض عشق را مردن دوا بوداست دانستم

۸۱

خون نمی گشتی دلم دلدار اگر میداشتم
غم نمی خوردی مرا غمخوار اگر میداشتم
میکشیدم منت دارالشفا بهر علاج
چشم بهبود دل بیمار اگر میداشتم
بی سر و سامانیم افگنده در رنج و خمار
می نمودم رهن می دستار اگر میداشتم

از پی بوسیدن پایت چو آب ای سرو ناز
میرسیدم طاقت رفتار اگر میداشتم
میدهم جان از برای یک نگاه خشمناک
آه چشم مرحمت از یار اگر میداشتم
دل بجان آمد ز ضبط شکوهٔ آن بیوفا
واه چه میشد رخصت اظهار اگر میداشتم
کی بمسجد همچو **واقف** می نمودم اعتکاف
ره درون خانهٔ خمار اگر میداشتم

۸۲

سر از قدم تو بر نداریم گر تیغ کشی خطر نداریم
ای درد ز ما مباش غافل غیر از تو کسی دگر نداریم
کردیم ز گریه چشم را پاک ما طاقت درد سر نداریم
این دم بنشین بما که چندان امید دم دگر نداریم
ما را صبر از عقیق او نیست ما تشنه لبان جگر نداریم
گر دست دهد وصالت این بار سر از قدم تو بر نداریم
حال دل و جان ز ما مپرسید زین گمشدها خبر نداریم
مشکل ز در تو رفتن ما ما طاقت این سفر نداریم
واقف صیاد دام گسترد افسوس که بال و پر نداریم

۸۳

تا کی بغمت در پس دیوار بگریم
وقت است که در کوچه و بازار بگریم
خونی که بدل کرد مرا درد جدایی
گر دست دهد وصل تو یک بار بگریم
ضایع چه کنی وقت من غمزدهٔ ناصح
برخیز کنم ناله و بگذار بگریم
نازک دلیم کشت درین بادیه تا کی
چون آبله از کاوش هر خار بگریم
چون شمع برانم که بیاد سر زلفت
از اول شب تا بسحر زار بگریم

عمریست بهمخانگیش میگذرانی
از رشک تو ای صورت دیوار بگریم
ای کان ملاحت نمکی لطف نه کردی
حرمان زده ام بر دل افگار بگریم
واقف اگر افتد بکفم دامن وصلش
عهد است که خون گریم و بسیار بگریم

۸۴

دلش خاراست بسیار آزمودم
دلم میناست بسیار آزمودم
دم آخر شنیدم کوهکن گفت
بلا سخت است این کار آزمودم
خطا هرگز نگردد ناوکت آه
مکرر در شب تار آزمودم
بدستم زلف پیچانش نیفتاد
هزار افسون باین مار آزمودم
بعیاری دل از پیران ربایی
ترا ای طفل طرار آزمودم
نمی آید بخوابم یوسف من
ندارم بخت بیدار آزمودم
نه شستی گرد کین از خاطر من
ترا ای گریه بسیار آزمودم
سفر اولیٰ ست واقف زین دیارم
که هم اغیار و هم یار آزمودم

۸۵

بعهدت ای شه خوبان عجب دستور می بینم
دیار عیش ویران ملک غم معمور می بینم
من از بی صرفه گویی های تو ناصح نمی رنجم
تو ام مختار میدانی منت مجبور می بینم
روم نزدیک و بینم تا چه گل خواهد شگفت آنجا
درین وادی چو موسی آتشی از دور می بینم
ز درد بینوایی کاسهٔ دریوزهٔ خود را
بکف نالنده تر از کاسهٔ طنبور می بینم
دلی کز نوش آن لب داشت نیش از شهد شیرین تر
کنونش زان نیش مژگان خانهٔ زنبور می بینم
نظر کرده است در کارت هماناچشم بیماری
دو روزی شد که من ای دل ترا رنجور می بینم
چه ظلم است اینکه در کویش سر صد بیگنه یکجا
ز در آویخته چون خوشهٔ انگور می بینم

ز خاک آستان عشق تا شد چشم ما روشن
نهان در هر سیاهی سرمه آسا نور می بینم
چه سان خود را شمارم داخل خیل سگان او
که این مقدار جرات خارج از مقدور می بینم
ز من پنهان چه داری عشق خود واقف که از چندی
دلت پر درد می یابم سرت پر شور می بینم

۸۶

بی تو نظارهٔ چمن کردیم گریها بر گل و سمن کردیم
بر لبش دوش تام بخیه گذشت زخم را خاک در دهن کردیم
یک قلم صرف شد سیاهی چشم بسکه مشق گریستن کردیم
جیبهای که پاره شد در عشق ما گرفتیم و پیرهن کردیم
واقف از جان و جامه بیزاریم خویش را زنده در کفن کردیم

۸۷

با چنین بخت که ره نیست بزندان تو ام
کی دهد دست تماشای گلستان تو ام
فتنهٔ لشکر بیگانه بگردش نرسد
آنچه بگذشت بدل از صف مژگان تو ام
سرمهٔ ناز برد چشم غزالان از من
گرد برخاستهٔ شوخی جولان تو ام
شانه ناکرده بگیسو بر من می آیی
گر بدانی که چه مقدار پریشان تو ام
کردی آزاد مرا از غم دنیا ای عشق
دل و جان خاک درت بندهٔ احسان تو ام
قدمی رنجه کن ای سیل بویرانهٔ من
من هم آخر یکی از خانه خرابان تو ام
هوسم هست که پیش تو زنم داد از تو
کاش یک روز گذارند بدیوان تو ام
خاک گشتم که شوم یک نفس آسوده ولی
داد برباد هواداری دامان تو ام

گوهر افشان مدیح در دندان تو ام
گوش بر حرف من انداز ثنا خوان تو ام
تا بکی آیینه منظور نظر خواهی داشت
نظری جانب من نیز که حیران تو ام
واقف امروز چرا دشمن جانم شده است
آنکه می گفت مرا دوش که من جان تو ام

۸۸

بت من وصل ترا میخواهم بخدا این ز خدا میخواهم
من نه فقر و نه غنا میخواهم خواسته آنچه خدا میخواهم
به پیامی دل تنگم بکشا غنچه ام غنچه صبا میخواهم
دلبران چشم مپوشید از من که نگاهی ز شما میخواهم
سست پیمان تری از گل افسوس از تو من بوی وفا میخواهم
تا شوم از گل و خار آسوده خویش را بی سر و پا میخواهم
گرچه عشق است بلا من ز خدا این بلا را بدعا میخواهم
تا کشاید گره از ابرویت طالع عقده کشا میخواهم
غلط انداز نگاهی نکنی گر بدانی که چها میخواهم
از لبش چون نی قلیان واقف من بی برگ نوا میخواهم

۸۹

گر بگریم بتو این تندی خو نگذارم
ور کشم ناله ترا رنگ برو نگذارم
چه شد ار سبحه گرفتم دو سه روزی در دست
جانب گریهٔ مستانه فرو نگذارم
بار دیگر بگریبان اگرم دست رسد
عهد کردم که درو جای رفو نگذارم
می کشد شیشه درین میکده گردن از من
به که من پای خم و دست سبو نگذارم
بسکه لب تشنهٔ زخم ستمت آمده ام
آب در تیغ تو ای عربده جو نگذارم
منصب شانه دهی گر دل صد چاک مرا
خلمت زلف ترا یک سر مو نگذارم

نیست هرچند رسیدن بتو مقدور مرا
دز ره شوق ولیکن تگ و پو نگذارم
من که عاجز ز نگهداری آهم واقف
رو همان به که به آن آیینه رو نگذارم

۹۰

جفا جویان ندارند از وفا شرم — بتان را نیست هرگز از خدا شرم
چرا در چشم هر کس می نشینی — ازین مردم نمی آید ترا شرم
بسوی سرمه سهواً هم نه بیند — که دارد چشم من زان خاکپا شرم
کجا وا می شود با این هوادار — گلی دارم که دارد از صبا شرم
بروبم می دوی ای اشک هردم — ز روی من نمی داری چرا شرم
کجا محرم نماید خون ما را — کف پای که دارد از حنا شرم
چه بی شرمانه بت را می پرستی — مگر واقف نداری از خدا شرم

۹۱

دل نمی خواهد که من تنها دلی خالی کنم
ابر و شمع و شیشه باید تا دلی خالی کنم
کی توان بر روی روز افگند راز گریه را
شمع سان در دامن شبها دلی خالی کنم
می روم امروز لبریز شکایت پیش یار
یا شود پیمانه ام پر یا دلی خالی کنم
فکر زلفش از دماغ من برآورداست دود
ای خوشا ساعت کزین سودا دلی خالی کنم
ساقی امشب از برای خاطرم پر کن دو جام
تا من از دنیا و از عقبی دلی خالی کنم
سرو و شمشاد و صنوبر از زمین قد می کشد
هر کجا از یاد آن بالا دلی خالی کنم
همچو آن ابریکه می بارد پریشان در غمت
گاه من اینجا گهی آنجا دلی خالی کنم
حلقه بر هر در زدم واقف کشادی رو نداد
به که اکنون بر در دلها دلی خالی کنم

۹۲

ز صدرم راند یار از آستان هم
زمین گرید بحالم آسمان هم
متاع سنگ طفلان را بکویش
خریدارم اگر باشد گران هم
قراری نیست رنگ شادی و غم
بهار این چمن دیدم خزان هم
کجا بفروشم این دل را که دارد
ز داغش مهر و از زخمش نشان هم
زمین گیرم بکویش برنخیزم
نشیند بر سرم گر آسمان هم
نوآموز جفا طفلی ولیکن
ز دستش پیر مینالد جوان هم
ز شست دوست تیری داشتم چشم
نصیب دشمنان گردید آن هم
ز خوش مژگان و خوش دنباله چشمی
بجانم می رسد خنجر سنان هم
مرا این ناله مخصوص قفس نیست
که مینالیدم اندر آشیان هم
نمیدانم چه بد کردم که آن شوخ
سبک بگذشت ازمن سرگران هم
بخون تشنه است ترک چشمش ای دل
مشو ایمن اگر بخشد امان هم
ز من واقف بآن بیدرد گویی
چو دل بردی ببر این نیم جان هم

۹۳

کی شب هجر تو ظالم خواب می آید بچشم
دود بر می خیزد از دل آب می آید بچشم

بی ثباتی های دولت هر که دارد در نظر
گوهر او را پاره‌ای سیماب می آید بچشم
می کشی هر کس که یاد از نرگس مستت گرفت
آفتاب محشرش مهتاب می آید بچشم
تا من دیوانه پوشیدم نظر را از لباس
هر کف خاکسترم سنجاب می آید بچشم
تا سری با سجدهٔ تسلیم پیدا کرده ام
تیغ او واقف مرا محراب می آید بچشم

۹۴

بسودای سر زلف تو شادم
ولی ترسم دهد روزی بیادم
تو از شوخی و من از بی قراری
ز یادم رفتی و رفتی ز یادم
بشویید ای رفیقان دست از من
که در چاه زنخدانی فتادم
مرا از درد نوشی نیست انکار
بلی هستم ولی صاف اعتقادم
چگویم از بیاض گردن یار
که روشن شد ز سیر آن سوادم
ستانم وعدها زین بی وفایان
اگر بر عمر باشد اعتمادم
عزیزان خیلکی بیذوقم امروز
کدام افسرده دل کرده است یادم
محبت خونی اوقات من شد
که خون میریزد از چشمم دمادم
به تیغش چاک کردم سینه‌ی خویش
در فیضی بروی دل کشادم
گرفتم تا ازو مکتوب جانان
بقاصد نقد جان انعام دادم
چرا واقف کنم تقلید مجنون
که من در عشق صاحب اجتهادم

۹۵

ز حرف ناصح دم سرد ترسیدن نمیدانم
برنگ شعله از هر باد لرزیدن نمیدانم
ببر یک شب بطوف شمع ای پروانه همراهم
که من آداب گرد یار گردیدن نمیدانم
ز نادانی کشادم پیش او از شکوه طوماری
کنون درمانده‌ام چون طفل پیچیدن نمیدانم
هوای این چمن چون شمع با نخلم نمی سازد
ز بالیدن چه پرسی غیر کاهیدن نمی دانم

مزاجم گرچه نازک تر فتاد از کاسهٔ چینی
تو ام ناخن بدل می زن که نالیدن نمیدانم
مکن در عذر خواهی رنجه آن لبهای نازک را
که از جور و جفایت بنده رنجیدن نمیدانم
هوای دشت پیمایی ربود از کف عنانم را
چو سیل از راه صحرا باز گردیدن نمیدانم
ندارد میل طبع روشنم با خود نمایی ها
نیم از برق کمتر لیک رخشیدن نمیدانم
چه حاصل گر شود گیتی گلستان از شگفتن ها
که من چون غنچهٔ تصویر خندیدن نمیدانم
گذشتم زین گلستان چون صبا با دامن خالی
ببوی گل شدم قانع که گلچیدن نمیدانم
مگر پیر مغانم باده ریزد در گلو **واقف**
وگرنه من چو مینا باده نوشیدن نمیدانم

۹۶

نه انیسی نه همدمی دارم　　دل کجایی عجب غمی دارم
گفته‌ای کیستی چه داری چشم　　داغم و چشم مرهمی دارم
گو بیا زود گریهٔ شادی　　غیر مرده است ماتمی دارم
عالم درد را کنم آباد　　زانکه از درد عالمی دارم
جور بسیار کرده‌ای بس کن　　جان من طاقت کمی دارم
یار هر چند دل ز من برده است　　من ازو چشم بر نمی دارم
تا رساند سلام من به سگش　　فکر ارسال آدمی دارم
آمدم در جهان بطالع صبح　　می کشم آه تا دمی دارم
زلفت از رشک من بخود پیچد　　چه بلا حال درهمی دارم
گرچه سست است عهد او **واقف**　　من باو ربط محکمی دارم

۹۷

آنکه فکر دل بیمار نکرداست منم
درد خود پیش کس اظهار نکرداست منم
آنکه با دشمنی اقرار نموداست تویی
وانکه از دوستی انکار نکرداست منم

آنکه در چشم سگانت ز وفا خوار شده
وانکه از خوار شدن عار نکرداست منم
آنکه چون عمر وفادار نبوداست توئی
وانکه در عمر جز این کار نکرداست منم
آنکه عمری بسر آورده در اندیشهٔ یار
وانکه اندیشه ز اغیار نکرداست منم
آنکه ره در دل اغیار بزاری کرده
وانکه راهی بدل یار نکرداست منم
آنکه برباد فنا رفته سر و سامانش
ترک آن یار هوادار نکرداست منم
آنکه از درد بلب آمده جانش صد بار
درد دل پیش تو یکبار نکرداست منم
آنکه نالیده بسی بر در دلها واقف
زاری او بدلی کار نکرداست منم

۹۸

حدیث شوخی چشمت شنیده آمده ام
برای آنکه به بینم بدیده آمده ام
ز دست جذبهٔ مهر تو از عدم بوجود
برنگ صبح گریبان دریده آمده ام
جمال کعبه مگر گل بدامنم ریزد
جفای خار مغیلان کشیده آمده ام
زهی سعادت اگر افتد این رکوع قبول
بدرگهٔ تو به پشت خمیده آمده ام
چرا بقصهٔ سر من نمی‌کشی شمشیر
که من ز جان رگ خویشی بریده آمده ام
ز شوق اینکه شوم بسمل و طپم در خون
بر تو همچو کبوتر پریده آمده ام
شنیده‌ام که سر بنده پروری داری
چو بندگان برت از سر دویده آمده ام

عجب مدار اگر وحشت هست در طبعم
ز صحبت دل از خود رمیده آمده ام
نه صبر همره من آمدست نی طاقت
که در رکاب محبت جریده آمده ام
بزلف یار ترا واقف ار سر سوداست
مبارک است که من شانه دیده آمده ام

۹۹

رفتم که کسی بهم رسانم فریادرسی بهم رسانم
چون نی از دست من بنالد گر همنفسی بهم رسانم
گشتم از آشیانه دلگیر زین پس قفسی بهم رسانم
زین درد گرت هنوز بس نیست من درد بسی بهم رسانم
چون عشق پسند خاطرش نیست من هم هوسی بهم رسانم
واقف زین ناکسان ملولم رفتم که کسی بهم رسانم

۱۰۰

بر سر کوی وفا میگریم چشم بد دور بجا میگریم
چون کنم گریه میا بر سر من که بلا هوش ربا میگریم
دل آن شوخ مگر نرم کنم سخت هنگام دعا میگریم
پیش او تر نکنم مژگان را تا نگوید بریا میگریم
گریه آب رخ من ریخت بخاک وای من باز چرا میگریم
بیدماغم ز مصیبت زدها میروم دور و جدا میگریم
بی سبب نیست لباسم گلگون بهر آن سرخ قبا میگریم
منعم از گریه چه حاصل که چو شمع تا رمق هست مرا میگریم
اشک ریزان روم از شهر بدشت از کجا تا بکجا میگریم
واقف از سایه‌ی بالای کسی مبتلایم به بلا میگریم

۱۰۱

تا بداغ او سری میداشتم شمع سان تاج سری میداشتم
میگرفتم از هوا تیر ترا من اگر بال و پیری میداشتم
این چنین یکسان نمی گشتم بخاک غیر ازین در گر دری میداشتم

میزدم صد غوطه در دریای خون گر امیدی گوهری میداشتم
از سرم وا شد دل من خوب شد من ازو درد سری میداشتم
کاش جای کاو کاو غمزه اش در رگ جان نشتری میداشتم
شد نصیب آیینه را دیدار او کاش من هم جوهری میداشتم
سی کشیدم سر به رسوایی اگر همچو مجنون همسری میداشتم
داغ میکردم دل افسرده را لاله سان گر اخگری میداشتم
مرده بودم خشک لب درراه عشق گر نه مژگان تری میداشتم
برد سیل اشک از کویش مرا کاش واقف لنگری میداشتم

۱۰۲

رفتی و نقش پای تو دیدم گریستم
نام ترا ز هر که شنیدم گریستم
مانند کودکی که شود تلخ کام او
تا زهر دوری تو چشیدم گریستم
گردید صرف گریه سراپای من چو شمع
پایان کار خویش ندیدم گریستم
رسوای گریه از چه شوم شمع نیستم
از بزم او کناره گزیدم گریستم
میخواستم که نامهٔ شوقت رقم کشم
هوی بسان خامه کشیدم گریستم
ای دل به کربلای محبت شدی شهید
در ماتم تو جامه دریدم گریستم
از یاد قامت تو چو آب روان بباغ
خود را بپای سرو کشیدم گریستم
در خواب دست من بمیانش رسیده بود
وا گشت چشم هیچ ندیدم گریستم
واقف گذشت عمر گرامی و من ز درد
دامن بفرق خویش کشیدم گریستم

۱۰۳

نمیکردم شب هجران اگر زاری چه میکردم
چه می کردم برای دفع بیکاری چه میکردم

قفس شد دل نشین زان سان که گلشن رفت از یادم
وگرنه من در ایام گرفتاری چه می کردم
من از خود رفته بودم امشب از ذوق خیال او
نمیکردی اگر دل میهمانداری چه می کردم
به امید جفایی صد تغافل از تو می بینم
اگر میداشتم چشم وفاداری چه می کردم
شب هجر تو مرگم موجب صدگونه راحت شد
اگر خوابم نه بردی من به بیداری چه می کردم
نکو کردم برآوردم به طور زلف او خود را
نمی کردم اگر آشفته اطواری چه می کردم
درین گلشن به حرفم گر نمی انداخت گوش آن گل
چو بلبل من باین شوریده گفتاری نمی کردم چه میکرم
تن تنها رقیبم میدهد آزار بیش از حد
سگ کویت باو میکرد اگر یاری چه میکردم
باندک زخم شمشیر تغافل مردنی گشتم
خدا ناخواسته بودی اگر کاری چه می کردم
هوای هرزه گردیها چو سیلم برده بود از جا
نمیدیدم اگر از دشت همواری چه میکردم
بنقد جان بنقد دل بنقد دین اگر واقف
نمی کردم غم او را خریداری چه می کردم

۱۰۳

گل زد از شعلهٔ داغ تو بسر دستارم
نیست سودا زدهٔ طرهٔ زر دستارم
من سودا زده از بسکه سراسر دردم
پنبه‌ای بر سر داغست بسر دستارم
تیغ مهر تو چنین گر دهدم غوطه به خون
شفق آلود شود همچو سحر دستارم
از بلندی سرم امروز رسید است بعرش
فرش در راه تو گردید مگر دستارم

واقف از داغ جنون تا سر من گشته بلند
گل خورشید نیارد بنظر دستارم

۱۰۵

تا سیه شد از خط مشکین جانان خانه‌ام
گشت خون نافه نور شمع در کاشانه‌ام
نقل و می دارد مقیم گوشهٔ میخانه ام
چون روم جای دگر اینجاست آب و دانه‌ام
میرم از خجلت اگر سیلاب تشریف آورد
گریه گردی هم بجا نگذاشت از ویرانه‌ام
پای خواب آلود من زنجیر می بیند بخواب
اینقدرها از سر زلف کسی دیوانه‌ام
دودمان سوختن را بسکه احیا کرده‌ام
زنده میگردد چراغ مرده از افسانه‌ام
کی توانم دیدهٔ احوال پریشان کسی
از غم زلف تو دل صد چاک شد چون شانه‌ام
در حق من هرچه میخواهد دلت ناصح بگو
عاشقم رندم خرابم ابترم دیوانه‌ام
چند دارد در بغل این شیشهٔ پر خون کسی
می کنم خالی دلی گو پر شود پیمانه‌ام
در محبت سوختن را بسکه میدارم عزیز
سوزم از غیرت اگر آتش بری از خانه‌ام
جور کم کن محتسب نازک دلم همچو حباب
شیشه ام گر بشکنی پر میشود پیمانه‌ام
از طفیل دیگران من نیز آبی میخورم
در ریاض آفرینش سبزهٔ بیگانه‌ام
او بداغ عشق شب میسوزد و من روز و شب
در محبت من شریک غالب پروانه‌ام
واقف از آتش مزاجی های یارم باک نیست
چهرهٔ زر نیم اگر شمع است من پروانه ام

۱۰۶

بیک عالم مصیبت جان و دل را مبتلا دیدم
مپرس ای بی مروت تا ترا دیدم چها دیدم
مگر خواهم شدن پابستهٔ زنجیر گیسو ای
که من خود را بخواب امشب گرفتار بلا دیدم
صفای اعتقاد ای بیوفا دیگر چه می باشد
که درچشمم تو خاک افگندی و من توتیا دیدم
بر گبر و مسلمان از غم دل زار نالیدم
نه از بیگانه دل جویی نه رحم از آشنا دیدم
چه پرسی سرگزشت وادی خونخوار هجران را
که من در دامن این دشت چندین کربلا دیدم
جدا گردید تا یار عزیز از من نظر بستم
کرا بینم باین چشمیکه آن یوسف لقا دیدم
بمردن میدهم تن بعد ازین از درد دل واقف
نه تاثیر از دعا نی سازگاری از دوا دیدم

۱۰۷

خوبا خیال چون تو نگاری گرفته ایم
گوش زمانه کر که چه یاری گرفته ایم
شد عمرها که جای به غاری گرفته ایم
غاری برای خاطر یاری گرفته ایم
آسان نچیده ایم گل وصل چون حنا
خون گشته ایم و دست نگاری گرفته ایم
دامن مزن بر آتش ما ای نسیم عشق
کز سینه های گرم شراری گرفته ایم
آیینه خاطریم ولیکن ز چندگاه
در خاکدان دهر غباری گرفته ایم
ای چشم یار چیست تغافل بحال ما
دنبالهٔ تو از پی کاری گرفته ایم
در صیدگاه وصل تو همچون شکاریان
جای کمین به بوتهٔ خاری گرفته ایم

پر فتنه شد جهان و پر آشوب شد زمان
ما از میان رمیده کناری گرفته ایم
فرهاد کوه کند و بیابان دوید قیس
ما هم ز عشق رخصت کاری گرفته ایم
در عهد زلف یار که عمرش دراز باد
عمریست دامن شب تاری گرفته ایم
واقف ز دست ما نتوان داغ را گرفت
این گل ز دست لاله عذاری گرفته ایم

۱۰۸

نیست امروز که با عشق ندیم است دلم
عشق داند که باو یار قدیم است دلم
یک قشون غم بسر کشور عیشم آورد
نیست بالله جگر گوشه غنیم است دلم
روزگاریست که از بهر شمیم آن زلف
از گدایان سر راه نسیم است دلم
بیکس افتاد سرشکم بسر کوچهٔ او
روز و شب در غم این طفل یتیم است دلم
موبمو قصهٔ آن زلف بپرسید از من
هست عمری که دران کوچه مقیم است دلم
عذر بپذیر دو لخت است اگر مطلع من
تیغ ابروی تو خورداست دو نیم است دلم
مار زلف تو گزیداست نه صد جا او را
من دل ساده باین خوش که سلیم است دلم
چه شود گر ز تو نصف دل من خوش گردد
جان من نیم نگاهی که دو نیم است دلم
بوسه نگرفته ازان لب نکند بس ز سوال
واقف از خیل گدایان لئیم است دلم

۱۰۹

دور از تو گر دمی بگلستان نشسته‌ام
همچون گناهگار بزندان نشسته‌ام

نخل خزان رسیدهٔ گلزار هستی‌ام
برگم بباد رفته و عریان نشسته‌ام

اینجا که سر امانت تیغ فنا بود
سودا نگر که در غم سامان نشسته‌ام

اغیار دامن تو گرفتند و من چو گل
در خون ز رشک تا بگریبان نشسته‌ام

آیینهٔ شکستهٔ بزم زمانه‌ام
چین بر جبین فگنده و حیران نشسته‌ام

کاری ز من نیاید و جای نمی رسم
مانند تیر بی پر و پیکان نشسته‌ام

سودا بزلف یار نکردم گذشت عمر
با خاطر شکسته پریشان نشسته‌ام

تصویر پشت آیینه‌ام باوجود قرب
بی بهره از توجه خوبان نشسته‌ام

قید لباس بسکه مرا تنگ داشتست
واقف بجامه دست و گریبان نشسته‌ام

۱۱۰

برد سرمایه ابر از چشم گریانی که من دارم
کرا بر لاله و گل هست احسانی که من دارم

تبسم می‌کند چون صبح و میگوید بزیر لب
که شور افتد بعالم از نمکدانی که من دارم

مرا درعشق بازی همچو گل زان خنده می آید
که نتوان دوختن چاک گریبانی که من دارم

بزارم می کشد وز بهر قتلم زنده می سازد
که دارد دوستداران دشمن جانیکه من دارم

بدل همخانگی شایان شان خود نمی داند
ز تیر ناز او در سینه پیکانی که من دارم

غمش در دل فرود آمد توای جان رخت بیرون کش
نمی سازد بصاحبخانه مهمانیکه من دارم

نه‌شست اشک ندامت واقف از من لوث عصیان را
شود از بحر رحمت پاک دامانی که من دارم

۱۱۱

دل خریدار تو باشد من خریدار دلم
مبتلای دل اسیر دل گرفتار دلم
گاه لیلی گاه محمل گاه مجنون می شود
واله دل بیقرار دل گرفتار دلم
بر سر شمشیر مژگان بر سر تیر نگاه
می روم با دل عجب یار وفادار دلم
گل چه خواهد کرد غیر از دود آهی چون سپند
من گرفتم عقده وا گردید از کار دلم
من ندانم زلف مشکین کرا بو کرده است
چند روزی شد که هست آشفته اطوار دلم
می شود از غنچه خم شاخی که بس نازک بود
زلف او واقف دوتا گردید از بار دلم

۱۱۲

ز چاک سینه چو احوال دل نظاره کنم
بمرگ صبر گریبان هزار پاره کنم
ز بسکه دیده ام از دلبران ستم اکنون
بهر که دل بدهم اول استخاره کنم
هلال عید نماید خلق چون باهم
بابروی تو من از گوشه‌ای اشاره کنم
بدور لعل تو از حرص میکشی کارم
به آن رسید که میخانه را اجاره کنم
چه شعله‌ها که نخیزد ز خرمن طاقت
نظر چو جانب آن برق گوشواره کنم
دلی که بود مرا قامتش ربود از دست
روم ز سرو و صنوبر دل استعاره کنم

کناره کرد دل از من کنون صلاح این است
که بنده نیز ازان بی وفا کناره کنم
دهن دریدگی زخم و شوخ چشمی داغ
شده است موجب رسواییم چه چاره کنم
مرا که حال ز دست تو دل شکن سخت است
کدام چاره مگر دل ز سنگ خارا کنم
تو خود شدی ببلای سیاه زلف اسیر
دلا تو خود بده انصاف من چه چاره کنم
رساند فصل گلم مژدهٔ جنون واقف
رسید وقت که زنجیر عقل پاره کنم

۱۱۳

هرچند که ناتوان عشقم — در معرکه پهلوان عشقم
از دیر ز محرمان عشقم — بسیار مزاجدان عشقم
گر هر دو جهان خراب گردد — ویران نشوم جهان عشقم
یکدم نشوم ز ناله خاموش — یعنی نی نیستان عشقم
با صد من عقل ذره‌ای عشق — نفروشم قدردان عشقم
افروخته ام چراغی از داغ — من رونق دودمان عشقم
در بی مزگی گذشت عمرم — یا رب نمکی ز خوان عشقم
رفتست دماغ برتر از عرش — از سجدهٔ آستان عشقم
یاران ز گداز چاره‌ای نیست — در بوتهٔ امتحان عشقم
نزدیک خرد اگرچه مستم — شکراً لله شان عشقم
با عقل سر سخن ندارم — عمریست که همزبان عشقم
ناصح تو کنار از میان گیر — عشق از من و من از آن عشقم
ای عقل بمن مشو مقابل — بگریز که قهرمان عشقم
از دغدغهٔ هوس که گم باد — مامونم و در امان عشقم
خوب است که آیینه نه بینی — گفتم بتو بدگمان عشقم
واقف گر عمر خضر یابم — کی پیر شوم جوان عشقم

۱۱۴

امروز من عجب می پر زور خورده‌ام
گویا ز کاسهٔ سر منصور خورده‌ام

برخیز و گرم عشوه باغیار شو که من
دل سرد کرده‌ام ز تو کافور خورده‌ام
نزدیک مردنم ز نگاه کشند تو
یا آنکه این خدنگ من از دور خورده‌ام
رغبت مرا بشاهد دنیا نمی شود
صد بار بیش اگرچه سقنقور خورده‌ام
از دیده بی تو ریخته ام کاسه کاسه خون
یک جرعه می اگر من مخمور خورده‌ام
خوش نیستم ز نغمه بهجرت که بارها
چندین لکد من از خر طنبور خورده‌ام
در دور خط نماند مرا ذوق با لبش
برگشته دل ازین شکر مور خورده‌ام
واقف در آرزوی عقیق لب کسی
خون جگر زیاده ز مقدور خورده‌ام

۱۱۵

عیش دنیا همه غم بود نمی دانستم
فربهی جمله ورم بود نمی دانستم
هیچ گشتم چو بفکر کمر او رفتم
راه باریک عدم بود نمی دانستم
سر جدا شد ز تنم پا چو بکویش ماندم
تیغ بیداد علم بود نمی دانستم
تلخ شد عیش ازین زهر شکر اندوده
لذت دهر الم بود نمی دانستم
کردم آنجا چو کبوتر چه قدرها مستی
کوی جانانه حرم بود نمی دانستم
ای که من غره بآن لطف زبانی گشتم
همه بر خویش ستم بود نمی دانستم
گرد وحشت نگهش من چو سیاهی کردم
آهوی آماده رم بود نمی دانستم

دادهام داغ تو از دست و ز حسرت داغم
که گل باغ ارم بود نمی دانستم
صرف گردید بخندیدن بیجا واقف
عمر چون صبح دو دم بود نمی دانستم

۱۱۶

دلم تا کی رود از دست دلداری بدست آرم
مرا غم میخورد رفتم که غمخواری بدست آرم
تو دل را می بری از دست لیکن می کنی ضایع
روم تا دلبری عاشق نگهداری بدست آرم
دلم پردازم از خوبان شهر و کوبکو گردم
که بهر گریه کردن پای دیواری بدست آرم
دلم چاکست و از هر رشته نتوان دوختن واقف
درین فکرم که از گیسوی او تاری بدست آرم

۱۱۷

گاهی بشهر و گاه بصحرا گریستم
هر جا که گفت این دل شیدا گریستم
یا رب چه چشمه ایست محبت که من ازان
یک قطره آب خوردم و دریا گریستم
ایام عمر را گذراندم به اشک و آه
امروز ناله کردم و فردا گریستم
قطع امید کرده ز هر باب عافیت
خون همچو زخم بر در دلها گریستم
خالی نماند کوچهای از سیل اشک من
چون ابر در هوای تو رسوا گریستم
طوفان نوح تازه شد از آب دیدهام
به آنکه در غمت بمدارا گریستم
تقریب عمده تا نبود گریه کی کنم
خون شد هزار بار دلم تا گریستم

پیش تو گریه کردم و بی آبرو شدم
گریم بحال خود که چه بیجا گریستم
با من کسی شریک غم از بیکسی نشد
در گوشه‌ای نشستم و تنها گریستم
امشب ز گریه در جگرم نم نمانده بود
خون وام کرده از همه اعضا گریستم
یک قطره خون نماند کنون در بدن مرا
واقف دل و جگر همه یکجا گریستم

۱۱۸

باز آمدم بر تو بحالی که داشتم
در دل همان خیال محالیکه داشتم
یکسان بود اسیری و آزادگی که من
در دام ریختم پر و بالی که داشتم
خاکم غبار گشت و غبارم هوا گرفت
از دل نه رفت گرد ملالی که داشتم
پیر مغان نکرد ز می یک دو جرعه خیر
بردم بسی شکسته سفالی که داشتم
عمرم چو داغ لاله بآتش رخان گذشت
اخگر نگشت آه زغالیکه داشتم
آن زخم ناخنم که بدل بود داغ شد
ماه تمام گشت هلالی که داشتم
از دل تصور کمر او نمی رود
هستم اسیر فکر محالی که داشتم
مانند بدر کاستم از گردش فلک
بر من وبال گشت کمالی که داشتم
شد گرچه صرف پختن سودا تمام عمر
داغم که خام ماند خیالی که داشتم
واقف دوم بدشت چو مجنون بهر طرف
کز من رمیده طرفه غزالی که داشتم

۱۱۹

جستجوی شمه‌ای درد و غم او میکنم
تا برم بوی در هر خانه را بو میکنم
گرچه در مکتوب جانان نیست مضمون جز عتاب
حرز جان میخوانمش تعویذ بازو میکنم
تا بکی بینم که هر ناشسته روی بیندت
با تو ای آیینه رو این بار یک رو میکنم
چشم من از سرمهٔ چشمش ز بس ترسیده است
هر کجا بینم سیاهی رم چو آهو میکنم
او بقصد کشتن من تیغ می سازد بلند
من حسابش از تواضع‌های ابرو میکنم
دل بدرد آمد مرا تا یار رفت از پهلویم
سادگی بنگر علاج درد پهلو میکنم
شیوهٔ از خویش رفتن بسکه خوش می آیدم
می روم چون سرو اقامت بر لب جو میکنم
بی دماغان را سر بو کردن گل کی بود
از گلم بوی تو می آید ازان بو میکنم
شعر دانش چون بیاد آید مرا واقف بباغ
جابجا از گریه آب تازه در جو میکنم

۱۲۰

ز کوی یار بیرون میدود از سینهٔ من هم
دل دیوانه بیزار است از گلشن ز گلخن هم
چه جای آستین افشاندنست ای جامه زیب من
گریبانم بغارت رفت از دست تو دامن هم
گرفتاری که خواهد پای در زنجیر می خواهد
ز زلف او رهایی نیست ما را بعد مردن هم
ندیدم آه از برق نگاهش گوشهٔ چشمی
باین امید کردم کشتهای خویش خرمن هم
چگویم از دل سختی که نرم اندام من دارد
که پیشش آب می گردد زخجلت سنگ آهن هم

بیا ای مست بیباکی بکش شمشیر سفاکی
بکش اغیار را گو کشته گردم درمیان من هم
ز جرم اینکه درپیش تو عرض دوستی کردم
بجانم آنچه کردی کی توان کردن بدشمن هم
مپرس ای همدم از دل سوزی یاریکه من دارم
که زد بر آتش من دامن و افشاند روغن هم
ز چشمش جان سلامت کی توان بردن بتدبیری
سپر در پیش تیر غمزه بیکار است جوشن هم
بکویش از هجوم بوالهوس وز ناتوانیها
مرا واقف نمانده جای ماندن پای رفتن هم

۱۲۱

دعوی دل بیار ستمگر گذاشتم
این ماجرا بعرصهٔ محشر گذاشتم
ناموس و نام و ننگ و زر و سر گذاشتم
اینها برای خاطر دلبر گذاشتم
نذر وفا قبول نمی افتد ای دریغ
سر را بپای یار مکرر گذاشتم
فارغ ز شادی و غم این انجمن شدم
با شیشه گریه خنده بساغر گذاشتم
تا کار من بشوخ سپاهی پسر فتاد
سر را به تیغ و سینه بخنجر گذاشتم
کار دلم ز بت شکنان صورتی نه بست
این سنگ پاره را بر بت گر گذاشتم
کردم نزاع قطع بکش تیغ کین بکش
دل را گذاشتم بتو کافر گذاشتم
از درد پهلویم همه شب خواب شد حرام
پهلو شبی که بی تو به بستر گذاشتم
از سوز نامه ام دل و بالش کباب شد
داغی عجب به بال کبوتر گذاشتم
میخواست عشقت از سر مستی ز من کباب
دل قیمه کرده بر سر اخگر گذاشتم

دیدم بدست یار گل داغ همچو شمع
از دست او گرفتم و بر سر گذاشتم
واقف نه شست کس ز دلم کلفت خمار
این کار را بساقی کوثر گذاشتم

۱۲۲

می کنی آزار خوش می آیدم
کم مکن آزار خوش می آیدم
کی جفایت بار خاطر می شود
گر کنی صد بار خوش می آیدم
از تو دشنامی بگوشم خورده بود
می کنم تکرار خوش می آیدم
مایلم بالطبع ناصح سوی عشق
چون کنم این کار خوش می آیدم
از چه می رانی ز کوی خود مرا
سایهٔ دیوار خوش می آیدم
جان بقربان طبیب من که گفت
نالهٔ بیمار خوش می آیدم
نقد و جنس درد و داغ عاشقیست
آنچه زین بازار خوش می آیدم
پیشه ام عشق است منکر نیستم
می کنم اقرار خوش می آیدم
از چه میرانی ز کوی خود مرا
سایهٔ دیوار خوش می آیدم
از پی او میروم بی اختیار
بسکه آن رفتار خوش می آیدم
می شود در تنگدستی رهن می
زین سبب دستار خوش می آیدم
بر رگ جان دمبدم ناخن زدم
نغمهٔ این تار خوش می آیدم
نیستی دیوانگی شوریدگی
واقف این اطوار خوش می آیدم

۱۲۳

خاک شد در قدم او سر خود را نازم
صرف آن سیم بدن شد زر خود را نازم
گریه هرچند که طوفان بسر آورد مرا
هرگز از جا نشدم لنگر خود را نازم
در دل از گریهٔ بسیار مرا نم نگذاشت
خانه پردازی چشم تر خود را نازم
تا خبردار شدم کرد سبکبار مرا
من سبک دستی غارت گر خود را نازم
در شب تیره‌ام آن ماه بفریاد رسید
چه مدد کرد بمن اختر خود را نازم
سرمهٔ دیدهٔ ارباب وفا شد آخر
طالع روشن خاکستر خود را نازم
یار برداشت سرم را بسر نیزه ز خاک
نازم اقبال بلند سر خود را نازم
برق بارید مرا گرچه بسر از پیری
دلم افسرده نشد اخگر خود را نازم
شد نگهدار من از تیغ زبان ناصح
من سپرداری گوش کر خود را نازم
در قفس ریخت چو صیاد مرا کرد آزاد
من وفاداری مشت پر خود را نازم
نرم کردم بدم گرم محبت **واقف**
دل فولادی او جوهر خود را نازم

۱۲۴

بران سرم که ره عرض مدعا بندم
چنانکه پیش خدا هم لب از دعا بندم
بسان دزد ز بس بیم پاسبان دارم
چو شب بکوی تو آیم نمد به پا بندم
ز دلبری همه اعضاش آفت جانست
بحیرتم که دل خود کجا کجا بندم

به تنگم از دل نالان خود من مجنون
بپای ناقهٔ لیلیش چون درا بندم
ثمر بمدعیان می رسد ز نخل قدت
رسید وقت که من نخل مدعا بندم
چسان مقید الفت شوم باین وحشت
دلی که می زمد از خود بکس چرا بندم
حذر کنید رقیبان ز تیر نالهٔ من
کجا روید اگر شست بر شما بندم
ز بیم اینکه تو شاید بخواب او آیی
تمام شب بفسون خواب غیر را بندم
در فلک بکشاید پی نظاره ملک
چو شب بیاد تو هنگامهٔ دعا بندم
برنگ اهل هوس نیست عید من واقف
چون خون شود جگر من بکف حنا بندم

۱۲۵

امشب که بی تو تاب و توانی نداشتیم
از حال ما مپرس که جانی نداشتیم
امشب به بزم یار زبانی نداشتیم
بودیم جمله درد و فغانی نداشتیم
از درد هجر تن زده مردیم و این عجب
بر خویشتن ز صبر گمانی نداشتیم
گر سوخت چارسوی تمنا بما چه غم
جنسی گرو به هیچ دکانی نداشتیم
با آبرو معاش نمودیم زانکه ما
از هیچ کس توقع نانی نداشتیم
ما را وبال سر شده سودا وگرنه ما
امید سود و بیم زیانی نداشتیم
خوش آن زمان که در عدم آباد بوده‌ایم
نامی ز ما نبود و نشانی نداشتیم
دادیم بوسه گر برکابت ز ما مرنج
در دست اختیار عنانی نداشتیم

بردیم ما بجای دگر روی زرد خویش
پیش تو قدر برگ خزانی نداشتیم
بی هیچ شد به تنگدلی صرف عمر ما
افسوس عشق غنچه دهانی نداشتیم
از بسکه دل طپیده بلا شد بجان ما
واقف وگرنه ما خفقانی نداشتیم

۱۲۳

ز وصل آن گل اندام است تا بی بهره آغوشم
بود پشتاره‌ای چون خارپشت از خار بر دوشم
بدشواری رود از سنگ نقش آثار طالع بین
که آن بی مهر من یکبارکرد از دل فراموشم
تو بنویسی بکس مکتوب لیک از بدگمانیها
چو برخیزد کبوتر از لب بامش برد هوشم
نمی سازد بدامن پای من از هرزه گردیها
ز دستش میکند آخر گریبان چاک پاپوشم
بشکراینکه گفت‌آن‌غنچه لب واقف بمن حرفی
عجب نبود اگر چون گل زبانها روید ازگوشم

۱۲۷

یک نفس پا نکشد اشک بداماں چکنم
چه کنم آه باین گوهر غلطان چکنم
غنچه سان وا نشوم تا ندرم پیرهن
تو بگو گر نکنم چاک گریبان چکنم
کرده از شهر بدر شوخی خوش چشمانم
گر بدشتم نگذارند غزالان چکنم
سنگباران همه بر خویش گوارا کردم
من دیوانه بدل سختی طفلان چکنم
در جگر آه ندارم غم هجر آمده پیش
من چنین مفلس و وارد شده مهمان چکنم

با چنین عجز هوادار وصالش نشوم
من که مورم هوس ملک سلیمان چکنم
عاشقم نیستم آشفتهٔ دستار و کلاه
سر ندارم هوس این همه سامان چکنم
نه مرا آبله در پای و نه در دیده سرشک
چارهٔ تشنگی خار مغیلان چکنم
میکنم جمع بافسانه و افسون خود را
میکند زلف تو ام باز پریشان چکنم
میکشم دمبدم آزار ز بیدردی او
وای در پهلوی من دل شده پیکان چکنم
واقف از دیدن این باغ حزین گردیدم
غنچه سان گر نکشم سر بگریبان چکنم

۱۲۸

هر کرا رفت دل از دست حزین من بودم
هر که گردید غمین چین بجبین من بودم
نبرد نام من امروز کسی در بزمت
یاد روزی که دران حلقه نگین من بودم
دوش جولانگریت گرد برآورد از من
هر کجا رخش تو می تاخت زمین من بودم
باختی نرد محبت برقیبان افسوس
در رهت باخته جان و دل و دین من بودم
گرچه در بادیهٔ عشق تو صیاد بسی است
آنکه بنشست نخستین بکمین من بودم
بر سر راه تو نقش قدم غیر نبود
که سر کوچهٔ غم خاک نشین من بودم
محرم راز تو شد هرکس و ناکس امروز
پیش ازین واقف سر تو همین من بودم

۱۲۹

مانند سپند از بس بی طاقتی انگیزم
در آتش سودایت بنشینم و برخیزم

روزی که رسی بر سر این خستهٔ هجران را
شاید که تو بنشینی صد حیله برانگیزم
یک شب بلب شیرین شور دل من بنشان
مپسند که مردم را در دیده نمک ریزم
از بهر گلوی من ای کافر سنگین دل
گر تیز کنی خنجر هرگز بتو نستیزم
تو از ره آمیزش با غیر دهی باده
من خون دل از غیرت با خاک ره آمیزم
هر جور که میخواهی بر جان و دلم میکن
آن پای ندارم من کز دست تو بگریزم
تا چند کشم خواری از دست غم آن گل
خواهم که بدامانش چون خار در آویزم
ای شوخ کمان ابرو از پیش نگاه من
مگریز که من هرگز از تیر تو نگریزم
تا چشم کسی دیدم بیمار شدم واقف
از داروی این مردم شرط است که پرهیزم

۱۳۰

چون جانب او قاصدی از ناله فرستم
بیتاب شوم گریه ز دنباله فرستم
آن نامه که سویش کنم انشا ز دل داغ
ملفوف کنم در ورق لاله فرستم
بر رقعهٔ من نگذرد آن شوخ چسازم
من بعد ز دل یک دو سه پرکاله فرستم
سوی خودش از جذب محبت کشم آخر
واقف چه ضرور است که دلاله فرستم

۱۳۱

خزان رسید و پی غمگساریی چمنم
شکسته رنگ ز بیمارداریی چمنم

چمن ز دوریت ای گل بخاک یکسان شد
بیا که سوخت دل از خاکساریی چمنم
بدل شکست مرا خار بیوفایی گل
دگر نماند سر دوستداریی چمنم
چو غنچه پیرهنم پاره کرد باد بهار
شگفت عاقبت این گل ز یاری چمنم
رقم همیشه کنم ماجرای بلبل و گل
بهار داده وقایع نگاری چمنم
ز دست رفت گل و زخم خار برهم خورد
نماند هیچ بکف یادگاریی چمنم
اگرچه در قفسم عرصه تنگ شد واقف
ولیک زنده بامیدواری چمنم

۱۳۲

گرچه احوال بسی درهم و برهم دارم
کردهٔ طره یار است چرا غم دارم
آن پری می رمد از من چه گنه دید آیا
مگر این است که من صورت آدم دارم
گفتی ام هرچه دلت خواست ولیکن بشنو
گله آمیز حدیثی ز تو من هم دارم
گرچه تسلیم بود شیوهٔ عاشق لیکن
ناصحا پند تو حاشا که مسلم دارم
گریهٔ من خلف سلسلهٔ طوفان است
از سر نو سر ویرانی عالم دارم
همنشین گر نمکت هست بزخمم بفشان
صحبت بیمزه تا چند بمرهم دارم
عید در هجر تو ام ماتم دیگر باشد
قسمتم بین که بسالی دو محرم دارم
آرزونامهٔ من چون بتو یا رب برسد
نه کبوتر من درمانده نه آدم دارم

کی بشمشیر من از دست دهم زنجیرت
ربط با سلسلهٔ زلف تو محکم دارم
بود دل محرم دیرینهٔ من خون شد و رفت
همدمی نیست کنون اشک دمادم دارم
رفت واقف ز برم یار عزیزی چون دل
میکنم گریه ز غم تا بجگر نم دارم

۱۳۳

غم و غصه جای دگر میبرم | ازان آستان درد سر میبرم
یک امروز با اشک و آهم بساز | که فردا من این شور و شر میبرم
زهی لطف گر صرف بالین کند | به صیاد این مشت پر میبرم
تو دل را شکستی و از سادگی | من او را بر شیشه گر میبرم
توان گشت گرد سر طاقتم | که با چون تو شوخی بسر میبرم
غمش مهمان است و من پیش او | ز خون جگر ماحضر میبرم
لب خشک آورده بودم برت | کنون می روم چشم تر میبرم
فسون وفا بر تو خواهم دمید | جفا از نهادت بدر میبرم
سر خویش واقف گرفتم شدم | ازان آستان درد سر میبرم

۱۳۴

خوشا روزیکه من این رنج غربت در وطن گویم
برآیم از قفس درد اسیری در چمن گویم
گران شد گوشم از گفت و شنود آسوده گردیدم
نه کس با من سخن گوید نه من با کس سخن گویم
تو ام هرچند حرف تلخ زهر آلوده میگویی
منت جانا شکر لب خوانم و شیرین دهن گویم
نمی اندازد آن سرو سمنبر گوش بر حرفم
روم در باغ و حال خویش با سرو و سمن گویم
باین تقریب شاید درمیان پرسند احوالم
به پیش او گه از مجنون گهی از کوه کن گویم
بیک تحریک مژگان قلب دلها را زدی برهم
نمی دانم ترا من دلشکن یا صف شکن گویم

نه تنها از تو مجنون گشت رسوا بلکه لیلی هم
ترا ای عشق کافر دل بلای مرد و زن گویم
بخاموشی مرا بگذار انگشتم مزن بر لب
که پیشت‌جای‌انگشتست هر حرفی که من گویم
ز ضعف دل باین حالم که نتوانم سخن گفتن
اگر رو در بهی آرم بآن سیب ذقن گویم
کشیدم محنت ایوبی و اندوه یعقوبی
جهان را سربسر دارالمحن بیت الحزن گویم
بدل گردد به په په چهچه بلبل دران گلشن
که من **واقف** سخن از گلعذار خویشتن گویم

۱۳۵

به گلشن وصف رویت کردم و گل را خجل کردم
حدیثی گفتم از زلف تو سنبل را خجل کردم
بباغ از خار خار عشق آن سرو قبا گلگون
کشیدم نالهٔ قمری و بلبل را خجل کردم
همیشه می کشیدم از تغافل پیش او خجلت
نگاهی وا کشیدم زد تغافل را خجل کردم
گذر کردم ازین دریا دلی بی منت گردون
زدم بر آب بیباکانه و پل را خجل کردم
ز من شرح پریشان‌حالی امشب پیش‌او **واقف**
بنوعی شد اداکان زلف و کاکل را خجل کردم

۱۳۶

ما دل صد پاره در فکر شراب انداختیم
نسخه رنگین بود از غفلت در آب انداختیم
در چمن حرفی ز روی آتشین او زدیم
برگ گل را شعله سان در اضطراب انداختیم
جوش زد بی اختیار از دیدها سیلاب اشک
تا نظر بر حال این دیر خراب انداختیم

پیش او شرح پریشانی بما سودی نکرد
طرهٔ او را عبث در پیچ و تاب انداختیم
تا بکی از بزم می باشیم واقف بر کنار
هر چه بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

۱۳۷

بر بیگانه گاهی گاه پیش خویش مینالم
خدنگی خورده ام از چشم کافر کیش مینالم
بمنزل نارسیده هر قدم زاری است کار من
مرا تا هست راهی چون جرس در پیش مینالم
نمی آرد به شورم او بچشمم گر نمک ریزد
وگر غیری مرا مرهم نهد بر ریش مینالم
بطور خود مرا بگذار ناصح حالتی دارم
که گر گویی فلانی ناله کم کن بیش مینالم
مده نسبت مرا همدم به نی در ناله و زاری
که او مینالد از بیگانه من از خویش مینالم
بکویش هر کسی فارغ ز درد و غم زهی قسمت
من دل ریش میگریم من درویش مینالم
نمی نالم گر آن زلف از صبا شد درهم و برهم
دل آسوده افتاد است در تشویش مینالم
هوس کردم که از نوشین لبش کامی کنم شیرین
ازان مژگان زهر آلوده خوردم نیش مینالم
به مقصد هست راهی ازجنون نزدیکتر واقف
مرا افگنده دور این عقل دوراندیش مینالم

۱۳۸

بدل گفتم از جور گردون نگریم
اگر سینهٔ من شود خون نگریم
دل این ستم پیشه ای نور دیده
ترا برده از چشم من چون نگریم
چو زلف تو هندوی واژونه کار است
چسازم گر از بخت واژون نگریم
نه بینم درین باغ بید پریشان
که ناچار از یاد مجنون نگریم

بدست نگارین دلم کرده‌ای خون ‌ نگارا ز دستت چرا خون نگریم
نسازم رقم سوی او حسب حالی ‌ که برحالت لفظ و مضمون نگریم
ز اندازه بیرونست درد درونم ‌ چرا من ز اندازه بیرون نگریم
ز تکلیف دریادلیهای عشقت ‌ چسازم که از دیده جیحون نگریم
نه دل ماند واقف بر من نه دلبر ‌ بگو کی بگریم گر اکنون نگریم

۱۳۹

در گریه بدولت تو ممتازم ‌ از یاد تو اشک را گهر سازم
تنگ آمدم از جنون نمی دانم ‌ زنجیر به گردن که اندازم
مانند سپند دور چشم بد ‌ بوی از سوز دارد آوازم
شرمی از روی من نمی دارد ‌ این اشک که گشته است غمازم
از سر گیرد زمانه طوفان را ‌ هر جا ز غم تو گریه آغازم
گر سر دارم دریغ از تیغت ‌ در حشر چگونه گردن افرازم
روزی خواهی فتاد از چشمم ‌ ای اشک مگو بمردمان رازم
با کنج قفس ز بسکه خو کردم ‌ واقف از یاد رفت پروازم

۱۴۰

ز بی مهری چرخ از مهربانی دور افتادم
چه قدر اکنون مرا کز قدردانی دور افتادم
اگر جان جهانی بر لب آید از فغان من
عجب نبود که از جان جهانی دور افتادم
بود کامم بزهر آغشته و تلخ است عیش من
که از شکر لب شیرین دهانی دور افتادم
اگر در خاک بنشینم وگر در خون بجا باشد
که همچون تیر از ابرو کمانی دور افتادم
ز صد جنت اگر آدم جدا افتد نمی باشد
باین حسرت که من از آستانی دور افتادم
خدا را در حق بنده دعای ای کهن پیران
توان کردن که من از نوجوانی دور افتادم
شود گر آب از چشمم روان مانند خون واقف
روا باشد که من از سرو روانی دور افتادم

۱۷۱

با خود از دوستیش این همه دشمن کردم
کس بدشمن نکند آنچه بخود من کردم
شمع سان شکر که از دولت بیداری بخت
خدمت بزم ترا تا دم مردن کردم
باشد افروخته تا صبح قیامت داغم
این چراغیست که از روی تو روشن کردم
کوچهٔ عشق ز خاکستر دل سوختگان
گلخنی بود ز ابر مژه گلشن کردم
سرگران است بمن از دو سه روزی صیاد
من کجا کی به قفس یاد نشمین کردم
سخت شد دلت از زاری بی تاثیرم
خواستم نرم کنم سنگ تو آهن کردم
تا درین باغ مرا سرو قدی کرده اسیر
زندگی فاخته سان طوق بگردن کردم
پیچ و تاب کمرش بسکه مرا لاغر ساخت
رشته آسا گذر از چشمهٔ سوزن کردم
چون دل از غیر تو پرداخته ام چیست حجاب
پرده بردار که من آیینه روشن کردم
باد خاکی ز در دوست رسانید بمن
سرمهٔ چشم خودش کوری دشمن کردم
چه فغانها که بیاد گل رخسار کسی
همره بلبل شوریده به گلشن کردم
قابل گلشن کوی تو ندیدم خود را
من دیوانه ازان جای به گلخن کردم
برق در حاصلم ای دل زدی از ناله چرا
چه بدی با تو من سوخته خرمن کردم
همچو زنجیر بفریاد مرا کس نرسد
گرچه یک عمر بزندان تو شیون کردم

وصف روی تو به بت خانه بوجهی گفتم
که بتان را همه از شوق برهمن کردم
واقف آن گل ز جفا در دل من خار شکست
من ازان خار چه گلها که بدامن کردم

۱۴۲

بار غمهای تو با جسم حقیری می کشم
دیر پروایی مکن جانا ز دیری می کشم
تحفهٔ دیگر بغیر از دل ندارم در بساط
گر پذیرد پیش یار دلپذیری می کشم
بی دماغم کو دماغ خود بخود نالیدنم
می کنم تکلیف بلبل تا صفیری می کشم
میکنم ضبط عنان دل ولی لرزم بخود
سادگی بنگر سر زنجیر شیری می کشم
سرمهٔ خط جوانان بی بصیرت می کند
بعد ازین منت ز خاک پای پیری می کشم
ای کمان ابرو بقربانت دل و جان زود باش
انتظار ناوک نازت ز دیری می کشم
تا مرا آیینه سان از عیبم آگاهی دهد
خویش را در صحبت روشن ضمیری می کشم
چون یتیم افتاده ام واقف درین وادی ز پا
دست بر سر انتظار دستگیری می کشم

۱۴۳

خو گرفتم به قفس رفته چمن از یادم
آه زانروز که آزاد کند صیادم
جفت صد گونه غم و دردم ازین غصه که من
در وفا طاقم و از طاق دلش افتادم
چه خیالست که با شیخ نمایم بیعت
منکه با پیر مغان دست ارادت دادم
ماه عیدی عجبی دیده ام از ابروی دوست
دوستان جمله بگویید مبارک بادم

چشمی از دود دلم تر نشود همچو سپند
آه امروز که می سوزم و در فریادم
ساده روی که بمن داد خط بیزاری
خط برآورد و منش خط غلامی دادم
طائر قدسم و بر عرش نشیمن دارم
من ندانم که بدامت ز کجا افتادم
سوسری از سر من چند گذر خواهی کرد
دست من گیر خدا را که ز پا افتادم
یار پر طفل مزاجست و منم یک کف خاک
ترسم از اینکه ببازیچه دهد بربادم
دل به او دادم و بی مهر برآمد واقف
دادگر کو که ازین ماه ستاند دادم

۱۴۴

دریغا که درد آشنای ندیدم — شدم جابجا لیک جای ندیدم
درین دشت دنبال یاران رفته — دویدم بسر نقش پای ندیدم
ازان چون حنا گوشه گیری گزیدم — که درچشم مردم حیای ندیدم
بلاهای بسیار دیدم ولیکن — چو آن سرو بالا بلای ندیدم
سحر بلبلی ناله میکرد و میگفت — دریغا که از گل وفای ندیدم
بنازم به حسنت که آیینها را — ز رشک تو باهم صفای ندیدم
زخون خوردن خلق سیری ندارد — چو تیغ تو صاف اشتهای ندیدم
سپندم ولی پا بر آتش فشردم — که از بهر جستن فضای ندیدم
دلم واشد از گوشهٔ ابروی تو — چنان گوشهٔ دل کشای ندیدم
بحال خراب تو واقف مناسب — بغیر از خرابات جای ندیدم

۱۴۵

آرزو دارم که در عشق تو یار دل شوم
دل شود بیمار و من بیمار دار دل شوم
دل شکار چشم او شد من شکار دل شوم
واله دل عاشق دل بیقرار دل شوم
زود برخیزم اگر با او نشینم بعد دیر
من سبکروحم نمی خواهم که بار دل شوم

دل ز رشک عشق با من دشمن جانی شداست
آه زان ساعت که در کویش دوچار دل شوم
ز آمد و رفتنی که دل در رهگذارت می کند
شوق میخواهد که خاک رهگذار دل شوم
دل شهید لاله رویان شد درین فکرم که من
بر جگر داغی نهم شمع مزار دل شوم
دل بمن همسایهٔ نزدیک می لرزم مباد
پایمال آفت از قرب جوار دل شوم
دل ز پهلویم بدنبال جوانی رفته است
بیم آن دارم که پیر از انتظار دل شوم
کار دل عشق است و بار درد و غم برداشتن
طاقتم کو تا شریک کار و بار دل شوم
دل غم جانانه دارد من غم دل چاره چیست
غمگسار خود شوم یا غمگسار دل شوم
دل مرا فرموده واقف کار سختی همچو عشق
سخت می ترسم مبادا شرمسار دل شوم

۱۳۶

دیدم از غیر بسی جور و تغافل کردم
نام بی غیرتی خویش تحمل کردم
آن نسیمم که ز بس مشق پریشان سفری
ناتوان گشته وطن در خم کاکل کردم
مرغ دل طالع آن دام معنبر چو نداشت
آشیانش شکن طرهٔ سنبل کردم
سوخت داغ تو سراپای مرا همچون شمع
وه چه ساعت بگریبان خود این گل کردم
شکوهٔ زلف دراز تو نمی شد کوتاه
بر خموشی زدم و قطع تسلسل کردم
خامه ام قصهٔ حسن تو و عشقم چو نوشت
نام آن ناز و نیاز گل و بلبل کردم

قطره ای بودی و دریا شدی در پهلوی من
مژده ای دل که من از جزو ترا کل کردم
بی تامل بتو ای دوست چه سان دادم دل
من که هر کار به فتوای تامل کردم
گلبن دردم و صد داغ شگفتست از من
تربیت کرد مرا عشق چنین گل کردم
گر خورم نعمت الوان نرود از یادم
ذوق خونی که به عشق تو تناول کردم
زان نگه گوشهٔ چشمی چو ندیدم لاچار
خویشتن را هدف تیر تغافل کردم
هیچ دانی که چسان دیده حقیقت بین شد
سرمه از گرد ره راکب دلدل کردم
کی دهم دامن افتادگی از کف واقف
منکه چون زلف ترقی ز تنزل کردم

۱۴۷

شکوها کز روزگار ناموافق میکنم
خوب اگر فهمی ز یار ناموافق میکنم
سبحه گردانم بآن دستی که ساغر میکشم
من بیک دست این دو کار ناموافق میکنم
فصل گل آمد ز من شور جنونی گل نکرد
خاک بر سر زین بهار ناموافق میکنم
گشت بد آب و هوای کویش ز اشک و آه غیر
خیرباد این دیار ناموافق میکنم
زلف از دستم کشیدی روی گرداندی ز من
شکوه از لیل و نهار ناموافق میکنم
مشت خونم از حنا واقف ندارد پای کم
میروم نذر نگار ناموافق میکنم

۱۴۸

در خواب همچو روی تو روی ندید چشم
زانرو ترا ز جملهٔ نکویان گزید چشم

خواهم بگوشهٔ که نباشند مردمان
گویم بیار از غم دل آنچه دید چشم
رفتی و همچون قطرهٔ اشک از گداز شوق
از خانه در قفای تو بیرون دوید چشم
بفرست بوی پیرهن خویش با صبا
مپسند اینکه از تو شود نا امید چشم
در اشکباری ابر سیه شد طرف به من
ای گریه همتی که شود او سفید چشم
ای طائر خجسته یکی از درم درآ
تا کی در انتظار تو خواهد پرید چشم
واقف چسان بمجلس می جلوه گر شود
شوخی که از حباب می او را رسیده چشم

۱۴۹

نا امید از مهر و ماهی میروم | با عجب روز سیاهی میروم
کشتی طاقت تباهی گشت آه | آه با حال تباهی میروم
خاک بر سر سینه‌چاک افغان بلب | دادخواهم پیش شاهی میروم
بیگناهم وز حریم عصمتش | تهمت آلود گناهی میروم
بهر این جرمی نکرده پیش او | چون ندارم عذر خواهی میروم
میروم راهی و آهی میکشم | میکشم آهی و راهی میروم
گر نسیمی میرسید از کوی دوست | من ز جا چون برگ کاهی میروم
بسکه در طاقت تنک سرمایه ام | چون حباب از خود بآهی میروم
صیدم و مشتاق زخم کاری ام | بر سر تیر نگاهی میروم
دل بصد ره می رود معذور دار | گر من از راهی براهی میروم
راست گویم از چه کج کج میروم | در هوای کج کلاهی میروم
نیست راه واقف مرا در بزم یار | همره دل گاه گاهی میروم

۱۵۰

فتاد از دست من دل با که گویم | مرا افتاد مشکل با که گویم
ز دستت کوچهٔ درسر کوچهٔ یار | بماندم پای در گل با که گویم

درین وادی شدم آواره صد راه — نبردم راه بمنزل با که گویم
بچندین دست و پا کردن درین بحر — نبردم پی بساحل با که گویم
عجب افسانه‌ای دارم دریغا — نخواهند اهل محفل با که گویم
فغان کان بی وفا حق وفا را — بحرفی کرد باطل با که گویم
شب تاریک و ره دور و جرس گنگ — جدا ماندم ز محمل با که گویم
بدل گفتم ز پند و بند بسیار — نشد دیوانه عاقل با که گویم
بیارم یک دو حرف گفتنی بود — ز من بگذشت غافل با که گویم
زدی زخمی و رفتی از سرم زود — بماندم نیم بسمل با که گویم
بغیر از گفتگو واقف ز تحصیل — نه کردم هیچ حاصل با که گویم

۱۵۱

سبک گشتم به چشمت وز تو دیدم سرگرانی هم
نخواهم آمدن دیگر ببزمت گر بخوانی هم
ز رشک طالع پروانه شبها داغ می سوزم
که من از شمع خودگرمی نمی بینم زبانی هم
ز دستت بر سر دین و دل و جان سخت میلرزم
تو آشوب دل و بدخواه دینی خصم جانی هم
هر آن دل را که دزد دست زلفت پاس میدارد
سرش گردم که دزدی می نماید پاسبانی هم
فن خود چند خواهی ساختن نامهربانی را
بکن یکبار از بهر تفنن مهربانی هم
خریدی دل زمن رد کردی اکنون بر که بفروشم
که از داغ تو دارد مهر از زحمت نشانی هم
اگر از درد هجرانش نمی خیزم عجب نبود
که امید وصالش زنده دارد سخت جانی هم
بکارم کن دمی تا زندگانی را ز سر گیرم
دم عیسی است با لعل تو آب زندگانی هم
مرا دعوت بیاموز ای پریخوان کان پری‌پیکر
نمی آید اگر خوانم برسم مهمانی هم
تغیر گونه ای در گونهٔ زردم نشد واقف
می گلگون بسی خوردم شراب ارغوانی هم

۱۵۲

آه سرد خود اگر مطلق عنان میساختم
آن بهار حسن را در دم خزان میساختم
عاجزم در قبضهٔ هجران کافر کیش او
منکه دائم با کشاکش چون کمان میساختم
گر ز چشم دام می دیدم نگاه التفات
فارغ البال این چنین کی آشیان میساختم
یاد ایامیکه کار عشق میکردم به چشم
قاصد اشکی بسوی او روان میساختم
می رسیدی سیل اشکم با رکاب آن سوار
گریه را ار در پیش مطلق عنان میساختم
گوش بر حرفم نمی اندازد آن مست غرور
ورنه من واقف ز لخت دل زبان میساختم

۱۵۳

شب هجر تو کی در دیده راه خواب میدادم
دمادم خانه را از گریه با سیلاب میدادم
اگر از گلخن عشقم قبا خاکستری می شد
هزاران عور را پیراهن سنجاب میدادم
اگر می بستی ای پیمان گسل عهد وفا با من
سر زلف ترا با رشتهٔ جان تاب میدادم
بیاد قامتش عمریست میگریم چه حاصل شد
ثمر میداد روزی گر به نخل این آب میدادم
نمیگردد کم از اظهار درد دل چنین دانم
مگر روزی نه من درد سر احباب میدادم
طپیدن شیوهٔ ذاتی بود سیماب را لیکن
شب از بی طاقتی پند دل بی تاب میدادم
محبت رنگ شرکت بر نتابد ورنه من واقف
صلای گریهٔ خونین به شیخ و شاب میدادم

۱۵۴

خون گشت دل از داغ جفای تو جگر هم
رحمی ننمودی بتو کردیم خبر هم
زین بعد من و صبر که دلدار گر این است
سودی ندهد اشک شب آباد سحر هم
عشقت نکشد از دل ما رخت اقامت
صد مرتبه از شهر تو کردیم سفر هم
پر بی خبری ای پسر از خویش وگرنه
این چهرهٔ زیبا ننمایی بپدر هم
واقف مکن اظهار پریشانی خود را
تا کی ز تو آن طره شود درهم و برهم

۱۵۵

خواهم که بر یار دل آزار بگریم
چندانکه کند در دل افگار بگریم
خونی که بدل کرد مرا درد جدایی
گر دست دهد وصل تو یکبار بگریم
بیزار شد از زاری من یار چه سازم
بنشنیم و بر زاری خود زار بگریم
ای کان ملاحت نمکی لطف نکردی
حرمان زده ام بر دل افگار بگریم
ضائع چه کنی وقت من غمزده ناصح
برخیز کنم ناله و بگذار بگریم
نازک دلیم رفت درین بادیه تا کی
چون آبله از کاوش هر خار بگریم
واقف اگر افتد بکفم دامن وصلش
عهد است که خون گریم و بسیار بگریم

۱۵۶

غمین گشتم ز پیری شادمانی از کجا آرم
شدم پر بی نمک شور جوانی از کجا آرم
بحال مردنم از درد جانفرسای هجرانش
دوای نفع آب زندگانی از کجا آرم

اگر خاموشم از وصف لبش معذور داریدم
شکر گفتاری و شیرین زبانی از کجا آرم
غم او مهمان و من ندارم در جگر آهی
باین افلاس ساز مهمانی از کجا آرم
مرا انگشت بر لب میزنی ای شاخ گل بگذر
نیم بلبل حدیث قصه خوانی از کجا آرم
بسان شمع گرم گفتگو هر کس در آن مجلس
من افسرده دل آتش زبانی از کجا آرم
بخون خویش ساغر میزنم از مفلسی واقف
می گلگون شراب ارغوانی از کجا آرم

۱۵۷

دیدهٔ اشکبار می خواهم گریهٔ زار زار می خواهم
لاله زار بهشت را چکنم سینهٔ داغدار می خواهم
ریشه‌ای در دماغم از سوداست مددی از بهار می خواهم
بایدم رفت از میان ناچار که ترا در کنار می خواهم
وصل با هجر من نمی خواهم خواسته است آنچه یار می خواهم
بار هستی فگنده ام از سر در حریم تو بار می خواهم
وعده ات میدهی نمی گویم وصل بی انتظار می خواهم
واقف از لطف ساقی کوثر مستی بیخمار می خواهم

۱۵۸

نخست آنکس که شد در عشق او افسانه من بودم
دران زنجیر گیسو اولین دیوانه من بودم
سرت گردم مکن در عاشقی نسبت باغیارم
نخست آنکس که شد شمع ترا پروانه من بودم
چو من بیرون شدم لب را تکلم آشنا کردی
بقربانت مگر در بزم تو بیگانه من بودم
کنون هر بی حقیقت آمد و شد بر درت دارد
کجا رفت آنکه تنها محرم جانانه من بودم
غرض آلوده هستند این گرفتاران که می بینی
بدامت آنکه آمد بی فریب دانه من بودم

نکردم کوتهی در خدمت خوبان سر موی
پریشان شد بهر جا زلف یاری شانه من بودم
کشیدم رنج بهر گنج در ویرانهٔ دنیا
چو دیدم خوب واقف گنج این ویرانه من بودم

۱۵۹

تا بکی از ستمش آه کنم / به که تفویض الی الله کنم
منعم از شکوهٔ آن زلف مکن / قصهٔ نیست که کوتاه کنم
به سفر می روی ای سرو روان / باش تا جان بتو همراه کنم
رخصت از یار نه دارم ورنه / پیش او گریهٔ دل خواه کنم
خواجه گو راه بدرونم بدهد / بنده‌ام خدمت درگاه کنم
من که در محفل او راهم نیست / چه کنم تا بدلش راه کنم
کاهش دل چو نویسم سویش / نامه انشا به پر کاه کنم
هست آه سحر و گریهٔ شام / آنچه واقف گه و بیگاه کنم

۱۶۰

گشتم دوتا ز درد به یکتاییت قسم
شد زهر زندگی بشکرخاییت قسم
ناشسته روست آیینه با او طرف شدن
هرگز نزیبد از تو بزیباییت قسم
شد تازه جانم از قفس دلنواز تو
ایدل بنال خوش بدم ناییت قسم
ای عشق از برای خدا رو ز ما متاب
ما بندهٔ تو ایم به آقاییت قسم
جانی بمن به بخش ز لب مردهٔ تو ام
جان ترا قسم به مسیحاییت قسم
بر منکه در غم تو شدم پیر و ناتوان
رحمی کن ای جوان بتواناییت قسم
رسوا بقدر شهرت حسن تو عشق ماست
پنهان نمانده‌ایم به پیداییت قسم

ای آب تیغ یار نه دانم چه عنصری
آب بقا خورد بگوارابیت قسم
پنهان مدار والهٔ گیسوی کیستی
واقف ترا به این سر رسواییت قسم

۱۶۱

سراسر خشک دیدم مزرع خود تا نظر کردم
دل از بیحاصلیها آب شد من گریه سر کردم
ز دست غیر با این ضعف از کویش سفر کردم
بهر گامی ز پا بنشستم و خاکی بسر کردم
تو ام از گفتهٔ اغیار از محفل بدر کردی
منش از غیرت عشق ای صنم از دل بدر کردم
حدیث تلخ میگوید بمن زان یار شیرین لب
که من این زهر را بر خود گوارا چون شکر کردم
سرشک گرم رو دارد سر رفتن بکوی او
بگو ای دل پیامی میرود قاصد خبر کردم
سپید از غم برآمد سربسر موی سیاه من
بیا روزی که دور از تو بسی شبها سحر کردم
لباسی خوش نمی آید مرا جز چشم پوشیدن
ز خلعت خانهٔ دنیا ازان قطع نظر کردم
شوم تا محرم از حرفیکه با اغیار می گوید
ببزم یار واقف خویش را دانسته کر کردم

۱۶۲

بگلشن پیش آن ناز آفرین چشم
ز خجلت دوخت نرگس بر زمین چشم
بتان چون غنچهٔ نرگس نهفتند
ز شرم چشم او در آستین چشم
ز اشک ابر باغ و راغ شد سبز
خدا گر چشم بخشد این چنین چشم

نمی رفتیم نزدیک محبت
اگر می بود ما را دوربین چشم
جهانی را بطوفان داد از اشک
مرا غرق خجالت کرد این چشم
نگه کن گو غضب آلود باشد
که ما پوشیده ایم از مهر و کین چشم
چسازد گر نگرید خون چسازد
چو دل دارد بلای در کمین چشم
ز من واقف نگه می دزدد آن شوخ
ز چشم او مرا کی بود این چشم

۱۶۳

همان بهتر کو من از آستانش زود برخیزم
چه لازم بعد روزی چند ناخوشنود برخیزم
ز سودا نقد جان خویشتن را پر زیان کردم
نشستن بر در او چون ندارد سود برخیزم
برایت سوختم رحمی نفرمودی ازین ماتم
سیه پوش از سر آتش بسان دود برخیزم
چنان سوزم که همچون شعله خاکسترنشین گردم
ندانم کز سر آتش بسان دود برخیزم
ز بس ترسم که گرد غم نشیند بر دلش از من
پس از دیری اگر با او نشینم زود برخیزم
نشستم عمرها واقف بخاک آستان او
چو بر رویم دری از مرحمت نکشود برخیزم

۱۶۴

قطرهٔ اشکی بصد خون جگر پیدا کنم
از کجا بهر نثار او گهر پیدا کنم
در تلاش روزگار از آسمان کم نیستم
شام اگر گم شد ز من ساغر سحر پیدا کنم
دل بداغ دوری آن شمع سوزد تا بکی
ای خدا رحمی که چون پروانه پر پیدا کنم

نیست تدبیری پریشان حالیم را همچو گل
سود ندهد گر درین بازار زر پیدا کنم
واقف اندر عشق طفلان این قدر تعجیل چیست
صبر کن تا دیدهٔ بالغ نظر پیدا کنم

۱۶۱

بکوی یار گذاری که داشتم دارم
بعاشقی سروکاری که داشتم دارم
حنا نیم که دهم دامن وفا از دست
سری بپای نگاری که داشتم دارم
گلم ز جیب ز فیض بهار گریه دمید
به پیرهن دو سه خاری که داشتم دارم
غبار گشتم و بر برگ گل نشستم لیک
هوای دامن یاری که داشتم دارم
فشاند بر سر خاکم بناز دامن و گفت
بخاطر از تو غباری که داشتم دارم
برای من مکن ای چرخ فکر پیراهن
من از لباس تو عاریکه داشتم دارم
نرفت تیرگی از کلبه ام به شمع افسوس
ز زلف او شب تاری که داشتم دارم
گذشت اگرچه ز حد بیقراریم واقف
بکوی یار قراری که داشتم دارم

غزلیات ناتمام

۱

ترا ای دل بجای میفرستم — به شوخ میرزای میفرستم
خدا بادا نگهبان تو ای دل — ترا پیش بلای میفرستم
پذیرد گر سگش از خون دیده — دو قاشق شوربای میفرستم
شکایت نامهٔ بخت سیه را — به چشم سرمه سای میفرستم
ندارم تحفهٔ مقبول درگاه — تهی دستم دعای میفرستم

به دور افتادگان از خاک کویش | تبرک توتیای میفرستم
بدست گریهٔ خونین ز عمری | نگاری را حنای میفرستم
دل من قمری و بلبل مزاجست | بسرو و گل قبای میفرستم
ز بیم مدعی آن ساده رو را | خط بی مدعای میفرستم
ز طور من بود بیگانه قاصد | دل درد آشنای میفرستم
زکوواهٔ ناله مرغان چمن را | سحر برگ و نوای میفرستم
توچون درکابه ام آیی من از رشک | دل و جان را بجای میفرستم
ستاند تا جواب عرضه زان شاه | برش مبرم گدای میفرستم

۲

شوخ و بیباک و آفتی چکنم | خانه پرداز طاقتی چکنم
آمدی رفت استقامت من | تو بقامت قیامتی چکنم
میکنی منع من ز عشق مجاز | ناصحا بی حقیقتی چکنم
نکند یک دو داغ سیر ترا | ای جگر بی قناعتی چکنم
من بخون خودت رضا دادم | چه کنم بی مروتی چکنم
حال سخت است با تو نتوان گفت | سخت نازک طبیعتی چکنم
غمزه ترکانه بر سر تاراج | من و این بی بضاعتی چکنم
روزی من خیال آن دهن است | آه با تنگ قسمتی چکنم
از تو ای عشق شکوه دارم لیک | تو خداوند نعمتی چکنم
راحت از چرخ خواستم گفتا | تو سزاوار محنتی چکنم

۳

یا رب باو چگونه شود آشنا دلم
مسکین دلم فقیر دلم بی نوا دلم
حاشا که از جفای تو ترک وفا کنم
عاشق دلم اسیر دلم مبتلا دلم
در راه شوق اشک روان کرده بیشمار
همچون امیر قافله رفت از قفا دلم
جز آرزوی یک نگه لطف دلبران
دیگر چه کرده است گناه شما دلم
دیگر ز ضعف طاقت گردیدنش نماند
جای مرو که تا نرود جا بجا دلم

تا دیدمت خراب شدم ورنه پیش ازین
بودست جان من قدری پارسا دلم
در عین گریه بر سر من یک سحر بیا
بنگر چه می کند ز غمت دیده با دلم

۴

غم و درد را جستجو میکنم — بهر جا دلی هست بو میکنم
بچشمم مکش هم نفس آستین — که من گریه از دست او میکنم
مرا تاری از طرهٔ خود بده — که من زخم دل را رفو میکنم
تراود ز خاک درش آب چشم — بهر جا که ناخن فرو میکنم
توگم گشتی ای دل درین شهر و من — سراغ ترا کو بکو میکنم
ندارم دگر طاقت انتظار — بیا ورنه با هجر خو میکنم
نشد آب حیوان بمن سازگار — قناعت بآن خاک کو میکنم

۵

چرا سر بر درت افتاده باشم — چرا سر در جهان بنهاده باشم
روم از آستانت دل گرفته — چرا با چون تویی دل داده باشم
غلام کس نیم فارغ نشینم — چرا در خدمتت استاده باشم
شعار خود چرا سازم وفا را — چرا بهر جفا آماده باشم
ز لوح دل بشویم نقش باطل — چرا مفتون روی ساده باشم
شکایت واگذارم پیچ در پیچ — چرا طومار غم بکشاده باشم
چرا افتم بهر بند طرهٔ زلف — روم زین بندها آزاده باشم

۶

برت شاد آمدم ناشاد رفتم
به آه و ناله و فریاد رفتم
کشادی زلف و روزم شب نمودی
تو خوش بنشین شبت خوش باد رفتم
مرا از سوختن دیگر چه پروا
که خاکستر شدم برباد رفتم
به نسیان نسبتش کردن ادب نیست
گناه من گرش از یاد رفتم

ندارم در قفس از ناله ذوقی
مگر از خاطر صیاد رفتم
بسی جان کندم و شیرین نشد کام
بکام تلخ چون فرهاد رفتم

۷

همدم از گریهٔ خونین دارم — وه چه هم صحبت رنگین دارم
عمرها شد که ز بیماری دل — کار با بستر و بالین دارم
از صفا آیینه کردم دل را — روی در دلبر خودبین دارم
لله الحمد ز اسباب جهان — هیچ اگر نیست دل و دین دارم
سر و کاریست بآن زلف مرا — زین سبب جبهٔ پرچین دارم
گرمی از حد مبر ای شمع که من — می گدازم دل مومین دارم

۸

به تیغ یار اگر سودا نمی کردم چه میکرم
بلای هستی از سر وا نمی کردم چه میکردم
من مجنون اگر تاریکی شبهای هجران را
خیال طرهٔ لیلی نمی کردم چه می کردم
ازین سختی که دید از کودکان شهر مجنونم
اگر ساز ره صحرا نمی کردم چه می کردم
بصحرای طلب کز تشنگی جان می دهد رهرو
اگر مژگان تر پیدا نمی کردم چه می کردم
نمی شد هیچ کس از بی کسی پهلو نشین من
دل گم گشته گر پیدا نمی کردم چه می کردم

۹

گله از جور تو بنیاد کنم یا نکنم
ظالم از دست تو فریاد کنم یا نکنم
ای قدیمان قفس تازه بدام آمده ام
ناله در خانهٔ صیاد کنم یا نکنم

وعدهٔ وصل بمن می دهد آن سست وفا
دل غم دیده بآن شاد کنم یا نکنم
من بامید تو ای خسرو شیرین دهنان
جان کنی پیشه چو فرهاد کنم یا نکنم
ناله دیریست که در سینهٔ من زندانیست
چیست فرمان تو آزاد کنم یا نکنم

۱۰

دیدم بخواب امشب زلفت بدست جمعی
خوابی چنین پریشان دیدم نه دیده بودم
سیمین بری تو جانان لیکن دل تو سنگ است
در سیم سنگ پنهان دیدم نه دیده بودم
برد احتاجم آخر بر آستان دونان
چین جبین دربان دیدم نه دیده بودم
تسبیح فتاده از دست زنار در گلوگاه
این کافر مسلمان دیدم نه دیده بودم
از لطف یار واقف پنهان بسوی من دید
لطفی چنین نمایان دیدم نه دیده بودم

۱۱

من دل گم گشته جویان می روم — هرچه بادا باد گویان می روم
بد مگوییدم خدا را ناصحان — گر بدنبال نکویان می روم
عاقلان دل در برم دیوانه شد — از پی زنجیر مویان می روم
کعبهٔ کوی تو ام یاد آمدست — از حرم لبیک گویان می روم
از پی آن سرو چون آب روان — دست از آرام شویان می روم

۱۲

در غم هجر تو گریان ز سفر می آیم
همره قافلهٔ لخت جگر می آیم
گر روم از سر کوی تو کجا خواهم رفت
می روم شام چو خورشید سحر می آیم

دارم امید که ضائع نرود آمدنم
نالهٔ شوقم و لبریز اثر می آیم
آمدن تا سر کوی تو ضرور است مرا
پا اگر ماند ز رفتار بسر می آیم
از دل غرقه بخونم چه خبرهاست که نیست
قاصد اشکم و از کوی جگر می آیم

۱۳

حدیث گرمی خوی تو بر زبان دارم
همینکه شمع صفت شعله در دهان دارم
مباش بی خبر از حال من سرت گردم
که داغ بر جگر و مهر بر دهان دارم
ز رنج هجر برم جان رسم براحت وصل
به سخت جانی خود این قدر گمان دارم
چنان بجانب دام و قفس پرم که هنوز
تعلقی بخس و خار آشیان دارم
مبین بچشم ضعیفم که همچو موسیقار
چه نالها که درین مشت استخوان دارم

۱۴

از تو صبر ای ستم ایجاد ندارم چکنم
دل اگر با ستمت شاد ندارم چکنم
بی سبب نیست اگر من به قفس تن زده ام
رخصت ناله ز صیاد ندارم چکنم
بیت ابروی تو پیوسته نمایم تکرار
مطلعی بهتر ازین یاد ندارم چکنم
تاب دیدار تو چون آیینه گر نیست مرا
چه کنم طاقت فولاد ندارم چکنم
کنده ام جان پی شیرین دهنی من هم لیک
طالع شهرت فرهاد ندارم چکنم

۱۵

من کجا معتبرش میگردم گر غلام و نفرش میگردم
چاره‌ای نیست چو از خاک شدن می روم خاک درش میگردم
هر قدر گرد دلم گردد یار آن قدر گرد سرش میگردم
نیست بی هیچ که گردش گردم در سراغ کمرش میگردم
هر کجا خوش پسری می بینم آشنای پدرش میگردم

۱۶

گاهی نیارد آن ماه یادم از طالع خود بی اعتقادم
کاری نیامد از ناله و آه اوقات خود را برباد دادم
چون یکسر مو سودش ندیدم سودای زلفش از سر نهادم
ای نوجوانان من کهنه پیرم دستم بگیرید از پا فتادم
شد پنجه من با جیب دشمن تا دامن دوست از دست دادم

۱۷

از گریه رسید آب به بنیاد نگاهم
ظالم نرسیدی تو بفریاد نگاهم
از مردمی چشم تو ای شوخ عجب نیست
گر شاد کنی خاطر ناشاد نگاهم
از چشم من ای شوخ مکن عزم برون شد
ویران چه کنی خانهٔ آباد نگاهم
سوی تو یتیمانه غریبانه به بینم
صبحم که دم سرد بود هم نفس من
شمعم که سرشک آمده همزاد نگاهم

۱۸

خوشا ساعت که با مینای می رندانه بنشینم
بیاد چشم او در گوشهٔ میخانه بنشینم
ببزم تیره روزان غمت آن عاشق دردم
که هر جا شمع بزم افروخت چون پروانه بنشینم
ز بس زین آشنایان تکلف دوست بیزارم
روم یک چند بی تکلیف با بیگانه بنشینم

سر پرواز دارم زین خراب آباد دل تنگم
نه چغدم منکه فارغ بال در ویرانه بنشینم
بزرگ و کوچک دنیا ندارد هیچ کیفیت
درین فکرم کنون با شیشه و پیمانه بنشینم

۱۹

دوشم گذر فتاد بهامون گریستم
یاد آمد از زمانهٔ مجنون گریستم
یک قطره حق گریه ز چشمم ادا نشد
با آنکه در فراق تو جیحون گریستم
فهمیده گیر جام درین انجمن که من
خوردم شراب و در عوضش خون گریستم
از برق خنده نیش بحالم زدی و من
از ابر در هوای تو افزون گریستم
خونم بدل ز شوق عقیق لب کسی است
من بی سبب به اشک جگر گون گریستم

۲۰

روزیکه برویت نظر انداخته بودم
جان و دل و دین صبر و خرد باخته بودم
آزادیم افکند گلستان بگلستان
ای کنج قفس قدر تو نشناخته بودم
بی رنگ قبول تو فتاد از نظر من
اشکی که بخون جگرش ساخته بودم
در دهر کی از طوق و گلو نام و نشان بود
آن روز که من سرو ترا فاخته بودم
گردید گریبان ترا تکمهٔ یاقوت
من قدر دل خون شده نشناخته بودم

۲۱

چند دل را در غم آن خوش پسر ضائع کنم
گریم و هر لحظه لختی ازجگر ضائع کنم

هیچ کس از اهل مجلس قابل نظاره نیست
تا بکی من شمع سان نور نظر ضائع کنم
صبرم آخر بر سر رحم آورد صیاد را
از طپیدنها چه حاصل بال و پر ضائع کنم
خاک بر سر کرده اینک میروم از کوی تو
چند پیشت آبروی چشم تر ضائع کنم

۲۲

دوستان با وصف بی تقصیریم کرده زلف کافرش زنجیریم
عشق آن سرو جوانم پیر کرد مد آه من عصای پیریم
در بغل دارم دلی چون کانگری داغ کرد از بس بت کشمیریم
سیل اشک من بود صاحب خروج می رسد دعوی عالم گیریم

۲۳

عالمی ساخته ویران اشکم هیچ کم نیست ز طوفان اشکم
دامن افشان چو ز من می گذری می رسد تا بگریبان اشکم
شست از یاد تو چون آب روان پای سبزان گلستان اشکم
وای بر من که درین پیریها کرده بازیچهٔ طفلان اشکم

۲۴

چه خیال است کزین باغ ثمر جمع کنم
برگ عیشی مگر از لخت جگر جمع کنم
فکر شیرازهٔ اوراق دلم کن تا چند
گردد این نسخه پریشان و ز سر جمع کنم
چون بحال دل صد پاره توانم پرداخت
منکه یک دم نتوانم که نظر جمع کنم
دست من قابل گل چیدن باغ توکجاست
من بمژگان برهت خار مگر جمع کنم

۲۵

با تو عرض جانگدازی میکنم بر امید دلنوازی میکنم
مطلبم از گریه میدانی که چیست دامن خود را نمازی میکنم

گیسوی او را که کرد آشفته‌ام شب دعای جان درازی میکنم
دست در زلفش ز نادانی زدم طفلم و با مار بازی میکنم

۲۶

بکوی دلبران حد ادب فهمیده می آیم
اگر سیلاب هم باشم نفس دزدیده می آیم
چه می ترسانی از کشتن مرا گر آمدم پیشت
باین امید از عمری کفن پوشیده می آیم
رموز پیچ و تاب زلف خوبان خوب میدانم
برون از عهدهٔ این مصرع پیچیده می آیم
تو ام صد بار در دل آمدی از کس نپرسیدی
مرنج از من اگر پیش تو ناپرسیده می آیم

۲۷

همه شور و همه شغب ماییم حضرت عشق را خلف ماییم
با سپاه نیاز و لشکر ناز یک‌طرف یار و یک طرف ماییم
زر بکف دیگران ز سودایت بسر تو که سر بکف ماییم
مفکن سوی غیر تیر نگاه که خدنگ ترا هدف ماییم

۲۸

بسکه محو خیال آن رویم سخن صاف و شسته می گویم
دستهٔ سنبلم چه کار آید من ز آشفتگان گیسویم
حرف کس رد نمی توانم کرد همچو کاغذ ز بس تنک رویم
پرسی از من سگ کجایی تو کمترین سگان این کویم

۲۹

جان نثار دلربایان کرده ایم آنچه ما را بود شایان کرده ایم
خویشتن را بر دم تیغش زدیم جوهر خود را نمایان کرده ایم
از مروت یک قلم بیگانه اند امتحان آشنایان کرده ایم
بارها رفتیم ما از خویشتن یار را آسان بدامان کرده ایم

۳۰

یاد ایامیکه در کوی تو مسکن داشتم
پای دیواری برای گریه کردن داشتم

عشق از فرهاد و مجنون گشت رسوای جهان
پاس ناموس محبت را همین من داشتم
سر بپایت میگذارم عذرم ای قاتل پذیر
حق شمشیر تو از عمری بگردن داشتم
عشق کرداست این چنین امروز ناقابل مرا
ورنه من زین پیش استعداد هر فن داشتم

۳۱

دستگیری گر امید از هیچکس میداشتم
دست بر سر میزدم تا دسترس میداشتم
بی اثر شد حرف من از بسکه دم بیجا زدم
می شدم عیسی اگر پاس نفس میداشتم
ناله زان دارم که پر محروم ماندم از چمن
میزدم تن گر ز چوب گل قفس میداشتم
نارسایی دارم و ناکام زان تنگ شکر
کاش پا چون مور یا پر چون مگس میداشتم

۳۲

عیبم مکن اگر سوی میخانه میروم
آنجا بذوق گریهٔ مستانه میروم
گاهی بکعبه گاه به بتخانه میروم
هر جا که می برد دل دیوانه میروم
زنجیر را بگردن خود می برم به نذر
بهر زیارت دل دیوانه میروم
تا همتی طلب کنم از بهر سوختن
شبها بطوف مشهد پروانه میروم

۳۳

صرف محبت تو شد حاصل زندگانیم
آه اگر نخوانیم وای اگر برانیم
مرگ هزار آرزو دیدم و زنده ام هنوز
سنگ ز خجلت آب شد دید چو سخت جانیم

یار ستم شعار من آفت روزگار من
کشت ز مهربانیم سوخت ز قدردانیم
پیر شدم کجا روم از درت ای جوان بهل
به که بکار تو شود باقی عمر فانیم

۳۴

آه کز کوی او بدر رفتم   با لب خشک و چشم تر رفتم
ز آمد و رفت من چه میپرسی   که بپا آمدم به سر رفتم
در تماشای روی او از خویش   شمع سان از ره نظر رفتم

۳۵

بسکه یارم داد دشنام از دعا شرمنده ام
آنقدر دیدم جفایش کز وفا شرمنده ام
خاک چون من ناتوانی را بکوی یار برد
تا بقای باد و خاک است از صبا شرمنده ام
رو بسوی کعبه چون آرم نمیدانم که من
بسکه کردم بت پرستی از خدا شرمنده ام

۳۶

گر ز چشم دام میدیدم نگاه التفات
فارغ البال این چنین کی آشیان میساختم
یاد ایامیکه کار عشق میکردم به چشم
قاصد اشکی بسوی او روان میساختم
می رسیدی سیل اشکم تا رکاب آن سوار
گریه را گر از پیش مطلق عنان میساختم

۳۷

ما خون بایاغ خویش کردیم   ترتیب دماغ خویش کردیم
روغن از مغز جان کشیدیم   در کار چراغ خویش کردیم
هر درد که گشت روزی ما   در کاسهٔ داغ خویش کردیم

۳۸

احوال خود بتان بشما عرض میکنم
رحمی وگرنه پیش خدا عرض میکنم
اظهار عیب گر بتو گفتم ز کینه نیست
آیینه ام ز روی صفا عرض میکنم
بر پای خود نگار ز خون دلم به بند
دارم بدست مشت حنا عرض میکنم

۳۹

من چگویم چه زین سفر دیدم — که بهر گام صد خطر دیدم
جنگ ناکرده از فراق گریخت — صبر زان طرفه بی جگر دیدم
حاجی از طوف کعبه آمد باز — رفتم و گرد یار گردیدم

۴۰

یاد ایامیکه با آن دل شکن میساختم
از زبان او برای خود سخن میساختم
این زمان در خانهٔ یوسف مرا آرام نیست
پیش ازین ورنه ببوی پیرهن میساختم
فرصت تعمیر اگر میداد سیل گریه ام
در فراق یوسف بیت الحزن میساختم

۴۱

ز همراهان درین وادی کجا کاری بکس دارم
ز دل الفت همین با ناله مانند جرس دارم
مرا در عشق باشد با دم آهنگران نسبت
که دامن میزنم بر آتش خود تا نفس دارم
گلستان در گلستان گشتم آرامم نشد روزی
فراغ بال اگر باشد کمانی در قفس دارم

۴۲

خواندی از خیل غلامان خودم — ساختی بندهٔ احسان خودم

زینکه داماں تو دادم از دست تا ابد دست و گریبان خودم
نکہت زلف تو می آید ازو عاشق فکر پریشان خودم

۴۳

کردی بر من جفا چگویم بدبخت منم ترا چگویم
آن ماه نمی رسد بدادم از طالع نارسا چگویم
دارم گلهٔ دراز زان زلف القصه بطولها چگویم

۴۴

زین گلستان بخاطر دلگیر میروم دلگیر تر ز غنچهٔ تصویر میروم
همداغ من بگلشن هندوستان چونیست زین پس بسیر لالهٔ کشمیر میروم
آسان نمیروم ره خونخوار عشق را حالم مپرس بر دم شمشیر میروم

۴۵

گر نه سودا بسر زلف بتان میکردم
سود و سرمایهٔ خود جمله زیان میکردم
چشم برگشتن ازو نیست مرا ورنه بچشم
قاصد اشک سوی دوست روان میکردم
این زمان راز من از پرده برون افتاده است
یاد آن روز که من عشق نهان میکردم

۴۶

پرم در قفس ریخت از بس طپیدن دریغا سری زیر پر می کشیدم
نکردم کمی هیچ در جستجویت گر از پای افتادم از سر دویدم
هوای شگفتن مرا بود بر سر شگفتم چو گل تا گریبان دریدم

۴۷

در غمت گریه فراوان کردم قطره ای بودم و طوفان کردم
تا خطم صورت زلفت گردید چه قدر مشق پریشان کردم
هر قدر چاک بدستم افتاد همه در کار گریبان کردم

۴۸

نمیدانم چسازم تا دلت از کین بگردانم
چه آئین پیش گیرم تا ترا آئین بگردانم

من از بیماری دل نقش بستر گشته ام یا رب
نمیدانم که با این ضعف چون بالین بگردانم
نباید سجده گاه اهل دل آلوده گرداند
ز کوی او عنان گریهٔ خونین بگردانم

۴۹

مرا ای غم زسر وا شو نه دل دارم نه جان دارم
زمن دیگر چه میخواهی نه این دارم نه آن دارم
تواي دل خویشتن را بر کناری کش که من با خود
حدیث نازک از وصف میانش درمیان دارم
مرا چون ره بمحفل داده ای نزدیک خودبینان
تو حرف آهسته میگویی و من گوش گران دارم

۵۰

من رنگ آن بهار حنا را ندیده ام
چون بوی گل لطافت او را شمیده ام
جوشید بسکه آبلهای درون من
من سینه چاک همچو انار کفیده ام
مشق جنون رسیده بجاییکه مد چاک
از جیب تا بدامن محشر کشیده ام

۵۱

آسان نه درین بادیه ما کام گرفتیم
بسیار دویدیم که آرام گرفتیم
از پای تو ما بوسه به پیغام گرفتیم
از بوسهٔ نقش قدمت کام گرفتیم
ما و طمع بوسه ازان لب چه خیالست
دشنامی ازان لب بصد آرام گرفتیم

۵۲

من ز گیسوی کسی تاری بدست آورده ام
بهر خود سررشتهٔ کاری بدست آورده ام

طمعهٔ زاغ و زغن کرد او دلی کز من ربود
من باین خوشدل که دلداری بدست آورده ام
یکدم ای شور جنون دست از گریبانم مدار
بعد عمری سوزن و تاری بدست آورده ام

۵۳

ز وحشت پای در دامن کشیدن رفت از یادم
رمیدم آن قدر از خود رمیدن رفت از یادم
به بین‌اشکی گره گردیده بر مژگان چه میگوید
که از حیرانی حسنت چکیدن رفت از یادم
بدل گفتم کنم پرواز چون صیاد را بینم
چو دیدم دام بردوشش پریدن رفت از یادم

۵۴

دل سختش نه از زاری شود نرم — نه از زور و نه از زاری شود نرم
دلش را نرم کردن نیست آسان — بلی آهن به دشواری شود نرم
در آن‌دل اشک باران را اثر نیست — مگر از رحمت باری شود نرم

۵۵

در بند غم فغان چو اساری برآورم — فریاد یا مجیر اجرنا برآورم
فرصت نداد دست که تا دره طلب — خاری ز پای بادیه پیما برآورم
خطش دمید زود امانم نداد حیف — تا از دماغ ریشهٔ سودا برآورم

۵۶

خون گشت جگر دگر چگویم — این است خبر دگر چگویم
چون آمده‌ای بکلبهٔ من — بکشای کمر دگر چگویم
آن کوه غمی که بر دلم بود — بشکست کمر دگر چگویم

۵۷

عشق آموخته‌ای میخواهم — شمع آموخته‌ای میخواهم
صحبتم نیست بهرکس درگیر — چون شرر سوخته‌ای میخواهم
تا کنم راز محبت اظهار — لب بلب دوخته‌ای میخواهم

۵۸

سخت بیمار ز هجران شده ام تختهٔ مشق طبیبان شده ام
جامهٔ صبر سراپا شده چاک بغمت دست و گریبان شده ام
عشق ازبسکه گدازم داد است قطره‌ای بودم و طوفان شده ام

۵۹

بر سر کوی تو پای من شکست خوب شد آنجا وطن میخواستم
چشم حاسد کور گوشم گشته کر خلوتی در انجمن میخواستم
ضعف دل امشب ز کارم برده بود بوی آن سیب ذقن میخواستم

۶۰

دل نامهربان او اگر سنگست من دانم
گر آن بی مهر را با من سر جنگست من دانم
تو باری کیستی ناصح که از خوبان کنی منعم
اگر این قوم را از نام من ننگست من دانم
تو بیدردی مکش از سینه ام پیکان جانان را
اگر جا بر دلم ای هم نشین تنگست من دانم

۶۱

چند در مدرسه و کعبه افادت طلبم
بر در عشق روم خیر و سعادت طلبم
لذتی یافته جانم دم قتل از تیغش
که اگر زنده شوم باز شهادت طلبم
نیست هرچند زیادت طلبی خوب ولی
من غم عشق تو هر روز زیادت طلبم

قطعات

۱

دیوانه دل خویش بداغی نرساندیم
پروانهٔ خود را بچراغی نرساندیم
بگذشت بهاران و ز بی رحمی ساقی
از گریهٔ مستانه دماغی نرساندیم

۲

نمی توانم که دل از هر دو جهان بردارم
نتوانم نظر از روی بتان بردارم

پیشم آمد سفر عشق رفیقان خواهم
مشت خاکی بخود از دیر مغان بردارم

۳

اگر حال دل محزون نویسم
مصیبت نامه ها از خون نویسم

روا باشد که چشم دجلهٔ زار
اگر جیحون و گر سیحون نویسم

۴

شنیدم تا حدیث خوبیت مشتاق گردیدم
چو دیدم روی نیکوی تو از عشاق گردیدم

بگیر از دفتر دل حال آسایش که من عمری
بآیینی که بایستی برین اوراق گردیدم

۵

نه امروز است جا بیرون شهر از شور سودایم
که از طفلی بدامن پرورش کرد است صحرایم

شدم دیوانه ازبس گفتگوی زلف او کردم
زبان افگنده مانند قلم زنجیر در پایم

۶

کام دل از علم و فن میخواستم
بود در عشق آنچه من میخواستم

بوی گل آوردی ای باد صبا
من نسیم پیرهن میخواستم

۷

از خانه بی تو دوش بدر می شتافتم
در آب دیده تا بکمر می شتافتم
امشب ز دوریت بهواداری فنا
آتش بجان برنگ شرر می شتافتم

۸

از اشک خانه ویران دیدم ندیده بودم
از قطره کار طوفان دیدم ندیده بودم
از داغ عشق در دل صد لاله زار دارم
در غنچه‌ای گلستان دیدم ندیده بودم

۹

زهد صد ساله بیک جرعهٔ صهبا دادم
آنچه اندوخته بودم همه یک جا دادم
سوختی جان من ای عشق چو شد جای تو گرم
من چه بی جا بدل خویش ترا جا دادم

۱۰

ناله شد برق خرمنم چکنم
خانه خیز است دشمنم چه کنم
گریه گفتم گناه من شوید
ساخت آلوده دامنم چه کنم

۱۱

چون نیست یار آنکه دهم یار را سلام
در کوی او کنم در و دیوار را سلام
باد صبا بدشت گذاری تو می فتد
زین پا برهنه عرض بکن خار را سلام

۱۲

جدا از روی او گر زنده مانم
ز رویش تا زیم شرمنده مانم
تو خود رفتی ولیکن بوسه‌ای ده
که تا برگشتن تو زنده مانم

۱۳

جان نثار دلربایان کرده ایم
آنچه ما را بود شایان کرده ایم
خویشتن را بر دم تیغش زدیم
جوهر خود را نمایان کرده ایم

۱۴

خواهم که درد دل بر دلدار خود کنم
اندک شکایت از غم بسیار خود کنم
داغی بدستم ار فتد از لاله زار عشق
گل گفته زیب گوشهٔ دستار خود کنم

۱۵

سحر از یاد چشم او به نرگس زار افتادم
ز یاد گل فگندم بستر و بیمار افتادم
گرفتم رخصت برگرد سرگشتن ز یار امشب
چنان گرد سرش گشتم که از پرکار افتادم

۱۶

بستهٔ سلسلهٔ موی تو ام
کشتهٔ نرگس جادوی تو ام
ساختی زنده بدشنام مرا
تا دم مرگ دعاگوی تو ام

۱۷

درین دو روز که از بزم تو جدا بودم
مپرس آه ندانم که من کجا بودم
هنوز مجنون ننهاده بود پا بمیان
که من بخانهٔ زنجیر کدخدا بودم

۱۸

خوشم بمفلسی خود غنا نمی خواهم
بس است فقر مرا کیمیا نمی خواهم
وبال پایهٔ دولت ز بسکه میدانم
بفرق سایهٔ بال هما نمی خواهم

۱۹

سینه را بشگافتم دل یافتم
یافتم گم کردهٔ خود یافتم
دل فسرد از سینه بیرون کردمش
مرد بلبل از قفس برتافتم

۲۰

من اگر در خور لطف و کرمت میبودم
بیش ازین کشتهٔ تیغ ستمت میبودم
رفتی و بخت سیه کرد بخاکم یکسان
کاشکی سایه صفت در قدمت میبودم

۲۱

آن طالعم کجاست که قربان او شوم
رفتم که کشته از غم حرمان او شوم
از ناوکش هلاک نخواهم شدن ولی
دانم که وقت کندن پیکان او شوم

۲۲

شب وصل از تو نی کامی گرفتم نی طرب کردم
تو با من آنقدرها گرم جوشیدی که تب کردم
نه آسان سرخرو گردیدم از زخم جفای او
که از خاک شهیدان سالها همت طلب کردم

۲۳

چو زلف یار بآشفتگی سری دارم
ز من مپرس عجب حال ابتری دارم
بر آستانه او حق بندگیست مرا
بمهر سجده درین باب محضری دارم

۲۴

گرچه محروم شب عیش وصالت خفتم
تا سحر دست در آغوش خیالت خفتم
دیده در خواب بلاهای سیه می جستم
بسکه آشفتهٔ زلف و خط و خالت خفتم

۲۵

اینکه من بعد از وداع گل بگلشن مانده‌ام
تا کنم با بلبلان امداد شیون مانده‌ام
در پی قتلم نباید بود ای لیلی نسب
یادگار از دودهٔ مجنون همین من مانده‌ام

۲۶

گر نه عشق اختیار می کردم
ای خدا من چه کار می کردم
بود تمهید شکوهٔ تو اگر
گله از روزگار می کردم

۲۷

من نه آنم که علاج دل رنجور کنم
مشک بر زخم جگر پاشم و ناسور کنم
هر شگاف قفسم زخم نمک سود شود
گر چنین دور ز سبزان چمن شور کنم

۲۸

بی تو کی میل بصهبا من غم پیشه کنم
خاک در چشم قدح خون بدل شیشه کنم
عشق مجنون مرا کوهکنی فرمود است
باید از آهن زنجیر جنون تیشه کنم

۲۹

راز من فاش شد از گریه الهی چکنم
دیده بر درد دلم داد گواهی چکنم
گر بجانان بنویسم غم دل معذورم
گریه از دیدهٔ من برد سیاهی چکنم

۳۰

از حرف شکوه طبع تو برهم نمی زنم
شمشیر می زنی تو و من دم نمی زنم
روشن چراغ عشق ز من شد که همچو شمع
داغم ولیک دست بمرهم نمی زنم

۳۱

تن بمردن داده ام از یار دور افتاده ام
از طبیب خود من بیمار دور افتاده ام
در غم دوری مرا یاران عبث دل میدهید
دل چه کار آید چو از دلدار دور افتاده ام

۳۲

لطف آن سرو سهی می خواهم
قدر معتدبه می خواهم

تا ز خوناب غمش پر سازم
ساغر عیش تهی می خواهم

۳۳

رفتی و بسی ملال دارم
از زندگی انفعال دارم

مانند سپند چشم بد دور
میسوزم و وجد و حال دارم

۳۴

کی بی تو جای یک مژه خواب است خانه ام
از درد هجر چشم پر آب است خانه ام

ای سیل از برای چه تصدیع می کشی
تا میرسی زگریه خراب است خانه ام

۳۵

تا آمدم بکوی تو از کار مانده ام
روی تو دیده پشت بدیوار مانده ام

در بزم او خموشی من نیست بی سبب
گفتار او شنیده از گفتار مانده ام

۳۶

چنان شب بر یار نالیده بودم
که اغیار را گوش مالیده بودم

همه خلق را گریه آمد بحالم
ندانم که من برکه خندیده بودم

۳۷

در سراغ دل خود کام به تنگ آمده ام
از پیش بسکه زدم گام به تنگ آمده ام
خود بیا از در انصاف و شنو درد دلم
که من از نامه و پیغام به تنگ آمده ام

۳۸

بدعاها ز جفا باز نیایی چکنم
تو بلایی ز بلاهای خدایی چکنم
الفی راست بلوح دل من ننوشتی
چه کنم آه تو نو مشق جفایی چکنم

اشعار متفرق

۱
نه در کنج قفس از دوری گلشن بفریادم
بفریادم ازین غم کز فراموشان صیادم

۲
روزی که مبتلای تو ای جان گسل شدم
از بس گداختم همه تن مضمحل شدم

۳
من ببزم تو نه بر رغم حسود آمده ام
دل من بی تو بجان آمده بود آمده ام

۴
بر سر کوی کسی دوش ز پا افتادم
چشم بد دور که بسیار بجا افتادم

۵
ز دامن تو فتاد است تا جدا دستم
به هیچ کار نمی گردد آشنا دستم

۶
تا کی سر نیاز بر آن آستان نهم
خواهم که از جفای تو سر در جهان نهم

۷

از برای خویش هر دم قاتلی خوش میکنم
قابل کشتن نیم اما دلی خوش میکنم

۸

شکایت از مژهٔ شوخ آن پسر دارم
هزار سوزن الماس در جگر دارم

۹

چو نیست قوت آن کز زمانه بگریزم
ز پا فتم اگر از جای خویش برخیزم

۱۰

بوی آن گل پیرهن آورده باد صبحدم
خردهٔ جان را بپایش ریختم حق القدم

۱۱

نه من بکعبه نه در دیر خانه میخواهم
بلا مشارکت الغیر خانه می خواهم

۱۲

زین سعی عبث آه بجای نرسیدم
از آبله صد کفش درین راه دریدم

۱۳

حال دل زار چون نویسم
غم نامه مگر بخون نویسم

۱۴

ما ز آب دیده خاک کوی او گل کرده‌ایم
رفت و آمد بر خود و بر غیر مشکل کرده‌ایم

۱۵

نه امروزیست ناصح کاین چنین دیوانهٔ عشقم
نمی آمد به طفلی خواب بی افسانهٔ عشقم

۱۶

ز جا چگونه من دردمند برخیزم
بزور ناله مگر چون سپند بر خیزم

۱۷
ز بالین دل امشب ناتوان و زار برگشتم
به تقریب عیادت رفتم و بیمار برگشتم

۱۸
از دوری تو خون جگر تا بکی خوریم
آیا بود که با تو نشینیم و می خوریم

۱۹
آن شوخ نمی پرسد بیمارم و میگریم
چون شمع ببزم او تب دارم و میگریم

۲۰
تا نشنوم دگر سخن خونچکان زخم
خواهم که مهر داغ زنم بر دهان زخم

۲۱
چسان ز غصه نه پیچم بخود که محبوبم
لفافهٔ خط اغیار کرده مکتوبم

۲۲
نه من تسبیح میخواهم نه زنار آرزو دارم
تکلف بر طرف زان زلف یک تار آرزو دارم

۲۳
گر تیر زنی بر دل من دست تو بوسم
قربان کمان تو شوم شست تو بوسم

۲۴
از بزم تو شب گریه فرو خوردم و رفتم
در سینهٔ خود آبلها کردم و رفتم

۲۵
من به شهر خوش نگاهان بی‌نصیب افتاده ام
چون مسلمان در فرنگستان غریب افتاده ام

۲۶
غم را بیاد او طرب آمیز کرده ام
در عین گریه خنده چو گلریز کرده ام

۲۷

بحمد الله شب وصل ترا میخواستم دیدم
من این روز مبارک از خدا میخواستم دیدم

۲۸

پنجهٔ شوق شدم ره بگریبان بردم
تحفهٔ خارک گرفتم سوی دامان بردم

۲۹

یاد کن گاهی خراب دزد نسیان تو ام
ای خدا ناترس که ویران تو ام

۳۰

ما مبتلای حسن و جمال تو گشته‌ایم
افیونی نظارهٔ خال تو گشته‌ایم

۳۱

خواهم حدیث طرهٔ جانان خود کنم
تعبیر خوابهای پریشان خود کنم

۳۲

من آن نیم که سیر گلستان هوس کنم
آزادم ار کنند طواف قفس کنم

۳۳

ستم رفته است زان دست حنایی بسکه بر جانم
برنگ زخم خون می آید از چاک گریبانم

۳۴

ز کویش بخت گمره می برد با چشم گریانم
زهی قسمت که پیش آمد سفر در عین بارانم

۳۵

کوه غم بر دوش با صد سخت جانی می برم
می روم این بار از کویت گرانی می برم

۳۶

ز مستی دوش دامان ادب از کف رها کردم
گرفتم دامن آن شوخ و اخذ مدعا کردم

۳۷

هر کجا داغیست سوزد در هوای سینه‌ام
هر کجا دردیست نالد از برای سینه‌ام

۳۸

آمد چو درد عشق به صحرای سینه‌ام
شد خیمه گاه داغ سراپای سینه‌ام

۳۹

مگو همدم مگو بیهوده جوشی می زند خونم
که جوشی از هوای سرخ پوشی میزند خونم

۴۰

بذوقی جگرپارها میخورم
که گویی شکرپارها میخورم

۴۱

در نامه آنچه هست ز صد یک نوشته‌ام
بسیار دان من بتو اندک نوشته‌ام

۴۲

بر بیت ابرویش چو نظر باز می کنم
بر انتخاب خود چقدر ناز می کنم

۴۳

برونم کردی از محفل ترا از یاد هم رفتم
مرا غم سوخت خاکستر شدم برباد هم رفتم

۴۴

نارسایی داردم ناکام زان تنگ شکر
کلش پا چون مور یا پر چون مگس می داشتم

۴۵

چو بینم آیینه از شرم چشم می پوشم
خجل ز روی خودم زان دوچار خود نشوم

۴۶

خوش نشینان چمن را ای صبا از من بگو
کز قفس آزاد گردیدم بخدمت می رسم

٤٧

از برت رفتم از درت رفتم
شاد بنشین ز کشورت رفتم

٤٨

بر دلبر و دلنوازی که دارم
زنم زخمه بر تار سازی که دارم

٤٩

دانی چها ز دست تو بیباک میکنم
تا خاک را بقاست بسر خاک میکنم

٥٠

اگر بسوخته‌ای چون شرر دوچار شویم
ز ذوق صحبت گرمش یکی هزار شویم

٥١

ز بیم مرگ نه امید زیستن دارم
ز دوری تو چه حالست اینکه من دارم

٥٢

ز درد خویش پیش یار بیش و کم نمیگویم
نمی پرسد مرا آن بیوفا من هم نمیگویم

٥٣

دردی ز تو دارم که به درمان نفروشم
درمان چه بود بلکه بصد جان نفروشم

٥٤

همچون جرس ز بسکه زبان و دلم یکی است
تا رفته است دل ز برم بی زبان شدم

٥٥

وارث فرهاد و مجنون مرد عاشق پیشه ام
هم بپا زنجیر هم در دست باشد تیشه ام

٥٦

ای درد چه کرده‌ای اسیرم
بگذار بمرگ خود بمیرم

۵۷

گامی به بیخودی سر راهش گرفته ام
از خویش رفته‌ام سر راهش گرفته ام

۵۸

در لباسی فارغ از کجبازی دوران نیم
گر شوم گوی گریبان ایمن از دوران نیم

۵۹

یاد کن گاهی خراب درد نسیان تو ام
ای خدا ناترس تعمیری که ویران تو ام

۶۰

من گرفتم که شوم سایه و افتم به قفاش
او که از سایهٔ خود می رمد این را چکنم

۶۱

سر کوی تو بدرد آمده از نالهٔ من
سر خود گیرم و درد سر ازینجا ببرم

۶۲

گریه کورم کرد لیکن از برای دیدنت
عینک آسا دیده را از سنگ پیدا می کنم

۶۳

یارم از خیل سگان خود بدر کرد ای دریغ
چند روزی پیش ازین من نیز آدم بوده ام

۶۴

تشنه رفتم بر لب آب بقا همراه خضر
حسرت تیغ تو ام نگذاشت تا لب تر کنم

۶۵

کس نخواهد مرا به صفحهٔ دهر
حرف مکتوب غیر ملفوظم

۶۶

قدم از خانهٔ زنجیر برون نگذارد
ندارد از تنگی این دشت خبر مجنونم

۶۷

ما را رگ گل رشتهٔ پا نیست چو بلبل
ما از سر شاخی که پریدیم پریدیم

۶۸

می شدم در کوچه‌ای سرو روانی یافتم
در تلاش پیر میگشتم جوانی یافتم

۶۹

به بخت خویش من این روشنی کجا دارم
که همچو شمع ببزمت شبی بیاد آرم

۷۰

جانانه رفت من ز پیش نقش پا شدم
خاکم بسر که از قدم او جدا شدم

۷۱

چراغ عالمی از سایهٔ تو روشن شد
روا مدار که من تیره روز بنشینم

۷۲

خواب دیدم که سر زلف تو دارم در دست
پای من بود بزنجیر چو بیدار شدم

۷۳

چنان حریص شهادت شدم که چو شنجرف
بخون نشستم ازان پیشتر که کشته شوم

۷۴

چرا چون نی بعالم من که از بی‌خبرگی قسمت
ز خلعت خانهٔ هستی همین یک آستین دارم

۷۵

چشم بد دور ازین گرم رویها چو سپند
ناله‌ای کردم و در ناله کشیدن رفتم

۷۶

شب هجر در گرستن کمی‌ای نه کرده‌ام من
چو نماند در دلم خون مدد از جگر گرفتم

۷۷

منکه از نکهت گل نیز سبک روح ترم
وه چه کردم که بران خاطر عاطر بارم

۷۸

خون فشانیهای مژگان رنگ ما را زرد کرد
ارغوان گشتیم و حاصل زعفران برداشتیم

۷۹

چرخ کج رو پی ما افتادست
نگذارد که نفس راست کنم

۸۰

همچو جرس ز بسکه زبان و دلم یکی است
تا رفته است دل ز برم بی زبان شدم

ردیف النون

۱

چه خوش باشد بآن نوخط بگلشن باده نوشیدن
خط پشت لبش دیدن بروی سبزه غلطیدن
طواف شمع و گل ارزانی پروانه و بلبل
من و گرد تو گردیدن من و گرد تو گردیدن
بروز خنده چون گل چاک میگردد گریبانت
چه لازم سرو من زینسان قبای تنگ پوشیدن
دران محفل که حرف از نکهت پیراهنش باشد
نیارد عطر آنجا دم زدن از بیم مالیدن
مرا چون مکتب عشقت چو بنشاندند در طفلی
قلم از نی نمودم از برای مشق نالیدن
من از نادیدنت بر بستر بیماری افتادم
بحالی گشته‌ام جانا که میباید مرا دیدن
ز بیدردی نپرسیدی من بیمار را روزی
چه خواهی گفت آنروزی که خواهند از تو پرسیدن
مگو کز پیچ و تابت با دلم کاری نمی آید
دران فولاد خواهم ریشه چون جوهر دوانیدن
اگر دوران کم فرصت دهد فرصت هوس دارم
بگرد نقطهٔ خال تو چون پرکار گردیدن
اگر سودا نداری بگذر ای زلف از میان او
نباید اینقدرها بر سر یک موی پیچیدن
بمن گفتی که روزی پوست خواهم کندنت واقف
ازین شادی مرا دشوار شد در پوست گنجیدن

۲

شبی بکلبهٔ احزان من بیا بنشین
دمی به پرسش این جان مبتلا بنشین

مرو بمجلس بیگانگان که بیدرداند
بیا به پهلوی این درد آشنا بنشین
ز تست خانهٔ من بی تکلفانه درآ
چه احتیاج به تکلیف خود بیا بنشین
دلی ز آیینه هم بی غبارتر دارم
درآ بخانهٔ من از در صفا بنشین
شتابت این همه در راه بیوفایی چیست
تو عمر نیستی آخر گریزپا بنشین
فتاده‌ای چو بدست من از قضا مگریز
نمی شود که کنم دامنت رها بنشین
مگر ز لطف نشینی به پهلوم ورنه
چگونه گویمت ای شوخ میرزا بنشین
نمی کنم بسخن رنجه خاطر تو مرو
نمی کنم بر تو عرض مدعا بنشین
چو سیل تند ز ویرانه ام چه میگذری
گذشتم از سر اظهار ماجرا بنشین
چو آمدی سر بالین من ستادن چیست
روا مدار باین ناتوان جفا بنشین
بیا و در دل واقف چوجان نشیمن کن
ولی ز درد و غم ای نازنین جدا بنشین

۳

یکجا میروی ای برزده داماں بنشین
دارم از دست تو صد چاک گریبان بنشین
عرقی سرد کن ای اشک که گرم آمده‌ای
مشتاب این همه در سایهٔ مژگان بنشین
نمک صحبت هر قوم چشیدن دارد
ذوق پیدا کن و با گبر و مسلمان بنشین
روح مجنون مگر آید بمددگاری تو
به تکلف دو سه روزی به بیابان بنشین

بدل غیر فرود آمده‌ای حیف از تو
که ترا گفت درین منزل ویران بنشین
دم نزع است مرو از سر بالین مرا
می رود بعد دمی در قدمت جان بنشین
فرصت یک دو سخن مانده چو شمع سحرم
می رسد قصهٔ من زود بپایان بنشین
سرسری نگذری از حلقهٔ آن زلف ایدل
نفسی چند به این جمع پریشان بنشین
شیخ و شاب ای دل دیوانه بدادت نرسد
بعد ازین منتظر جرگهٔ طفلان بنشین
واقف از هجر عزیزان چه بلا مینالی
مهر بر لب زن و در کلبهٔ احزان بنشین

۴

من نمی گویم که مجنون باش و در صحرا نشین
شهر هم بد نیست لیکن فارغ از دنیا نشین
با تنک ظرفان نباید طرح صحبت ریختن
ور گزیری نبودت چون جام با مینا نشین
سرو را جای نباشد از لب جو خوب تر
ای سهی قد جابجا منشین بچشم ما نشین
آمد و بنشست و رفت از بیدماغی گرچه من
بارها گفتم باو مرزا نشین آقا نشین
سرو بالای ترا گردم بلاگردان که او
هر کجا بنشست باشد از همه بالا نشین
طاقت از رقصیدنت پامال شد از پا نشین
استقامت خاک گردید ای قیامت زا نشین
مردمان دیده را از خانه بیرون کرده ام
خلوت ار خواهی بیا در چشم من تنها نشین
در بدر افتادی آخر فتحیابی رو نداد
بعد ازین یک چند ای دل بر در دلها نشین

در دل سنگین او واقف اگر جا یافتی
نقش خود بنشان و همچون نقش بر خارا نشین

۵

بر سر دل مرا عتاب مکن — باش جان هم ببر شتاب مکن
دل که پرورش از نمک لب تو — ترک بدست من کباب مکن
خانهٔ دشمنان مرو دیگر — خانهٔ دوستان خراب مکن
غم او بر سر شبیخون است — امشب ای دیده میل خواب مکن
صبر کن کشته میشوی ای دل — همچو سیماب اضطراب مکن
من گرفتم گناه من عشق است — این قدر هم مرا عذاب مکن
ما گذشتیم از سر دل خویش — زلف را گو که پیچ و تاب مکن
خون گرم من آتش است آتش — زان سر انگشت را خضاب مکن
گفتم افسانهٔ مرا بشنو — گفت زینسان مرا بخواب مکن
فکر ویرانی دل واقف — مکن ای خانمان خراب مکن

۶

امروز مرا کرد غم یار پریشان
زان گونه که شد خاطر اغیار پریشان
رحم است بران عاشق بیچاره که باشد
با یار سراسیمه و بی یار پریشان
زان روز که افتاد مرا کار بآن زلف
اوضاع شد آشفته و اطوار پریشان
برهم مزن ای باد صبا طرهٔ او را
جمعی نتوان کرد به یکبار پریشان
ای زلف تو شیرازهٔ جمعیت دلها
اوراق دلم این همه مگذار پریشان
کردیم به افسانه و افسون دل خود جمع
تا بهر تو سازیم دگر بار پریشان
در سلسلهٔ زلف تو ام نام نهادند
آشفته سراسیمه گرفتار پریشان

من بودم و یک خاطر جمعی ز دو عالم
آن نیز شد از حسرت دیدار پریشان
منکر چه شوی پیش من از صحبت اغیار
ای زلف تو آشفته و دستار پریشان
در کوی تو لخت دل خونین جگری چند
چون برگ گل افتاده به گلزار پریشان
من بودم و یک خاطر جمعی ز دو عالم
آن نیز شد از حسرت دیدار پریشان
واقف چه دهم شرح پریشانی خود را
بسیار پریشانم و بسیار پریشان

۷

وصل تو بخواب دید نتوان — این گل بخیال چید نتوان
با تیغ زبان پند گویان — ما را ز شما برید نتوان
برخیز دلا رویم از کوی — زین بیش بلا کشید نتوان
این است اگر طپیدن دل — در وصل هم آرمید نتوان
هرچند بدست کس نیایی — دست از طلبت کشید نتوان
پیکان تو همچو دل عزیز است — در پهلوی غیر دید نتوان
دل لعل گرانبهاست خوبان — ارزان ز کسی خرید نتوان
گیرم که دماغ خواندنت نیست — غم نامه من درید نتوان
می نالم و بس که ناتوانم — آواز مرا شنید نتوان
تو قدر شهید غم چه دانی — بهر تو بخون طپید نتوان
برگشت بسینه آه نومید — آنجا که تویی رسید نتوان
هرچند برانی از در خویش — رفتن ز تو ناامید نتوان
ای دل بدرآ ز سینه آخر — در خانه چنین خزید نتوان
گویید به سرو من خدا را — ناز این قدر آفرید نتوان
مانی از فکر رنگ رو باخت — تصویر ترا کشید نتوان
واقف بس کن ز ناله و آه — این نوحه دگر شنید نتوان

۸

بستهٔ زنجیر گیسویت نه من صد همچو من
کشتهٔ شمشیر ابرویت نه من صد همچو من

از فسون سازی تو هر گوشه‌ای افسانه‌ایست
خستهٔ چشمان جادویت نه من صد همچو من
هر طرف هنگامهٔ خونابه افشانیست گرم
ای کباب آتش خویت نه من صد همچو من
در حریمت جابجا دارد غریبی خانه‌ای
بی وطن افتاده در کویت نه من صد همچو من
هر سحر گل در هوای تو گریبان میدرد
ای دماغ آشفتهٔ بویت نه من صد همچو من
عالمی را زخم شمشیرت بخاک و خون نشاند
ای هلاک دست و بازویت نه من صد همچو من
مانده همچون صورت دیوار از حیرت بجا
پشت بر دیوار از رویت نه من صد همچو من
در هوایش همچو قمری طوق در گردن بسی است
مبتلای سرو دلجویت نه من صد همچو من
این غزل واقف بطرز خاص کردی آفرین
بندهٔ طبع سخنگویت نه من صد همچو من

۹

بدست من افتاد کار گریبان — بلای عجب شد دوچار گریبان
چو گل تحفهٔ چاک ای دست شوقم — بدامن ببر از دیار گریبان
ز هر چاک می غلطد اشکی برنگی — بیا سیر کن آبشار گریبان
اگر دامن گریه افتد بدستم — چه گلها کنم در کنار گریبان
ز دست تو امشب عجب گریه کردم — که شد شسته نقش و نگار گریبان
مرا ضعف سرپنجه پیچید و ترسم — مبادا شوم شرمسار گریبان
رفو میکنم سینهٔ چاک خود را — ز بی دستگاهی بتار گریبان
من از دست خود زان کنم شکوه اکثر — که هرگز نیاید بکار گریبان
گر از چاک بی بهره باشد نباشد — گریبان تو در شمار گریبان
سرشکم بسر می دود تا رساند — بدامن خبر از دیار گریبان
نمانده است واقف بجز تار چندین — بدستم دگر یادگار گریبان

۱۰

گر کشد باز ز دست من شیدا دامن
چاک در جیب خود از غصه زنم در دامن

آنکه رخسار مرا پاک نماید از اشک
آستین است درین قحط وفا یا دامن
گردبادم من سرگشته بصحرای جنون
صلح هرگز نشود پای مرا با دامن
گر بود بنده که بی ناز نباشد معشوق
میکشد یوسف ازین راه ز زلیخا دامن
دل شوریده ام آسوده بصحرا **واقف**
منتهای سفر اشک بود تا دامن

۱۱

سوخت بی مهریت ستارهٔ من　پارهٔ مهر ماه پارهٔ من
مردم و کس نکرد چارهٔ من　آه از بخت هیچ کارهٔ من
از بیابان بدر زن ای مجنون　که شد این ملک در اجارهٔ من
چه جگرها کباب میسازد　ترک مست شراب خوارهٔ من
خرمن صبر و طاقتم را سوخت　دلبر برق گوشوارهٔ من
بی تو هر لحظه میزند مژگان　نیشتر بر رگ نظارهٔ من
نیست دیوانگی مرا امروز　چوب گل بود گاهوارهٔ من
چون شوم مست بگذرم ز دوکون　این بود مستی گذارهٔ من
نشود کوک با رفو هرگز　دامن جیب پاره پارهٔ من
واقف آورده از ازل چو سپند　سوختن در گره ستارهٔ من

۱۲

کی بود گریه دست و گریبانم این چنین
دامن کشید یار که گریانم این چنین
اشکم بیاد روی که گردید لاله گون
رنگین نبود گوشهٔ دامانم این چنین
چون بوی گل برآمده‌ام از لباس رنگ
یعنی که در هوای تو عریانم این چنین
عکسم شدست صورت دیوار آیینه
در کار خود جدا ز تو حیرانم این چنین

یوسف اگر شوم که بهیچم نمی خرند
کرد است خوار هجر عزیزانم این چنین
گردی بجا نماند ز بنیاد هستیم
ای گنج حسن بهر تو ویرانم این چنین
امشب بغیر زلف پریشان او بخواب
دیگر چه دیده ام که پریشانم این چنین
فرصت نمی دهم که جرس ناله سر کند
در کاروان شوق تو نالانم این چنین
بیتاب گشته شمع ز بالین من گریخت
بر بستر فراق گذارانم این چنین
زیبق بگوش کرده‌ام و مهر بر دهن
از گفته و شنیده پشیمانم این چنین
پروانه راه به شمع ز ظلمت نمی برد
تاریک کرده هجر شبستانم این چنین
واقف نقاب از گل روی که برفتاد
پیدا نبود آتش پنهانم این چنین

۱۳

در آ خندان ز در جانانهٔ من — گلستان ساز آتش خانهٔ من
مکن عزم سفر جانانهٔ من — مکن ویرانه تر ویرانهٔ من
برافروزم چراغ آسا ز شادی — اگر گویی مرا پروانهٔ من
ز شادی بگسلم زنجیرها را — اگر گویی بیا دیوانهٔ من
درین مزرع چو اشک از شوربختی — نصیب خاک گردد دانهٔ من
مکش ای سیل تصدیع دویدن — چه خواهی برد از ویرانهٔ من
کباب از رشک بر آتش نشست است — بعهد گریهٔ مستانهٔ من
ز دود دل بود یک چشم گریان — براهش روزن کاشانهٔ من
ز چشمم گر چنین سیلاب خیزد — نشیند بر سر من خانهٔ من
من آن رندم درین میخانه واقف — که گرید شیشه بر پیمانهٔ من

۱۴

تنگ تر از دل مور است فضای دل من
غم چسان شاد نشیند بسرای دل من

دل مگر کعبهٔ غمهای جهان گردیدست
بت من تا شده‌ای خانه خدای دل من
از ستمگاری آن غمزه که چشمش مرساد
دل یک شهر خرابست چه جای دل من
تا بکی پر زند از شوق اسیری به برم
به قفس ساز رسانید دعای دل من
از تو شرمنده‌ام ای ناله ندانم چکنم
که ببالای تو تنگ است قبای دل من
غیر داغت که جز او نیست جگر گوشه مرا
که سپه پوش نشیند بعزای دل من
گرچه خوبان بلب اعجاز مسیحا دارند
ای دریغا که نکردند دوای دل من
ایکه گفتی که شکسته است کجای دل تو
خود بفرما که درست است کجای دل من
گریهٔ زارم ازین پیش چنین روز نداشت
شاید امروز شکست آبلهای دل من
کارم آخر شده لیکن ز زبانش یاران
سخنی چند بسازید برای دل من
نتوان یافت دلی در همه عالم واقف
بجفای دل یار و بوفای دل من

۱۵

شوخ سرکش پسری وای بمن — از پدر بی خطری وای بمن
بت بیدادگری وای بمن — از خدا بی خبری وای بمن
من ز تو با خبرم وای بتو — تو ز من بیخبری وای بمن
با تو گفتم غم دل بد کردم — طفلی و پرده دری وای بمن
تا کجا رشک توانم بردن — جا بجا جلوه گری وای بمن
خواستم بر سر تیر تو روم — کرد دل بی جگری وای بمن
چکنم سعی نگه داشتنت — عمری و در گذری وای بمن
آه چون دست زنم در کمرت — سخت نازک کمری وای بمن
یار خنجر بکف آمد واقف — کرد دل بی جگری وای بمن

۱۶

هر غنچه بشگفت الا دل من ای وا دل من ای وا دل من
نالد چو بلبل شبها دل من عاشق دل من شیدا دل من
در کنج هجران جان داد آخر بیکس دل من تنها دل من
ویرانهٔ عشق معمورهٔ حسن مجنون دل من لیلی دل من
با سنگ طفلان یا رب چسازد نازک دل من مینا دل من
مقبول دیر و مردود کعبه کافر دل من ترسا دل من
نه خون شد از غم نی آب از درد آهن دل من خارا دل من
از ربط الفت دارد طپیدن آنجا دل او اینجا دل من
گر دیده رازش افشا نکردی زینسان نگشتی رسوا دل من
گه می فشارد گه می گذارد یا رب چه دارد غم با دل من
در کوی خوبان تا راهش افتاد غلطید در خون صد جا دل من
رحمی نداری با یک مسلمان کافر دل من ترسا دل من
گفتی که دارد زینگونه خوارت مرزا دل من آقا دل من
دارد سر من دارد سر او پنهان دل او پیدا دل من
واقف سرشکم رنگین برآمد امروز خون شد گویا دل من

۱۷

انکار اهل صدق و صفا میکنی مکن
این کار خوب نیست چرا میکنی مکن
خون مرا که غازهٔ رخسارهٔ وفاست
پامال همچو رنگ حنا میکنی مکن
این آن شکسته نیست که بتوان درست کرد
فکر تلافی دل ما میکنی مکن
گفتم که بوسه‌ای بدعاگوی خود بده
دشنام داد و گفت دعا میکنی مکن
با من که غیر مهر و وفا نیست پیشه ام
آهنگ جور و عزم جفا میکنی مکن
در بسته خانه را برقیبان سپرده‌ای
بر من در مضایقه وا میکنی مکن

تر دامنست غیر و تو آیینه ساده رو
با او ضرور چیست صفا میکنی مکن
ناخوانده دور میفگنی نامهٔ مرا
مکتوب غیر بند قبا میکنی مکن
ما غیر عاجزانه صفیری چه کرده ایم
ما را چرا ز دام رها میکنی مکن
آخر شدست کار تو زین درد جانگداز
واقف بهرزه فکر دوا میکنی مکن

۱۸

سیاهی کرده جا در دیدهٔ من
که شد چشمم ازو چون سرمه روشن
دگر گم شد دل دیوانهٔ من
سراغش می کنم گلخن به گلخن
ز تیغ او که باشد زندگی بخش
اگر گردن کشم خونم بگردن
شود مژگان او گر کار فرما
توانم کوه را کندن به سوزن
ازان چاک گریبان چشم بد دور
که گلها راست سرمشق شگفتن
ز چشمش سرمه چون دید التفاتی
فرامش کرد سختیهای هاون
ز من آموخت این آهنگ ورنه
چه میدانست بلبل طرز شیون
بسان شمع در شبهای تاریک
سواد گریه را کردیم روشن
مده می زاهد افسرده دل را
چه ریزی در چراغ مرده روغن
مرا در آستین دستی است **واقف**
که نشناسد گریبان را ز دامن

۱۹

ابری کشید سر بهوای گریستن
تقریب یافتم ز برای گریستن
عمری گذشت آه که از خشک سال درد
گوش آشنا نشد بصدای گریستن
بنشین بغیر و خنده کن ای بیوفا که من
استاده ام چو شمع برای گریستن
سامان رشک ما همه از دولت دل است
چو ابر نیستیم گدای گریستن
شد خانها خراب ندانم که در چه وقت
چشمم نهاده بود بنای گریستن
غالب حریف معرکه آرای گریه ام
گیرم ز دست شمع لوای گریستن
امشب که بود درد تو مهمان کلبه ام
دادم بشیخ و شاب صلای گریستن
آخر رساند سیل سرشکم بکوی یار
ممنون شدم ز سعی رسای گریستن
ما را به صوت آب روان احتیاج نیست
هستیم تر دماغ برای گریستن
واقف ترا به تربت مجنون گذر فتاد
صد شکر یافت چشم تو جای گریستن

۲۰

مده بیاد من دلفگار خندیدن
چو زخم نیست مرا سازگار خندیدن
ببزم دهر که شادیست هم پیالهٔ غم
بسان شیشه بود اشکبار خندیدن
چراغ عمر تو گل می کند بچشم زدن
چه لازم است بسان شرار خندیدن
دهان ز خم ازان دوختم که می باشد
بکیش سنگدلان تو عار خندیدن

عیان ز دیدهٔ اختر شود که می گردد
نصیب مردم شب زنده دار خندیدن
درین چمن دل من خون ز غصه شد تا کی
هزار عقده بدل چون انار خندیدن
بخند گو همه بر حال خویشتن باشد
غنیمت است درین روزگار خندیدن
ز بیم سنگدلان است کار ما واقف
نهان گریستن و آشکار خندیدن

۲۱

خوشا رهرو که تا منزل رسیدن
نیاساید چو سیلاب از دویدن
نفس شد بار بر دل تا تو رفتی
ندانم تا بکی خواهم کشیدن
گهی فریاد دل گه پند ناصح
مرا بی او چها باید شنیدن
فتادست آشناییها بگردن
ز شمشیر تو نتوانم بریدن
بخاک افتاد چون اشک این سخن گفت
سکون نبود به روی کس دویدن
زلیخا بگذر از سودای یوسف
پیمبرزاده را نتوان خریدن
بدور خط چه باک از زلف دل را
که مار مرده نتواند گزیدن
چو اشک این شوخ طفلان آفریدند
برای پردهٔ مردم دریدن
سخن از قطع الفت گفته واقف
زبانش زین گنه باید بریدن

۲۲

فتاد از ضعف نبضم از طپیدن دگر نتوان بدرد من رسیدن
پی یک دم هم آغوش کمان را بسی خمیازه می باید کشیدن

بیاد قامتش می خیزد آهم عجب نبود ازو بالا دویدن
باین ضعفی که من دارم گرفتم ز خود رفتم کجا خواهم رسیدن
فگندم در گریبان تو دل را دگر نتوان ازو دامن کشیدن
مسلمانان اسیرم کرده شوخی ازین کافر مرا باید خریدن
لبش نازکتر است از برگ گل هم باین دندان ستم باشد گزیدن
ز گوهر وام باید کرد دندان اگر آن لعل لب باید مکیدن
ز داغ عشق دارم زندگانی نمی میرم چون شمع از سر بریدن
کشیدن میتوان از سینه دل را ولی پیکان او نتوان کشیدن
چو گلچین در کمین تست ای گل چه لازم این همه برخویش چیدن
تو آهو نیستی ای شوخ آخر نباید این قدر از ما رمیدن
طبیب مهربان بگذار دستم ندارد سود نبض مرده دیدن
مگر پیدا کنی از عشق رنگی ترا واقف بخون باید طپیدن

۲۳

می نهد هرگاه آن سرکش جوان پا بر زمین
میگذارد منت روی زمین را بر زمین
نیستم بیکار مشق انتظاری می کنم
میکشم پیوسته از یاد تو خطها بر زمین
در تو ای مه پاره تاثیری نکرد افسون ما
گرچه آوردیم اختر را ز بالا بر زمین
میگذارد هر بلا کز آسمان آید فرود
پیش بالای تو پشت دست خود را بر زمین
من که باشم تا کنم از سجده اش گردن کشی
پیش او سر می نهد زلف سمن سا بر زمین
می برآید هر سحر خورشید بر اوج فلک
در نظر دارد مگر مه طلعتی را بر زمین
لاله گردید و ز خاک مشهد من کرد گل
خون سودایم نشد آخر گوارا بر زمین
من نه تنها زیردست زور می افتاده ام
می زند دستار خود از پنبه مینا بر زمین

در حریم او ز راه خاکساری میکنم
کلفت احوال خود تحریر صد جا بر زمین
نیست جا بر مسند ناز تو مهر و ماه را
می نشیند پیش تو ادنی و اعلی بر زمین
طالع حسنش بلند و بخت ما بسیار پست
واقف آن مه بر فلک جا دارد و ما بر زمین

۲۴

بی یار گرفته شد دل من | بی کار گرفته شد دل من
یکبار شگفته رو ندیدم | ناچار گرفته شد دل من
چندی کم جور کن خدا را | بسیار گرفته شد دل من
شبها در کوی او چو دزدان | صد بار گرفته شد دل من
ای آیینه رو بیا که بی تو | زنگار گرفته شد دل من
با غیر شگفتنت چه لازم | انکار گرفته شد دل من
واقف این طرز گفتگو را | بگذار گرفته شد دل من

۲۵

نیست همچون شمع ما را الفتی با پیرهن
گو بکش هر کس که خواهد از بر ما پیرهن
عشق بیرون کرد چون دست جفا از آستین
ساختم از بهر چاک اول مهیا پیرهن
غنچه آسا تنگی دل از سر ما وا نشد
تا نکردم چاک همچون گل ز صد جا پیرهن
نیست معلومم که بی او زنده ام یا مرده ام
من نمی دانم کفن پوشیده ام یا پیرهن
شمع‌سان گردرغمش واقف چنین خواهی گداخت
همچو فانوس از تو خواهد ماند بر جا پیرهن

۲۶

مهربانی نشد دوچار بمن | قدردانی نشد دوچار بمن
مانده در پرده زور زاری من | پهلوانی نشد دوچار بمن

عمر شد صرف پاسبانی دل دلستانی نشد دوچار بمن
ناتوان گشته ام ولی چون خود ناتوانی نشد دوچار بمن
چون دل خود که جیب من بستست خصم جانی نشد دوچار بمن
ماند ناگفته درد دل واقف هم زبانی نشد دوچار بمن

۲۷

سرو روان من گذر افگن بسوی من
تا آب رفته باز بیاید بجوی من
در کوی عشق ریخت نخست آبروی من
اول شکست خورده درین ره سبوی من
می ترسمت که خانهٔ تمکین کنی خراب
چون سیل کوچه گرد مشو تند خوی من
مانند شیشه ام همه سامان گریه است
گر آب ور شراب کنی در گلوی من
از بسکه خویش را نشناسم ز دوریت
آیینه وا کند در حیرت بروی من
خونخواریش ببین که دل او نخورده آب
تا جوی خون نکرد روان جنگجوی من
واقف بروی کار چه رنگ آورم بحشر
گردد مگر ز شرم گنه سرخ روی من

۲۸

از سحر سازی نگه نازنین من
آخر غزاله شد دل وحشت قرین من
آن دم که همچو لاله بر آرم سر از کفن
داغ محبت تو بود بر جبین من
جز ناوکی کزان بت موزون او رسد
برجسته مصرعی نشود دل نشین من
گر داشتی محیط محبت کناره ای
پنهان نماند از نظر دوربین من

دستم اگر بدامن دشت جنون رسد
چون گردباد رقص کند آستین من
در آشیانه بر سر آتش نشسته ام
شاید نشسته است کسی در کمین من
طوفان نوح تازه شد از آب دیده ام
از خاطر تو شسته نشد گرد کین من
من گرچه رفتم از در او لیک چون نگین
گردید نقش جبهه من جانشین من
این طالعم کجاست که تیر تو ام رسد
ابرو کمان من منشین در کمین من
عمریست **واقف** از سر کوی تو رخت بست
گاهی نگفتی آه کجا شد حزین من

۲۹

هجر تو کرد بسکه سیه روزگار من
داغ است شمع از غم شبهای تار من
هرگز دلی نسوخته بر حال زار من
بی داغ رسته لاله ز خاک مزار من
ابری بداد کشت امیدم نمی رسد
دارم ز گریه چشم که آید بکار من
تا مژدهٔ وصال مرا از صبا شنید
برباد داد دل ز طپیدن غبار من
شوخی که مرده ام ز خمار فراق او
با غیر مست می گذرد از مزار من
بی آشیانیم نکند زین چمن ملول
شادم که نیست بر سر یک شاخ بار من
دلکش فتاده دامن صحرا چنانکه اشک
چون طفل شوخ سر زده رفت از کنار من
صبح قیامت از نفس سرد من دمید
آخر نشد هنوز شب انتظار من

دنباله دار چشم تو با من چها نکرد
شد زین زبان سیاه سیه روزگار من
همراه غیر رفت بگلگشت لالهٔ زار
رحمی نکرد بر جگر داغدار من
این خواری که من ز برای تو می کشم
فخر من است عزت من اعتبار من
واقف شوم برنگ حنا سرخرو بدهر
بندد بدست خویش مرا گر نگار من

۳۰

غم دوش در عزای دل مبتلای من
می کرد خاک بر سر و می گفت وای من
در آشیانه خواب نمی آیدم چه شد
شاید که ساختند قفس از برای من
آن تنگ عیش غنچهٔ این گلشنم که صبح
گاهی دمی نزد که شود دل کشای من
تا باز گردم از ره خونخوار عاشقی
دل هر قدم چو آبله آفت بپای من
تا رفته‌ای بکلبه من عیش ره نیافت
غم گشته حاجب در محنت سرای من
در ورطه‌ای فتاده‌ام از گریه کز سرم
بیگانه وار می گذرد آشنای من
تا ابروی تو قبلهٔ حاجات من نشد
هرگز نشد قرین اجابت دعای من
دیوانه گشته‌ام بسر زلف تو قسم
زنجیری انتخاب مکن از برای من
واقف مرا ز سایهٔ خود هم بود هراس
افتاده بسکه بخت سیه در قفای من

۳۱

پیکان یار بسکه شکست استخوان من
نکشاد تیر آه دل سخت جان من

کو مشفقی که بعد هلاک من حزین
سازد رقم بخون جگر داستان من
هر بوالهوس کجاست سزاوار دوستی
دشمن مشو بجان رقیبان بجان من
بعد از پریدن من ازین باغ ای فلک
تسلیم عندلیب کنی آشیان من
پیدا که می کند من گم گشته را دگر
گر تیر غمزهٔ تو نجوید نشان من
بگذار تا عتاب تو مخصوص من شود
نامهربان بغیر مشو مهربان من
من آن نیم که راه وفای تو گم کنم
صد ره اگر کنی بجفا امتحان من
تحریر می کند به سگش نامه های شوق
در زیر خاک هر قلم استخوان من
واقف نوشتی این غزل من بخون دل
شاباش مهربان من و قدردان من

۳۲

ز تو شاه من جلوهی بسریر ناز کردن
ز من گدا سجودی ز سر نیاز کردن
چشم و ادا و نازی که تراست کس ندارد
بدیار دل مسلم بتو ترکتاز کردن
ز جفا و جور بگذر به شکایتم میاور
که چون باز گشت این در نتوان فراز کردن
بکدام بخت و طالع به تو اختلاط جستن
بکدام صبر و طاقت ز تو احتراز کردن
ز نزاکت تو جانان شده عرصه تنگ بر ما
نتوان برت حدیثی غم جانگداز کردن
همه حیرتم ندانم چه شراب داده عشقم
که ترا نمی توانم ز خود امتیاز کردن
تو هوا پرستی ای دل ز تو کی رواست طاعت
چو بود در آستین بت نتوان نماز کردن

تو اگرچه خصم جانی چو بلای آسمانی
چکنم نمی توانم ز تو احتراز کردن
برو ای صبا بجانان ز من این سخن بکن عرض
که ز بنده سر فگندن ز تو سر فراز کردن
ز نزاکت تو جانان شده عرصه تنگ بر ما
نتوان برت حدیث غم جانگداز کردن
به دو روزه عمر کوته چه خیال بسته واقف
که ز زلف یار خواهد گلهٔ دراز کردن

۳۳

در دلم هست که نالم سحری بهتر ازین
تا کند در دل جانان اثری بهتر ازین
هیچ جای نرود چغد ز ویرانهٔ ما
گر نیابد بجهان بوم و بری بهتر ازین
تا نماند اثر از گرد رقیبان آنجا
می کن ای گریه بکویش گذری بهتر ازین
نکنی عیب اگر در قدمش سر بازم
هر که دل باخت ندارد هنری بهتر ازین
همه بر سینه خورم تیر تو ای سخت کمان
پیش تیر تو نباشد سپری بهتر ازین
حور اگر سیب زنخدان تو بیند گوید
شجری خلد ندارد ثمری بهتر ازین
نظری کردم و کارم نشد ای شوخ تمام
می توان کرد بحالم نظری بهتر ازین
آنچه باید ز الطاف غمت با من کرد
جای آن نیست که گویم قدری بهتر ازین
عشق را اهل خرد عیب شمارند ولی
ما بر آنیم که نبود هنری بهتر ازین
رو بخاک در میخانه بیاور واقف
آبرو می طلبی نیست دری بهتر ازین

۳۴

پیش از دلی ندارم و خوبان هزار تن
تنگست خانهٔ من و مهمان هزار تن
از تار تار زلف تو دل در بلا فتاد
مجنون یکی و سلسله جنبان هزار تن
چشم بد از تو دور که دیدیم چون سپند
در آتش از هوای تو رقصان هزار تن
دل پا برهنه یکتن و در هر گل زمین
در راه کعبه خار مغیلان هزار تن
مجنون ما چگونه سلامت رود ز شهر
گرداست سنگ و خشت بداماں هزار تن
یا رب چه آفتی تو که مانند شمع صبح
لرزد ز جلوه‌ات بسر جان هزار تن
هندوی زلف را قدری سرزنش بکن
پابند کرده است مسلمان هزار تن
آندم که رستخیز شود سر کشد ز خاک
مانند نی ز دست تو نالان هزار تن
در گلستان کوی تو ظالم بمانده است
چون گل بخویش دست و گریبان هزار تن
واقف بناله با تو نخواهد برآمدن
باشد اگرچه مرغ گلستان هزار تن

۳۵

گر آمدم به پیش تو چین بر جبین مزن
سوهان بروح من مزن ای نازنین مزن
دود دلی مباد فتد در قفای تو
زنهار بر چراغ کسی آستین مزن
رو داده است صحبت گرم امشبم به یار
ای صبح از حسد دم سرد از کمین مزن
دل از چکیدهٔ جگرم تا گلو پر است
این شیشه را ز سنگدلی بر زمین مزن

مستی و کافری شده شایع ز غمزه ات
آه ای بت فرنگ ره عقل و دین مزن
ترسم که شعله‌ای به تو سوء ادب کند
دامن بر آتش دل ما بیش ازین مزن
دور از مروت است شکستن شکسته را
سنگ جفا بر این دل اندوهگین مزن
دیوانهٔ نظاره آن دست و شست را
گر تیر می زنی بخدا از کمین مزن
واقف ز ناله سوختنم بود اگر غرض
من سوختم دگر نفس آتشین مزن

۳۶

سنگسارم کرد آن مه مهربانی را ببین
ناله ای هرگز نکردم سخت جانی را ببین
مدعی بر مرگ من صد ره گواهی داد و او
زنده پندارد هنوزم بدگمانی را ببین
درد بی پروابیش افگنده بر بستر مرا
کاش کس گوید باو گاهی فلانی را ببین
جلوهٔ آنماه زرین پوشم از بی طالعی
برق خرمن شد بلای آسمانی را ببین
شب بشاخی روز بر شاخی کشم واقف صفیر
بلبل این گلشنم بی آشیانی را ببین

۳۷

نه من خط جانب آن بیوفا خواهم فرستادن
غبار خویش همراه صبا خواهم فرستادن
جدا هر یک کند تا شرح احوال جدایی را
برش دل را جدا جان را جدا خواهم فرستادن
تو پر مستعجلی قاصد ببر مکتوب شوق من
شکایت نامهٔ هجر از قفا خواهم فرستادن

اگر بیگانه می پندارد آن محجوب قاصد را
به سویش نالهٔ درد آشنا خواهم فرستادن
تهی دستم ندارم تحفهٔ مقبول درگاهش
دعا خواهم فرستادن دعا خواهم فرستادن
هوای پای بوس آن نگار از بس بسر دارم
بدست گریهٔ خونین حنا خواهم فرستادن
دل و جان در غم دوری ز من بیگانه شد **واقف**
ندانم سوی او اکنون کرا خواهم فرستادن

۳۸

ندارد حاصلی پیش نکویان درد دل کردن
به این قوم خدا ناترس دل باید بحل کردن
باشکی کی توان از خویش شستن لوث هستی را
بسان شمع باید گریه های متصل کردن
شنیدم اینکه می سوزد دلت گاهی بحال من
نمی بایست زین سان آتش من مشتعل کردن
مقابل می کنی آیینه را از سادگی با خود
مکن دیگر که نتوان سخت رو را منفعل کردن
به چشم غیر جا کردی ز شوخی چشم من تر شد
ترا شرمی نمی آید ازین مردم خجل کردن
وفا چون نیست در آب و گل او صبر کن **واقف**
چه لازم خاک کویش را ز آب دیده گل کردن

۳۹

کمر بستی بکین من نشستی در کمین من
چه داری نازنین من باین خاطر حزین من
بدست آورده ام شمعی ز داغ آتشین روی
کند پروانه چون فانوس طوف آستین من
ندارد بهره از هستی سر مو آن کمر ورنه
نمی ماندی نهان از دیدهٔ باریک بین من

وزد گر باد گرمی رنگ می بازد گل رویت
خدا بادا نگهبانت ز آه آتشین من
بنامم ختم شد افتادگی واقف که چون خاتم
ندارد هیچ فرق از نقش پا نقش جبین من

۴۰

دل از غم تو زبون شد چه می توان کردن
دو دیده غرقه بخون شد چه می توان کردن
کشید دست ز مجنون پدر بحسرت و گفت
نصیب کس چو جنون شد چه می توان کردن
بهیچ کار نمی گردد آشنا دستم
چو دل ز دست برون شد چه میتوان کردن
گر از جفای تو دل ناله کرد معذور است
جفا ز حد چو فزون شد چه می توان کردن
من از کجا و نگونساری از کجا واقف
به اینکه بخت نگون شد چه می توان کردن

۴۱

زنده دل را نسزد گرد هنر گردیدن
صرفهٔ آب بقا نیست گهر گردیدن
هر کجا تیغ کشد غمزهٔ خونریز بتان
کار هر بیجگری نیست سپر گردیدن
پیش ازین تیر ترا بر دل ما بود گذار
آن هم آموخت ز مژگان تو برگردیدن
اندرین دایره از گردش چرخم عمریست
که چو پرکار فتاداست بسر گردیدن
همچو زنگی که گرفتار برص می گردد
گشت معیوب شب تار سحر گردیدن
همچو پروانه هوادار بسی سوخته‌ای
نتوان گرد تو ای شمع دگر گردیدن

بی نوا نالهٔ من شام و سحر کارش نیست
دربدر بهر گدایی اثر گردیدن
پا ز پرکار فتاد است ز بس گردیدم
آه اگر چرخ کند حکم ز سر گردیدن
حاصل ذوق عقیق لب او دانی چیست
خون گرستن همه تن لخت جگر گردیدن
وا کن از سر هوس آن لب شیرین واقف
چند خواهی چو مگس گرد شکر گردیدن

۸۴

می گفت بلبل قفسی شب چمن چمن
مانند آن غریب که گوید وطن وطن
دامی عجب برای دل و دیده بافتند
گیسوی حلقه حلقه و زلف شکن شکن
چندان جگر گریستم از حسرت لبش
کز کلبه‌ام عقیق بیابی یمن یمن
قربان شست دست تو ابرو کمان شوم
تیری مزن بهیچ کس الا بمن بمن
گر کامیاب از تو من ای سیم تن شوم
شکرانه زر دهم بگدایان تمن تمن
قحط وصال دیده دلم سیر کی شود
ناخورده بوسه زان لب شیرین دهن دهن
آن را که با وصال تو ای شمع خو گرفت
از دیده خون رود شب هجران لگن لگن
نبود عجب که سحربیانم شود خطاب
آموختم ز نرگس جادو سخن سخن
بگذار تا شگوفه کند میوه آورد
بیدرد تو نهال محبت مکن مکن
دل در ذقن ز زلف بسی یاد می کند
مانند چه فتاده که گوید رسن رسن

گفتی ترا بچاه که افگند ای فلان
عمر عزیز یوسف من آن ذقن ذقن
زاهد اگر بدانش و دین دشمن است می
باری بیا به میکده او را بزن بزن
گوشت به حرف مدعیان است ورنه من
افشانده‌ام بوصف تو گوهر عدن عدن
واقف ز ذوق جامه دریدن صباح حشر
چون سر کشد ز خاک بگوید کفن کفن

۴۳

برنگ لاله مرا رسته از جگر ناخن
بجان من که بداغم مزن دگر ناخن
شدم چو لالهٔ صد برگ سربسر ناخن
برای داغ جگر ماند این قدر ناخن
دلم چسان نشود خون که بهر کاوش من
کنند وام عزیزان ز یکدگر ناخن
مغنی از چه بما در مقام ناسازیست
خدا نکرده کسش نی نکرده در ناخن
دلم گرفته ز چینی نواز این محفل
بتی زند بدل نازکم مگر ناخن
فغان کنم ز دل سخت خویش همچو جرس
نگشت آه درین عقده کارگر ناخن
ز سیر لاله و گل وا نشد دلم **واقف**
کشادن گرهم نیست کارگر ناخن

۴۴

نه شوق دیدنت از دل بدر توان کردن
نه از حجاب برویت نظر توان کردن
ز رفتن تو درین شهر آفتاب نماند
چگونه بی تو شبی را سحر توان کردن

شکسته پایم و از بخت همرهی خواهم
که از در تو ستمگر سفر توان کردن
فغان که خون دلم آن قدر نماند بجا
که در جدایی او چشم تر توان کردن
گرفتم این که کنی گوش ماجرای فراق
زبان کجاست که تا شکوه سر توان کردن
ز آشیانه رساندیم خویش را بقفس
دگر چه سعی باین مشت پر توان کردن
گهر شناش نماندست در جهان **واقف**
وگرنه قطرهٔ خود را گهر توان کردن

۴۵

کنون که موج سرشکم رسید تا گردن
چسان ز سلسلهٔ غم شود رها گردن
اگر بقصد سر غیر می کشی شمشیر
بجان من که نخستین بزن مرا گردن
گداخت پیش تو از شرم شیشهٔ حلبی
زمانه یاد ندارد باین صفا گردن
دل شکسته ما را درست کن یک بار
شکسته‌ایم به پیش تو بارها گردن
به گردن تو نه پیچیده بود زلف هنوز
که داشتیم بزنجیر مبتلا گردن
ز جانب تو اگر حکم طوق و زنجیر است
نهیم از سر تسلیم عشق ما گردن
ببزم یار اگر شیشهٔ شراب شوم
بحکم سنگدلی میزند مرا گردن
براه ناوک ابرو کمان من **واقف**
بلند گشته هدف وار جابجا گردن

۴۶

اشکم بدیده می گفت آمادهٔ چکیدن
از دوست یک اشارت از ما بسر دویدن

در گلشن جنون هم اکنون هوای خوش نیست
رفت آنکه دل شگفتی از پیرهن دریدن
بیگانگی میاموز آن چشم را که آهو
استاد وقت خویش است در شیوهٔ رمیدن
آن شوخ گر بخونم لب تشنه است من هم
خواهم بشوق تیغش آب از گلو بریدن
مانند نبض بیمار از درد دوری یار
یک دم ندادم از دست سر رشته طپیدن
اشکم گهر کشیداست در رشتهٔ نظاره
باید بگوش آن طفل این حرف را کشیدن
کی طفل می تواند دیوانه را گرفتن
بیهوده داری ای اشک دنبال دل دویدن
نازک دلیم **واقف** تاب ستم نداریم
از یار یک تغافل از ما بخون طپیدن

۸۷

صبح خندید ای دل خوابیده چشمی باز کن
گریهٔ بر رغم این پیر خنک آغاز کن
دور چشم بد در آتش کرده‌ای جا ای سپند
گر ز تنهایی دلت سوزد مرا آواز کن
از نگاه سرمه سا بستی زبان ناله ام
ای سرت گردم علاج گریهٔ غماز کن
کین بعاشق مهر با اهل هوس رسم کجاست
دل ربایی می کنی باری بیک انداز کن
آخر کار تو ای فرهاد چون سر بازی است
آنچه در انجام خواهی کرد در آغاز کن
همچو نی صد نالهٔ جانسوز دارم در گره
یک دمم با خود برسم امتحان دمساز کن
پر مکدر گشته طرز شیونت ای عندلیب
بیدماغم ناله در آهنگ دیگر ساز کن

تا بکی باشی زمین گیر از گران جانی چو سنگ
در هوای نیستی خود را شرر پرواز کن
ناگرفته صید ازین نخچیرگه نتوان گذشت
هست اگر ذوق شکارت چشم عبرت باز کن
تا بکی اطناب خواهی کرد واقف در سخن
قصهٔ زلفش دراز افتاده است ایجاز کن

۴۸

ای دل هوس شیشه و پیمانه رها کن
هشیار شو این شیوهٔ مستانه رها کن
بسیاری دل زلف ترا کرده پریشان
زین سلسله جانان دو سه دیوانه رها کن
چشم تو به تاراج برد دین و دل و جان
قربان تو این غارت ترکانه رها کن
خواهد سر آن طره ز دست تو بدر رفت
این کشمکش بیهده ای شانه رها کن
در دیدهٔ اغیار چه لازم که نشینی
هم صحبتی مردم بیگانه رها کن
سیلاب غمش آمد و آورد خرابی
ای عیش چه ماندی نگران خانه رها کن
شب درد دل خود بر او گفتم و گفتا
خواب خوش من می بری افسانه رها کن
تا اشک فشان دید من غمزده را گفت
واقف برو این بازی طفلانه رها کن

۴۹

ماند واپس برهت دین و دل و جان از من
چه شنیدند چه دیدند رفیقان از من
از سر جان پی تعظیم تو برخاسته ام
سرگران نگذری ای ناوک جانان از من
گذرت گر به گلستان فتد ای آب روان
شوق پابوس رسانی به نهالان از من

دیر و مسجد شده از سیل سرشکم ویران
گاه بنیاد کند گبر و مسلمان از من
همچو شمع سحرم طاقت خود داری نیست
یار جان می طلبد با لب خندان از من
خار را بین که چسان دست و گریبان گشت
می کشی این همه از بهر چه دامان از من
خوش قماری چو من ای سیمبران دیگر نیست
از شما داو زدن باختن جان از من
اختلاطش بمن آمیزش بوی است بگل
کی کند گوش سخنهای پریشان از من
تاب سرگوشی زلف آنکه ندارد واقف
کی کند گوش سخنهای پریشان از من

۵۰

کار ما گذشت از کار فکر ما خدا را کن
یعنی از غم دوری مرده‌ایم احیا کن
بستهٔ امید و بیم تا بکی زیم صیاد
یا پر مرا بشکن یا در قفس وا کن
کرده تیغ مژگانت پاره پاره دلها را
از دعای مظلومان پاره‌ای محابا کن
رایگان مکن خود را عرض ای سهی بالا
قدر خویشتن بشناس نرخ جلوه بالا کن
چند تیغ رعنایی برکشی ز خودرایی
شعله نیستی آخر ترک سرکشیها کن
ساخت شهر را ویران آب دیدهٔ واقف
من ترا نمی گفتم جای گریه پیدا کن

۵۱

چون سیل روم در طلب دوست شتابان
ویرانه بویرانه بیابان به بیابان

از خانه برون آمدنت نیست مناسب
هستند درین کوچه بسی خانه خرابان
یک سرو بموزونی قد تو ندیدیم
گشتیم درین باغ خیابان به خیابان
روشن شده از پرتو روی تو همه شهر
بر کلبهٔ من نیز بتاب ای مه تابان
مستی تو چه داری خبر از اینکه جهان را
کرد است سیه دود دل سینه کبابان
واقف چکنی بوسه سوال از لب آن شوخ
شیرین دهنان اند بسی تلخ جوابان

۵۲

دل رفت ز من پی نکویان — جان نیز پی سراغ جویان
در دیده سیاهیم نماند است — از حسرت این سپید رویان
ای کاش دو گوش من شود کر — یا گنگ شوند پند گویان
فریاد که روز ما سیه شد — از دولت این سیاه مویان
خوش باش که می روم ز کویت — دست از تو بآب دیده شویان
زین باغ گلی نداد دستم — رفتم دل پاره پاره بویان
واقف چون شمع رفتم آخر — زین بزم بداغ شعله خویان

۵۳

سرمه سا چشم تو کرد این همه بیداد بمن
که نمانداست دگر طاقت فریاد بمن
برگ گل باد صبا در قفس من افگند
رقعه‌ای داشت ز یاران وطن داد بمن
یار دیرینهٔ من دل که سلامت بادا
دیر بگذشت سلامی نفرستاد بمن
کرده‌ام کوهکنی بادیه پیمایی هم
بعد ازین تا چه کند عشق تو ارشاد بمن
نالهٔ بی محل از من بقفس سرزده است
سرگران است چرا حضرت صیاد بمن

نیستم قابل تعلیم من خونین دل
طفل اشکم چکند کوشش استاد بمن

تو برو واقف اگر جای دگر هست ترا
که فتادن بدیار او خوش افتاد مرا

۵۴

کشم از خار خار گل عذاران / هزاران ناله مانند هزاران
بیاد آرم چو صحبت های یاران / سرشک از دیده میریزم چو باران
نماند امروز غیر از شمع زنده / کسی از دودهٔ شب زنده داران
دلی نگذاشت با کس از تطاول / کمند گیسوی این دل شکاران
چنین بهر که که میگردند افلاک / قرارم برده اند این بی قراران
بجز برباد رفتن در هوایت / چه می آید دگر از خاکساران
ز بار معصیت شد حلقه پشتم / شدم سر حلقهٔ عصیان شعاران
بیا بلبل بهم صحبت بداریم / تو از گل نال من از گلعذاران
بگو لب را نمک بی جا نریزد / که مصرف نیستش جز دل فگاران
تو تا رفتی چمن آبی نخورد است / گل افسرداست همچو روزه داران
سر چشمان بیمار تو گردم / که گشته آفت پرهیزگاران
نخواهند آمدن همراه نعشم / اگر این است همراهی ز یاران
ز خط خواهد نشست آن زلف روزی / بروز ما پریشان روزگاران
بت سنگین دل ما را که گوید / که مشکن خاطر امیدواران
عرق ریزان بیا بر تربت من / زمین تشنه ام مشتاق باران
بروز وصل واقف اشک شادی / چو باران است در فصل بهاران

۵۵

دل دید ز بسکه خواری من / در گریه نکرد یاری من
نظاره کنید سیر دارد / بیزاری یار و زاری من
مگذار قدم شمرده سویم / رحم آر به دم شماری من
در کوی تو اعتبارها را / آورده برشک خواری من
نقشم در هیچ جای ننشست / از شومی بیقراری من
مهری جز نقش پا نزیبد / بر محضر خاکساری من

این مستی چشم داد بیداد شد آفت هوشیاری من
دل بود شریک درد آن هم خون گشت ز غم گساری من
تا کی خواهی گریست واقف بس کن ز جگر فشاری من

۵٦

ای چرخ بعد مرگ ز خاکم پیاله کن
وانگه به یار باده گسارم حواله کن
اوراق دل که میبری از من مده بباد
یکبار خود مطالعهٔ این رساله کن
دارالشفای روی زمین است میکده
آنجا برو علاج غم دیرساله کن
داغ کسی دلا بتو تنها نمی رسد
قسمت به عضو عضو چون اوراق لاله کن
آهنگ تازه‌ای بمن آموخت است عشق
بلبل بیا بمن بنشین مشق ناله کن
دل در گرفته ام ز تو در فکر رفتنم
فرصت غنیمت است بیا استماله کن
واقف بدست این دل صد چاک تا بکی
این شانه نذر آن بت مشکین کلاله کن

۵۷

هر کجا طفلی بود دیوانه من هر کجا شمعی بود پروانه من
هیچکس چون من خرابی‌دوست نیست هر کجا سیلی بود ویرانه من
غیرتی ای عشق آخر تا بکی غیر با او آشنا بیگانه من
عاشقم لیکن ز اقبال نیاز با تو دارم ناز معشوقانه من
چشم خواب آلوده ای چه دور گر به بیخوابی شدم افسانه من
ساختم با اشک در کنج قفس فارغم از فکر آب و دانه من
گشته ام در سینه صافیها مثل تا شدم دردی کش میخانه من
با پریشانان مرا آویزش است هر کجا زلفیست واقف شانه من

۵۸

سلوکی طرفهٔ آن یار جانی می کند با من
که گاهی خشم و گاهی مهربانی میکند بامن

کشید از زاری من گرچه کار دل به بیزاری
ولیکن بالضرورت زندگانی می کند با من
ز بس احسان شماری بر زبان صد بار می آرد
اگر یکبار هم لطف زبانی می کند با من
چه گویم از جفای غمزهٔ چشم کبود او
که بیداد بلای آسمانی می کند با من
به طول عمر نتوان یک سرمو عرض آن دادن
تطاولها که گیسوی فلانی میکند با من
باین پیری مرا او میکند بازیچهٔ طفلان
نیم ناخوش که این ناز از جوانی میکند با من
بوصل از هجر بستان داد من آخر مسلمانم
که این کافر ز بیداد آنچه دانی میکند با من
سقط گوید دهد دشنام و از بزمم کند بیرون
به بینید آنچه یار از قدردانی می کند با من
مرا با آنکه در مهرو وفا خوب امتحان کردند
همان جور و جفا از بدگمانی میکند با من
سبک روحم سر خود گیر از کویش روم **واقف**
که آن بی رحم اکثر سرگرانی میکند با من

۵۹

نالد دلم چو بلبل از آمد بهاران
کین فصل میدهد یاد از وصل گلعذاران
ای طائر خجسته از در درآ خدا را
تا کی پرد ز شوقت چشم امیدواران
ایمن نیم نگارا گر می کنی مدارا
تمهید جور باشد لطف ستم شعاران
در هجر زنده ماندم حالم شب وصالش
باشد چو روز محشر حال گناهگاران
بنشاندم سگ او بر جای خود دران کوی
آری کنند یاران نیکی بجای یاران

ای عید ما وصالت جان تشنهٔ زلالت
افسرده بی جمالت دل همچون روزه داران
در هجر و وصل آن گل کار من است زاری
ازبسکه خو گرفتم با ناله چون هزاران
حق وفای ما را تا کی فرو گذاری
این است بارک الله آیین حق گذاران
میخواست عذر خواهی خون کرد در دل من
واقف به جنگ ماند صلح ستیزه کاران

۶۰

در خون نشاند دل را مژگان دلشکاران
یک تن چسان برد جان از فوج نیزه داران
افتاده اند شیخان دنبال باده خواران
کس نیست تا بپرسد از این بزرگواران
ابرو کمان بتان را یا رب چه کیش باشد
کز جرم یک گناهم کردند تیرباران
خیزد مگر غباری از شوق دامن او
ورنه دگر چه خیزد از خاک خاکساران
تا چند از لب تو بیجا نمک بریزد
رحمی دهد خدایت بر حال دلفگاران
بودم بگریه کان ماه بنمود چهره ناگاه
زانسانکه مهر گردد پیدا بعین باران
ای دل پیاده‌ای تو زین سان نفس چه سوزی
رفتند گرم زین دشت آتش عنان سواران
مشتی سپند قاصد در پیش راهش افگن
گر از تو یار پرسد احوال بیقراران
گل چاک زد گریبان سنبل کشاد گیسو
از رفتنت گلستان شد بزم سوگواران
دل در برم ز شوقت مشغول پر زدنهاست
زانسان که در پریدن چشم امیدواران

خمیازه‌های حیرت تا کی کشم نگاهی
ای مست کرده چشمت یک شهر هوشیاران
واقف کسی نیاید با نعش من پس و پیش
مردم ولی ندیدم همراهی ز یاران

۶۱

خوش آن شبها که درگوشش حدیثی می رسید از من
گهی افسانه گفته ماجرای می شنید از من
اگر مانند زخم تازه خون گریم عجب نبود
که آن هم صحبت دیرینه یعنی دل پرید از من
بآهو نسبتش از سادگی دادم خطا کردم
ندانستم غلط فهم است او خواهد رمید از من
من آن دل تنگ هجرم در مصیبت خانهٔ گیتی
که غمگین رفت همچون شام ماتم صبح عید از من
مرا ای درد هجران میکشی انصاف کن آخر
روا نبود اگر دانی اجل را نا امید از من
چرا ای غنچهٔ محبوب خاموشی بمن وا شو
بگو حرفی وگرنه حرفها خواهی شنید از من
محبت بیمروت نیست تا ضائع کند رنجم
چو خاکستر شدم پروانه خواهد آفرید از من
تو نیکوکار و من عصیان شعارم از سرم بگذر
بمن زاهد نزاعت چیست وعد از تو وعید از من
ز نیرنگ تو رفتم از جهان با داغ گوناگون
شوم چون خاک رنگارنگ گل خواهد دمید از من
کباب حیرت آن جلوهٔ مستانه ام **واقف**
نه دودی سر کشید از من نه خونابی چکید از من

۶۲

بسته ام عهدی درستی در غمت با سوختن
من نخواهم لحظه‌ای از سوختن واسوختن

عشق ما را منصب پروانگی بخشیده است
شمع حسن افروختن از یار و از ما سوختن
از تب عشق تو ام حالی عجب رو داده است
روزها مردن مثال شمع شبها سوختن
کمترین بازی بود آن طفل آتش پاره را
خانمان خلق از بهر تماشا سوختن
سوختم اما ز من دود شکایت برنخاست
عشق فرمود است ما را ساختن با سوختن
میتوان افروختن از رنگ روی او چراغ
بر چنین روی توان پروانه آسا سوختن
واقف از بزمش برو خود را بجای خود بسوز
چند خواهی پیش آن بیدرد بیجا سوختن

٦٣

قصد خونم کرده ای میکن چه باک ای نازنین
عاشق پاکم ببازم جان پاک ای نازنین
لطف عامم خوش نمی آید عتاب خاص کن
بر نمی تابد دماغم اشتراک ای نازنین
پاره ای از شرح حال سینهٔ صد چاک ماست
نامهٔ ما را مکن ناخوانده چاک ای نازنین
چونتو فرزندی ندارد مادر دهر ای پسر
دختر خود می سپارد با تو تاک ای نازنین
آه کز نازک دماغی خوش نمی آید ترا
سرکنم گر نغمه‌ای روحی فداک ای نازنین
شکوهٔ هجران اگر ننوشته‌ام معذور دار
تا تو رفتی چشم من شد دودناک ای نازنین
گر رسی واقف بیار از جانب من عرض کن
فکر بر اصلی که من گشتم هلاک ای نازنین

٦٤

نیم غمگین دل و دین صبر و طاقت گر رمید از من
باین شادم که باری خاطری یار آرمید از من

به تلخی مردم و هرگز نگفت آن لب شکر گاهی
کجا رفت آنکه گاهی زهرچشمی می چشید از من
بایمای عجب آن ابروی مردانه میگوید
که بهر قفل هر مشکل توان جستن کلید از من
چه کردی ای فلک از آستانش دورم افگندی
گه و بیگاه فریادی بگوشش می رسید از من
به بیدادی که آن کافر مرا کشت است می ترسم
که در محشر برانگیزد بیک عالم شهید از من
تجارت پیشهٔ عشقم زیان از سود نشناسم
سروسامان باندک عشوهٔ بتوان خرید از من
چو رنگ و بوی گل با یار در یک پیرهن بودم
کنونم بر سر افشاند آستین دامن کشید از من
خلاف عادت آن مه روی میپوشد ز من **واقف**
خدا ناخواسته او را مگر چشمی رسید از من

٦٥

زهی سرحلقهٔ کاکل کمندان — گرفتار کمندت صید بندان
به رعنایی دوبالا قدت از سرو — به زیبایی ز گل رویت دو چندان
لبی داری چو شکرحرف چون زهر — تنی داری چوسیم و دل چو سندان
چه گویم از درگوش تو ای ماه — بود سر حلقهٔ اختر بلندان
بر خوبان مگو از لاله و گل — که نپسندند این را خودپسندان
چرا هر لحظه جانان میگزی لب — که شیرینی ضرر دارد به دندان
مرا با درد خود مردن ازان به — که جویم چاره از نادردمندان
تو بیدردی چگویم با تو زین درد — نمی فهمی زبان دردمندان
دل ما بشگفد آن روز **واقف** — که گردد غنچهٔ تصویر خندان

٦٦

اگر رسواست ور شیدا دل من — مرا بگذار چندی با دل من
سری دارد به سرو قامت او — قیامت می کند برپا دل من
بزن بر آتشم امروز آبی — که خواهد سوخت تا فردا دل من

همه کس دل گرفته از برت رفت نماند اکنون برت الا دل من
بکوی دلبران غوغاست واقف ولیکن هست سر غوغا دل من

٦٧

مردم و بوسه‌ای آن شوخ نه بخشید بمن
کرد همخواب لحد حسرت جاوید بمن
دل عجب یار خوشی بود علیه الرحمه
تا نفس داشت درین غمکده نالید بمن
گرد او همچو صبا گرچه بسی گردیدم
یکره آن غنچهٔ محجوب نخندید بمن
هنر بخت بدم بین که شب وصل آن ماه
درمیان تیغ نخوابانده نخوابید بمن
نفسی بیش نبود از من و آن نیز نماند
آه کان آیینه رو صاف نگردید بمن
من گذشتم ز سر دعوی دل دیر گذشت
زلف یار این همه از بهر چه پیچید بمن
آبروی که مرا بود در آن بزم این بود
که بجز گریه کسی گرم نجوشید بمن
نیست ممکن که من از دست دهم داغ کسی
فی‌المثل گر بدهی ساغر جمشید بمن
خجل از همرهی سایهٔ خویشم واقف
زان که یک عمر درین بادیه گردید بمن

٦٨

در خاطر رمیده دلان جا بهم رسان
آرامگاه خویش بدنیا بهم رسان
از یک دگر ز تفرقهٔ عشق ما و دل
افتاده‌ایم دور خدایا بهم رسان
این شهری آهوان همه سرشار وحشت اند
مجنون صفت انیس ز صحرا بهم رسان

سامان گریه گر بتو ای دل نمانده است
خونی برسم قرض ز اعضا بهم رسان
آن شاهدی که از نظر خلق غائب است
در پرده نیست دیدهٔ بینا بهم رسان
سازم چسان به عقل که زنجیر گیسوان
تکلیف میکنند که سودا بهم رسان
واقف بسوی اصل رو از پاک طینتی
ای قطره آشنایی دریا بهم رسان

۶۹

دل ز چشم و ابروی جانانه میگوید سخن
گاه از مسجد گه از میخانه میگوید سخن
از خیال گردن ساقی و چشم مست او
دل مدام از شیشه و پیمانه میگوید سخن
هست نخل و بید پیش اره یکسان همچنان
عشق با هر کس بیک انداز میگوید سخن
بیم تیغ ابروش نگذاشت دم در هیچ کس
نرگس او همچنان مستانه میگوید سخن
این غزل از پرتو صائب بمن **واقف** رسید
از زبان شمع این پروانه میگوید سخن

۷۰

مگر کرده است پیدا خوی طفل اشکبار من
که تا نگریستم هرگز نیاید در کنار من
بیاد شمع رویش پیکرم گر این چنین کاهد
شود خاکستر پروانه صد ره جامه دار من
ازین شادی که گرمی میکند با او تب شوقت
نگنجد برق سان در پوست نبض بیقرار من
تو خوش در خواب میباشی بپرس از شمع احوالم
که او دارد خبر از دیدهٔ شب زنده دار من
نه امروز است از زلف توام آشفته اطواری
که بودم طفل و با مشق پریشان بود کار من

بروز پاس من از چشم جانان چشم آن دارم
که گردد عذر خواه مستی دنباله دار من
چنان در خاک بردم آرزوی شمع رخساری
که برگ گل پر پروانه گردد بر مزار من
پریشان حالیم زلف ترا باور نمی آید
مگر روزی که سنبل سبز گردد بر مزار من
بگو واقف چسان خوابم که شب تا صبح میباشد
سر غم در کنار دل سر دل در کنار من

غزلیات ناتمام

۱

چین بر جبین ز خوی بد ای مه جبین مزن
بهر خدا که چین بجبین این چنین مزن
دل داده‌ام دماغ سخن گفتنم کجاست
انگشت بر لبم دگر ای هم نشین مزن
جام جهان نماست بدستت فتاده مفت
گر قدر دل شناخته‌ای بر زمین مزن
کوته چه می کنی شب امید بیدلان
ظالم گره بسلسلهٔ عنبرین مزن
جان بر سر نزاکت تو ارزه می کند
جانان بسر چو شمع گل آتشین مزن
جانم مسوز ای ز خدا بی خبر مسوز
آتش ز خشم در پر روح الامین مزن
رفعت طلب نکرده دلم از تو هیچ گاه
ای آسمان مرا به عبث بر زمین مزن

۲

هواداری یاران بر نمی تابد دماغ من
پر پروانه دامن می فشاند بر چراغ من
بدشت بی نشانی آن چنان آواره گردیدم
که عنقا میشود هرکس که میگیرد سراغ من

بمن میکرد گرمی تا سحر پروانه در بزمش
مگر امشب ز موم شمع مرهم داشت داغ من
چه کم خواهد شدن از دولت آن حسن روزافزون
اگر از سایه اش روشن شود یک شب چراغ من
نمی دانم کجا از فتنهٔ چشم تو بگریزم
که مژگانهای گیرای تو میگیرد سراغ من
چه از نظاره منعم میکنی بگذار ای ناصح
تماشا همچو شمع آرد برون دود از دماغ من
مرا فکر سخن فارغ ز گلگشت چمن دارد
که باشد چار مصراع رباعی چار باغ من

۳

مژدهٔ وصل ای صبا برسان — خستهٔ هجر را دوا برسان
مدعای دل است ناوک یار — یا رب او را به مدعا برسان
بعد مرگم سگان کویش را — استخوان من ای هما برسان
می طپم بسملانه در دامت — های صیاد خویش را برسان
ای صبا چون بزلف او گذری — دل ما را ز ما دعا برسان
هست یعقوب چشم بر راهت — بوی پیراهن ای صبا برسان

۴

بر در مهوشان گدایی کن — یک شبی طالع آزمایی کن
تیرگیهای روز هجرم گشت — ای شب وصل روشنایی کن
تا ترا ره بدیر عشق دهند — بر در کعبه جبه سایی کن
تا ازین کشتگان شوم ممتاز — دست از خون من حنایی کن
راه گم کرده‌ام بکوچهٔ عقل — حضرت عشق رهنمایی کن

۵

بکوی که خوارند آنجا عزیزان — چرا میروی ای دل افتان و خیزان
بخند ای کهن زخم افسرده کامد — صبا از سر زلف او مشک بیزان
بمطلب ظفریاب آسان نگشتیم — که یک عمر بودیم از خود گریزان

ازان گشت درعشق مجنون غلامم　　که لیلی است حسن ترا از کنیزان
نشینند باغیار هر شام آن شمع　　نمی ترسد از آه ما صبح خیزان

۶

چون تو آیی بر سر بیداد نتوان زیستن
ور توان بی خاطر ناشاد نتوان زیستن
در قفس هم میتوان یک چند فارغبال زیست
لیکن از بی رحمی صیاد نتوان زیستن
گشت در طفلی پدر از عشق من بیزار وگفت
با تو ای رسوای مادر زاد نتوان زیستن
ای صبا از من بگو با خوش نشینان چمن
تا بود دام و قفس آزاد نتوان زیستن
ای که می پرسی که اقلیم دلت ویران چراست
عشق هرجا حاکم است آباد نتوان زیستن

۷

در آتشم از عشق و نگویی چه خس است این
جانا گل آمیزش اهل هوس است این
چون مرغ نواسنج دلم گشته اسیرت
صیاد نگه دار که باب قفس است این
در عاشق و اهل هوسش نیست تمیزی
طفل است چه داند چه کس است آن چه کس است این
ای قافله سالار نکویان ز تو فریاد
دل نالد و گویی که صدای جرس است این
وز لعل لب یار دل بوالهوس ما
هرگز نشکیبد شکر است آن مگس است این

۸

یک شب قدمی رنجه نما زاری من بین
بیماری و بیداری و بی یاری من بین
هرچند که رانندی ز حریم تو نرفتم
ای من سگ کوی تو وفاداری من بین

در سلسلهٔ زلف تو بند است دل زار
آهسته رو ای شوخ گرفتاری من بین
تو خفته و من شمع صفت بهر تو سوزم
چشمی بکشا یک ره و بیداری من بین

۹

زان لب سخنی شنفته ام من امروز چو گل شگفته ام من
از حسرت چشم سرمه ناکت در خاک سیاه خفته ام من
دانی دلم از چه غبار است بسیار بآه رفته ام من
دل را ز تطاول زمانه در زلف کسی نهفته ام من

۱۰

قهر و عتاب و جور و جفا میکنی مکن
با این دل شکسته چها میکنی مکن
پیکان خویش از دل ما میکشی مکش
این یار را ز یار جدا میکنی مکن
ای نور دیده از نظرم میروی مرو
این خانهٔ بی چراغ چرا میکنی مکن
اوراق دل بباد هوس میدهی مده
مانند غنچه کسب هوا میکنی مکن

۱۱

خون مرا بریزی و گویی رواست این
ای من هلاک طور تو رسم کجاست این
بر خاک ما بدست بلورین گلی بریز
ظالم شهید ناز ترا خون بهاست این
بر خاک پای او مگذر تند ای صبا
نتوان بباد داد دگر توتیاست این
پیر مغان دمی که مرا داد درد می
گفتا مس وجود ترا کیمیاست این

۱۲

در لباس دلبران حسن خدایی را ببین
رو گرفتن را نظر کن خودنمایی را ببین
بند بندم را جدا از یکدگر افکنده است
جان من یکره بیا ظلم جدایی را ببین
بارها آیینه از شرم رخت گردیده آب
باز می آید برویت بی حیایی را ببین
خوش فرو رفتم بدریای سرشک از دست او
دست من نگرفت پاس آشنایی را ببین

۱۳

جور تو بی حساب شد بس کن کشور دل خراب شد بس کن
بت من چند آتشین خویی مرغ و ماهی کباب شد بس کن
بسکه دل سختیت ز حد بگذشت سنگ از خجلت آب شد بس کن
رشتهٔ جان ز زلف تافتنت سربسر پیچ و تاب شد بس کن

۱۴

زلف و رخسار دل افروز ببین روز بی شب شب بی روز ببین
تن چو فیروز شد ز اشک تو ام مدد طالع فیروز ببین
بدگمان کرد بمن خوب مرا اثر حرف بد آموز ببین
پیش بین باش و رخ فردا را هم در آیینهٔ امروز ببین

۱۵

در فراق آن بدل نزدیک و دور از چشم من
ای عزیزان رفته چون یعقوب نور از چشم من
با امید وصل و بیم هجر کار افتاده است
گاه آید اشک شیرین گاه شور از چشم من
ای صبا بر خاک پایش گذر چون افتد ترا
عرضه داری آرزومندی ضرور از چشم من

۱۶

بنده پرور ز پی یک دیدن این قدرها نتوان رنجیدن
من کیم کز تو کنم بوسه طلب من و از دور زمین بوسیدن
پرسی از من که چه در سر داری کعبه ام گرد سرت گردیدن

۱۷

زین دامگاه حادثه رستن نمیتوان
بال و پری بهرزه شکستن نمیتوان
هیچ است آنچه گفته شود از میان او
مضمون نازکیست که بستن نمیتوان
سوز و گداز خویش کنم ایستاده عرض
در بزم او چو شمع نشستن نمیتوان

۱۸

چه دیدی ز من ناز پرورد من / که پوشیده‌ای چشم از گرد من
مرا کار از غم بجای رسید / که خندد سحر بر دم سرد من
تو بر گریه ام گر بخندی رواست / ترا نیست بی درد من درد من

۱۹

از برای غارتم زین سان متاز ای نازنین
اندکی وا زن عنان رخش ناز ای نازنین
شکوه‌ای سرکرده بودم تیغ بر فرقم زدی
قصه کوتاه ساختی عمرت دراز ای نازنین
آخر این آیینه روزی زنگ پیدا میکند
این قدر از سادگی بر خود مناز ای نازنین

۲۰

اشکم بکشید پا بدامن / این طفل نکرده جا بدامن
پای نه شناخت آن سرکوی / دیگر نشد آشنا بدامن
خواهم که ز دست او کنم چاک / پیراهن صبر تا بدامن

۲۱

ساقی خدای را بر من وصف باده کن
من مستفیدم و تو مفیدی افاده کن
ناصح دلم بجای دگر بود این زمان
من گفته‌ٔ ترا نشنیدم اعاده کن

هرچند از عتاب تو سیری نمی شود
لطفی که میکنی بمن اندک زیاده کن

۲۲

بحکم ناز گهی غمزه را چو تیر بزن
بگو که تیغ نخستین برین اسیر بزن
شنیده‌ام که پر از تیر ترکشی داری
بیا و این همه را بر دل فقیر بزن
چنان مکن که کشد حسرت جفای تو ام
به تیغ اگر ننوازی مرا به تیر بزن

۲۳

عبث بی عشق عمری زیستم من نه فرهادم نه مجنون کیستم من
به بزمت آمدم حکمی بفرما نشینم یا روم یا ایستم من
شنیدم نالهٔ مرغ قفس را بیاد دل بسی بگریستم من

۲۴

نمی دانستی از طفلی هنوز آن شوخ پان خوردن
که یاقوت تو کردی مشق خون عاشقان خوردن
بشهر آورده آخر ذوق سنگ کودکان ما را
بصحرا خاک تا کی همچو مجنون میتوان خوردن
دلم خون می خورد در سینه با پیکان او یکجا
که باید میزبان را ماحضر با میهمان خوردن

قطعات

۱

چو بست غمزهٔ آن شوخ شست بر دل من
هزار ناوک کاری نشست بر دل من

ازان زمان که تو بستی بغیر عهد وفا
رسیده است فراوان شکست بر دل من

۲

آشفته تر ز طرهٔ یارم درین جهان
بیمار تر ز نرگس یارم درین جهان
سوزم بداغ بیکسی خود ازانکه من
از دودمان شمع مزارم درین جهان

۳

بسوزان یا بکش یا محرم بزم وصالم کن
ندارم هیچ حال ای هم نشین رحمی بحالم کن
ندارم هیچ خون گرمی که گردد غمگسار من
بیا ای گریه باری ساعتی رفع ملالم کن

۴

تا نگردد خانها ویران ز آب چشم من
بر تو کی گردد عیان حال خراب چشم من
صبح چون بی پرده شد بر خویشتن لرزد چراغ
دیدنی دارد ز رویت اضطراب چشم من

۵

مجنون نداشت خاطر ناشاد همچون من
هرگز نبود غم زده فرهاد همچون من
ناصح که دل شکست بسنگ ملامتم
یا رب اسیر سنگ دلی باد همچو من

۶

مصلحت نیست ز کوی تو جدایی کردن
بادشاهی است بکوی تو گدایی کردن
بر دل خون شده ام دست که از رحم گذاشت
غرضش بود همین پنجه حنایی کردن

۷

پرده از رخ برفگن کز ابر ماه آید برون
جلوه کن تا عاشق از روز سیاه آید برون

همچو بوی غنچه پیش آن گل نازک دماغ
ناله بی صوت از دهان داد خواه آید برون

۸

یار را از شکوه کردم خصم جان خویشتن
سوختم چون شمع یاران از زبان خویشتن
تا به بینم فال از شوق سگ کوی کسی
می تراشم قرعه ای از استخوان خویشتن

۹

نیست در عالم غریبی همچون من
دردمندی بی طبیبی همچو من
ای فلک گرد جهان گردیده‌ای
دیده‌ای حسرت نصیبی همچو من

۱۰

بسکه ز آتش غمت آب شد استخوان من
بر سر کوی او نماند هیچ بجا نشان من
قدر وفا چه پرسیم بعد وفات من ببین
خاک سگان کوی او بر سر استخوان من

اشعار متفرق

۱

زخمم از خونم سخن پیوسته گوید گرچه من
لقمهای خویش از مرهم گذارم در دهن

۲

به فکر کشتن عاشق چو بنشینند خوش چشمان
بسان دستهٔ نرگس کمر بستند خوش چشمان

۳

کام بخش آن لب همچون عسل خواهد شدن
تلخی عیشم به شیرینی بدل خواهد شدن

۴

دانسته از خم می ای محتسب گذر کن
از باطن بزرگان بهر خدا حذر کن

۵

به جستجوی تو کردم ز بسکه پیشه دویدن
بزیر خاک بود کار من چو ریشه دویدن

۶

جفا کن جور کن بیداد کن یا مهربانی کن
گرفتارم اسیرم هرچه خواهی هرچه دانی کن

۷

در کوی تو افتادم و خون شد جگر من
ای کاش بکویت نه فتادی گذر من

۸

هر گل که بعد مرگ بروید ز خاک من
باشد نمونه‌ای ز دل چاک چاک من

۹

نوبهار آمد دلا شوری ز بلبل قرض کن
در گریبان گر نداری چاک از گل قرض کن

۱۰

با غیر ترا کنایه کردن
ظلم است صریح در حق من

۱۱

غم دل بسوی تو ای مهربان
من اندک نوشتم تو بسیار دان

۱۲

نگوییم ناصح نصیحت مکن
نصیحت کن اما فضیحت مکن

۱۳

نوبهار آمد به مستی عهد و پیمان تازه کن
گل شکفت‌ای دل تو هم چاک گریبان تازه کن

۱۴

بی برگی آنچه کرد با من
برقی نکند به هیچ دشمن

۱۵

مرهم آورده است روغن
ای داغ دلم چراغ روشن

۱۶

چنان شده است بوحشت قرین طبیعت من
که نیست در دو جهان یک نفر به نفرت من

۱۷

بنامم نامهٔ ننوشت هرگز خوش کلام من
زبان خامه اش را ننگ می آید ز نام من

۱۸

بود گو نکته گیریها بجا نتوان پسندیدن
که حال شمع گردد تیره در هنگام گل چیدن

۱۹

استخوانم کرسی پیکان او شد عاقبت
حمد لله آنچه دل میخواست شد کرسی نشین

۲۰

تا بعد مرگ قدر تو روشن شود بخلق
باید بسان شمع ترا خوب زیستن

۲۱

بر دل خون شده ام دست نه از رحم گذاشت
غرضش بود همین دست حنایی کردن

۲۲

مو بمنقار ز ابرو مه من کندن چیست
دخل بیجا چه کنی مطلع استاد است این

۲۳

هرگز نکردم پیش کس اظهار درد خویشتن
دارم خجالت گونه‌ای از رنگ زرد خویشتن

ردیف الواو

۱

پوشیده رخ ز دیدهٔ ما میروی مرو
مشتاق دیدنیم کجا میروی مرو
یک بار بی چراغ مکن این دو خانه را
از دل جدا ز دیده جدا میروی مرو
منع تو بیوفا نتوان کرد از سفر
کس عمر را نگفته چرا میروی مرو
ای بی وفا تو عمر نه‌ای اندکی بایست
با این شتاب آه کجا میروی مرو
از چین زلف او بستان مشک ای صبا
سوی ختن ز راه خطا میروی مرو
ای خضر کار من شده از تشنگی تمام
تو از برای آب بقا میروی مرو
کارم ز درد با نفس واپسین فتاد
ای هم نفس برای دوا میروی مرو
رفتن خبر نکرده چه لازم نگار من
از دست من برنگ حنا میروی مرو
واقف مشو بسلسلهٔ زلف او اسیر
از سادگی بدام بلا میروی مرو

۲

ای مرا روی ارادت سوی تو
قبلهٔ دل کعبهٔ جان کوی تو
بر سر کوی ارادت من کیم
بندهٔ صاحب سلامت کوی تو
غافلی از دود دلم نتوان شدن
خواهد آمد همچوخط بر روی تو
هیچ کس از درد ما آگاه نشد
شد پریشان اندکی گیسوی تو
در بهشتم دل نمی آید فرود
تا جدا افتاده ام از کوی تو
چشم من بسیار گردید و ندید
گوشه‌ای چون گوشهٔ ابروی تو
خون خورم زین غم که چون مینای می
هر تنک ظرف است هم زانوی تو
سرو من رفتی و آب از دیده ام
شد روان از بهر جست وجوی تو

چون کنم کز بهر آزارم رقیب | متفق شد با سگان کوی تو
گویمت دیوانه و مستم که کرد | بوی تو ای آفت جان بوی تو
غیر از تیغ تو شد سیراب و من | تشنه مردم بر کنار جوی تو
من گدای کویت ای مولای روم | شیئاً لله از جمال روی تو
داد واقف را بده ای شاه حسن | می کشد تصدیع در اردوی تو

۳

سود خود می شمرد غیر زیان من و تو
مصلحت نیست که آید بمیان من و تو
اتحادیست مرا با تو که نازک کمرت
گرچه مویست نگنجد بمیان من و تو
درمیان من و تو رمز و اشارت بهتر
تا نیفتد به ملا راز نهان من و تو
جذبهٔ حسن قیامت کشش عشق بلاست
می برد عاقبت از دست عنان من و تو
من بتو عاشق و تو عاشق شوخ دگری
تا چه از عشق رسد بر دل و جان من و تو
گر رسد دست کنم قطع زبان اغیار
تا نسازند سخنها ز زبان من و تو
مکن ای مرغ چمن دعوی هم طرحی من
می شناسد همه کس طرز فغان من و تو
سبق ناز و نیاز از من و تو میخواندی
بودی از لیلی و مجنون بزبان من و تو
غنچه با غنچهٔ دیگر بچمن می گوید
هست پیش دهنش هیچ دهان من و تو
دل بمن گفت چو از دور نمایان شد یار
با خبر باش رسید آفت جان من و تو
واقف از بهر خدا دست بنه بر دل خویش
شهر پر زلزله شد از خفقان من و تو

۴

برو ای شوخ جفا کار برو | برو ای یار دل آزار برو

رحم بر هیچ مسلمان نکنی   برو ای کافر خونخوار برو
دوستی با تو بخود دشمنی است   تو نه‌ای در خور این کار برو
بدرآ ز دلم ای آفت جان   از تو جانم شده بیزار برو
چکنی عشوه فروشی با من   بعد ازین پیش خریدار برو
از تو سیر آمدم ای آبحیات   نیستم تشنهٔ دیدار برو
از سرم بگذر و بگذار مرا   با تو ام نیست سر و کار برو
خون شو ای دل که بتنگم از تو   از ره دیده به یکبار برو
عجب از تو که نرفتی ز دلم   گر چه گفتم بتو صد بار برو
بعد ازین نامده باشی بر من   آمدم از تو بزنهار برو
ناصح از صحبت رندان برخیز   تو نه‌ای **واقف** اسرار برو

۵

مایل رحم اگر بدی چشم ستم پرست تو
خون مرا نه ریختی غمزهٔ تیز دست تو
خورده‌ام از تو ناوکی وز پس ذوق میکنم
گاه دعای دست تو، گاه دعای شست تو
این دل خون گرفته‌ام بسکه کشید درد و غم
رفت امید عافیت همچو حنا ز دست تو
ایدل شیشه جان من سخت ز خویش غافلی
سنگدلان شهر را هست سر شکست تو
کیست رقیب سگ که تا **واقف** ازو کند هراس
حملهٔ شیر میکند عاشق فاقه مست تو

۶

روزها شد نمی نمایی تو   دل چه پیش آمدت کجایی تو
همچو عمرت عزیز میدارم   گرچه بسیار بی وفایی تو
کعبهٔ دل خراب می سازی   مگر این خانه را خدایی تو
چه جگرها که خون شد از دستت   خون شو ای هجر بد بلایی تو
هر ادای تو خوش کند دل را   الله الله چه خوش ادایی تو
خاکم از دولت تو شد اکسیر   ای محبت چه کیمیایی تو
بدعا از خدات می خواهند   یعلم الله عجب بلایی تو
این غزل گوش کن زمن **واقف**   که بطرز من آشنایی تو

۷

کند گر ناوک آن آشنایم خانه در پهلو
بود به زینکه بنشیند مرا بیگانه در پهلو
چرا مایل شود با صحبت کس هر که را باشد
سر شوریده هم زانو دل دیوانه در پهلو
فرو ننشیند از تدبیر هرگز درد پهلویم
مگر یک لحظه بنشیند مرا جانانه در پهلو
خراب افتاده دل در پهلوت آباد کن او را
نزیبد چون تویی را جان من ویرانه در پهلو
چنان پر می زند دل در هوای شمع رخسارش
که مسکن کرده پنداری مرا پروانه در پهلو
نیاسودیم ما یک لحظه از قرب و جوار دل
مبادا کافری را نیز ماتم خانه در پهلو
ازان چشم و ازین دل حال من با آن کسی ماند
که مست اندر کمینش باشد و دیوانه درپهلو
چه بخت است اینکه درد از پهلوی هر کس که برخیزد
در آید از در و بنشیندم یارانه در پهلو
چه سود از طی راه کعبه از پهلو کنی واقف
که داری از دل پر آرزو بتخانه در پهلو

۸

از دست شست چشم سیاهی که آه ازو
ما را رسیده تیر نگاهی که آه ازو
ابرو کمان من پی آزار من مباش
دارم به جعبه ناوک آهی که آه ازو
هیچ از زر سپید سرشکم بجا نماند
دارم ز هجر روز سیاهی که آه ازو
پیش آمدم بهر قدمی کاهش دگر
افتاده ام چو شمع براهی که آه ازو
همدم ز جور آن صف مژگان چگویمت
محصور گشته‌ام به سپاهی که آه ازو

مانند کشتی که بطوفان شود دوچار
دارم ز گریه حال تباهی که آه ازو
خیری نمی کند بگدایان کوی خویش
کارم فتاده است بشاهی که آه ازو
منکر چسان ز عشق شوم باوجود اشک
بر روی من دویده گواهی که آه ازو
دارد چو ماه نو من دیوانه را بشور
بر فرق کج نهاده کلاهی که آه ازو
نالید و گفت شب دل مسکین دران ذقن
بختم فگنده است بچاهی که آه ازو
بر رخ نقاب طرهٔ شبگون گرفته یار
روزم سیاه ساخته ماهی که آه ازو
واقف چه پرسیم سبب آه دمبدم
دارم بدوش بار گناهی که آه ازو

۹

دارد بهر باغ آن قامت و رو
بلبل ثنا خوان قمری دعا گو
غلطیده در خون دیدم دران کو
فرزانه یک سو دیوانه یک سو
اوضاع دل شد از بس پریشان
گردد همه شب گیسو به گیسو
در کشتن ما خوش هم زبان است
مژگان بمژگان ابرو به ابرو
خاک حریمش گل گشت و گل شد
از گریهٔ من از خندهٔ او
گه جان بخشد گه دل ستاند
لعلش ز معجز چشمش ز جادو
این چشم پاکم با یار بنشاند
آیینه آسا زانو به زانو

ما را شکایت از دیگری نیست
ما از دل خود خوردیم پهلو
گر نامهٔ قتل آید ز یارم
من سازم آن را تعویذ بازو
ترسم برآرد دود از دماغم
آن زلف مشکین پر می کنم بو
در جستجویت گم شد دل من
خود گو کجایی ای یار دل جو
از بهر تیر آن صید افگن
در دشت جنگد آهو به آهو
آن کاکل از بس آشفته ام کرد
صد دسته سنبل دارم بهر مو
ما را نباید با غیر سنجید
داریم تیرش در دل ترازو
می خواست با او گردد مقابل
از حیرت افتاد آیینه بر رو
خوش آنکه آید آن یار دل جوی
دل خواهد از من گویم که دل کو
عمریست واقف از کوی تو رفت
گاهی نگفتی دیوانه ام کو

١٠

خزان خط بجا نگذاشت رنگی از بهار او
دل اکنون داغ میگردد ز سیر لاله زار او
من ای طفل یتیم گوهر از بخت تو حیرانم
که در گهوارهٔ زر داده جایت گوشوار او
ز صافی رنگ هم بر روی او نتواند استادن
عرق را چون میسر شد نشستن بر عذار او
نسیم نافه آید از چراغ مرده بر خاکش
بمیرد هر که در سودای زلف مشکبار او
بسودایش سرشک از دیده رنگ از چهره میریزم
زر و سیمی اگر میبود میکردم نثار او

تلاش واژگون بختان اثر برعکس می بخشد
به تسخیرش نشستم در کمین گشتم شکار او
ز بهر دل چرا ابرام با او می کنی **واقف**
بهل این قطرهٔ خون را که تا آید بکار او

۱۱

خراب و خسته و بیمارم از تو
دلا خون شو که من بیزارم از تو
ببین چشمم چه گلها می فشاند
ازان خاریکه در دل دارم از تو
چه پرسی خانه آبادان چه پرسی
خراب کوچه و بازارم از تو
جفا برداشتم بسیار و اکنون
درین فکرم که دل بردارم از تو
تو بیتابی و من می گریم از درد
مکن **واقف** که در آزارم از تو

۱۲

دل را نواخت گرچه لب نوشخند تو
جان را گداخت بیم نگاه کشند تو
بی پرده‌ای و دیده ز دیدار بی نصیب
در خاک و خون طپیده دل از چشم بند تو
چشم بد از تو دور که چون بگذری بباغ
گلها کنند خردهٔ خود را سپند تو
رحمی بزاری دل بیمار ما بکن
شبها دراز گشتهٔ زلف بلند تو
سوی ارم ز کوچه زنجیر تست راه
رحمی است بر کسی که نیفتد به بند تو
بر درگه تو تحفه من خاکسار را
افتادگیست کاشکی افتد پسند تو

در خاک ره بقامت خم گشته من کیم
نعل جدا فتاده ز سم سمند تو
زانجا که حفظ صحبت موجود لازم است
پرهیز می کند ز دوا دردمند تو
زلف پری بخوبی دامت نمی رسد
گیسوی حور نیست به لطف کمند تو
واقف اسیر زلف که گشتی که شد بلند
شور دگر چو سلسله در بند بند تو

۱۳

تیر کاری خورده ام از شست او — فرصتم بادا که بوسم دست او
طالع مشاطه را نازم که هست — حل و عقد زلف تو در دست او
چشم یوسف بر زلیخا گر فتد — دستهٔ نرگس شود نی بست او
بعد ازین آب از نی نرگس خورم — گشته ام بیمار چشم مست او
واقف از زنجیر نتوانم گسیخت — چون کنم گردیده ام پابست او

۱۴

شراب گرم نجوشد به انجمن بی تو
کباب بس نکند از گریستن بی تو
نظر به گل نکنم نام می نمیگیرم
که دل گرفته شدم از نو و کهن بی تو
بهار عمر چسان بگذرد به شیرینی
مرا که گشته شکر زهر در دهن بی تو
من و شکایت هجر تو شعله خو چه مجال
چو شمع کشته ندارم سر سخن بی تو
خدا فراق نسازد نصیب کافر هم
به بت نمانده سروکار برهمن بی تو
ز شهر رفتی و بسیار جامه زیبان را
فتاده کار به پوشیدن کفن بی تو
بیا بیا که بخاک مذلت از اشکم
نشسته است دو صد طفل سیمتن بی تو

بگو بیوسف من ای صبا که جان عزیز
به تن نشسته چو یعقوب ممتحن بی تو
اگر بیار رسی عرض کن ز من **واقف**
بیا که سخت وبال است زیستن بی تو

۱۵

جانم بلب رسانده‌ای از دل برآ برو
ای عشق وا شو از سر من ای بلا برو
بوی ز زلف یار نداری چه فایده
بی تحفه آمدی بر ما ای صبا برو
این مشت استخوان همه بذل سگان اوست
بردار سایه از سر من ای هما برو
آهم بخاک رفتن آن آستانه رفت
ای اشک بهر آب زدن از قفا برو
تنها همین زمان بسفر رفته است دل
ای جان تو هم روان شو بردار پا برو
مانند عمر از تو وفا خواستن خطاست
با کس وفا نمی کنی ای بی وفا برو
آهم به آسمان شد و کاری نکرد آه
باری تو هم برای خدا ای دعا برو
آیینه از نفس زدنی تیره می شود
دزدیده دم بخانهٔ اهل صفا برو
واقف بملک عشق سفر می‌کنی خوش است
کردیم ما حواله ترا با خدا برو

۱۶

باش ای گل غم یکساله ز بلبل بشنو
بعد دیری به چمن آمده‌ای زود مرو
از متاع دو جهان آنچه بمن بخشیدند
نیست جز یکدل و آن نیز بصد جاست گرو
جان مکن از پی لعل لب شیرین فرهاد
این نگینی است که کندند بنام خسرو

مینمایند بانگشت ز دورش هرچند
نسبت دور به ابروی تو دارد مه نو
آفت حاصل من شد بت گندم گونی
خرمن صبر مرا برد بغارت جو جو
نعل در آتشم و رفته عنانم از دست
زان سواری که پیاده دودش گل بجلو
ظلماتست به کاشانهٔ من بر سر هم
مه جبینا چه شود گر بکنی یک پرتو
سقف و دیوار پر از رخنه و روزن کردم
کز تو ای ماه به سیاه خانهٔ من افتد ضو
بشنو ای ناصح بیدرد مده درد سرم
دلم از عشق بتان گشته نصیحت نشنو
دل چو در بند بود پند ندارد سودی
پندگو درد سر بیهده بگذار برو
ترسم از نالهٔ زار منت آزار رسد
بعد ازین در پی آزار من زار مشو
نوبهار آمد و تکلیف قدح نوشی داد
من مفلس چه نهم آه به میخانه گرو
واقف از مزرع اعمال خودم هیچ مپرس
آنچه من کاشته ام آه رسد گر بدرو

۱۷

سیاه شد روز من ای ماه بی تو
به این عالم معاذ الله بی تو
چه می پرسی خبر از کشور دل
که شد زیر و زبر ای شاه بی تو
ندارم در جگر آهی ولیکن
مرا باید کشیدن آه بی تو
غنیم غم به بنگاه دلم تافت
بغارت رفت آن بنگاه بی تو
بمن جانی نماند از غم ولیکن
اسیرم در غم جانکاه بی تو
تباهی شد جهاز طاقت من
چه طوفان کرد اشک و آه بی تو
بغیر از آه صبح و گریهٔ شام
ز من نامد گه بیگاه بی تو
چسان خواهد گذشت ایام عمرم
که حکم سال دارد ماه بی تو
چه آگاهی دهم از حال چونست
ز حال خود نیم آگاه بی تو

گران تمکین بسان کوه بودم سبک گشتم چو برگ کاه بی تو
در این ایام روز و شب دگر شد نه آن مهر است و نی آنماه بی تو
بجز فریاد خاطر خواه از من نیامد کار خاطر خواه بی تو
چگویم قصهٔ طول امل را کنون آن قصه شد کوتاه بی تو
بدرگاه خدا نالد شب و روز بزاری بندهٔ درگاه بی تو
تو ای یوسف لقا بازآ که رو داد عزیزان را ملال چاه بی تو
تو ای خضر مبارک پی کجایی که گم کردست **واقف** راه بی تو

۱۸

ای عرش فرش در حرم کبریای تو
کون و مکان همه بود زیر لوای تو
تا صبح حشر سرمه فروشی کند صبا
سرمایه‌ای اگر برد از خاک پای تو
جان زنده کرد از نفس دلنواز او
هر کس که دم زند نفسی در هوای تو
کردند چون امام صف انبیا ترا
واجب شده است بر همه کس اقتدای تو
حبل المتین عروه وثقای دین و دل
هر تاری از ردای تو ای من فدای تو
از سربلندی که به فقر محمدی است
بر تخت جم قدم نگذارد گدای تو
خورشید بر فلک همه تن جبه گشته است
از شوق سجده‌ای در دولت سرای تو
گل نشگفد ز سعی صبا در حریم باغ
بلبل سحر اگر نه سراید ثنای تو
جای که میشوند زبان آوران خموش
واقف چه الکن است که گوید ثنای تو

۱۹

ای اشک بخون طپیده‌ای تو گویا پی دل دویده‌ای تو
ای ناوک یار از در دل مگذر که بجا رسیده‌ای تو

با عارض او زنی دم از رنگ ای لاله چه داغ دیده‌ای تو
ای شوخ به قصد من ز ابرو پیوسته کمان کشیده‌ای تو
گفتی سخنی ز قطع الفت واقف چه زبان بریده‌ای تو

غزلیات ناتمام

۱

خون ناحق ریختن از بسکه باشد کار او
بوی خون آید چو قصاب از در و دیوار او
در سرم سوداست عریانش ببر خواهم کشید
هست معشوق حریف تیغ جوهر دار او
خورده ام تیری ز شست یار و هر ساعت ز ذوق
چون لب پان خورده می بوسم لب سوفار او
چند با اغیار نتوان دید گرمیهای یار
این دمی سردی که دارم می کنم درکار او
فرصت خوابم چو نرگس بر سر پایم نماند
تا شدم بیماردار نرگس بیمار او

۲

سحر طپیده بخون از بهار خندهٔ تو
دریده جامه گل از خارخار خندهٔ تو
کند ز ابر سیاه برق جلوهٔ دیگر
زیاده شد ز مسی اعتبار خندهٔ تو
بخند ای سحر وصل خوش بگریهٔ سرد
شب فراق مرا انتظار خندهٔ تو
چه شد که چهرهٔ ما گشته زعفران زاری
کنیم خنده که آید بکار خندهٔ تو
کنم ببزم تو از رشک پاک مژگان را
که گریه را نکنم شرمسار خندهٔ تو

۳

سرو آمد بسلام قد تو چه بلند است مقام قد تو

سرو و شمشاد به گلشن خوانند خطبهٔ ناز بنام قد تو
می زند لاف ز آزادی سرو گویا هست غلام قد تو

قطعات

۱

جان بر لب من آمد سوگند بجان او
گویند بمن حرفی یاران ز زبان او
از حسرت پیکانش می میرم و میگویم
یک قطره نصیبم نیست از بحر کمان او

۲

سرو در باغ چنین قد نکشید است که تو
گل باین رنگ به گلشن نه دمید است که تو
نیم حرفی زدی از لعل لب و دل بردی
کس چنین گوهر ارزان نه خرید است که تو

۳

مپسند تیره روز مرا ای پسر مرو
چشم منی چراغ منی ای پسر مرو
چون رفته‌ای ز دیده مکن از دلم سفر
ای دور رفته بهر خدا دور تر مرو

۴

بعد دیری آمدی ای یار گندم گون مرو
باش تا من قصهٔ خود عرض دارم جوبجو
سرزمین دهر را ناقابلی بنگر که من
آشنایی کاشتم بیگانگی کردم درو

۵

خورده ام تیری ز چشم شوخ کافر کیش تو
خود بگو پیش که نالم گر ننالم پیش تو
در شب تار جوانی خوش بخواب غفلتی
صبح پیری می کند ناگاه تف بر ریش تو

اشعار متفرق

۱

دل من می رود زاندم که گردیدم اسیر او
گریبان چاک چون سوفار در دنبال تیر او

۲

دور چشم بد چه شوخ افتاده طور چشم تو
پسته بر بادام می خندد بدور چشم تو

۳

نه اشک کارگر افتد نه آه در دل تو
دگر چگونه توان کرد راه در دل تو

۴

شام شد دل برنگشت از کوی او
ماند گویا در خم گیسوی او

۵

صبح رسانید مرا بوی او
باد صبا سلمه ربه‌و

۶

بی غرور حسن نبود عضوی از اعضای او
می زند رنگ حنا را کفش بر سر پای او

۷

باور نکرد یار پریشانی مرا
هرچند گفت زلف مکرر بگوش او

۸

آزادیم مباد الهی ز بند تو
عمر دراز یافته ام در کمند تو

۹

ز باغ دهر بخود هیچ بر مدار و برو
گذار بار خود اینجا شگوفه وار برو

۱۰

شرمندهٔ مروت بالای تست سرو
آزاد کردهٔ قد رعنای تست سرو

ردیف الهاء

۱

داغ بر سر نهم از یاد رخت گل گفته
خون بساغر کنم از شوق لبت گل گفته
نالهٔ دل که بیاد گل رخسار کسی است
همه شب گوش کنم نغمهٔ بلبل گفته
شان معشوقیت ای شوخ نخواهد کم شد
نگهی سوی من انداز تغافل گفته
پیش او شکوهٔ آن زلف مسلسل کردم
کرد باطل همه را یار تسلسل گفته
روزگاریست که در دام پریشان حالی
می کنم شاد دل غم زده کاکل گفته
سخنی وا نکشیدیم چو مینا ز کسی
جان سپردیم درین میکده قلقل گفته
می کند دسته سخن های پریشان واقف
هر شب از یاد سر زلف تو سنبل گفته

۲

سری دارم از دست سودا شکسته
بسنگ ملامت ز صد جا شکسته
درین سینه دارم دلی تیره روزی
ز سودای زلفت سراپا شکسته
غمت آن ظفر روزی یکه تاز است
که صف در صف عیش تنها شکسته
من از کوچهٔ گلرخان چون برآیم
که این جا مرا خار در پا شکسته
ز سنگ جفا خسته شد سینهٔ من
ندانم درست است دل یا شکسته

تو ای سنگ دل از کجایی که یکدل
نمانده است از دست تو ناشکسته
چو گویم قدم نه به چشمم بگوید
درین خانهٔ اشک مینا شکسته
ز دستت بدر رفت **واقف** ازین کو
نگفتی کجا رفت این پا شکسته

۳

ساقی اگر از می قدری هست بمن ده
در شیشه اگر ماحضری هست بمن ده
ای دل اگر از غم قدری هست بمن ده
از خون جگر ماحضری هست بمن ده
من بی جگر و داغ کسی حوصله سوز است
ای لاله ترا گر جگری هست بمن ده
دل تنگم و برگ طربم نیست درین باغ
ای غنچه ترا مشت زری هست بمن ده
بی نم شده از گریهٔ بسیار مرا چشم
ای ابر ترا چشم تری هست بمن ده
عشق آمده شمشیر علم کرده بسویم
ای عقل ترا گر سپری هست بمن ده
مپسند که بی حاصل ازین باغ برآیم
ای نخل امل گر ثمری هست بمن ده
هم صحبتی دختر رز کرده ملولم
ای شیخ ترا گر پسری هست بمن ده
خواهم که دل سوخته را باز بسوزم
گر در دل سنگت شرری هست بمن ده
تا کی ز غم دوری آن شمع توان سوخت
پروانه ترا بال و پری هست بمن ده
از شیون تو شب همه شب خواب نکردم
بلبل بفغانت اثری هست بمن ده

دیر است که از یوسف خویشم خبری نیست
ای باد صبا گر خبری هست بمن ده
من زاری دل را نتوانم که کنم گوش
واقف اگرت گوش کری هست بمن ده

۴

خوردم ز شست یار خدنگی که واه واه
خون از دلم چکیده برنگی که واه واه
از رشک غنچه پیرهن خود بخون کشید
پوشید یار جامهٔ تنگی که واه واه
ما را تلاش صلح تو دور است از صلاح
دارد به ما نگاه تو جنگی که واه واه
کونین را فروخته خاکستری خرید
دیدم به کوی عشق ملنگی که واه واه
واقف چه ممکن است که از کف دهد دلت
او یافته است پارهٔ سنگی که واه واه

۵

تیر نازی کزان کمان جسته ... پهلوی کس ز ناز نه نشسته
همچو نی از برای نالیدن ... از عدم آمدم کمر بسته
در دلم همچو مطلع حالی ... یاد ابروی تست پیوسته
پر شکن زلف و چشم بادامی ... کرد ما را شکسته و خسته
رام من آن غزال کی گردد ... که ز شوخی ز خاطرم جسته
واقف این هر دو چیز خوش دارم ... دستهٔ گلرخان و گل دسته

۶

مست و خنجر بکف ای شوخ بیا بسم‌الله
گر ترا هست سر بسمل ما بسم‌الله
بر مزارم که ز اخلاص شدم بسمل تو
یکره ای شوخ بخوان فاتحهٔ بسم‌الله
واه چه طفلی که ببازیچه نمودی بسمل
اول آن را که بیاموخت ترا بسم‌الله

تیغ در دست پی کشتن ما می آیی
حاظرم از سر تسلیم و رضا بسم‌الله
کیست کز ما برساند بجفا پیشه بتان
اینکه بسمل شدن از ما ز شما بسم‌الله
ما صف آرای نیازیم و تو لشکر کش ناز
داری ار داعیهٔ جنگ بما بسم‌الله
جنگ کردن چه مناسب که دو سر داشته است
لطف فرما ز در صلح درآ بسم‌الله
ناوکی سر مده ای ترک کماندار ز شست
سینه کردم سپر تیر بلا بسم‌الله
بت من چند بگویی که دهم دشنامت
از خدا خواستم این را بدعا بسم‌الله
همچو گل دفتری از خرمی‌ات در بغل است
بهر این غمزده فالی بگشا بسم‌الله
تا ز بوی تو شود چشم عزیزان روشن
باز کن پیش صبا بند قبا بسم‌الله
گفتی از لطف در آغوش تو جا خواهم کرد
چیست تاخیر در این لطف بیا بسم‌الله
چند از جا ببرد باد پر کاه مرا
همت اگر جذبهٔ این کاه ربا بسم‌الله
خدمت پیر خرابات گرت منظور است
نیست تقصیر در این کار روا بسم‌الله
زاهد از صحبت ما گر سر رفتن داری
هست موجود همان کفش و عصا بسم‌الله
میتوان درس گرفتن ز کتاب دل من
هست یک مصحف آیات وفا بسم‌الله
عشق گسترده عجب خوان خلیلی واقف
دست از خویش بشو زود بیا بسم‌الله

ے

مهر و وفا ز من ز بتان جور و کین همه
من آن چنان که گفتم و ایشان چنین همه

تو یوسفی و جمله نکویان برادرت
آخر نهند سر به زمین پیش تو همه
با مهربانی تو ام ای ماه باک نیست
خوبان بمن شوند اگر خشمگین همه
دیوانه نیستیم ولیکن برای ما
دارند سنگ در بغل و آستین همه
چون بگذری باین قد ناز آفرین بباغ
گویند سروها بقدت آفرین همه
هرگه بعزم خانه روان گردی از چمن
همره شوند سرو و گل و یاسمین همه
پیش بتان حدیث گل و لاله سر مکن
هستند خود پسند همه خویش بین همه
رحمی نمی کنی تو وگرنه ز گریه ام
غمگین همه حزین همه اندوهگین همه
سرمایه دار ناز تویی دیگران گدا
خرمن از آن تست بتان خوشه چین همه
واقف ندید روی خوش از هیچکس دریغ
گردید این فلک زده روی زمین همه

۸

خدا برد بکجا می روی شتاب زده
پی کدام دل دیگر اضطراب زده
چه مستی است به چشم بتان تعالی الله
که پیشت دست به پیمانهٔ شراب زده
فرودم آمده‌ای در دل و عجب دارم
که خیمه‌ای چون تو شهی در ده خراب زده
ز تاب روی تو دل می‌رود بزلف پناه
بلی بسایه کشد رخت آفتاب زده
تمام جوش و خروشم ز رشک همچون سیل
که سیل اشک منت بوسهٔ رکاب زده

نگار من عرق آلوده می رسد بینید
گل بهشت که بر خویشتن گلاب زده
ز حسن خدمت چشم منست و مژگانم
حریم او که چنین رفته است آب زده
حساب روز حسابش مگر بخاطر نیست
که غمزه‌ات بدلم تیر بی حساب زده
مخوان فسانه برم هم نفس که در دل من
نشسته است خیالی که راه خواب زده
کشیده خوان خلیلی ز درد و غم واقف
صلای گریهٔ خونین به شیخ و شاب زده

۹

شد از بوی گریبانش سحرگاه
دماغم عطسه خیز الحمدلله
ز وصلش بعد عمری یافتم حظ
رقیب آمد ز در چون مرگ ناگاه
رسایی نیست در سعی خسیسان
بود کوتاه پرواز پر کاه
گرفتار زنخدان بتانم
فتادم من بچاه از بخت گمراه
گدای را که باشد جام برکف
چرا خود را نداند شاه جمجاه
جناب یار جانبدار اغیار
چگویم هست این من جانب الله
مرا سوهان روح آن چین ابروست
ندارد هیچ کس این درد جانکاه
بقربانت روم کز تیر نازت
مرا در سینه پیکانیست دلخواه
فنای من بود واقف مرادش
رضیت بما یریدالله ابقاه

۱۰

گو نباشد کسی بما همراه
بس بود بنده را خدا همراه
دل که میزد دم از رفاقت ما
یک قدم هم نشد بما همراه
می کشد رشک سایه بر خاکم
که به او می رود چرا همراه
جز دل من که رفت در قدمش
کس نرفتست با بلا همراه
گرد من ره نیافت در کویش
بارها رفت با صبا همراه
شد انیس لحد پس از مرگم
غم عشق است تا کجا همراه
سفر عشق میکنی واقف
باش تا سازمت دعا همراه

۱۱

ای خدا آگهی از حال من زارش ده
یعنی اندک خبری زین غم بسیارش ده
درد بیدردی او را ز کرم درمانی
جان محزون تن لاغر دل بیدارش ده
دو سه روزش بمکافات عمل عاشق کن
یار بد خو و جفا جو و دل آزارش ده
دلش از وسوسهٔ عشق مشوش گردان
غم یارش ده و اندیشهٔ اغیارش ده
خانه بیزاری عشاق ندانسته که چیست
وحشتی در شب غم از در و دیوارش ده
می برد گرچه دل از کار بشیرین سخنی
قدری چاشنی درد به گفتارش ده
تا شود با خبر از حالت مستسقی شوق
دمبدم تشنگی شربت دیدارش ده
تا بداند که چها می رود از وی و من
خون کن از عشق دلش چشم تلف کارش ده
تا بکی خون جگرها ز عقیقش بچکد
سروکاری بغم عشق جگرخوارش ده
چند بیدرد بروز سیهٔ ما خندد
گریهٔ زار الهی بشب تارش ده
گذرش ده بسر کوچهٔ بدنامیها
ننگ و ناموس بگیر و دل بی عارش ده
تا کند حال من سلسله بر پا معلوم
دل سودایی در زلف گرفتارش ده
واقف این طرز نو از مولوی آموخت که گفت
''غم عشقش ده و عشقش ده و بسیارش ده''

۱۲

ز چشمم می رمد آن نور دیده   خدا داند که از مردم چه دیده
به آهنگ عجب نالید امشب   مگر بلبل فغان من شنیده

دل از بس ناتوان شد در فراقت بصد جر ثقیل آهی کشیده
مرا کشت این نصیب بد که تیرش ز من بگذشته غیری را رسیده
دلم از وصل آن سیمین تن آسود شود سیماب از سیم آرمیده
قدش دیدم قیامت را شنیدم شنیده کی بود مانند دیده
کس آداب وفا چون من نورزید چون شمع این راه طی کردم بدیده
چه خواهی کرد چون دامانت گیرم به محشر با گریبان دریده
سخن واقف مرا تصدیع می داد خموشی خوش بفریادم رسیده

۱۳

شود سالک ز بند خود رها آهسته آهسته
رود از دست چون رنگ حنا آهسته آهسته
دل از خلوت کند کسب هوا آهسته آهسته
صدف گوهر نماید قطره را آهسته آهسته
تمام شب بسان بدر بر من جلوه میکردی
ندانستم که گردی کم نما آهسته آهسته
بصاحب مشربان یک بار نسبت کی شود پیدا
بدریا می توان شد آشنا آهسته آهسته
نخواهم تند چون سیلاب گفتن سرگزشت خود
کنم پیش تو عرض این ماجرا آهسته آهسته
مباد از عرض احوال پریشانم شود برهم
بزلفش این سخن زن ای صبا آهسته آهسته
تلاش وصل این سیمین بران آخر گدایم کرد
شدم مفلس ز فکر کیمیا آهسته آهسته
ببالینم توان آمد که بیمار تو ام جانان
شتاب از آمدن نتوان بیا آهسته آهسته
ندارد گر اثر من برندارم دست از زاری
که گردد کارگر واقف دعا آهسته آهسته

۱۴

لب در خواب دیده که پیش از صبح پیراهن دریده
کحل الجواهر کشم زان خاک پا منت بدیده

ز طور اشک حیرانم که این طفل ز چشمم زاده بر رویم دویده
کلامم بسکه دارد طول زان زلف دهم عرض غزل گردد قصیده
پیامش نیست جز قطع محبت خط مکتوب او باشد دریده
ز چاک سینه ام پیکان نماید برنگ دانه از نار کفیده
بساطش می شود بر چیده از خط عبث زلفش ز چین برخویش چیده
خط نورسته اش برکهنه عشقم فسون تازهٔ ای **واقف** دمیده

۱۵

من آتش بجان را می کشی رنجیده رنجیده
بکش این شمع را همچون سحر خندیده خندیده
بکویش می روم شبها ولی ترسیده ترسیده
ز جان پوشیده پوشیده ز دل دزدیده دزدیده
به گرد نقطهٔ خال تو گشتم این ندانستم
که از پرکار افتم عاقبت گردیده گردیده
کمال حسن داری عشق می ورزی ازان ترسم
که نقصان ها به بینی ماه من کاهیده کاهیده
چو نرگس چشم واکن این گلستان دیدنی دارد
برنگ سبزه عمرت مگذران خوابیده خوابیده
چو خم درگوشهٔ می خانهٔ بنشین مرجع کل شو
چه می ریزی چو ساغر آبرو گردیده گردیده
بطفلی دیدم او را مبتلا گشتم ندانستم
که آن بالا بلا خواهد شدن بالیده بالیده
دران میدان که باشد شوخ چوگان بازمن **واقف**
سران آیند همچو گو بسر غلطیده غلطیده

۱۶

جانانه رام است الحمدلله جان شاد کام است الحمدلله
اقبال و دولت امشب ز وصلش ما را غلام است الحمدلله
از لطف ساقی کان باد باقی عیشم مدام است الحمدلله
الشکرلله گر روز ور شب گر صبح و شام است الحمدلله
ما باده خواریم ما را ارادت با پیر جام است الحمدلله
دل را اسیر آن زلف دیدم صیدم بدام است الحمدلله

آن روی زیبا بر اوج خوبی ماه تمام است الحمدلله
آن سرو رعنا در گلشن ناز عالی مقام است الحمدلله
دارد رحیقی لعلش که از خط مشکین ختام است الحمدلله
مشت استخوانم وان لعل جان بخش محی العظام است الحمدلله
از کعبهٔ ما تا منزل دوست ره یک دو گام است الحمدلله
در حضرت او همچو منی را بار سلام است الحمدلله
ورد زبانم در وادی عشق ذکر الخیام است الحمدلله
با آنکه واقف تلخ است کامش شیرین کلام است الحمدلله

۱۷

جانم بلب رسید مداوا چه فایده
بگذار این تملق بی جا چه فایده
یادم نمی کنی ز دل پاره پاره ام
صد رقعه گر کنم بتو انشا چه فایده
نگذاشته است جای کسی غیر در دلش
گر یافتم به محفل او جا چه فایده
صبح قیامت از نفس سرد من دمید
چشمت ز خواب نازنشد وا چه فایده
سیراب ساز خار بیابان عشق را
مجنون ترا ز آبلهٔ پا چه فایده
از دست داده دامن یار عزیز را
اکنون ز گریه منع زلیخا چه فایده
همدم بخوان ز لیلی و مجنون حکایتی
از قصهٔ سکندر و دارا چه فایده
از زنگ کهنه سینه مصفا نه کرده ای
گیرم که هستی آئینه سیما چه فایده
بر خیز واقف از سر زلف سیاه او
چون سود نیست این همه سودا چه فایده

۱۸

دل از جفای عشق کشیدن چه فائده
خون گشتن و ز دیده چیکدن چه فائده

آمادهٔ ملامت خلقی شدن چه سود
نشنیدنی چند شنیدن چه فائده
بی خوابی فراق کشیدم تمام شب
در خواب هم وصال ندیدن چه فائده
شبها بناخوشی گزراندن به درد و غم
وانگه بروز خوش نه رسیدن چه فائده
در بیع صرف کردن نقد وفا و مهر
جنس جفا و جور کشیدن چه فائده
مردن ز حسرت شکر بوسه ای عبث
وز یار زهر چشم چشیدن چه فائده
دنبال چشم آهوی لیلی طبیعتان
مجنون صفت ز خویش رمیدن چه فائده
بی حاصل است عجز بر سرو قامتان
در پیش شان چو سرو خمیدن چه فائده
هیچ است چون دهان بتان هیچ زان مخواه
از هیچ کام دل طلبیدن چه فائده
از شوق این که دامن یاری فتد بدست
دیوانه وار جیب دریدن چه فائده
تا آرزوی دل بکنار آیدت دمی
از همدمان کناره گزیدن چه فائده
بدنام شهر گشتن و رسوای کو بکو
خجلت ز عمرو و زید کشیدن چه فائده
تا کی بخون خویش کسی دست و پا زند
واقف ز بسملانه طپیدن چه فائده

غزلیات نا تمام

۱

بدل هست بار غمم زان مشابه — که نتوان کشیدن به چندین ارابه
ز بس مطلع ابروی او بلند است — نویسم به طاق دلش چون کتابه
بکن غسل در چشمه سار محبت — که تا پاک گردی ز لوث جنابه

ز بزم شما رفته بودیم مستان رجعناالیکم به صدق الانابه
ز پیر خرابات همت طلب کن سلامت برآیی مگر زین خرابه
کتابه کنیدش به لوح مزارم پس از مرگ آید اگر ز و کتابه

۲

کشای از دل من گر چو کوکنار گره
بر آید از اثر بخت بد هزار گره
حساب عقده کار مرا چه می پرسی
فتاده است بدین رشته بی شمار گره
ز آتش غم او بی‌قراری دارم
که می جهد ز دل من سپند وار گره
نکرد گرچه اثر در تو سوز من چو سپند
همین بس است که وا شد مرا ز کار گره
فروغ حسن رسانده بجای کار ترا
که بر جبین تو باشد ستاره وار گره

۳

واه چه خوش چشمی بت من واه واه
گوشهٔ چشمی بما هم گاه گاه
گرد کلفت کی برد از خاطرم
او که روی خود نشوید ماه ماه
در زنخدانش دلم کورانه رفت
من به او هر چند گفتم چاه چاه
از تف دل آب در چشمم نماند
کار با آه است اکنون آه آه

۴

تا شدم لای خوار میخانه رستم از بند رطل و پیمانه
سوخت از گرمی زبانی شمع رحم می آیدم به پروانه
دید در خواب حسن یوسف را شد زلیخا به عشق افسانه
در غریبی چه می توانم کرد غیر ازین گریهٔ غریبانه

۵

گرچه شد از عشق حال من تباه ذره ای حاصل نه کردم انتباه

گرچه می پرسد ز حالم دیر دیر حق تعالی دارد او را دیر گاه
او که می خندد بخاروخس چوگل وا نمی گردد بمن وا حسرتا

۶

گشته تا پیدا ازان رخسار گلگون آبله
دانه یاقوت را کرداست دل خون آبله
هیچ کس را آبله مانند من در دل نبود
کوهکن در دست و در پا داشت مجنون آبله
راز ما خونین دلان در پرده رسوا می شود
از برون حال درون ما ببین چون آبله

قطعات

۱

کنم بی تو گاهی اگر سیر لاله
خورم خون خود را پیاله پیاله
گرت ربط اجزای دل نیست منظور
ورق داغ کن همچو اوراق لاله

۲

خورده ام از تیغ او زخمی که گویم واه واه
ای خدا از چشم زخم سوزنم داری نگاه
منکه بر ضعفم پر کاهی گرانی می کند
حیرتی دارم که چون برداشتم کوه گناه

۳

مهری ندارد با عاشق آن ماه
تدبیری ای اشک تاثیری ای آه
دل شکوه ها داشت در زلف جانان
خط آمد و کرد این قصه کوتاه

۴

درین آوارگی با ما رفیقی کی بجا مانده
نمی بینیم غیراز سایه همراهی بما مانده
خرامان می روی رو در قفا کن ای سرت گردم
که من وا مانده ام چون نقش پا با چشم وا مانده

۵

گشتیم گرفتار تو المنته‌لله
شائستهٔ آزار تو المنته‌لله
آسوده ام از گرمی خورشید حوادث
در سایهٔ دیوار تو المنته‌لله

۶

شمشیر در کف می آید آن ماه
فردا الی الله فردا الی الله
خواهم که یکره خاک درش را
بر سر بریزم بر حسب دل خواه

متفرق اشعار

۱

روزی ما شد ز خوان چرخ نان سوخته
سوخته نانی بس است از بهر جان سوخته

۲

غفلت از کار جهان خوب است هشیاری مخواه
تا توانی خواب راحت کرد بیداری مخواه

۳

یابیم سراغی مگر از یار رمیده
کشتیم بسی دل بدل و دیده بدیده

۴

در باغ جلوه گر شو کوتاه کن بهانه
دارد ز شوق زلفت شمشاد درد شانه

۵

درین آوارگی با ما رفیقی کی بجا مانده
نمی بینیم غیر از سایه همراهی بما مانده

۶

گزشته عمر بپایان نمی رسد این راه
که گفته است که عمر سفر بود کوتاه

۷

در آرزوی زلفت ما ایم و آه و ناله
بگزار بی مروت این حیله و حواله

ردیف الیاء

۱

آن خط نورسته شد برمن وبال تازه ای
بردلم بنشست زو گرد ملال تازه ای
قرعه ای از استخوان پهلوی خود ساختم
تا بریزم بهر تیرش طرح فال تازه ای
جان من خون حرام بوالهوس افسرده است
خون عاشق ریز اگر خواهی ملال تازه ای
گرچه من در کوچهٔ خوبان گدای کهنه ام
می کنم هر صبح و شام آنجا سوال تازه ای
وقت او باآنکه خوش از نالهٔ زار من است
می دهد هر دم چو سازم گوشمال تازه ای
بسکه عیبم رو برو میگوید اشک دم بدم
می شوم هر لخط تر از انفعال تازه ای
شسته شد واقف غبار کلفت هستی ز دل
خوردم از تیغش دم آب زلال تازه ای

۲

ناصح فریب نرگس فتان ندیده ای
جنگ گریز لشکر مژگان ندیده ای
آن روی همچو آتش سوزان ندیده ای
آن خانه سوز گبر و مسلمان ندیده ای
بر چاک سینه ام چه بلا خنده می زنی
آن سینه را ز چاک گریبان ندیده ای
جمع است خاطرت که ز سودای طره ای
در عمر خویش خواب پریشان ندیده ای
از جا نه رفته‌ای دو سه گام از قفای دل
آن سرو ناز را تو خرامان ندیده ای

منعم کنی ز جیب دریدن از انکه تو
دل بردن و کشیدن دامان ندیده ای
آنی که دل ز دست برد دارد آن صنم
حقت بجانب است که تو آن ندیده ای
زاهد شنیده ای صفت میوهٔ بهشت
رحم است بر تو سیب ز نخدان ندیده ای
مرهم نهی بداغ من ای هم نشین ولی
معذوری آن لب نمک افشان ندیده ای
ای پند گو بیا و ببین یوسف مرا
گر تو ملک بصورت انسان ندیده ای
ای دیده پیکرش که چوسیم است دیده ای
در پهلویش دلیست چو سندان ندیده ای
یوسف نشسته ای بفراغت به تخت مصر
یعقوب را به کلبه احزان ندیده ای
ای دل بماتم تو نشینم تمام عمر
جان داده ای و هیچ ز جانان ندیده ای
واقف بکوی عشق دلیرانه میروی
آنجا بخون طپیدن عزیزان ندیده ای

۳

سرو قامت چه‌ها خوش آمده ای | ای قیامت بلا خوش آمده ای
بوی یار من از تو می آید | مرحبا ای صبا خوش آمده ای
تو بلای دلی و دشمن جان | دل و جان را چرا خوش آمده ای
دیده و دل ترا خوش آمد گو | از کجا تا کجا خوش آمده ای
تا چه دیدی به بزم او **واقف** | که تو امروز نا خوش آمده ای

۴

دیده گریان سینه بریان کرده ای
ای سرت گردم چه احسان کرده ای
دل پریشان دیده حیران کرده ای
جان من این کرده ای آن کرده ای

دور گیتی را نمکدان کرده‌ای
لطف ها با سینه‌ریشان کرده‌ای

مرحبا ای شوخ سر تا پا نمک
آنچه بایستی بانسان کرده‌ای

از کجا می‌آیی ای طوفان حسن
عالمی را خانه ویران کرده‌ای

مرغ جان را در قفس افگنده ای
بی گناهی را بزندان کرده‌ای

کرده‌ای در بند دلها را بزلف
چشم کافر را نگهبان کرده‌ای

شوخی و بیباکی و ناز و ادا
بهر یک‌دل این چه سامان کرده‌ای

کی دهم از دست آسان دامنت
غارت دین و دل و جان کرده‌ای

دل که می آویخت در دامان تو
باغمش دست و گریبان کرده‌ای

خاطرم امروز برآشفته است
تو مگر کاکل پریشان کرده‌ای

جانم از شادی نمی‌گنجد به تن
تو مگر شمشیر عریان کرده‌ای

سایه‌ای بر من فگن ای سرو ناز
چون مرا با خاک یکسان کرده‌ای

جان دهم شکرانه ات ای درد عشق
مردن دشوار آسان کرده‌ای

ای که داری لعل عیسیٰ دم بگو
درد واقف را چه درمان کرده‌ای

۵

ای دل به عشق کار نه‌داری چه کاره‌ای
یاری درین دیار نه‌داری چه کاره‌ای

نی کوه کندنی نه به صحرا دویدنی
تو هیچ روزگار نداری چه کاره‌ای
گیتی ز شور عشق نمک‌زار گشته‌است
گر سینهٔ فگار نداری چه کاره‌ای
ای گل نداری این همه برخویش چیدنت
تو رنگ و بوی یار نداری چه کاره‌ای
عهدی نه بسته‌ای که شکست از قفا نداشت
بر قول خود قرار نه داری چه کاره‌ای
گیرم که چشم مردمی از روی اعتبار
گر درد انتظار نه داری چه کاره‌ای
شد سبز پشت آن لب و آسوده‌ای دلا
شوری درین بهار نداری چه کاره‌ای
چون گل به پیرهن ز هوس چاک میزنی
از عشق خار خار نداری چه کاره‌ای
هر کس که دید خواری من بر در تو گفت
تو هیچ ننگ و عار نداری چه کاره‌ای
واقف ز ننگ در حرمت ره نمی دهند
در دیر نیز بار نداری چه کاره‌ای

۶

دلی دارم چه دل از زلف او سرشار سودایی
که از سود و زیان من ندارد هیچ پروایی
مرا تا چند گوئی کز سر کویم برو جایی
اگر می بود جای من ز سر می‌ساختم پایی
دل و جان در ازل تقسیم چون کردند عاشق را
دل بی صبر بخشیدند و جان ناشکیبایی
اگر بخت جوان داری بده دستی بدامانش
که چون پیر مغان دیگر نخواهی‌یافت بابایی
چو روز تست امروز آنچه خواهی از جفا میکن
ولی دانسته باش این را که در پیش است فردایی

تو گرم صحبت اغیار و من در حیرتم زین رو
که با ناشسته رویان می‌نشیند چون تو مرزایی
چو سروم رفت پا در گل فرو زین دیدهٔ گریان
ز بس استادم اندر انتظار سروبالایی
چو آید بر سرم برچیده دامن بگزرد آن گل
گمان دارد که من چون خار دارم دست گیرایی
بهار آید بیا همراه من واقف توقف کن
چرا در خانه بنشینی هوایی هست و صحرایی

۷

ای دل که ز ما پیش به آن بزم رسیدی
باری خبری ده که چگفتی چه شنیدی
بستی خط اغیار چو تعویذ بباز و
غم نامهٔ ما بود که ناخوانده دریدی
عمر تو دلا در قفس سینه بسر رفت
یک روز اسیرانه صفیری نکشیدی
بائیست ترا زود دوید از پی آن طفل
از چشم من ای اشک چرا دیر چکیدی
ای اشک ترا فایده زین قطره زدن چیست
بسیار دویدی و بجایی نرسیدی
صد بار نشستی به کمین دل ما حیف
تیری نکشادی و کمانی نه کشیدی
چون شمع مرا سوخت درازی شب هجر
داغم ز تو ای صبح که هرگز ندمیدی
دل می‌برد از ما چه ملاحت چه صباحت
در عشق ندانیم سیاهی ز سپیدی
دیگر چه فروشد بتو واقف که متاعش
دل بود که آن را تو بیک عشوه خریدی

۸

نیست سرو این همه رعنا که تویی نیست گل این همه زیبا که تویی

خبرت چون شود از زاری دل | ناله کی می رسد آنجا که تویی
در جهان فتنه‌گران بسیار اند | نه چنین معرکه آرا که تویی
با غم هجر نسازم چکنم | جای من نیست در انجا که تویی
نیست در کوچهٔ آن زلف ای دل | کس چنین سلسله برپا که تویی
واقف ارباب نظر پر دیدم | نه چنین محو تماشا که تویی

۹

ازان بیگانه خوی ما نمی گوید بما حرفی
که می ترسد برآید از زبانش آشنا حرفی
صبا ای من فدایت از دیار یار می آیی
شنیدی از دل گم‌گشتهٔ من هیچ جا حرفی
رقیب از سادگی بر وعدهٔ او دل چه می بندی
که عیار است میگوید ترا حرفی مرا حرفی
چها در خاطرم از مژدهٔ وصل تو میگردد
چو آن مفلس که در گوشش رسد از کیمیا حرفی
بصد امیدواری نامه‌اش میگیرم از قاصد
ز محرومی نمی یابم درو از مدعا حرفی
هواداری نمیگوید پریشان حالیم با او
مگر گوید بگوش حلقهٔ زلفش صبا حرفی
بتان را ای مسلمانان به آئینی که میباید
توان گفتن [illegible] برای بنده از بهر خدا حرفی
بطور خود گذارید ای ملامت‌پیشگان مارا
سخن کوتاه بهتر نیست مارا با شما حرفی
نشد وا درمیان ما و او راه سخن **واقف**
نگفتم از ادب حرفی نپرسید از حیا حرفی

۱۰

از دل نفسی بدر نمی آیی | یک لحظه بدیده در نمی آیی
ای ماه نو از چه میکشی شمشیر | با ابروی یار بر نمی آیی
این رنگ گرفتی از کجا آخر | ای گریه گر از جگر نمی آیی
از خانه خرابیم چه میپرسی | یک روز چرا ز در نمی آیی

تا جان نرسد بلب اسیران را | ای عمر کسی بسر نمی آیی
ای نور نظر چها نمی بینم | زین درد که در نظر نمی آیی
در شهر ز پرتو تو مهتاب است | هر چند ببام بر نمی آیی
هجران تو ساخته است یعقوبم | در خواب هم ای پسر نمی آیی
جان داد بر آستانه‌ات **واقف** | بیدرد ز خانه بر نمی آیی

۱۱

کشتی بغمزه خلق خدا بی‌جنایتی
یا آیتی بمن بنما یا روایتی
هر جا رسم ز درد تو گویم حکایتی
در ضمن هر حکایتی از تو شکایتی
همچون چراغ گور درین مرده‌خاطران
ممنون نیم ز سایهٔ دست حمایتی
ای بادشاه حسن چرا جور می کنی
آخر رعیتیم خدارا رعایتی
در گوش او ز گوشه نشینان صبا بگو
بر ما نگر به گوشهٔ چشم عنایتی
امروز گوشه‌ای نبود خالی از خلل
جز در ولایت دل صاحب ولایتی
بانگ درای قافله ها بی اشاره نیست
فهمد کسی که داشته باشد درایتی
باشد که یار حکم باحضار من کند
هان ای رقیب در حق من کن سعایتی
یارم فرشته خوست ولی ترسم از رقیب
شیطان صفت کند بمزاجش سرایتی
زان روی لاله رنگ و این چشم خون فشان
دارم حکایتی و چه رنگین حکایتی
بگذر دلا ز شکوهٔ زلف دراز او
بگذار قصهٔ که ندارد نهایتی
مارا مدار این همه محروم التفات
حرفی اگر صریح نگویی کنایتی

واقف به فقر ساختم از همت بلند
دنیا دنی است رو ندهد بی‌دنایتی

۱۲

تو نداری سر وفاداری حاش لله کی و کجا داری
ناز کم کن به بنده صاحب من به نیازی که باخدا داری
پایت ایدل نمی رسد بزمین بسر من سر کجا داری
دل بدریا فگن درین دریا چه توقع ز آشنا داری
خانه‌ات ای کمان یار آباد گوشهٔ خاطری بما داری
سرو من چون تو نیست سرو چمن تو بسر گل به پا حنا داری
رفت برباد خاک من در عشق این بود معنی هوا داری
بگذر ای سیل اشک از سر من شور کم کن چه ماجرا داری
میخرامی و نیست پروایت گر چه دلها بزیر پا داری
در پس پرده شمع فانوسی چه بلا حسن خود نما داری
به تفرج چه میروی سوی دشت دل یک شهر در قفا داری
با تو واقف دعای کس چه کند تو بلا بر سر بلا داری

۱۳

ز دستش گاه بر سر میزنم گاهی برو دستی
نباشد عشق بالا دست را چون من فرو دستی
اگر پیراهنت محتاج شستن شد بمن فرما
که دارد دیدهٔ گریان من درشست و شو دستی
درین میخانه پر بی‌دست و پا افتاده ام یارب
مگر پای ستانم وام از خم وز سبو دستی
نهاداست این زمان بخت‌سیه زنجیر در دستم
زجرم اینکه گاهی می زدم در زلف او دستی
نشد ناسور همچون شانه یک زخمم زهی طالع
زدم یک عمر در دامان زلف مشکبو دستی
دهان خود بدوز از چاک جیب من چه میخواهی
ترا ناصح شنیدم هست در کار رفو دستی
میان او ندارد بهره از هستی سر موبی
بیا واقف ز حق مگذر اگر دیدی بمو دستی

۱۴

داغ کردی دلم چه میپرسی سوختی حاصلم چه میپرسی
نه جنون رسا نه عقل درست سخت ناقابلم چه میپرسی
پرسی از من ترا بخون که نشاند چون تویی قاتلم چه میپرسی
ای که پرسی که چیست حال دلت دست نه بر دلم چه میپرسی
می دهم جان برای بانگ جرس خبر محملم چه میپرسی
می طپد روز و شب بخون بی تو از دل بسملم چه میپرسی
من خود از ضعف خرج راه شدم واقف از منزلم چه میپرسی

۱۵

بیماری فراق کشیدم نیامدی
ظالم بحال مرگ رسیدم نیامدی
زین دست و پا زدن نرسیدم بوصل تو
بهر تو بسملانه طپیدم نیامدی
رفتم ز خویش مژده‌ی وصلت شنیده دوش
چون آمدم بخویش شنیدم نیامدی
در دامن شکیب زنم دست بعد ازین
صد بار جیب صبر دریدم نیامدی
گفتی که شب به خانهٔ تو خواهم آمدن
تا صبح انتظار کشیدم نیامدی
خون شد ز دوریت دل امیدوار من
ای خونی هزار آمیدم نیامدی
هر روز میروی سوی اغیار بی طلب
گر من ترا شبی طلبیدم نیامدی
تا آمدی طپید بخون واقف از غمت
تا از غمت بخون نطپیدم نیامدی

۱۶

تو تاکی حال دل پرسیده باشی بطفلی مرغ بسمل دیده باشی
سرت گردم بیا در دیده بنشین تو تاکی گرد دل گردیده باشی
مپرس آشفتگی‌های دلم را گهی خواب پریشان دیده باشی

من ای زلف از تو در رشکم که تا چند — به آن موی کمر پیچیده باشی
مشو عاشق که خواهی دید نقصان — نخواهم ماه من کاهیده باشی
ورق گردید نازک رویت ای گل — بر اوراق دلم گر دیده باشی
مرا از گریه فرصت نیست یکدم — تو گر خندیده‌ای خندیده باشی
روم از دست آن ساعت که از ناز — به قتلم آستین مالیده باشی
توان اقوال واقف را شنیدن — چنین افسانه خود نشنیده باشی

۱۷

بچشم مردم بیگانه خانه میخواهی
چه کرده‌ایم که از ما کرانه میخواهی
ترا به آهویی نسبت نمی توان کردن
که از برای رمیدن بهانه میخواهی
فتاده‌است بگلهای این چمن آتش
تو خار و خس ز پی آشیانه میخواهی
نخست جان و دلی سخت‌تر ز سنگ بیار
اگر اقامت آن آستانه میخواهی
بیا که در تن من مشت استخوانی هست
اگر برای خدنگت نشانه میخواهی
مرا که جمله وفا پای بستهٔ مهرم
چرا نمی طلبی و چرانمی خواهی
چو هیچ شرم حضورم نگه نمیداری
چه سود ازینکه مرا غایبانه میخواهی
چنان مقید اسباب گشته‌ای دل
که بهر خواب عدم هم فسانه میخواهی
ترا چه حظ ز اسیری که در قفس واقف
فتاده ای و همان آب و دانه میخواهی

۱۸

کار من سخت است یاران یاری‌ای — یاری‌ای غمخواری‌ای دلداری‌ای
بسکه کردم گریه نم در دل نماند — میکنم اکنون جگر افشاری ای
دل ز خلعت خانهٔ جورش رسید — پوشش خنجر جراحت کاری ای

پیش روی او بهار از سبزه داد
لاله و گل را خط بیزاری ای
نیست بی پست و بلندی شهر عشق
هست در دشت جنون هموای ای
بوالهوس بامن طرف گردیده است
ای جناب عشق جانب داری ای
سیر کن بیع و شرای عشق وحسن
قیمت صد زاریم بیزاری ای
تاشدم از باطن او بی خبر
میکنم با غیر ظاهر داری ای
سجه زان دادم ز کف واقف که شد
رهزن من طرهٔ زر تاری ای

۱۸

مرا ای بخت بد درد آشنا می خواستی کردی
دل و جانم گرفتار بلا می خواستی کردی
بکار خود نه من تقصیر کردم نی تو کوتاهی
وفا میخواستم کردم جفا میخواستی کردی
نمیدانم دگرای عشق از جانم چه میخواهی
تو بادل هر چه کافر ماجرا می خواستی کردی
بخاک وخون فگندی همچو من صد تشنه لب ظالم
حریم خویشتن را کربلا می خواستی کردی
ندانم چشم فتانت چه دیگر در نظر دارد
مرا از صدمهٔ غم توتیا می خواستی کردی
بخاطر آنچه اکنون آید آن هم متیوان کردن
به درد و داغ دل را مبتلا میخواستی کردی
هنوز از سرگرانی بر سرم جانان نمی آیی
سر شوریده ام از تن جدا می خواستی کردی
شکستی در دلم خار جفا واسوختم از تو
مرا همچو خودای گل بی وفا می خواستی کردی
ز سودای سر زلف خود ای بی رحم واقف را
پریشان گرد مانند صبا می خواستی کردی

۱۹

از من ای چشم ترچه می خواهی
آخر ای پرده در چه می خواهی
پرده از روی کار من مکفن
از شبم ای سحر چه می خواهی
گشته بر پا قیامت از قد تو
دیگر ای فتنه گر چه می خواهی

با تو ام جنگ نیست تیغ مکش — من فگندم سپر چه می خواهی
جگرم را به داغ هجر مسوز — از من بی جگر چه می خواهی
تنگ بر من گرفته ای صیاد — آه ازین مشت‌پر چه می خواهی
دل ربودی و جان نمی گیری — من ندانم دگر چه می خواهی
ناتوان تر ز موی گردیدم — دیگر ای موکمر چه می خواهی
سر پیرت بیا بگو ناصح — که ازین درد سر چه می خواهی
این جهان است مختصر **واقف** — تو ازین مختصر چه می خواهی

۲۰

دل را اسیر هجران بگذاشتی و رفتی
جان را به بند حرمان بگذاشتی و رفتی
از چشم سیل خیزم جانان سفر نمودی
این خانه را بطوفان بگذاشتی و رفتی
مجنون مگر به طورت شرط رفاقت این بود
ما را درین بیابان بگذاشتی و رفتی
پرداختم دل از غیر تا منزل تو باشد
ای خانهٔ تو ویران بگذاشتی و رفتی
چون جوش اشک دیدی از چشم من رمیدی
دیوانه را بطفلان بگذاشتی و رفتی
ما را که ربط بلبل بوده است با تو ای گل
نالان درین گلستان بگذاشتی و رفتی
هر چند از ره عجز **واقف** بزلف آویخت
او را همان پریشان بگذاشتی و رفتی

۲۱

ترا داده در حسن حق دستگاهی
زکوٰة جوانی به پیران نگاهی
مبادا کسی چون تو افسرده ایدل
نه دردی نه داغی نه اشکی نه آهی
چو در جستجویت سراسیمه گردم
رود دل براهی دود جان براهی

به بیداد مالیده زان آستین را
که بگرفته دامان او داد خواهی
در اوضاع حسن است از بسکه تمکین
شود بدر در چار ده سال ماهی
مه و مهر در کشور عشق نبود
شب تیره ای است و روز سیاهی
درستی ازان یافت مشق شکستم
که استاد من بود طرف کلاهی
ز مژگان آن شوخ بر خویش لرزم
که من یک تن و نیزه داران سپاهی
پسند قبول است هر سجدهٔ ما
که داریم چون ابرویش قبله گاهی
گرت هست منظور جای رسیدن
در آویز ای دل بد امان آهی
خدا دیر گه دارد ای پیر دیرت
نداریم جز در گه تو پناهی
درین بحر بسیار گردیدی ای شوخ
چو من دیده ای هیچ کشتی تباهی
برت قدر من نیست کو دردمندی
که بر آه آهم کند واه واهی
هم از جلوهٔ گاه گاه قد تست
که موزون کنم مصرعی گاه گاهی
به نازش چه سودا کنم بی نیاز است
کجا می فروشد نگاهی به آهی
چه کاهیده ای ای دل از بار عصیان
که فردا ببخشند کوهی به کاهی
ز من گریه های هایست واقف
و زان بیوفا خندهٔ قاه قاهی

۴۲

باین دماغ که بر اوج کبریا داری
نگاه لطف به افتاد گان کجا داری

همیشه بر سر زانوی یار جا دادی
بناز آیینه خوش وقت با صفا داری
قمار عشق نبازی که بار خواهی داد
به این دلی که گرو در هزار جا داری
بزیر سایهٔ تیغ شهادت است بهشت
تو کشته نا شده امید خون بها داری
در قبول بروی تو چون کشاده شود
که ره بکعبه و دل در کلیسیا داری
بریز بر مس ما نیز پارهٔ اکسیر
شنیده ایم تو ای عشق کیمیا داری
رقیب مصرف مهر و وفا زهی قسمت
برای ماست اگر جور ور جفا داری
هزار طعنهٔ رنگین زدن بسرو امروز
ترا رسد که بسر گل به پا حنا داری
تو می روی و ترا گوید از قفا گیسو
حذر که دود دل خلق در قفا داری
تو جلوه مفت کجا می کنی به چشم کسی
تویی کز آیینه هم چشم رونما داری
ز مفلسی چکنی فکر سوختن واقف
کجا ست نفط گرفتم که بوریا داری

۴۳

تو چون با غیر پیمان تازه کردی دلم را داغ حرمان تازه کردی
نسیم پیرهن وقت تو خوش باد چراغ پیر کنعان تازه کردی
صبا از زلف او بوی رساندی دماغ این پریشان تازه کردی
عفاک الله حنای دست‌وپا را بخون بی گناهان تازه کردی
طبیب من جزاک الله خیرا کهن دردی بدرمان تازه کردی
مرا تیری زدی الحمدالله جگر از آب پیکان تازه کردی
نوید بوسه دادی زنده مانی تن بوسیده را جان تازه کردی
گریبان چاک کردن دل هوس داشت گذشتی دامن افشان تازه کردی

بخون زد غوطه ها از رشک یاقوت — تو چون رنگ لب پان تازه کردی
مبارک ای کهن داغم مبارک — که تیغت با نمکدان تازه کردی
بر افگندی نقاب از چهره احسنت — ز خوبی رسم احسان تازه کردی
بسر سودای دیرین بود از زلف — به خط عنبر افشان تازه کردی
جراحت های دل رو در بهی داشت — به آن لبهای خندان تازه کردی
بهار آمد خوشا حال تو ای دل — چوگل چاک گریبان تازه کردی
نخواهی شد دلا افسرده دیگر — که با پیمانه پیمان تازه کردی
دم مردن به بالینم رسیدی — نه جان تنها که ایمان تازه کردی
به خاطر حسرت آن لب گزیدن — گرفتی لب بدندان تازه کردی
قدیمی ریش های نیش غمزه — به یک تحریک مژگان تازه کردی
نمودی شاد واقف روح مجنون — که شور این بیابان تازه کردی

۲۴

تو بکوی بی وفایان غم بی شمار داری
سر خود بگیر ای دل چه باین دیار داری
ز من ای فرشته خویان سگ یار مرا بگوئید
به تو من نه خواجه تاشم تو ز من چه عار داری
تو عجب خدا نترسی که بگفتهٔ رقیبان
بچو من نزارو زاری سرکار زار داری
بتو خیر نیز کردم که گرفتی انس با من
بر هر که خواهی ای دل برو اختیار داری
چو خودی نه داده روزی بتو و عدهٔ وصالی
تو کجا خبر ز درد شب انتظار داری
بره تو مشت خاکی شدم و بباد رفتم
چکنم هنوز در دل تو ز من غبار داری
دل و جان و صبر و طاقت همه برده ای بغارت
بخدا بگو که دیگر تو بمن چه کار داری
برو ای صبا به بستان ز من این سخن بگل گو
که چرا شدی پریشان تو که بوی یار داری
ز تو باید این مروت که نهی بزخم مرهم
تو نمک دریغ ظالم ز دل فگار داری

بهوای لاله و گل چه روی بسیر گلشن
تو ز خود خبر نداری چه قدر بهار داری
مسپار کار مارا به سپهر بی مدارا
ز جفا هر آنچه باید تو ستم شعار داری
به عبث منال بلبل تو نه ای اسیر چون من
که من از قفس نشیمن تو بشاخسار داری
اگر آن بلای جان را نگرفته دود دلها
سر زلف شب همه شب ز چه درکنار داری
نفتد اگر گذار تو بمنزلم نه رنجم
نه بس است اینکه گاهی بدلم گذار داری
بچه دستگاه ای دل طلبی وصال او را
تو بغیر خوردهٔ جان چه دگر نثار داری
تو به زلف روزگار همه را سیاه کردی
تو یکی به بین خدا را که چه روزگار داری
نه شدی چو شمع بالین من خسته را چه حاصل
شب کور گر چراغم بسر مزار داری
بحریم کعبه واقف دل تو فرو نیاید
سر همت تو گردم سرکوی یار داری

۲۵

رسد هر دم مرا بر دل شکستی
ندارد دهر چون من زیر دستی
مرو در دستهٔ ابرو کمانان
مبادا بر جهد تیری ز شستی
غبار هرزه گرد من چه می شد
اگر برطرف دامانی نشستی
ببین آن چشم را در زیر برقع
ندید ستی اگر مستور مستی
زپا افتادم و کس دست نگرفت
مگر پیدا شود از غیب دستی
زسیل گریه ام گردید هموار
براهش گر بلندی بود و پستی
به دست خویش دل برباد دادم
نخواهد بود چون من باد دستی
در اقلیم دل واقف نسق نیست
مگر زلفش نماید بند و بستی

۲۶

اگر صد بار از درد توام دل خون شود روزی
نمی خواهم که این درد از دلم بیرون شود روزی

رکابش بوسه گاه غیر شد ترسم که از غیرت
عنان اختیار از دست من بیرون شود روزی
بصد خون جگر پرور ده بودم دل وزین غافل
که از سودای لیلی طلعتان مجنون شود روزی
زدی از خوی گرم آتش بدل‌ها از تو میلرزم
معاذالله اگر این دود بر گردن شود روزی
سپردم دل بدست آن نگار از سادگی اما
ندانستم کزان دست حنایی خون شود روزی
بطفلی حسن روز افزون او را دیده دانستم
که این مه پاره درخوبی ز مهر افزون شود روزی
بهای نیست در طالع خزانم را مگر **واقف**
ز خونم طرف دامان کسی گلگون شود روزی

۴۷

زین می ناز که در سر داری
جنگ با شیشه و ساغر داری
کافرم گر بت دیگر دارد
آنچه امروز تو کافر داری
بت من با تو خدا را نظریست
الله الله تو چه منظر داری
چه نهالی تو که هنگام خرام
طعنه بر سرو و صنوبر داری
وه چه طفلی تو که از فن جفا
هرچه خواندی همه از بر داری
نشوی رام کسی معذوری
طبع سرکش دل خود سر داری
بزبان صد چومنی را کشتی
تو کجا کار به خنجر داری
با تو مه را نرسد دعوی حسن
مهر خورشید به محضر داری
نکنی یاد بیک نامه مرا
گر چه صد خیل کبوتر داری
خونی شیشه دلها سنگیست
نه‌دل‌است اینکه تو در بر داری
رفت برباد غبارم ظالم
طبع از من چه مکدر داری
یار سرگشتگیم دید و بگفت
ای فلانی توچه در سر داری
ای دل خسته چه افتاد ترا
که نه بالین و نه بستر داری
می کشی دامن دل را ای گل
جامهٔ کیست که در بر داری
تیغ در کف ز سرم می گزری
من نه دانم توچه در سر داری
من شدم خاک در دل **واقف**
تو برو گر در دیگر داری

۲۸

دگر ای باد صبا روح فزا می آیی
نکهت زلف که داری ز کجا می آیی
خانهٔ مدعیان طرفه خرابست ز رشک
زینکه گاهی تو بویرانه ما می آیی
بسکه اندیشهٔ اغیار گرفته است ترا
هر قدم جانب من رو بقفا می آیی
بر در خویش مرا دید و بگفت از سر ناز
شرم بادت که درین کوی بپا می آیی
بوی خون می دهد امروز لباسی که تراست
تا کرا کشته تو ای سرخ قبا می آیی
اگر از جا نروم ز آمدن تو چکنم
که بصد فتنه و آشوب و بلا می آیی
گر نداری سر ویرانی من همچون سیل
آخر ای گریه به این زور چرا می آیی
بردی از خلوت مستانه ز جا **واقف** را
که تو چون نشئهٔ می هوش ربا می آیی

۲۹

جفایش کند بر وفا پیش دستی
کند شوخیش بر حیا پیش دستی
اگر رخصت پای بوس از تو گیرد
کند خون من بر حنا پیش دستی
چو احرام طوف حریم تو بندد
غبارم کند بر صبا پیش دستی
نوازی بدشنامی ار بیدلان را
کنم بر همه در دعا پیش دستی
چو صید افگنان هر اداي تو خواهد
به خون دل مبتلا پیش دستی

براه تو از ذوق افتادگی ها
نمودیم بر نقش پا پیشدستی
اجل قصد جان مرا کرد لیکن
بر او کرد هجر شما پیشدستی
به آن زلف ای شانه ربطم قدیم است
ترا نیست بر من روا پیشدستی
ترا هجر واقف به چندین جفا کشت
نکردی تو غافل چرا پیشدستی

۳۰

چند ای دل بی‌درد پیش یار من باشی
عیب نیست اگر یک شب غمگسار من باشی
بخت بد ترا با من میکند بجان دشمن
هر قدر که میخواهم دوستدار من باشی
من خود از درش رفتم میگذارمت ای دل
جای من نگهداری یادگار من باشی
موجهای غم تاکی در میانه ام گیرند
دارم آرزو یک شب در کنار من باشی
هر جفا که میخواهی صرف کن بمن امروز
لیک ترسمت فردا شرمسار من باشی
کلبه‌ام کجا دارد طالع قدومت را
مفت من اگر مهمان در جوار من باشی
از ادب نیارم کرد جذب عشق در کارت
ورنه با همه تمکین بی قرار من باشی
من کجا روم واقف یار باگر مرا گوید
ای فلان نمیخواهم در دیار من باشی

۳۱

دلا تا کی چنین افسرده‌باشی
نمی‌خواهم کزین سان مرده باشی
ز عشق خردسالان بگذر ای دل
ز طفلان چند بازی خورده باشی

ترا دود از جگر ای لاله برخاست
مگر بویی ز داغم برده‌باشی
به این یک قطره خون آخر چه داری
دلم را تا بکی افسرده‌باشی
ز دستانت دلی کز دست من رفت
چه باشد گر بدست آورده‌باشی
نثارت میکنم این نیم جان چیست
که از من بهر آن آزرده‌باشی
جوان مردی به درد عشق **واقف**
چه حسرت ها که در دل برده‌باشی

۳۲

بسیار پریشانم از گوشه تنهایی
ای گریه کجا رفتی دیر است نمی‌آیی
تا عشق دوچارم شد این چار بمن بخشید
دیوانگی و مستی بدنامی و رسوایی
ترسم که ترا گیرد ناگاه غم هجران
ایدل نکنی دیگر دعوی شکیبایی
دارد قد یار من اقبال بلند ای سرو
آن به که کنی کوته افسانهٔ رعنایی
گر زلف بگوشت گفت احوال پریشانم
در تاب مشو جانا از گفتهٔ سودایی
یعقوب صفت **واقف** از هجر عزیزانم
ضعفی که مرا رو داد در قوت بینایی

۳۳

لبش آب بقاست پنداری — درد ها را دواست پنداری
غم چنان می‌زند در دل را — که باو آشناست پنداری
حرفهای دروغ مدعیان — وای من گر تو راست پنداری
شب هجران چها بجانم کرد — شب نه روز جزاست پنداری
دلفریب است وعده‌اش چندان — که سراسر وفاست پنداری
گلرخان می‌برند دست بدست — خون عاشق حناست پنداری

جز به مردان نمیکند پنجه — عشق مرد آزماست پنداری
دل دران زلف مضطرب حالست — چه بلا مبتلاست پنداری
بسکه یکسان بخاک راه تو شد — چشم من نقش پاست پنداری
اینکه من میکشم ز جوروجفا — اجر مهر و وفاست پنداری
عهد یاران عهد ما واقف — پوچ و پا در هواست پنداری

۳۴

جدا کردی ز یارم ای فلک زیر و زبر گردی
ازان در دورم افگندی الهی در بدر گردی
تو همراه پدر تاچند ای زیبا پسر گردی
الهی بی‌پدر گردی الهی بی‌پدر گردی
تو هم‌ای چرخ سرگردان‌مگرگم کرده‌ای چیزی
که‌چون‌من بی‌سروپا روزوشب شام‌وسحر گردی
ندارد رفتنت ای بی‌وفا بازآمدن در پی
مگر روزی که عمر رفته بر گردد تو برگردی
مزاج گلعذار من ز گل نازکتر افتاده‌است
بکویش میروی ای ناله یارب بی اثر گردی
ترا آن روز ای دل مرکز عشاق میگویم
که چون پرکار گرد نقطهٔ خالش بسر گردی
به قصد دل خدنگش میکشد گاهی سری اینجا
الهی خون شوی ای سینه‌ام تاکی سپر گردی
مرا بگزار با من گو بمیرم زانکه می ترسم
که گر یابی‌خبر از حالم از خود بی‌خبر گردی
مشو دل‌تنگ در فکر دهان تنگ او واقف
بخود گر تنگ گیری کار خود تنگ شکر گردی

۳۵

زلف خوبان بلاست پنداری — نه بلا اژدهاست پنداری
بت من آنچنان دل‌آشوب است — که بلای خداست پنداری
یک نفس یار وا نشد با من — گل باغ حیاست پنداری
زلف یار است درهم و برهم — نسخهٔ حال ماست پنداری

می‌شود با تو چهره آیینه سخت او بی‌حیاست پنداری
شده از کشته پشته در کویش عرصه‌ی کربلاست پنداری
خیزم از جا بدستیاری او مد آهم عصاست پنداری
سیل اشک از سرم نمی گذرد بر سر ماجراست پنداری
قفس سینه سوخت نالهٔ دل مرغ آتش نواست پنداری
بخدا ناز میکند واقف بنده‌ی مصطفاست پنداری

۳۶

هر کس که خورده چون شمع سرچنگ زندگانی
در مرگ می‌گریزد از ننگ زندگانی
ذوقی نماند دل را با آن دهان شیرین
تنگ شکر نخواهد دل‌تنگ زندگانی
از بسکه در غم یار در دیده ها شدم خوار
مرگم نکرد از عار آهنگ زندگانی
نی وصل دلفروزی نی هجر سینه سوزی
خواهیم‌مرد روزی از ننگ زندگانی
وصلش همیشه خواهم در هجر می‌پناهم
کاین بوی مرگ دارد واین ننگ زندگانی
لازم شده است ای مرگ بر من دعای جانت
جان مرا رهاندی از ننگ زندگانی
از خاک مال مردن شاید جلا پذیرد
آیینه‌ای که تاراست از زنگ زندگانی
گفتی که از چه واقف در هجر زنده ماندی
بشنو که هجر مرگیست در رنگ زندگانی

۳۷

یار ز من گر خبری داشتی کی به رقیبان نظری داشتی
یار به درد سخنم می‌رسید درد سخن گر قدری داشتی
بست به کینم کمر از ناله ام کاش فلک گوش کری داشتی
دیدهٔ این سنگدلان تر شدی دود دلم گر اثری داشتی

شهر ز جور تو نگشتی خراب ... دهر اگر دادگری داشتی
های چه میشد چو کبوتر اگر ... نامهٔ من بال و پری داشتی
گشت پریشان دل من بی‌سبب ... کاش بزلف تو سری داشتی
کار جهان درهم و برهم شدی ... چون تو جهان گرد گری داشتی
آه کجا شد که بمن پیش ازین ... هم گذری هم نظری داشتی
نرم شدی آهن او همچو موم ... گر دم گرمم اثری داشتی
داغ تو مردانه بدل سوختی ... واقف ما گر جگری داشتی

۳۸

بصحرا رفتی و میگفت در هرگوشه نخچیری
که یارب زین کمان ابرو نصیب من شود تیری
ز بند رسم آزادم باین آزادگی شادم
قلندر مشربم لیکن ندانم رنگ و زنجیری
دل قانون شناس ما بیک آهنگ می نالد
که ساز دردمندان را نمی باشد بم و زیری
سر از خویش رفتن دارم از سودای زلف او
بیا ای دل رفاقت کن که درپیش است شبگیری
شهادت تشنه‌ام همدم ز حال ما چه می پرسی
چو ماهی می طپم در خاک دور از آب‌شمشیری
کشاد غنچه در بند نسیم صبح می باشد
نمی گردد میسر واشد دل بی‌دم پیری
همین در جان من آتش زدی ای ناله ازگرمی
نکردی بی‌حمیت در دل او هیچ تاثیری
بباغ آفرینش رو نهادم هر طرف دیدم
برنگ گل پریشانی بسان غنچه دلگیری
گرفتار سریشم اختلاطیهای یارانم
چسازم سخت چسپیده است بر بال وپرم تیری
سروکارت اگر با آه‌گرم کس نیفتادست
چه افتادت که افتاده است در رنگ‌تو تغییری
منم صیدزبون واقف درین وادی که سهواً هم
نیفتاده است بر جانم نگاه از چشم رهگیری

۳۹

بت من بحق خدای که داری
بمن صرف کن هر جفای که داری
چو من خو گرفتم بجور و جفایت
تو و غیر و مهر و وفای که داری
سزاوار دشنام تو این دعاگوست
بمن گویی هر ناسزای که داری
غنیمی چو خط حسن را در کمین است
چه نازی بناز و ادای که داری
بیا کهنه زخم مرا تازه گردان
به آن طرهٔ مشک سای که داری
چو پوشیده گردید خون شهیدان
بدامان گلگون قبای که داری
منجم نظر کرد در طالعم گفت
تو از عشق داری بلای که داری
چه خوانی غمش را بمهمانی ای دل
که تنگ است مهمان‌سرای که داری
صبا خوش رسیدی ز گرد ره او
بمن لطف کن توتیای که داری
دلا چند از دیده سیلاب راندن
باو عرض کن ماجرای که داری
بدریای عشق آشنا شو وگرنه
چه کار آیدت دست و پای که داری
من این درد دارم برای تو باری
برای که داری دوای که داری
به آن ماه واقف نخواهی رسیدن
به این طالع نارسای که داری

۴۰

از گریهٔ من دشت جنون کرده بهاری
لخت جگرم گل زده بر هر سر خاری

باز آیی که از شوق نثارت ز ته دل
لبریز گهر کرده ام از گریه کناری
ای عشق بیا جان و دلم منتظر تست
وی عقل برو با تو ندارم سروکاری
در چشم زدن بر سر این سوخته آید
هر جا جهد از آتش بی داد شراری
من رفته‌ام و شمع صفت سوخته‌ام زار
هر جا ز شهید غم عشق است مزاری
از روز حساب این همه فارغ نتوان بود
گیرم که شهیدان ترا نیست شماری
پابند شدی ای دل دیوانه دران زلف
احوال تو چونست درین سلسله باری
خواهم که ز دست تو درین دامن صحرا
بی زحمت اغیار کنم گریهٔ زاری
شد فصل بهار و دل **واقف** نشگفت آه
این غنچه مگر وا شود از وصل نگاری

۴۱

تا دست بخون دل نشویی — در معبد عشق بی وضویی
پرسی از من که قیمتت چیست — ای صاحب بنده هرچه گویی
ای دیده بحال من مریز اشک — یعنی که شهید را نشویی
این خوش پسران براه مردم — دیو اند باین فرشته خویی
ای باد که میروی دران کوی — گم گشته دل مرا بجویی
گر یابی زنده آن حزین را — آهسته سلام من بگویی
بگزار که یک دو بوسه گیرم — در قتلم اگر بهانه جویی
واقف آن روی ساده دیده است — عیبش نکنی بساده گویی

۴۲

جانا مکشا زلف خدارا دوسه روزی
در بند نگهدار بلا را دوسه روزی
ما دل زدگان در سر کویت دوسه روزیم
با ما نکنی ار بمدارا دوسه روزی

شاید که رود بی سببی درد تو ای دل
موقوف توان داشت دوا را دوسه روزی
تا داد ستانم ز تو خواهم که گذارم
طور ادب و شرم و حیا را دوسه روزی
گوئید به گلچین که دل غنچه میازار
بگذار کند کسب هوا را دوسه روزی
از دست تو شد طاقت ارباب وفا طاق
بر طاق بنه جور و جفا را دوسه روزی
خون خوردن بسیار دلا کرده گرانت
آن به که دهی ترک غذا را دو سه روزی
افسوس که در بند بتان عمر تو شد صرف
واقف نشدی بنده خدا را دو سه روزی

۴۳

تابکی در بدرم گردانی — ای خدا چرخ بخود درمانی
اول صفحه عشق این سخن است — که تو در حسن نداری ثانی
نقطهٔ خال تو دیدم گشتم — مرکز دایرهٔ حیرانی
ما ازین بزم رقیبان رفتیم — این گرانی بشما ارزانی
من بمیدان وفا از عشاق — برده ام گو بقد چوگانی
شمع را با تو چه نسبت در حسن — می کند هرزه زبان جنبانی
چشم بکشای ز خواب غفلت — پیش ازان دم که شوی شیطانی
گرچه دل حال مرا کرده خراب — هست در کار محبت بانی
گر بگویم که هوادار تو ام — سخنم باد و هوا می‌دانی
شد چو نظم در دندان برهم — بگذر از فکر مرصع خوانی
گشت بیزار ز جان هر که شنید — آنچه دیدم ز تو یارجانی
اگر از خانه برآید یارم — من کنم بر در او دربانی
این همه فکر اقامت بیجاست — تو که در خانهٔ خود مهمانی
واقف ازگریه نخواهم بس کرد — گو شود کشتی من طوفانی

۴۴

نگذاشت بجا از من این درد اگر چیزی
ای کاش دران دل هم میکرد اثر چیزی

خاک قدمش قاصد میبوس و بهر بوسی
می دزد برای من زان کحل بصر چیزی
گر حال مرا پرسد آن مست خراب من
از بوی کباب دل ای باد ببر چیزی
گفتی که فلان امسال چونست ترا احوال
گر راست ز من پرسی از پار بتر چیزی
آخر دل جانان را کردیم بخود مایل
از گریهٔ شب چیزی از آه سحر چیزی
دیگر چه کمر بندی در کشتن من ظالم
کز طاقت من نگذاشت آن تاب کمر چیزی
با این همه زیبائی خط نیز برآوردی
ز اسباب هلاک من کم بود مگر چیزی
ای خوش پسران با ما این جور و جفا تا کی
آرید بیاد آخر از پند پدر چیزی
تا خنده کنان رفتی از پیش نگاه من
در خانهٔ چشمم نیست جز گریه دگر چیزی
غمنامهٔ واقف را ناخوانده مکن پاره
بیچاره رقم کرده است از خون جگر چیزی

۴۵

بجرم مبتلا کردی چه کردی ستم کردی جفا کردی چه کردی
زدی تیر ای کمان ابرو باغیار غلط کردی خطا کردی چه کردی
دلا خود را اسیر زلف گیسو گرفتاری بلا کردی چه کردی
بجرم اینکه من خاک پای تو بودم سرم را از تن جدا کردی چه کردی
بکار مردم بیگانه ظالم نگاه آشنا کردی چه کردی
دل وحشی طبیعت را بدستم گرفتی و رها کردی چه کردی
به امید تو گشتم خانه آرا به چشمم غیر جا کردی چه کردی
شدم خاک رهت دامن فشاندی همه بیمم هوا کردی چه کردی
ملامت یار را واقف که کرده است سر این حرف وا کردی چه کردی

۴۶

تو نیستی که مرهم بجانهای مبتلا نکنی
توئی که هیچ دل از بند غم رها نکنی

تویی که شوخی حسنت نمیدهد آرام
بدل قرار نگیری بدیده جا نکنی
تویی که خون عزیزان نموده‌ای پامال
بزیر پا نظر از فرط کبریا نکنی
تویی که در رطب تست معجز عیسی
ولی چه سود که یک خسته را دوا نکنی
تویی که شیوهٔ بیباکیت گذشته ز حد
ستم بخلق کنی ترس از خدا نکنی
تویی که عادت بیگانه پروری داری
تویی که حاجت یک آشنا ادا نکنی
تویی که ساخته‌ای نیم کشته خلقی را
تویی که کار کسی را به مدعا نکنی
تویی که حسن توانگر خدا نصیب تو کرد
تویی که حق فقیران خود ادا نکنی
تویی که داده خدا ساز و برگ عیش ترا
ترحمی به غریبان بینوا نکنی
تویی که راه وفا کرده‌ای غلط صد راه
ز راه جور و جفا یک قدم خطا نکنی
تویی که عهد تو پادار نیست همچون گل
بدست هر که بیفتی به او وفا نکنی
تویی که میشنوی حرف های تلخ از خلق
ولی بهیچ کس از لب شکر عطا نکنی
تویی که بر دل و جانی که شد گرفتارت
بلا فرستی و اندیشهٔ دعا نکنی
تویی که جنگ ترا صلح در قفا نبود
ز هر که رنجه شود خاطرت صفا نکنی
تویی که کرده خدا بادشاه حسن ترا
تویی که لطف بحال من گدا نکنی
تویی که ساخته‌ای دردمند واقف را
تویی که چارهٔ آن دردمند را نکنی

۴۷

بکش بیداد آن ترک سپاهی چه میخواهی دلا زین داد خواهی
مرا گفتی بیا قربان من شو الهی من بقربانت الهی
عبث بگریستم بر بخت تیره که نتوان شستن از زنگی سیاهی
خدا را ای دل اکنون بس توان کرد کباب از ناله ات شد مرغ و ماهی
گهر پیش بناگوش تو لرزد بخود همچون چراغ صبحگاهی
گدای کوچهٔ عشقم عجب نیست گر آید از دماغم بوی شاهی
چنان تاریک شد از طرهٔ او که بر شب می زند روزم سیاهی
کند دریای حسنش چون تلاطم شود آیینه را کشتی تباهی
بیاد مصرع آن قد موزون ز بردارد دلم دیوان آهی
مرو واقف به تحسین کس ازجا که باشد واه واه خلق واهی

۴۸

چکنم گر ندهم تن به جفای پیری
که ز سر واشدنی نیست بلای پیری
از خدا خواستمی کاش جوان مردن من
آنکه در باره من خواست دعای پیری
مو بمو مشک مرا کرد به کافور بدل
گشت افسرده دل من ز لقای پیری
بارش برف ببین بر سرم از موی سپید
سیر دارد خنکیهای ادای پیری
داشتم بسکه ز کم فرصتی عمر خبر
من ز طفلی شدم آماده برای پیری
نتوان کرد جوانی بجهان صبح ازان
از عدم آمده پوشیده قبای پیری
گرچه پیری نگذارد که قدم بر دارم
می روم لیک سوی مرگ بپای پیری
دادم از دست جوانی و شدم پیر کجاست
مر آهی که توان کرد عصای پیری

مستی لطف کن ای عشق جوان مرد بمن
که ز دوش افگنم از رقص ردای پیری
جرعه ای گر دهدت یار جوان خواهی شد
واقف از پیر مغان خواه دوای پیری

۴۹

شدم پیر و میگویم از ناتوانی دریغا جوانی دریغا جوانی
چنین گر ز پا افتم از ناتوانی رود رفته رفته ز اشکم روانی
از و یک اشارت ز من جانفشانی سبک روحم از من نیاید گرانی
مبر نام هجران جانکاه کاین تن بیک شب کند شاب را شیخ فانی
دم سوختن گفت پروانه با شمع تو هم تا سحر مانی از دیر مانی
کلام خدا شاهد دل ربابی است که هر هفت دارد ز سبع المثانی
بسر میبرم زیر بال و کنم شکر ندارم شکایت ز بی آشیانی
بلا بر بلا بر سر خویش میسنجم به پیری مکن یاد عهد جوانی
تو نگذاشتی رنگ بر روکسی را بعهد تو خیزد شفق زعفرانی
رسد بر تو از خیاب تیر از پی تیر مبادا که مصرع بمصرع رسانی
نه تنها زند چشم او حرف قتلم که مژگان بمژگان کند هم زبانی
بپرس ای صبا چشم بیمار او را ازین ناتوان هر قدر می توانی
چو با عشق پرکار افتاد کارم به کاری نیامد مرا کار دانی
مرا واقف از شور و تلخ زمانه حلاوت نمانده است در زندگانی

۵۰

اشارات ابروی او گر ندانی
چه حاصل ترا از اشارات خوانی
بسی خورد خون باده ارغوانی
که از روی من برد رنگ خزانی
بدامت فرو ریختم بال و پر را
تو بی رحم در فکر عاشق پرانی
بنازم هوا داری ابر غم را
که بر تربتم میکند سایه بانی
چه کم گردد ای شاخ گل از بهارت
اگر بر مزارم گهی گل فشانی

تو پهلو دهی گر من ناتوان را
به بالین ز لاغریها کنم پهلوانی

تو صاحب خروجی در اقلیم خوبی
ترا دلستانی است کشورستانی

درین باغ یارای حزنم بگل نیست
به برگ خزان می کنم همزبانی

اگر از حال زارم خبردار بودی
نگفتی پدر ای پسر زنده مانی

خدا را بخاک در دوست بنشان
مرا گر بخاک ای فلک می نشانی

بدادم برس ای خموشی کجایی
مرا سوخت چون شمع آتش زبانی

ز خورشید محشر چه پرواست واقف
اگر ابر رحمت کند سایه بانی

۱۵۵

من کیستم از شوق تو سرگرم شتابی
در خانه خود همچو نگه پا برکابی

بر حال خراب من وامانده درین دشت
هر آبله پای بود چشم پر آبی

عمریست که در بزم تو هستم ولیکن
شرمنده خویشم نه لطفی نه عتابی

بیجاست ز ما فکر عمارتگری خویش
تا هست چو دل پهلوی ما خانه خرابی

مرده است که در سر هشیار درین باغ
بر تربت بلبل نفشانید گلابی

رفت از برم آن یار عزیز آنچه درنگست
هیهات چه وامانده ای ای عمر شتابی

ای باد صبا نکهت گل نیست بکارم
باید من سوخته را بوی کبابی

ما وعدهٔ دیدار بخواب از تو گرفتیم
شد هر سر مو بر تن من برگ خرابی
ممنون نتوان شد ز خلیل و خضر ای دل
تا هست میسر لب نانی دم آبی
زان روز که از خاک وطن دور فتادم
یک روز نخوردم به فراغت دم آبی
واقف بجز اوراق دل سوختهٔ ما
در خانهٔ ما نیست دگر جزو کتابی

۵۲

ای گریه زار در چه فکری | تشریف بیار در چه فکری
من کشتنی و تو تشنهٔ خون | شمشیر برآر در چه فکری
داغی بگذار بر دل من | ای لاله عذار در چه فکری
چون گل نزدی به پیرهن چاک | بگذشت بهار در چه فکری
فرداست که می برد ترا باد | ای مشت غبار در چه فکری
در فکر اقامتی به این عمر | ای برق سوار در چه فکری
تا چشم زنی دگر نه ای هیچ | هم چشم شرار در چه فکری
صیاد تو در کمین نشسته | ای محو شکار در چه فکری
ساقی قدحی که زنده سانم | مردم ز خمار در چه فکری
ای کار دلم فتاده با تو | دل رفت ز کار در چه فکری
واقف نمکی بهم رسان زود | ای سینه فگار در چه فکری

۵۳

افتاده است بر سر ما بار زندگی
خواهیم مرد در ته دیوار زندگی
تا داشتم نفس بقفس بود جای من
یا رب کسی مباد گرفتار زندگی
خواهد برنگ شمع وبال سر تو شد
این گل که چیده ای تو ز گلزار زندگی
تیغ اجل کجاست که بی‌درد سر شویم
ما را نمانده طاقت آزار زندگی
چون گل گذشته موج شگفتن ز سر ترا
در پای تو نرفته مگر خار زندگی

دندان من چو ریخت اجل خنده کرد و گفت
خوش رخنه ای فتاد بدیوار زندگی
قربان طور حضرت خضرم که هیچ گاه
در پیش کس نمی کند اظهار زندگی
تا زنده است شمع تب او نمی رود
جز مرگ نیست چارهٔ بیمار زندگی
دل دید روی زندگی و در بلا فتاد
قطع نظر خوش است ز دیدار زندگی
جز دل طپیدنی ز من اندر فراق تو
چیزی بجا نماند ز آثار زندگی
با آنکه عمر در سر سودا بباد رفت
سودی نکرده ایم به بازار زندگی
در هر قدم چو شمع بسر میکنم سفر
آسان نمی روم ره دشوار زندگی
پروا نمی کنی تو و من در فراق تو
مشتاق مرگ خویشم و بیزار زندگی
ای لاله رو بیا و بنه داغ بر سرم
داغ تو ام بود گل دستار زندگی
واقف من و سلیم ازین خانه می رویم
باشیم چند صورت دیوار زندگی

۵۴

تو ای شوخ برقع کجا می کشایی
نیاید بلی از پری خود نمایی
به تاریک طبعان مکن آشنایی
اگر هست در طبع تو روشنایی
عجب نغمه ای داشت شب تار اشکم
دماغم رسانید از تر صدایی
کنم عید آن دم که از گریه سازم
سر انگشت خار بیابان حنایی

چو فشانی شتاب وصلت نداریم ای ظالم
رهی لازم که مارا بهجرت آزمایی
شدم چون حنا دستگیر نگاری
که خون ریزد از بهر رنگین اشنایی
غم جان گر ترا درد دل هست
که بیمار را تسلی کشد بدنامیی
دلم پرتو ماه و خویش ندارد
که کرده است روشن چراغ گدایی
شده محروم رفیقی نه مونس شفیقی
عجب بیکسم آه ای دل کجایی
شفا میتوان انکه در آید چشمم
بنازم تو ای شوخ نام آشنایی
صبا ندارد بویت دماغم
قناعت بودم برزق هوایی
به خرقه کردی رفتی
آشنایی آشنایی
وجان اتلیق تو آتش افتد
که تعلیم کردت چنین بی وفایی
ز عهد جا شکنت واقف دل
تهمت در آشنایی

٧٥٥

میسر نیست کسی را بیک شهود با یار سرگوشی
مگر با آن خدنگ کند سوفار سرگوشی
کدامین دلود را نمی زند نمیدانم
که با زلف کافر میکند بسیار سرگوشی
یقینم شد سنگ میکند فکری
چو دیدم یار را می کرد با اغیار سرگوشی
بکوی او ندارم محرمی تا راز دل گویم
کنم بیکسی با رخنه دیوار سرگوشی

دلی پر دارم و خواهم که همچون شیشه با ساغر
کنم روزی باو با دیدهٔ خونبار سرگوشی
ز بس میل سخن دارد بسرو من عجب نبود
کند گل گر به او از گوشهٔ دستار سرگوشی
کسی را واقف سر جنون کی میتوان کردن
کنم با حلقهٔ زنجیر خود ناچار سرگوشی

۵۶

ماه نبود به این چنین که تویی — نیست یوسف چنین حسین که تویی
گردنی بی کمند نگذاری — با چنین زلف عنبرین که تویی
دلبران در زمانه بسیار اند — نه چنین شوخ نازنین که تویی
در جهان سرو قامتان هستند — نه چنین ناز آفرین که تویی
دل خلقی کباب خواهی کرد — با چنین خوی آتشین که تویی
عقل و دینی درست نگذاری — این چنین خصم عقل و دین که تویی
چون تو من نیز عاشقم واقف — نه چنین جان در آستین که تویی

۵۷

از سینه صافی ما جانان خبر نداری
آیینه ایم لیکن با ما نظر نداری
با ما که همچو زلفیم آشفته و سیه بخت
جز بستن و شکستن کاری دگر نداری
گیرم که شد چراغت روشن به بزم دولت
کو فرصت و چه مهلت عمر شرر نداری
طور سلوک معنی باید ز خامه آموخت
بی گریه اندرین ره یک گام بر نداری
مو شد سفید و غافل گرم نظاره ای تو
پروای مرگ همچون شمع سحر نداری
پیش عقیق آن لب خضر العطش بگوید
از صبر لاف کم زن ای دل جگر نداری
نگذاشتیم یک مو از جستجوی وصلت
نامد بدست ما هیچ شاید کمر نداری

واقف درین شبستان بیکس شهید عشقی
چون شمع کشته برسر یک نوحه گر نداری

۵۸

صبا با زلف یار من چکردی زدی برهم قرار من چه کردی
مکدر گر نگردی با تو گویم که با مشت غبار من چه کردی
نه شستی گرد کین از خاطر یار بگو ای گریه کار من چه کردی
کف خاک مرا برباد دادی چه کردی شهسوار من چه کردی
ز دی تر خنده ها برگریهٔ من به چشم اشکبار من چه کردی
تو شمعی با تو میگویم به صد سوز که با شبهای تار من چه کردی
فگندی خار واقف را به بستر چه کردی گلعذار من چه کردی

۵۹

بر بستر غم میکشم آزار کجایی
ای داروی درد من بیمار کجایی
گفتی چو دهی جان به تو دیدار نمایم
من جان میدهم از حسرت دیدار کجایی
اغیار به پرسیدنم آیند و من از درد
خون گریم و گویم که تو ای یار کجایی
دیر است نمالیده کسی گوش دلم را
مشتاق تو ام یار ستمگار کجایی
این گرمی این باده دل سوخت جگر سوخت
ای سایه فگن ابر هوادار کجایی
از حسرت تیرت چو هدف خاک نشینم
قربان شومت شوخ کماندار کجایی
هردم دل بی‌طاقت من از غم هجران
خون میشود ای صبر جگردار کجایی
دارد سر رفتن دل من در قدم اشک
فریاد رس ای حضرت دلدار کجایی
کو محرم رازیکه به او حال توان گفت
دریاب مرا واقف اسرار کجایی

۶۰

غبار درش ای صبا گربیاری — مرا بر سرو دیده منت گذاری
بود لازم عمر بی اعتباری — بزلفش چرا نقد دل میسپاری
نداری بما شیشه جانان ترحم — تو ای سنگدل از کدامی دیاری
نظر کن بحال دل دردمندم — نه آخر تو هم چشم بیمار داری
نه امروز دل برق جولان‌شوق است — که آتش عنان بود درنی سواری
اگر کبک پیشت بدعوی خرامد — توان خنده کردن بران کوهساری
بکش ناوک خویش از سینهٔ من — چه کردم که جان مرا میبرآری
سر یوسف‌خویش گردم که چون‌عمر — عزیز است با وصف بی‌اعتباری
ز سرنی‌تو بگذشت یک نیزه اشکم — قلم بر سر من چنین گشته جاری
اگر ابلهی خامه اش کارچوب است — خری دانمش قابل چوب کاری
رقیبا بکویش ترا قدر سگ نیست — تو هم خویش را آدمی میشماری
چوسیماب مشکل که تسکین پذیرم — جبلی است در طبع من بیقراری
بسر وقتم آرید آن سیمتن را — که سیماب گر دیدم از بیقراری
ز کف میدهی زلف دلدار **واقف** — به غفلت چرا عمر را میگذاری

۶۱

پیش زلف او بردم شکوهٔ پریشانی
گفت ای پریشان گو حال من نمیدانی
کس ترا نخواهد کشت در حریم او ای شمع
بهر عرض سوز من گر زبان بجنبانی
سجده نقش میگردد بر در تو چون غلطم
ز انکه شش جهت دارم قرعه وار پیشانی
خوش رسانده ای ظالم طرز بی‌دماغی را
جان اگر بیفشانم آستین بر افشانی
قید هستیم ای کاش واشود که کلفت‌ها
بر سرم هجوم آورد همچو موی زندانی
چشم کافرآئین را سرمه آشنا کردی
ترسمت سیه سازی خانهٔ مسلمانی
بوسهٔ لب نو خط شب سیاه مستم کرد
نشهٔ دگر باشد در شراب ریحانی

عید جلوهٔ قاتل دیده ایم ما ای دل
زخم ما بهم ناید همچو چشم قربانی
واقف آن لب شیرین گر نمی دهد کامم
باری از نبات او میکنم مگس رانی

۶۲

بجز آزار دل کاری نداری / مگر یار دل آزاری نداری
تغافل میکنی در کار عاشق / مگر با چون خودی کاری نداری
عذابم میکنی هر لحظه گویا / بغیر از من گنهگاری نداری
بهر کس یوسف من عشوه مفروش / ز من بهتر خریداری نداری
دلا بسیار می سوزم بحالت / که غم داری و غمخواری نداری
نگفتی از کسان دارم بدل بار / بحمدالله ز من باری نداری
وفا گفتی که دارم یا ندارم / سرت گردم بلی آری نداری
نمی دانم ترا **واقف** چه حال است / که دل داری و دلداری نداری

۶۳

ای ناله بگوش شنوای نرسیدی
رفتی همه جا لیک بجای نرسیدی
ای گریه چو سیلاب بهر کوچه دویدی
یک بار بدیوانه سرای نرسیدی
بی‌فایده رفت این همه صیقل گری من
ای آیینهٔ دل بجلای نرسیدی
سیر و سفرت هیچ بجای نرسانید
ای کوکب بختم به ضیای نرسیدی
بردم گله از دست تو درپیش مسیحا
ای درد محبت به دوای نرسیدی
صد حیف که **واقف** ز سر کوی نکویان
بی‌برگ گذشتی به نوای نرسیدی

۶۴

چه شود گر تو یار من باشی / یار من غمگسار من باشی
چه شود گر ز روی دل سوزی / شمع شبهای تار من باشی

چه شود گر بیک دو پیمانه چاره ساز خمار من باشی
چه شود گر تو ای وفا دشمن قدری دوستدار من باشی
چه شود گرشبی برغم رقیب تا سحر درکنار من باشی
چه شود گر پس از فنا گشتن تو چراغ مزار من باشی
نالهٔ زار من اگر شنوی واقف از حال زار من باشی

۶۵

بی‌تو در اسباب عیش افتاده از بس دشمنی
خورده از دست سبو مینا پیاپی گردنی
بر نگین لعل شیرین نام خسرو کنده اند
کوهکن از ساده لوحی تو عبث جان میکنی
یار نرم‌اندام با من سخت گیری می کند
پنجه از فولاد دارد باهمه سیمین تنی
چون بداغت داده‌ام جان چیست انداز عتاب
من چراغ مرده ام برمن چه دامن می زنی
زان همه یاران که بر بیماریم دل سوختند
مانده بر بالین من شمعی و آن هم مردنی
میتوان ای سنگدل گاهی خمار ما شکست
تا بکی پیمانهٔ امید ما را بشکنی
شانه گر افتد بدام من کشم زو انتقام
میکند در کوچهٔ زلفت بدل دندان زنی
دور چشم بد که بی‌درد سر از خاک درش
صندلی شد در بر ما جامه از عریان تنی
داغ از دست توام کز گفتهٔ تردامنان
بی محابا آستین بر شمع عیشم می زنی
تا گریبان گرچه واقف در عرق رفتم فرو
بر نمی آیم هنوز از خجلت تردامنی

۶۶

ز بس در جمع مهرویان تمامی تو بیشک این جماعت را امامی
رقیب از کوی او شد مانع من که در راه حرم باشد حرامی

ز سلک آن در دندان چه گویم | که دارد خنده بر نظم نظامی
به تنباکو کشی تا خو گرفتی | کشم هر لحظه ناز تلخ کامی
بذکر نام او لب آشنا کن | ترا این بس نگین نیک نامی
به نحوی صرف می گردید واقف | که رهن باده سازد شرح جامی

۶۷

ای اشک بی‌قرار بکوی که میروی
وی آه شعله بار به سوی که میروی
ای آفتاب گرم بکوی که میروی
نعلت در آتش است بسوی که میروی
هرگز نمی شود که کنی روی در قفا
زین سان برای دیدن روی که میروی
سنگی بدست داری و سنگی در آستین
بهر شکست جام و سبوی که میروی
ای کعبه‌رو ز راه ادب پا ز سر کنی
گردانی اینقدر که بکوی که میروی
چشمم ز گریه شد لب جو سرو ناز من
دامن کشان تو بر لب جوی که میروی
تو میروی و می رود از چهره رنگ من
آه ای صبا بغارت بوی که میروی
داری بدست از دل صد چاک شانه ای
واقف بشانه کاری موی که میروی

۶۸

مگر دل گریه سر کرده‌است جای | که می آید بگوشم های های
جهان گردیدم و دردا که جای | دچار من نشد درد آشنای
کشیدم خوان نعمت های دردت | به غم خواران زنم هردم صلای
خبر از عالم بالا گرفتم | ندارد همچو بالایش بلای
روان سازم اگر افتد قبولش | بدست گریه خونین حنای
سرت گردم چنین محجوب مگذر | نگاهی خنده ای حرفی ادای

ز خون خوردن نگردد سیر تیغت نباشد همچو او صاف اشتهای
نیاز و ناز را هنگامه گرم است از و دشنامی و از ما دعای
درین بیگانگان واقف ندیدم بجز آیینه صورت آشنای

۶۹

ز تاثیر محبت دل بزلفش سر کند بازی
به این جرات کجا با مار افسون گر کند بازی
دل من گرد چشم یار می گردد ازان ترسم
شود زخمی چون آن طفلی که باخنجر کند بازی
ندارد هیچ وزنی وقت استیلای غم تمکین
که چون آید بطوفان بحر با لنگر کند بازی
پریشان اختلاطی این چنین آشفته‌ام دارد
که هر تاری ز زلفش با دل دیگر کند بازی
هراسد مرد بازیگر چو باشد ریسمان نازک
بخود لرزد دلم هرگه بزلفت سر کند بازی
رقیب از بهر تو زر باخت نی سر ای سرت گردم
اشارت کن بعاشق تا ازو بهتر کند بازی
ز وصل مه جبینی خانه روشن داشتم لیکن
ندانستم که با من عاقبت آخر کند بازی
سر خود را چو گو افگنده‌ام واقف بمیدانش
مگر آن شوخ چوگان‌باز گاهی سر کند بازی

۷۰

چو نی هرچند گشتم خشک وخالی مرا بنواز و بنگر زار نالی
ز بس هرسفله دارد رنگ و روغن به چینی می زند پهلو سفالی
زدستت باده خوردم رفتم از دست فلا ادری یمینی عن شمالی
چو بینم خاکبازی های طفلان بشور آیم ز یاد خورد سالی
جمال او گزنده آفتابی است که آن مه زاده در ماه جلالی
نکرد ار گریه تاثیر این قدر شد که پیش او دلی کردیم خالی
خیال آن کمر را بنده ام من کزو آموختم نازک خیالی

ز فیض سمندآرایان بشو دست که بی‌آب است واقف حوض خالی

۷۱

تا کی بکنج غمکده ما واکند کسی
کو بزم عشرتی که دلی واکند کسی
تا کی ز گریه سلسه برپا کند کسی
تا چند دل گدازد و در پا کند کسی
با شوخی تو آه چه سودا کند کسی
فرصت نمی دهی که گره واکند کسی
نتوان گرفت دامن یار عزیز را
مردانگی مگر چو زلیخا کند کسی
راضی بمال و جان و دل و دین نمی شوی
با چون تو دشمنی چه مدارا کند کسی
ما مرد تلخ کامی هجر تو نیستیم
بر خود چگونه زهر گوارا کند کسی
بر مسند غرور نشینند چون بتان
رخصت نمی‌دهند که مجرا کند کسی
قاصد چنین شتاب مکن باش ساعتی
تا نامه ای بخون دل انشا کند کسی
جز اشک این حدیقه ندارد شگوفه ای
اینجا چه برگ عیش مهیا کند کسی
بر روی روز راز فگندن چه لازم است
چون شمع به که گریه بشبها کند کسی
مردم مگر ز رشک رقیبان شوم خلاص
این درد را دگر چه مداوا کند کسی
گم گشتهٔ عدم شدی از یاد آن دهن
ای دل چسان سراغ تو پیدا کند کسی
میرم زغم چو غیر کند جا به محفلش
آه آن زمان که در دل او جا کند کسی
چون جام زهرخند درین انجمن تراست
این جا چه هرزه گریه چو مینا کند کسی

واقف ازآن دهن که به تنگی مثل شد است
از بهر بوسه ای چه تقاضا کند کسی

۷۲

دماغم تازه است از صحبت دیوانهٔ چندی
چراغم روشن است از گرمی پروانهٔ چندی
درین شهرم ملول از صحبت فرزانهٔ چندی
مرا ویرانه ای میباید و دیوانهٔ چندی
سر گستاخی دارم به آن پیمان شکن امشب
فزون کن ساقی از هر روزه ام پیمانهٔ چندی
کبوتر از بر یار آمد و آورد مکتوبی
به پیش او بریز ای اشک شادی دانهٔ چندی
خرابی گرد از دلها بر آورد است لطفی کن
گر آبادان شود در عهدت این ویرانهٔ چندی
بود پهلوی هم در کوچهٔ سودا گرفتاران
بسان حلقهٔ زنجیر شیون خانهٔ چندی
سزای تست ایدل آنچه در عشق بتان دیدی
تو کردی آشنایی با خدا بیگانهٔ چندی
خرابیهای عالم باورت ناید مگر روزی
که ویران گردد از سیل سر شکم خانهٔ چندی
بجز زلفش که باشد مجمع دلهای سودای
بیک زنجیر واقف دیده ای دیوانهٔ چندی

۷۳

اگر دستم رسد بر خط تراشی های خوش‌روی
فرو نگذارم از اصلاح او هرگز سر موی
دلم را آب کرد از بس هوای قد دل جوی
نشستم همچو سرو از گریه آخر برلب جوی
بصحرا این سخن می گفت آهوی باآهوی
که ما را میکشد ناگاه روزی چشم جادوی

بسی مشکل بود تسخیر کردن شوخ چشمان را
شدم مجنون بامیدیکه رامم گردد آهوی
بیا بسم الله ایدل گر رفاقت میکنی بامن
که از خود رفتنی در پیش دارم تا سر کوی
کنون چیزی ندارد در گره غیر از پریشانی
که دل سرمایهٔ خود باخت در سودای گیسوی
خزان کردی بهار حسن سیر لاله و گل کن
تواند شد که گیری وام ازین رنگی ازان بوی
چو شمع کشته بر سر ماتم افروزی نمی بینم
بغیر از دود آهی کو پریشان کرد گیسوی
ز پیشم این چنین محجوب مگذر جان بقربانت
شکر خندی نگاهی زهرچشمی چین ابروی
نمی دانم که رفت از پهلویم واقف نمیدانم
که هر دم میخورم از دل طپیدن تازه پهلوی

۸۴

نباشد همچو من در کوچهٔ زلف تو شیدای
گرفتار است جان ز آشفتگی جای دلم جای
فضولی های مهمان میزبان را داغ می سازد
غمت هر لحظه میسوزد دلم را از تقاضای
مرا گر دوست میدانی مروت کن بمن باری
وگر دشمن تصور کرده ای ظالم مدارای
مکن ای خط سرکش اینقدر بیداد بر رویش
خدا کرده است پیدا بهر هر فرعون موسای
جنون کهنه دل را تنگ می دارد خوشا روزی
که او نو خط شود ما را دهد رو تازه سودای
کمان عشق با این نا توانی میکشیدم من
اگر از گوشهٔ ابروی او میبود ایمای
چرا بینم زیان واقف که باعشق است سودایم
گریبان دادم آوردم بکف دامان صحرای

۷۵

تا تو رفتی درد شد صاف ایاغ زندگی
تیرگی چون لاله گل کرد از چراغ زندگی
زعفران را خنده می‌آید برنگ زرد من
بسکه پامال خزان شد بی‌تو باغ زندگی
مرهم کافوری از صبح فنا خواهم که سوخت
شمع آسا استخوان من ز داغ زندگی
واقف از حالم چه پرسی کز خیال آن کمر
بسکه کاهیدم شدم موی دماغ زندگی

۷۶

دم مزن ای تیغ با ابروی یار از همسری
بحث کج باشد دلیل قاطع بی جوهری
میفروشم سرمه وز خوبان نگاهی می خرم
من بچشم خویش دیدم سود این سوداگری
همچو به هر چند گرد آلود خط شد آن ذقن
میبرد گوی لطافت را ز سیب عنبری
شاید از سنگینی درد دلش آگه کند
کاغذ مکتوب را دادیم رنگ مرمری
گر بقای خضر هم یابی درین دشت فنا
توسن عمر تو آخر میخورد اسکندری
سر اگر خواهی هماندم میکنم **واقف** نثار
نیست با شمشیر یارم آشنایی سرسری

۷۷

ز دست تو منم دستخوش بیتابی
میکنند از هوسم سیمتنان بیتابی
گریه چون ابر تر از دامن مژگان برخیز
خار صحرایی بلا خشک شد از بی‌آبی
قدمی رنجه کنی گر تو بویرانهٔ ما
فرش خاکستری فقر کند سنجابی

از تماشای تو ام چشم بزیر ابرو
مانده حیرت زده چون آیینهٔ محرابی
بر سر کوی بتان کشت و بر آویزم کرد
کی گمان داشتم از عشق چنین قصابی
ایمن از بافتن زلف تو نتوانم بود
ریسمانی ز برای دل من سیتابی
نه همین در سرم از چرخ جنون دو ریست
در دلم هست ازو آبلهٔ دولابی
شده از نالهٔ من شور قیامت بیدار
آه ای دیدهٔ بختم تو همان در خوابی
لشکر ناز تو خودسر بنظر می‌آید
مژه از حکم تو ترسم که کند سرتابی
نگه ات خاصیت روغن بادام دهد
به که آن خستهٔ سودا زده را در یابی
از سخن های حکیمانه مزن دم واقف
روزگاریست که هر موش شده فارابی

۸۸

عجب بیرحم و کافر ماجرایی — بلایی از بلاهای خدایی
نه کنعانی به این خوبی نه مصری — عزیز من تو فرزند کجایی
غلط کردم خطا کردم عفی الله — که کردم با تو بیدرد آشنایی
چو برگ لاله میسوزد درین باغ — جدا هر عضوم از درد جدایی
وزد یک شام اگر بر زلف او باد — کند تا صبح محشر مشکسایی
همه اعضای تو نرم است چون سیم — نمیدانم که سنگین دل چرایی
بدام زلف تو آن دل که افتاد — بعمر دیگرش افتد رهایی
ترا واقف ز پیری پشت خم شد — بنه بر طاق اکنون میرزایی

۸۹

ای بلند از قد تو رعنایی — قامتت سرو باغ یکتایی
رفت مجنون و من درین صحرا — میدهم جان بدرد تنهایی
خانه از گریه شد خراب و هنوز — بی‌مروت ز در نمی آیی

با خرام تو کبک کوهساریست پیش چشمت غزاله صحرایی
رو ترش میکنی چرا با من بنده سودائیم نه صفرایی
مرده زیر زمین نخواهد ماند لب او گر کند مسیحایی
ما بران آستان عالیشان خاک روی و جبهه فرسایی
همه از روی بندگی کردیم خواجه روزی نکرد آقایی
عشق ای دل چه گفته درگوشت کز طپیدن دمی نیاسایی
مگر آزرده ای ز خود واقف که تو گاهی بخود نمی‌آیی

۸۰

زهی نگاه تو سرگرم فتنه پردازی
ز ترکتاز تو در لرزه ترکی و تازی
کبوتریکه پرد در هوای آن لب بام
تمام عمر بود در بلند پروازی
دلم که در حرم کوی یار میرقصد
کبوتریست که با کعبه میکند بازی
ز اشک پاک گهر در تعجبم که چرا
دو دیده گرم چنین از برای غمازی
نموده لاغری عشق تار طنبورم
نوازشی نکنی شوخ من چه ناسازی
بکوی سنگدلان شور گریهٔ شیر است
بکوه آب روان میکند خوش آوازی
نظر چو آیینه گاهی بحال واقف کن
ز شوق روی تو کرده‌است خانه پردازی

۸۱

فتادم بردرت برخیز گفتی دگر ناگفتنی‌ها نیز گفتی
حدیث تلخ کز وی زهر می‌ریخت، ازان لب های شکرریز گفتی
کشیدی تیغ از شوخی و آنگاه به این بیدست و پا بگریز گفتی
مرا گفتی زمن چیزی طلب کن عجب چیزی بدین ناچیز گفتی
برش انکار کردی واقف از عشق دروغ مصلحت آمیز گفتی

۸۲

به بختم محرمی در حضرت جانانه بایستی
دل صد چاک من گیسوی او را شانه بایستی
دلم را هر که میبیند اسیر زلف میگوید
که زنجیر چنین را این چنین دیوانه بایستی
بطوف شمع خود رفتم ندانستم چه باید کرد
پی تعلیم همراهی یکی پروانه بایستی
نشد از شیشه و پیمانه تسکین خمار من
سبوی دستگیری من درین میخانه بایستی
ز خوبی آنچه می بایست دارد یار من لیکن
ز بسیار آشنای اندکی بیگانه بایستی
نشد بوی نصیبی از لب آن یار میخواره
دریغا مشت خاک من گل پیمانه بایستی
جهانی پر ز هشیاران نمی آید بکار من
مرا دیوانه ای واقف درین ویرانه بایستی

۸۳

ای دل توچه اضطراب داری — پیوسته مرا خراب داری
دنبال که میروی ندانم — ای عمر عجب شتاب داری
مستانه روی بخانهٔ غیر — زین شیوه مرا کباب داری
در صلح درنگ میکنی لیک — در جنگ عجب شتاب داری
برسینهٔ من شمرده زن تیر — اندیشه گر از حساب داری
بگذر ای زلف از میانش — بر هیچ چه پیچ و تاب داری
از پهلوی ما جدا شو ای دل — ما را بی خور و خواب داری
نتوان از دور هم ترا دید — خاصیت آفتاب داری
لب تشنهٔ خون ماست واقف — تیغش با وصف آبداری

۸۴

در دیدهٔ مردم چرا بر رغم من جا میکنی
حرفی بجای گویمت بسیار بیجا میکنی

با دیده سوزن کی کند آتش بخرمن کی کند
دشمن بدشمن کی کند تو آنچه با ما میکنی
با عاشق خونین جگر صلحت نباشد معتبر
کز بهر جنگ ای کینه‌ور تقریب پیدا میکنی
دوران فرصت کم بقا تو دیر پروا میرزا
در کشتن عاشق چرا امروز و فردا میکنی
از چشم جادوزای خود وز لعل روح افزای خود
گه مرده سازی زنده را گه مرده احیا میکنی
نازم بعذر آوردنت گر بعد صد جور و جفا
گویی که از من سهو شد با آنکه عمدا میکنی
وامیکنی بندقبا در بزم غیر ای بی‌وفا
وانگه بصد حسن ادا ما را ز سر وامیکنی
تا کی غم جان خوردنم زین زیست بهتر مردنم
کز بهر دل آزردنم با غیر ایماء میکنی
چون خط شداز رویت عیان بامن دلت شد مهربان
زین پیش بودی کاشکی لطفی که حالا میکنی
واقف شدی‌چون هرزه‌دوهرجا دلت خواهد برو
از پهلوی ما دور شو ما را چه رسوا میکنی

۸۵

گر کنم صاحب من در تو نگاهی گاهی
عفو کن میشود از بنده گناهی گاهی
زان کشم از دل حرمان زده آهی گاهی
که مرا شاد نکردی به نگاهی گاهی
گر وصال تو مرا دست دهد نیست عجب
می نشیند به گل و لاله گیاهی گاهی
چشمها دیده‌ای سرمه خبر ده باری
دیده‌ای چون تب من چشم سیاهی گاهی
من کاهیده چرا از نظرت افتادم
چشم را کارفتد با پر کاهی گاهی

زور برمن چو کمان میکنی و میترسم
جهد از شست دلم ناوک آهی گاهی
محتسب میکده را ساخته ویران صد حیف
می گرفتیم به آن خانه پناهی گاهی
نفتد هیچ خلل در روش راست روی
گر روم از پی کج کرده کلاهی گاهی
روی در هم بکش ای آئینهٔ رخسار زن
سر کشد گر ز دل سوخته آهی گاهی
هیچ نقصان نرسد گر تو ام ای ماه تمام
نصف دل خوش کنی از نیم نگاهی گاهی
بیدماغی نگزارد که نویسم مکتوب
میفرستم بر او قاصد آهی گاهی
چه شد آن طالع فرخنده که روشن می شد
کلبهٔ تیره ام از پرتو ماهی گاهی
واقف آن عهد کجا رفت که ما همچو جرس
می گرفتیم بجانان سر راهی گاهی

۸۶

دل ز من برد جامه گلگونی — که بهر جلوه میکند خونی
کسب اشراق کن ز میخانه — هست در هر خمی فلاطونی
سفله‌پرور شد آنچنان گردون — که فریدون شده است هر دونی
لای خوران کوی میکده را — نیست حاجت بهیچ معجونی
دل سرشکی شد و چکید از چشم — چکند با تو قطره ای خونی
پر خراب است خانهٔ زنجیر — آه در عرصه نیست مجنونی
ای پری معجز از کجا آرم — کارگر نیست در تو افسونی
واقف از شهر دلگرفته شدم — بعد ازین دل کشم به هامونی

۸۷

هزار گونه الم هست و دلفگار یکی
هزار حیف نمیدانی از هزار یکی

هزار کار بیاموختم ولی در عشق
ازان هزار نیامد مرا بکار یکی
چگونه راز بپوشم مرا دو غماز اند
شکست رنگ یکی چشم اشکبار یکی
مرا چه عیش که دارم دو دشمن آرام
دل نگار یکی جان بیقرار یکی
دو چیز باعث شور مزاج من باشد
پیام یار یکی آمد بهار یکی
ز حال چشم و دلم غافلی و از دستت
یکی نهفته کند گریه آشکار یکی
ز لخت‌های دل من خبر چه میپرسی
یکی رسید بمژگان و درکنار یکی
شد است موجب دل‌بردیم ز مهر و وفا
جفای یار یکی جور روزگار یکی
چه نخلها که نشاندم درین زمین امید
ولی هنوز نیاورده است بار یکی
خدنگهای نگه جمله صرف غیر مکن
برای خاطر من هم نگاهدار یکی
چه شکوه‌ها که ز دست‌تو در دلم خون شد
یکی بیا و ز من بشنو ای نگار یکی
چه نامه‌ها که نوشتم بخون دل سویش
خدا کند که ازانها رسد بیار یکی
ز روزگار به پیش تو شکوه نتوان کرد
که هست خوی تو با خوی روزگار یکی
صبا به یار ز واقف همین‌قدر گوئی
که هست بر سر راهت در انتظار یکی

۸۸

چه باشد گر به شکر مه‌جبینی
شبی با تیره‌روزان هم نشینی

اگر خود را به چشم من ببینی
بهر ناشسته روی کی نشینی
قدم بر چشم کس نگزارد از ناز
تو ای سرو از کدامین سرزمینی
ترا نی دوست میگویم نه دشمن
که تو صبح آنچنان شام این چنینی
ز بس تیرم زدی ترکش تهی شد
کماندارا هنوزم در کمینی
ندارد اعتبار مهرت ای ماه
تو گه بر آسمان گه بر زمینی
عجب معجونی از شیرین و تلخی
عجب مجموعه ای از مهر و کینی
غباری گر بخاطر داری از من
روم ز انسان که گرد من نه بینی
بناز ای سروقامت راست آمد
ببالایت قبای نازنینی
بعالم فتنه از قد تو برخاست
تو گویا فتنة للعالمینی
ز چشم هرکه رفتی نامدی باز
مگر جانا نگاه واپسینی
تو یار من نخواهی شد بصد قرن
که با اغیار روز و شب قرینی
تمامی ساحرانت آفرین خوان
به چشمت ختم شد سحر آفرینی
مکن از ما جدائی ای غم یار
تو مارا مونس جان حزینی
درین صورت نخواهد ماند جان نیز
که دل بردی کنون در فکر دینی
بمردن گشته ای نزدیک در عشق
چرا واقف نه کردی دوربینی

۸۹

با غیر ترا خطاب تا کی / با من سخن عتاب تا کی
دوست پی شرور تا چند / من با جگر کباب تا کی
ای بخت اگر نمرده ای تو / چشمی بکشای خواب تا کی
سیماب نه ای دلا خدا را / آرام کن اضطراب تا کی
از دست بشرمی خون اغیار / دست تو و این خضاب تا کی
بخواند تو عرضه‌ام کنی چاک / من منتظر جواب تا کی
گفتی که بخانهٔ تو آیم / ای خانهٔ من خراب تا کی
واسوخت ز عشق واقف آخر / بیچاره کشد عذاب تا کی

۹۰

آنکه برداشت دل و دین من از ایمای
چشم آئینه ندیداست چو او زیبای
آنکه در هر بن موی من از و مجنونی است
هست در شکن طرهٔ او لیلای
چه بلای تو که در شهر یکی خانه نماند
که دران نیست ز بیدادتو واویلای
باغبان گشت در اطراف گلستان و نیافت
همچو جانانهٔ من سرو سهی بالای
بسکه در کوی کسی گریه پریشان کردم
دلم افتاده بجای جگر من جای
نیست ممکن که دگر بار بدستم افتد
دل فتاد است به چنگ مژهٔ گیرای
واه که در قسمتم از سر کهٔ پشانی‌ها
آن قدر نیست که از وی شکنم صفرای
کرده چشم تو مرا مست و خراب و مدهوش
داشتم ورنه صلاحی ورع و تقوای
خواجه را گو که مرا نام نهد بندهٔ عشق
که جز او نیست مرا در دو جهان مولای
مضخلت نیست که در شهر نشینی واقف
زانکه دادند ترا دیدهٔ طوفان زای

۹۱

کارم افتاد عزیزان به بت خودرای
که ندارد ز وجود و عدمم پروای
رای من اینکه بان زلف کنم سودای
همچو من نیست درین جمع پریشان‌رای
شمع گردیدم و صد بزم تماشا کردم
راستی را که ندیدم چو تو بزم آرای
پیش مفتی برم از غمزهٔ شوخت فریاد
که ترا داده بخون ریختنم فتوای
صوفی و خانقه و ما و خرابات مغان
هر کسی را ز ازل گشته مقرر جای
دوستان جمله بگوئید مبارکبادم
یار داد است بخون ریختنم فتوای
میکنم خدمت رندان خرابات ولی
قسمتم نیست درین میکده الا لای
گرچه در کوی تو غوغاست بهر سو از عشق
غیر من نیست در آن معرکه سرغوغای
ای دل افسردگی ات سخت ملولم دارد
عمر رفت و نشنیدم ز تو هو و های
چند مطعون خلائق شدم از عریانی
پوشم از خاک درت خلعت سرتاپای
می روم با سر پرشور به صحرا واقف
نیست چون سیل درین راه بمن همپای

۹۲

قصهٔ من شده مشهور و تو هم میدانی
بر زبان همه مذکور و تو هم میدانی
رفتن از کوی تو مقدور من زار نبود
گریه ام برد بصد زور تو هم میدانی
وه چه شاهی که ز بیداد تو در کشور دل
نیست یک خانهٔ معمور تو هم میدانی

بود دل ملک سلیمان ولی از دوری تو
تنگ‌تر شد ز دل مور تو هم میدانی
شرح بی‌مهریت ای ماه چه تقریر کنم
روز من شد شب دیجور تو هم میدانی
من ز نزدیک تو خود دور نرفتم که فکند
دل طپیدن ز توام دور تو هم میدانی
واقف از من مزهٔ عشق چه پرسی هر دم
هست تلخ و ترش و شور تو هم میدانی

۹۳

میانت را چو گفتم رشته رنجیدی چه فهمیدی
گناه سهل برانگشت پیچیدی چه فهمیدی
ترا چون عمر گفتم هم‌شتابان از برم رفتی
چو عمر رفته گامی برنگردیدی چه فهمیدی
من از دردت بروی بستر بیماری افتادم
تو ام از روی بیدردی نپرسیدی چه فهمیدی
نگه لطف عمری از تو میکردم سوال اما
پس‌ازعمری بسویم‌ازغضب دیدی چه فهمیدی
چو سر کردم برت افسانهٔ دل گوش خواباندی
شنیدن داشت اما حیف نشنیدی چه فهمیدی
نخواندی سطر از غمنامه‌ام صد پاره‌اش کردی
تو ای مه پاره حیرانم چه فهمیدی چه فهمیدی
نظر بر خاکساری های من یکره نیفگندی
غبارم دیدی از وی چشم پوشیدی چه فهمیدی
دل از پهلوی من دزدیده دزدیدی ز من پهلو
شکیبم را بغارت برده ای گیدی چه فهمیدی
شب اغیار همچو روز شد از پرتو مهرت
ز من ایماه تابان روی تابیدی چه فهمیدی
تو غافل آتش حل کرده یعنی خون واقف را
می گلگون تصور کرده نوشیدی چه فهمیدی

۹۴

بتو ای بلبل طاقت پرواز داری باز میناّلی
هزاران شکر کن چون من نداری بی پروبالی
زمین مینا تهی کردن نخواهد آن قدر فرصت
زبانی باش جانان تا کنم پیشت دلی خالی
چه در وصف تو ماه خردسال من توان گفتن
ندیده چون تو ماهی چرخ باوصف کلان سالی
دلم از سینه بیرون شد چو پیکانش فرود آید
که صاحب‌خانه سازد بهر مهمان جای را خالی
جدا افتاده تا نی از نیستان ناله‌ها دارد
تو ای از اصل خود افتاده دور اصلا نمی نالی
به قتلم یار کرد اقبال برگردید مژگانش
مرا کشت است واقف دزد این برگشته اقبالی

۹۵

شکوهٔ آن بیوفا بسیار دارم دیدنی
از گلی در دل هزاران خار دارم دیدنی
با رخ تو ذوق گفتگو بسیار دارم دیدنی
زخم بر زخم لب اظهار دارم دیدنی
درد دل صبر لخت خود باوصف بی‌برگی گلی
لایق آن گوشهٔ دستار دارم دیدنی
در گلستان نوحهٔ قمری و شور عندلیب
در غم آن سرو گل‌رخسار دارم دیدنی
یار از غم‌خانهٔ من رفت و من دیوانه وار
گفتگوها با در و دیوار دارم دیدنی
سر پر از شور و نمک بر زخم ز هر انداز من
این همه زان لعل شکر بار دارم دیدنی
کوچه گردی میکنم دیوانگی شوریدگی
بی‌تکلف من عجب اطوار دارم دیدنی
زهد می ورزم ولی دل‌بستهٔ زلف بتان
سبحه در کف در کمر زنار دارم دیدنی

میفروشم جان و بوی میخرم از زلف یار
طرفه سودای درین بازار دارم دیدنی
با چنین بختی که در خواب است از بیدولتی
آرزوی دولت بیدار دارم دیدنی
جسم خاکی دیده ای از نور جانم غافلی
آفتابی در پس دیوار دارم دیدنی
گرچه از رنگین نوایان گلستانی نیستم
نالهای خونچکان بسیار دارم دیدنی
دیدنی میخواهم از تو کز برای دیدنت
چشم خونبار و دل افگار دارم دیدنی
شکوه بسیار است اما رخصت اظهار نیست
لب خموشی دل پر از گفتار دارم دیدنی
ناتوانی مستی و بیماری و خواب و خمار
این همه واقف ز چشم یار دارم دیدنی

۹۶

بهر عیادت دل غمگین نیامدی
بیمار خویش را سر بالین نیامدی
جذب منت اگرچه بسی بیقرار ساخت
نازم ترا که از بس تمکین نیامدی
می آمدی که تا ببری دین و دل ز من
چیزی نماند چون ز دل و جان نیامدی
صد ره بسوی غیر شدی ماه من ز مهر
یکره به کلبه‌ام ز در کین نیامدی
صبحی ببام رفتی و خورشید از افق
سر بر نداشت تا تو بپائین نیامدی
گفتی که من بخانه تو خواهم آمدن
سنگ رهت شد آن دل سنگین نیامدی
مشکل که بعد مرگ بخاکم گذر کنی
در زندگی مرا چو ببالین نیامدی

واقف سپرد جان ز جفای تو دیر شد
بر خاک آن جفاکش دیرین نیامدی

۹۷

چه باشد گر بما ای مرغ گلشن هم‌قفس گردی
چه باشد گر دو روزی با اسیران هم نفس گردی
ترا مستی و شبگردی پسند افتاده ماه من
زنام لال میترسم گرفتار لعس گردی
دلا همراه محمل میکنی زاری ز حد افزون
گزین زاری چه میخواهی مگر خواهی جرس گردی
تو خوبی لیکن از بد اختلاطی‌هات میترسم
گلی یا رب مبادا هم‌نشین خار و خس گردی
چه داری آرزوی همدمی با این و آن واقف
تو بی‌برگی همان بهتر که با نی هم‌نفس گردی

۹۸

بنده را نیست تاب مهجوری
دور دار ای خدا ز من دوری
گفت یارم ز من بکن دوری
قلت والله لیس مقدوری
گله دارم ازان لب شیرین
که ز بختم نمی‌رود شوری
نیست بی گرمی بحمدالله
آه سردم چو شمع کافوری
در تو زاری نمی کند تاثیر
آه از بی‌زری دلی زوری
زخم دل زود به شد و داغم
که نشد فیض‌یاب ناسوری
مرد باید برای عشق که نیست
کار هر دار بار منصوری
سلطنت با نیاز کس نشوی
تا نباشد ز ناز دستوری
وادی عشق سیر کن که درو
میکند مور لنگ تیموری
عشق غمخانه چون کند تعمیر
شادی آید برای مزدوری
برد افسون چشم مست کسی
مردمان را ز راه مستوری
همه خوبان بعاشقان خوب اند
تو چرا برخلاف جمهوری
می دمد در دیار ما واقف
از گل ماتمی گل سوری

۹۹

از خودی بسکه گرفتار خودی
غافل از حال دل‌افگار خودی

غرق در چشمهٔ آئینه شدی چقدر تشنهٔ دیدار خودی
چشم پرکار تو از پشت برد مست از ساغر سرشار خوری
بینی آئینه و خوانی غزلی عندلیب گل چنار خودی
سوختی جان خریدارن را بر سر گرمی بازار خودی
یک نفس آئینه از کف ندهی بسکه حیرت‌زده در کار خوری
دفع درد دل **واقف** نکنی واله نرگس بیمار خودی

۱۰۰

به پیریم شده رهزن جوان خودرای
خدا نترس بتی خودپسند خودرای
هزار حیف که یکبار هم ندیدم ازو
تفقدی کرمی پرسشی دلاسای
بزیر چرخ نداریم چاره ای ز گداز
برای مامت فلک بوتهٔ معمای
صبا چمن بچمن گشته ای نشانم ده
برنگ و بویش اگر دیده‌ای گلی جای
بیا به چشم ترم لخت دل تماشا کن
چو تختهٔ پارهٔ کشتی میان دریای
ز من برای چه دامن کشیده میگزری
مرا ز ضعف نمانده است دست گیرای
دل غریب تو **واقف** مگر بشور آید
که هست بر سر کویش غریب غوغای

۱۰۱

مرا دلی است چه دل کوچه گرد رسوای
هزار پاره و هر پاره در گرو جای
به عهد زلف پریشان او سری دارم
چه سر که در سر هر موی اوست سودای
باینقدر نشود رنجه پای نازک تو
به بخت خفتهٔ ما گرزنی سرپای
کسی نکرد مرا دست لطف در گردن
ببزم دهر منم چون شکسته مینای

خراب های جهان خراب را دیدم
نیافتم چو خرابات دل‌نشین جای
بحیرتم که چسان دل ز دست او گیرم
فتاده آئینه ام در کف خودآرای
من آن الف که کشیدم به سینه از یادت
شد از تصرف قد تو سرو رعنای
نشسته است خیالش بدل بان تمکین
که هیچ بت نه نشسته است در کلیسای
سر سجود درش دارم از پاس ادب
برای خویش دران باب میزنم رای
چو دل به زلف تو ره یافت میکند شب و روز
تعیشی که ندارد به هند را جای
کلاه سرکشی از سر نهد به پیش رخت
اگرچه شمع بود پیش خویش بر پای
به قتل من چه کشی تیغ ای سرت گردم
مرا ز گوشهٔ ابرو بس است ایمای
به لرزه اند چو سیماب جمله سیم‌تنان
ز کیمیا گری مهر ماه سیمای
ز سر که این فلک ترشرو خمی دارد
ولی چه سود که نامد بکار صغرای
به قصد نام نکو مشکلی کسی بکشا
ازین چه سود اگر حل کنی معمای
ز خاک کوچهٔ توفیق سرمه‌داری کو
به عیب خویش نداریم چشم بینای
چه پرسی از سبب تیره روزیم واقف
مرا نشانده بان روز ماه سیمای

۱۰۲

غیر شاد است ز وصل ای غم‌هجران مددی
دور دیگر شده‌ای گردش دوران مددی

آبیاری بکن از مردمی هست ترا
مزرعم خشک شد ای دیدهٔ گریان مددی
سر دیوانگی ام هست ولی می باید
از پیام تو و از بوی بهاران مددی
شده نزدیک که افسرده شود آتش من
جامه‌زیبان به یکی جنبش دامان مددی
غنچه ای نشگفد از سعی صبا در گلشن
صبح را گر نرسد گر زان لب خندان مددی
یاد آن یار فراموش کن از کارم برد
چه شود گر رسد از جانب نسیان مددی
چرخ نامرد دگر در پی من افتاده است
وای من گرننماید شه مردان مددی
از جگر تشنگیم جان بلب آمد جانان
مددم آبی ازان چاه زنخدان مددی
ای توکل مددی کن بمن از بهر خدا
که نخواهد ز کسی بی سروسامان مددی
مشکلم بود که با زلف تو هم‌طور شوم
گر نمی کرد بمن بخت پریشان مددی
آن پری را کنم احضار ز جذبی که مراست
چه ضرور است که خواهم ز پری خوان مددی
نکهت گل نکند تازه دماغم واقف
مگر او را کند آن بوی گریبان مددی

۱۰۳

دردا که جز گناه ندارم بضاعتی
یک ساعتم ز عمر نشد صرف طاعتی
از هول روز هجر چه پرسی چه گویمت
روز قیامت است ازان روز ساعتی
پروانه ای چه چاره کند با هزار شمع
دل یک تن است و شعله عذاران جماعتی

چشمت نگشت سیر بیک لاله‌زار داغ
من سوختم دلا تو نداری قناعتی
واقف ز مشق شعر سیاه گشت نامه ام
دارم ز اهل بیت امید شفاعتی

۱۰۴

ز شوخی جلوه ای برمن برای دلبری کردی
چودل بردی رخ ازچشمم نهان همچون پری کردی
بنای کعبهٔ دل را فگندی عاقبت از پا
تو با وصف مسلمانی چرا این کافری کردی
بلای آسمانی دست و پا گم میکند آنجا
تو هر جا فتنه سیر از نرگس نیلوفری کردی
قرار و صبر و طاقت از دلم بردی عفاک الله
عجب شاهی که در اقلیم خود غارتگری کردی
کنون بر رغم دشمن دوستان را پرورش فرما
برغم دوستان بسیار دشمن پروری کردی
چو شور عشق نبود شاهد افسردگی باشد
گرفتم اینکه در بر جامهٔ خاکستری کردی
ندیدی دیده گریانم نکردی گوش افتانم
ستم ای چرخ بر جانم ز کوری و کری کردی
نمی گردد کسی گرد سخن واقف ز بی‌قدری
خطا کردی متاع کاسدی گرد آوری کردی

۱۰۵

جانم بلب رسید مدارا چه میکنی
ای بیوفا تملق بیجا چه میکنی
اکنون که من بکشتن خود راضیم بجان
ای بیگناه‌کش تو محابا چه میکنی
ما آنچه داشتیم براه تو باختیم
اکنون چه مانده است تقاضا چه میکنی

نزدیک تر بیا بشنو زاری دلم
حال مرا ز دور تماشا چه میکنی
کاری اگر زدران دل سنگین کنی خوشست
ای ناله قصد گنبد مینا چه میکنی
طفلان در انتظار تو دیوانه گشته اند
واقف بیا به شهر بصحرا چه میکنی

غزلیات ناتمام

۱

مرا مست و شیدا تو کردی تو کردی
بهر کوچه رسوا تو کردی تو کردی
مرا سر بصحرا تو دادی تو دادی
مرا دشت پیما تو کردی تو کردی
شکیب از دل من تو بردی تو بودی
درین شهر یغما تو کردی تو کردی
بجانم نکرد است چرخ این ستم ها
بجانت که این ها تو کردی تو کردی
بدلهای پر خون بجانهای محزون
ستم بی محابا تو کردی تو کردی
بتنی اهل اسلام را گبر و ترسا
بزلف چلیپا تو کردی تو کردی
دلا گر زیان بینی از من نرنجی
به آن زلف سودا تو کردی تو کردی

۲

من کیستم به بند محبت فتاده ای
دل داده ای بمردن خود دل نهاده ای
جان کنده ای بحسرت شیرین تبسمی
محنت کشی بطالع فرهاد زاده ای
در چار سوی عشق خریدار مفلسی
تاب و توان صبر به تاراج داده ای

از سر گزشته سوخته‌ٔ داغ عاشقی
چون شمع بهر کشته شدن ایستاده ای
آینده لخت پیش بزور جنون به عقل
با عشق بزم همچو کمان کباده‌ای
صد چاک سینه کرده ای از خنجراالم
درهای غم بروی دل خود کشاده‌ای

۳

ای دل نشود رفع ملالی که تو داری
آن به که کنی صبر بحالی که تو داری
انگنده بدل وسوسه مرغان حرم را
این دانه و دام از خط و خالی که تو داری
از دیده‌ٔ من آب روان است مسلسل
در حسرت پابوس نهالی که تو داری
رفتم به گدایی به در پیر مغان گفت
شایسته‌ٔ من نیست سفالی که تو داری
گفتم که رسد دست خیالم به میانت
گفتا که محال است خیالی که تو داری
صرف جگر تشنه‌ٔ من ساز خدا را
در چاه ذقن آب زلالی که تو داری

۴

برهت بخون نشستم که گذر کنی نکردی
ز دو کون چشم بستم که نظر کنی نکردی
به سحر رساند شب‌ها دل من درین تمنا
که شبی به کابه‌ٔ ما تو سحر کنی نکردی
ز غریب شیوه‌هایت بدیارها فتادم
مگر از دیار خاطر تو سفر کنی نکردی
ز تو کام دل چه جویم که باین امید مردم
لب خشک من چو بینی مژه تر کنی نکردی
نشد این که گرد کین را ز دلش بشویی ای اشک
ز تو چشم داشتم من که اثر کنی نه نکردی

دل بی وفا چه رفتی بحریم یار تنها
ز تو دوشتم توقع که خبر کنی نکردی

۵

ازان لب یافت از بس ساز و برگ شکرافشانی
کند با نیشکر هر دم نی قلیان نواخوانی
دماغ گفتگو حالا ندارم از پریشانی
چه می پرسی ز حالم چون زبان حال میدانی
چه غم گر آستین افشاند زلف دلبران بر ما
کسی از دست ما نگرفته دامان پریشانی
بیا یک روز در گلشن بساط عیش اندازیم
غزل گویی ز من در عهدهٔ بلبل غزل‌خوانی
نجس باشد به چشم پاک بینم دولت دنیا
بخون‌آلوده پیکانی است پیشم لعل پیکانی

۶

واه که در دست من افتاد نگار عجبی
خارم آویخت بدامان بهار عجبی
خوردن خون دل و کندن جان دم نزدن
کرده مامور مرا عشق بکاری عجبی
سر خاری نبود بی گل لخت جگرم
دشت از گریهٔ من کرده بهار عجبی
شب ندانم بکجا میزدی ای آفت جان
هست در چشم تو امروز خماری عجبی
دل که در زلف تو بند است عزیزش میدار
که بدام تو فتاد است شکاری عجبی

۷

از درد نهان من چه پرسی ای آفت جان من چه پرسی
بی‌تاب و توان شدم ز دستت از تاب و توان من چه پرسی
سودا زده کرد زلف یارم از سود و زیان من چه پرسی

دل تنگ ترم ز غنچه بی‌تو ای تنگ دهان من چه پرسی
بی‌نام و نشان شدم ز دردت از نام و نشان من چه پرسی

۸

ببوسه ای من ازان لب نمی شوم راضی
بجرعه زان چه غبغب نمی شوم راضی
بوصل دوست اگر آن گونه دشمنم بفراق
که از مفارقت تپ نمی شوم راضی
هزار شب گذراندم به درد و داغ فراق
من از وصال بیک شب نمی شوم راضی
مرا به لطف زبانی چه می بری از راه
که نارسیده بمطلب نمی شوم راضی
ز بیم اینکه ادیب تو ام رقیب شود
ز رفتن تو به مکتب نمی شوم راضی

۹

ای دل هزار حیف ز جانانه غافلی
یارت بخانه است و تو از خانه غافلی
داری ز زلف گرچه دو زنجیر در بغل
از چاره‌سازی دل دیوانه غافلی
منشین اگر بدیده نشاند ترا رقیب
تو از فریب مردم بیگانه غافلی
ای آنکه سوز می طلبی از مزارها
از مرقد منور پروانه غافلی

۱۰

بشادی خوگری کیفیت غم را چه میدانی
دلت تریاکی سور است ماتم را چه میدانی
وفا ورزیدم و هرگز نمی‌خوانی سگ خویشم
تو ای شوخ پری‌رو قدر آدم را چه میدانی
مرا همدم جگرداری کنی تعلیم معذوری
جگر پردازی اشک دمادم را چه میدانی

گهی از چرب نرمی این دل مجروح مژگان را
همین زخمی توانی کرد مرهم را چه میدانی

۱۱

ای محبت جسم و جانم سوختی آه بیداد نهانم سوختی
شعله ای از آتش من بر نخاست این قدرها بی‌زبانم سوختی
بر لبش جا کردی ای تبخاله حیف خون شوی یارب که جانم سوختی
ناله بیجا نه کردم باغبان از چه تقصیر آشیانم سوختی

۱۲

ای مرا با تو آرزومندی تا بکی بکسلی و پیوندی
بنده را خواه سوز خواه بکش هرچه خواهی بکن خداوندی
این جهان جای گریه است ای صبح تو چنین هرزه از چه میخندی
غم عشق تو ای پسر برده است طفل اشک مرا بفرزندی

۱۳

دل مهیا نموده بربانی میتوان آمدن به مهمانی
کم نشد حسنت از دمیدن خط تو الی الان بر همان آنی
درمیان دو مشکل افتادم مانده ام در طلسم حیرانی
من ز تو احتراز نتوانم تو بمن اختلاط نتوانی

۱۴

مستانه گر از خانه برون تاخته باشی
صد خانه بهر کوچه بر انداخته باشی
با سوخته در گیر بود صحبت آتش
دور از تو نباشد که بمن ساخته باشی
از مهر و وفا این همه غافل نتوان بود
حیف از تو که این قاعده نشناخته باشی
ترسم که بیک شهر رقیبت کند ای ماه
بسیار به آئینه نپرداخته باشی

۱۵

یا رب بسی کشیدم آزار زندگانی
مرگی که گردد آسان دشوار زندگانی

از دوری تو بنده نی مرده ام نه زنده
هم ننگ مرگ کشتم هم عار زندگانی
شمشیر ناز در کف می آید آن جفاجو
این دم ضرور گردید اظهار زندگانی
موی سفید سر زد آشفتگی بدو رفت
زین صبح شد فسرده گلزار زندگانی

۱۶

چو گرم دادن دشنام دیگران باشی
دعا کنم که بمن نیز مهربان باشی
به بی‌زبانی پروانه کار عشق بساز
چو عندلیب چه لازم که قصه‌خوان باشی
دهند اهل نظر جا چو عینکت بر چشم
بشرط اینکه موافق بمردمان باشی

۱۷

داریم زخم‌خوردهٔ تیغ بتان دلی
هر پارهٔ ازوست چو سیماب بسملی
پیمانه ام هنوز نگردیده است پر
رخصت بده که پیش تو خالی کنم دلی
یا رب به آب دیدهٔ ما نیز رحم کن
محروم از در تو نرفته است سایلی

۱۸

گیرم که جمله من جگر و دل شود کسی
این درد را چسان متحمل شود کسی
مژگان شوخ یک طرف آن غمزه یک طرف
جان بر چسان ز دست دو قاتل شود کسی
آئینهٔ غدار ترا تاب آه نیست
آه آن زمان که با تو مقابل شود کسی

۱۹

دلا سودا بزلف دلبران از سادگی کردی
گرفتار بلا خودرا باین آزادگی کردی

تو عاشق را بکشتن بی‌توقف میدهی جانان
نمی دانم چرا در قتل من استادگی کردی
چه خواریها که در کویش ندیدی از وفا ای دل
چه افتاد است این جا این قدر افتادگی کردی

قطعات

۱

کرد زلف تو مرا سودایی
گشته ام همچو صبا هرجایی
نیست خوش آمدن هیچ بلا
چه بلایی تو که خوش می آیی

۲

جانان ز تو ناز و سرگردانی
مائیم و نیاز و جان‌فشانی
رحم آر بحال این کهن پیر
شکرانهٔ اینکه نوجوانی

۳

خانمان‌سوز گل و یاسمنی
لاله رویا ز کدامی چمنی
صاحب نام شد از کندن کوه
کرد فرهاد عجب کوه کنی

۴

ای آنکه بحسن آفتابی
بر کلبهٔ من چرا نتابی
گر از دل من خبر بگیری
غیر از دو سه قطره خون نیابی

۵

کردم جگر کباب و تو مهمان نمی شوی
آخر چه کافری که مسلمان نمی شوی
زان پیشتر که حشر مکافات خط رسد
ظالم چرا ز کرده پشیمان نمی شوی

۶

در کنار کسی نمی آیی
تو بکار کسی نمی آیی
از برای تو چون توان کردن
بر مزار کسی نمی آیی

۷

گر این چنین تو شوخ پسر فتنه گر شوی
می ترسمت که آفت جان پدر شوی
زینسان که می کشی تو مرا ای شب فراق
یا رب که زود کشته به تیغ سحر شوی

۸

خاموش کن ای دل دمی فریاد و زاری تا بکی
بردی قرار عالمی این بیقراری تا بکی
بامدعی آمیختی بس فتنها انگیختی
خونم بناحق ریختی دعوی یاری تا بکی

۹

ای که از زلف دو زنجیر بلا داشته ای
از پی یک دل دیوانهٔ ما داشته ای
لب جان بخش تو اعجاز مسیحا دارد
چشم را این همه بیمار چرا داشته ای

۱۰

کسی ببزم تو چون گردد آشنای کسی
که جا نمی دهد آنجا کسی برای کسی
بداغ زخم مرا چاره‌ساز شو ورنه
بجز تو کیست که نیکی کند بجای کسی

۱۱

خوشا روزیکه با طور محبت آشنا بودی
برت می آمدم گر دیر می گفتی کجا بودی
نه امروزیست اگر درجلوه می آیی پس ازسالی
چو ماه عید در هنگام طفلی کم نما بودی

۱۲

بر چشم ترم نظر نداری
از درد دلم خبر نداری
ای دل از صبر لاف کم زن
این گرده و این جگر نداری

۱۳

تا بکی در کشتن ما بیدلان خنجر کشی
وقت آن آمد که بنشینی بما ساغر کشی
از نگاهی شد بنای کعبهٔ دلها خراب
تا ز مژگان گرد چشم کافرش لشکر کشی

۱۴

از سر ما چرا نمی گذری
از سر ما چرا نمی گذری
ما ز مهر و وفا نمی گذرم
تو ز جور و جفا نمی گذری

۱۵

یار اغیاری بمن اظهار یاری میکنی
دشمن جانی زبانی دوستداری میکنی
لب بدندان میگزی هر لحظه ای جان عزیز
آه با جان عزیزم این چه خواری میکنی

۱۶

زین پاره پاره دل بیبوی ما پاره ای
ای اشک پاره ای ببر ای ماه پاره ای
سیماب پاره ایست دلم می بری مبر
ترسم فتد ز دست تو در راه پاره ای

۱۷

بگویم آنچه من آورده ام از کوی بیدردی
بسر شوری بکف داغی بدل دردی به زخ گردی
ازین محفلی که‌شد از لطف ساقی چهره ها گلگون
ببین قسمت که باید رفتنم با چهرهٔ زردی

۱۸

من رفتنم از میان بکنارم نیامدی
کارم تمام شد تو بکارم نیامدی
گشتم ز جور تو نحیف و ضعیف و خوار
مردم ز شوق تو به مزارم نیامدی

متفرق اشعار

۱

عمریست که از گرمی هنگامهٔ دردی
در سینه نداریم بغیر از دم سردی

۲

ای آیینه چو محرم جانان من شوی
باید وکیل دیدهٔ حیران من شوی

۳

ای دل از من دوسه روز جدا میباشی
پهلویم جای تو خالیست کجا میباشی

۴

به تیر جفا سینه ام ریش داری
کمان ابروی من عجب کیش داری

۵

فتادیم مستانه امشب بکوی
شمیدیم بویی کشیدیم هویی

۶

به فردا مرا وعدهٔ قتل دادی
ولی ترسم امروز میرم ز شادی

۷

مرا با تو افتاده کار ضروری
خدا را مکن دیگر از بند دوری

۸

چو در مکتوب غیرم یاد کردی
مرا هم شاد تو هم ناشاد کردی

۹

یا رب به آب دیدهٔ ما نیز رحم کن
محروم از در تو نرفت است سائلی

۱۰

یک نگه آیینه دیدی مبتلای خود شدی
ای بلا گردان نازت من بلای خود شدی

۱۱

نگه لطف بحال دگران میداری
ما چه کردیم که ما را نگران میداری

۱۲

فتد بدست من ای کاش خنجرش روزی
که گیرم از لب او بوسهٔ گلوسوزی

۱۳

خواهم سپرد جان را زین درد بعد چندی
خاکم کنید یاران پهلوی دردمندی

۱۴

دل از کف داده‌ام ناصح تو از جانم چه میخواهی
نمی فهمم چه میگویی نمیدانم چه میخواهی

۱۵

سخن با من نمی گویی در آزارم چرا داری
لبت را معجز عیسی است بیمارم چرا داری

۱۶

مرا حال از غم عشقت دگرگون شد نپرسیدی
ز دل با چشم من یک دجلهٔ خون شد نپرسیدی

۱۷

شب فتاده ای میگفت سر بپای دیواری
خواب اگر نمی آید مرگ را چه شد باری

۱۸

شتابان از برم مانند عمر ای بی‌وفا رفتی
سراغت از که پرسم کس نمی داند کجا رفتی

۱۹

ای دل به عشق کار نداری چه کاره ای
بالله تو دل نه ای بخدا سنگ پاره ای

۲۰

بخون بیدلان آهنگ کردی
خدا دل داده بودت سنگ کردی

۲۱

نداری پای کم از شمع بزمت در نظر بازی
که سرگرم تماشای توام در عین سر بازی

۲۲

قامت سرو و رخ گل داری
یک قشون قمری و بلبل داری

۲۳

چو زخم از خنده خون گریم ز حال من چه میپرسی
نشاطم راست این رنگ از ملال من چه میپرسی

۲۴

منظور او نگردید یاری و دوستداری
ای اشک در چه فکری ای آه در چه کاری

۲۵

غم نیست کشتیم شد در فقر اگر تباهی
هر تختهٔ پارهٔ آن گردید تخت شاهی

۲۶

دارم از زلف و خطش حال تباهی عجبی
شب تاری عجبی روز سیاهی عجبی

۲۷

در کوی جانان یک دل نیابی
کز تیغ حسرت بسمل نیابی

۲۸

دلی دارم که از بس نامرادی
ز غم میرد چو گیرم نام شادی

۲۹

من مستم و رند و لاابالی
ناصح تو مکن دماغ خالی

۳۰

فتادی برکنار از خلق نی دیدی نه وادیدی
مبارک باد ای دل همچو تنهای ترا عیدی

۳۱

جامهٔ شیر و شکر پوشیدی
از حلاوت بدلم چسپیدی

۳۲

ای آیینه به ساده‌رخان چهره میشوی
خاکستری بچشم عجب بی‌حیا شدی

۳۳

نمی ترسد از معصیت تیره طینت
ندارد خطر زنگی از روسیاهی

۳۴

هزار گونه بلا و من دل فگار یکی
هزار حیف ندانی ازین هزار یکی

۳۵

از ریش خود دلا بر آن لب سخن مگو
از زخم شکوه پیش نمکدان چه میبری

۳۶

ز درد دوریت هرچند من در آتشم اما
تو نزدیکم نیابی جامهٔ کبریتی داری

۳۷

فلک را نیست هرگز بر دل افگار ما رحمی
بچاک سینهٔ گندم ندارد آسیا رحمی

مخمس

ترا مشکل کشا دانسته بودم ترا حاجت روا دانسته بودم
ترا مهرآشنا دانسته بودم ترا من باوفا دانسته بودم
غلط کردم خطا دانسته بودم

چو دیدم از تو نازودل ربودن بحرف مهربانی لب کشودن
پیاپی لطف بر حالم نمودن گمان بردم که خواهی دوست بودن
چنین دشمن کجا دانسته بودم

بآن مست معربد چون رسیدم به خون آلوده آهی بر کشیدم
امید زندگی را سر بریدم همان دم کش بکف شمشیر دیدم
سرم از تن جدا دانسته بودم

نمیگویم که تو نامردی ای عشق و لیکن بوالعجب بیدردی ای عشق
بجان من بلا آوردی ای عشق جهازم را تباهی کردی ای عشق
ترا من ناخدا دانسته بودم

مرا می گفت دوش از طنز بد گو بخون غلطاندت آخر آن جفاجو
چنین دادم جواب گفتهٔ او برفتم کور کورانه دران کو
من آن را کربلا دانسته بودم

ترا چون بر گزیدم از نکویان بخود زین انتخاب احسنت گویان
شدم در وادی عشق تو پویان تو رفتی از پی ناشسته رویان
ترا من میرزا دانسته بودم

ترا گفتم که دست از عشق بردار وگرنه میکشی صد گونه آزار
تو نشنیدی و رفتی از پی کار بکوی گل رخان آخر شدی خوار
من از اول دلا دانسته بودم

ز جورت جان من بر لب رسیده جگر خون گشت و از مژگان چکیده
بمردن کارم از دستت کشیده دلت دادم مسلمان زاده دیده
نه کافر ماجرا دانسته بودم

ز حالم یار چون غافل بر آمد ز بند طرهٔ او دل بر آمد
بکویش پای من از گل بر آمد گمانم در حقش باطل بر آمد
چها دیدم چها دانسته بودم

فتادم از هوس دنبال زلفت شدم آشفته بر منوال زلفت
پریشان حال همچون حال زلفت سیاه شد روزم از اقبال زلفت
منش بال هما دانسته بودم

تو با میخوارگان انباز بودی تو مفتون سرود و ساز بودی
تو مجنون ادا و ناز بودی تو واقف رند شاهدباز بودی
ترا من پارسا دانسته بودم

مثنوی در وصف صبغةالله خان میرسامان سرکار نواب شجاع الدوله بهادر

در اظهار حال خود

روزگاریست کز وطن دورم با غم روزگار محشورم
گردش آسمان فگند مرا به دیاری که نیست کس آنجا
غربتم داده آنقدر آزار که دلم ریش گشته سینه فگار

از وطن دور و هرزه‌گرد شدم — مشت خاکی بدم که گرد شدم
آرزوی وطن بدل دارم — لیک در بند پا بگل دارم
میتوان زین خلا به بیرون جست — خانسامان اگر بگیرد دست
آنکه نازد بنام او خانی — سر فرازد بنام خاقانی
معدن جود و منبع احسان — صبغته الله خان عالیشان
گل باغ شگفته رویی‌ها — تر دماغ شگفته رویی‌ها
آفریدند بسکه خوش خوش — کس ندید است چین ابرویش
حسن خلقش چسان بیان سازم — مگر از برگ گل زبان سازم
متحمل خلیق خندان رو — متواضع شفیق و نیکو خو
عجب را در دلش گزاری نیست — کبر را پیش او مداری نیست
بتواضع چو قد نماید راست — راست گویم که سرو رامانا‌ست
چون نشیند دهد بمسند زیب — چیست یک زیب بلکه یکصد زیب
همه اوضاع او پسندیده — به ترازوی عقل سنجیده
کامل الفکر صاحب التدبیر — نزد عقل است او مشار و مشیر
او بلطف و لطافت است وحید — این چنین عنصر لطیف که دید
بنگله را که هست نوبنیاد — زان نهادند نام فیض‌آباد
که درو هست خان والاشان — مهربان قدردان فیض‌رسان
جندا خان که خان‌سامان است — مرحبا خان که جان‌جانان است
ورنه این شهر ز آدمی خالیست — این سخن نزد آدمی حالی است
خامه در وصف همتش رانم — لعل و گوهر بنامه افشانم
مطلع انوری کنم تضمین — که کند مهر انورم تحسین
گر دل و دست بحر و کان باشد — دل و دست خدایگان باشد
ای جوان‌عمر وی جوان‌طالع — روشنت باد جاودان طالع
پیر از پا فتاده ام چکنم — طاقت از دست داده ام چکنم
اجر دارد رعایت پیران — ای جوانان حمایت پیران
از تو آید که لطف فرمایی — دستگیری کنی ز برنایی
زود دریاب پیر فانی را — که زکات است این جوانی را
اینقدر هست از تو ملتمسم — که به یار و دیارخود برسم
بی‌رضای تو رفته بودم من — بد شگون گشت آزمودم من
آمدم با صد انفعال از در — عذر به بپذیر ای کرم گستر

گرچه مداحیم نبود شعار عاشقم من مرا بمدح چکار
بوی لطفش بدل گزار افگند در دلم فرح نوبهار افگند
غنچهٔ خاطرم ز بس واشد طبع بی اختیار گویا باشد
اینقدرها بس است از چو منی از چو من کم‌دماغ کم‌سخنی
چون ثنا گفتمش دعا باید که ثنا بی‌دعا نمی شاید
حق تعالی سلامتش دارد دایما با کرامتش دارد
خانسامانیش به سامان باد گل‌عیشش بجیب و دامان باد
حصل الله کل آماله احسن الله کل احواله
رفع الله قدره ابدا شرح الله صدره ابدا
سرنگون باد دشمن جانش غرق خون باد دشمن جانش
نیک خواهش به عیش باد قرین بالنبی و آله آمین

ترجیع بند بندهٔ دردمند

ای زلف تو عنبرین کمندی در عهد تو هر دلی به بندی
آن دل که به بندزلفت افتاد دیگر نشنید هیچ پندی
ای سروقد از کدام باغی پست است بر تو هر بلندی
مار سیه است طرهٔ تو ترسم که رساندم گزندی
حسن نمکینت ار نبودی این شور که در جهان فگندی
شیرینی و تلخی ات چگویم آمیخته با گلاب قندی
از لطف تو هیچ کم نگردد گر لطف کنی به مستمندی
در مذهب تو مگر روا نیست پرسیدن حال دردمندی
بیمار غم ترا نباشد جز مرگ دوای سودمندی
من ماتمیم ولی چه سازم دارم دو سه زخم هرزه خندی
کرد آنچه غم تو با دل من گرگی نکند به گوسپندی
گر پیش‌تو قدر عشق اینست انشاء الله بعد چندی

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای آنکه ترا بمن وفا نیست قربان شومت بگو چرا نیست
دانی که بهیچ دین و آئین آزردن بیدلان روا نیست
با غمزه بگو که کم کند جور آن صبر که بود حالیا نیست

گفتی بسرت بلا فرستم — بی‌رحمی تو مگر بلا نیست
ناخن بدلم مزن ز شوخی — این ساز شکسته را صدا نیست
افتاده دوصد گره به کارم — افسوس که یک گره کشا نیست
تا چند کنی ز عشق پامال — خون دل عاشقان حنا نیست
کس کشته چرا شود به پیشت — چون پیش تو رسم خون‌بها نیست
در عهد تو ای مسیح دلها — دارم صد درد و یک دوا نیست
کردم بسیار امتحانت — دیدم که ترا سر وفا نیست
اکنون که یقین خاطرم شد — کین دل متحمل جفا نیست

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

دردا که دلم ز درد خون شد — در راه تو دیده ام برون شد
از شیرین عشوه های حسن است — کوه غم من که بی‌ستون شد
بر شیشهٔ آسمان زنم سنگ — چون ساغرعیش من نگون شد
تا عشق تو پنجه کرد با من — سرپنجهٔ طاقتم نگون شد
خوردم از بسکه سیلی غم — رخسارهٔ زرد نیلگون شد
از دولت زلف تست دانم — بختم که سیاه و واژگون شد
اکنون خود را چسان دهم دل — آن دل که بسینه بود خون شد
عقلم که نداشت یک دو فن بیش — مغلوب جنون ذوفنون شد
گر طالع من نبود گمراه — سوی تو ام از چه رهنمون شد
هر چیز به اعتدال خوب است — چون جور و جفا ز حد برون شد

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای وای که روزگار برگشت — امسال بتر ز پار برگشت
برگشتن روزگار سهل است — این است بلا که یار برگشت
آن تیغ که خون‌عالمی ریخت — از گردن من ز عار برگشت
خنجر نزنم چرا به خود من — کز من دم تیغ یار برگشت
فریاد که کشتی امیدم — صد مرتبه از کنار برگشت
چون ابر غبار من ز کویت — با دیدهٔ اشکبار برگشت
دور از تو شبی بقصد جانم — مرگی آمد و شرمسار برگشت
رفت آنکه عزیز در حریمت — رسوا و خراب خوار برگشت

امشب دل من ز آستانت با حسرت بی‌شمار برگشت
در کوی تو بسکه تیغ بارید جان زخمی و دل فگار برگشت
آنی تو که در مصاف عشقت زخمی چون من دزار برگشت
آمد بعیادتم خیالت ناگشته به من دوچار برگشت
چون خاطر نازک تو بی هیچ زین بندهٔ خاکسار برگشت

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

شب نیست که روز محشرم نیست هنگامهٔ درد بر سرم نیست
شبها از بهر خواب بی‌تو جز خاک سیاه بسترم نیست
شمشیر بکش مرا مترسان دل باخته ام غم سرم نیست
غیر از تو که دشمنی بجانم یک دوست به هفت کشورم نیست
از من احوال دل چه پرسی او در بر تست در برم نیست
از تاب غم تو دشنه‌آسا جانی در جسم لاغرم نیست
تو وعده بجا نخواهی آورد سوگند مخور که باورم نیست
عاشق با آن وفا که دارد پیشت چو رقیب محترم نیست
ای شوخ چه میکنی عذابم جز عشق گناه دیگرم نیست
زاری بتو سیمبر چه حاصل زر می باید میسرم نیست
چون دانستم که بخت گمراه هرگز سوی وصل رهبرم نیست

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای از تو به درد مبتلا من افتاده به بستر فنا من
تو کرده حدیث مدعی گوش لب تشنه ز عرض مدعا من
تو آتش و تفت کرده سامان پیچیده بخویش بوریا من
تو تیغ به کشتنم کشیده صد ره به تو گفته مرحبا من
من صلح بمرگ خویش کرده داری تو هنوز جنگ با من
ز ینسان تو ز من چه میگریزی والله که نیستم بلا من
خندان خندان تو می بری دل گریان گریانت از قفا من
گویم به امید یک نسیمت هر صبح خوش آمد صبا من
هر شب گوید دلم بزلفت بنگر که توبی شکسته با من
از دیدن تو چها ندیدم ای کاش ندیدمی ترا من

درد دل من نمی شود کم — هر چند که می کنم دوا من
فرسوده شدم ولی ندیدم — در کوی تو سودی از وفا من
چون تاب تعب کشیدنم نیست — دارم سر آنکه حالیا من

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

شوخی و دلاوری و چالاک — مستی و ستمگری و بیباک
کس از تو چه چشم رحم دارد — بی مهری و کافری و سفاک
لولاک لما قتلت والله — والله لقد قتات لولاک
صد بار مرا شکار کردی — یکبار نه بستیم بفتراک
رحم آر بحال من که دارم — تن زخمی و سینه ریش و دل چاک
از گردش چشمت آنچه دیدم — در خواب نه دیده دور افلاک
هر چند که خوردمش مرا خورد — بوده است مگر غم تو تریاک
بسیار کسیکه در حریمت — بر خاک سیه نشست غمناک
چون نقش قدم هزار دیده — یکسان شده در ره تو با خاک
تا چند رفوگری توان کرد — پیراهن صبر گشته صدچاک
عشق تو بخون دیده و دل — آلوده هزار دامن پاک
از دست تو دل بجان رسیده است — تدبیر دگر نماند الاک

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای دشمن جان دوستداری — برهم زن خانمان یاری
از کوی تو رخت بستم اینک — تا چند توان کشید خواری
دل از تو گرفته شد تو هر چند — باغی و بهشتی و بهاری
شبهای دراز من ز زلفت — آموخت سیاه روزگاری
بردی ز دلم و باز در کمینی — بخود بگو که بمن دگر چه داری
تسلیم وفا نموده ام سر — شمشیر جفا چه می بر آری
دل سوخت بسینه از جفایت — جز داغ نماند یادگاری
بیمار ترا شده است روزی — شبهای دراز و آه و زاری
تا کرده احاطه لشکر غم — شادی شده در دلم حصاری
مردم از بیقراری دل — آوخ تو بر همان قراری
با مهر و وفا ترا سری نیست — تو جور و جفا نمی گذاری

یک چند امیدوار بودم   اکنون که نماند امیدواری
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

بر روی تو کس نظر نینداخت   کآتش بدل و جگر نینداخت
کی سوی تو دیده ام که خود را   دل از بر من بدر نینداخت
خوش آنکه ز عشق خویشتن را   در بادیهٔ خطر نینداخت
آن کیست که پیش تیغ جورت   تسلیم نگشت سر نینداخت
کی تیغ تو شد علم که خورشید   لرزان لرزان سپر نینداخت
بر صید مراد نالهٔ من   یک ناوک کارگر نینداخت
آن کلبه تیره ام که یک روز   خورشید بمن نظر نینداخت
آن کشته منم که قاتل من   بر تربت من گذر نینداخت
عشق تو بروی بستر غم   کس را از من بتر نینداخت
چون چشم سیه دل تو گاهی   از لطف بمن نظر نینداخت
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

دل در هوس تو خانمان سوخت   چون هیچ نماند جسم و جان سوخت
تو شمع کدام دودمانی   داغ تو هزار دودمان سوخت
عشقت ز در دلم در آمد   اسباب طرب یگان یگان سوخت
دا غم از دل که در غم تو   سرمایهٔ عیش جاودان سوخت
بی فایده سوخت دل ز داغت   این سوخته را دگر توان سوخت
افروخت غم آتشی ز هر سو   ای وای بدل که درمیان سوخت
زینسان نتوان بدشمنان ساخت   رحم آر که جان دوستان سوخت
آبی بفشان بر آتش من   زین پیش که بشنوی فلان سوخت
آنی تو که هیچ ناوری یاد   زان بنده که سر بر آستان سوخت
چون داغ تو ای بلای جانها   زین بیش بدل نمی توان سوخت
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای با تو مرا هزار پیوند   مپسند دل شکسته مپسند
مردم از زهر چشم مردم   وقت است اگر کنی شکر خند
زخمی که بجا نماند از دل   در سینه بریز چهرتی چند

در بند بلا نمی فتادم زین پیش اگر شنیدمی پند
از پند کسی چه می گشاید اکنون که فتاده ایم در بند
آتش بدلم زدی چه کردی این خانه نبود بی‌خداوند
گفتی بغمم صبور می باش ای خانه‌خراب صبر تا چند
تاکی دل‌خویش را توان داشت از تو بخیال و خواب خورسند
با آنکه ز دیده آب دادم نخل املم نه شد برومند
آن طره و زلف و چشم و ابرو هر چند مرا نمیگذارند
لیکن در کنج نامرادی جهدی ورزیده روزکی چند
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گاهی نکنی بمن مدارا از بنده چه دیده ای خدا را
در کوی تو بی‌نوا گدایم بنواز گدای بی‌نوا را
آنی تو که آب گردد از شرم در پیش دل تو سنگ خارا
ای شعله حسن باخبر باش آتش نزنی محله ها را
تاثیر نکرد در دل تو دشنام دهم کنون دعا را
در میکده‌ها فگنده رسوا چشم تو هزار پارسا را
ای کرده نگاه آشنایت بیگانه ز من صد آشنا را
شمشیر برآر و ساز سیراب لب تشنهٔ شربت فنا را
در کشتن من درنگ از چیست کردم نذر تو خون‌بها را
نام تو دگر نمی توان برد تو نام نمی بری وفا را
بالله که بعد ازین اگر تو نگذاری بدعت جفا را
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

فکر من مبتلا نه کردی گردت گردم چرا نکردی
دل سوختی و بباد دادی بازی بازی چها نکردی
ای شوخ ز بیگنه کشی ها کو عرصه که کربلا نکردی
دل جوئی و لطف و مهربانی کردی بهمه بما نکردی
در پهلوی غیر جا گرفتی بیجا کردی بجا نکردی
ناخن بدلم زدی و لیکن یک عقده ز کار وا نکردی
مرغ دل من که شد اسیرت تا داشت رمق رها نکردی

عمرت بادا اگرچه با من ای عمر کسی وفا نکردی
با اینکه به جز وفا نکردم با من غیر از جفا نکردی
آینده اگر تو چون گذشته بر عهد وفا وفا نکردی
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

بی‌تو یک شب چنان نباشم کز دیده جگرفشان نباشم
شبها از بیم شیون دل همسایهٔ مردمان نباشم
از بسکه سبک شدم به پیشت گر کوه شوم گران نباشم
دل آب شده است ز آتش غم بی دیدهٔ تر ازان نباشم
عشقم انداخت بر زبان‌ها رسوای جهان چسان نباشم
خواهی غم‌من جهان جهان خورد آن روز که در جهان نباشم
در کارفنای خود که سهل است منت‌کش آسمان نباشم
خود ریزم برگ و بار خود را تا دستخوش خزان نباشم
محروم من و رقیب محرم من چون بتو بدگمان نباشم
چون صدر نشین شدند اغیار آن به که بر آستان نباشم
رفتم تا همدمان خود را از ناله بلای جان نباشم
تا باقی عمر بر در تو شرمندهٔ این و آن نباشم
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو به‌آب دیده شویم

گر در پی دل نمی دویدم این رنج بلا نمی کشیدم
سود سودای من چه پرسی دل دادم و درد سر خریدم
دامان تو در کفم نیفتاد بی‌فایده جیب خود دریدم
صد بار بخاک آستانت خون گشتم و از مژه چکیدم
انگشت گزیدن است کارم ای کاش ترا نمی گزیدم
ظلم و ستم و جفا و بیداد دیدم ز تو آنچه می‌شنیدم
کو آن عهدیکه من درین باغ از شاخ بشاخ می پریدم
پرواز نشاط رفت از یاد در دام غمت ز بس طپیدم
ای قد تو نخل باغ امید حاصل نشد از تو یک امیدم
اکنون که همه امیدها را با خنجر یاس سر بریدم
بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

بشتاب که می رود جوانی / در یاب که رفت زندگانی
حال من ناتوان خراب است / تعمیرم کن که می توانی
زین بیش سبک نمی توان شد / از کوی تو میبرم گرانی
رفتم از رشک همدمانت / یعنی که فلانی و فلانی
دل سوخته شد دگر چه مانده است / بس کن زین گرمی زبانی
بالای ترا کند زمین‌بوسی / از دور بلای آسمانی
سر تا به قدم ادا و نازی / آشوب دلی بلای جانی
از گوشهٔ چشم زهر پاشی / وز کنج دهن شکر فشانی
لب تشنه بر تو می دهم جان / ای چشمهٔ آب زندگانی
چون نیست امید اینکه با من / بنشینی و آتشم نشانی

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

مالید چنان غم تو ام گوش / گم شادی و عمر شد فراموش
با من سخن جفا چه گویی / خاموش که گریه می زند جوش
جان قیمت نیم‌ناز تو نیست / بکشای دوکان و عشوه مفروش
یادت باد ای یگانهٔ عهد / بس عهد که کرده ای فراموش
من آتش‌خویش کرده ام سرد / بنشین تو بغیر و گرم می‌جوش
ناصح با من بگوچه داری / مخراش دل مرا و مخروش
دل در بر من چو طفل بدخو / یکدم نشود ز گریه خاموش
دوشینه زبس گریست چشمم / آبم بگذشت از بر و دوش
تا درد ترا شود بغل‌گیر / زخم دل من کشاده آغوش
بر بنده جفا مکن خدا را / ای صاحب‌بنده در وفا کوش
بر خاک در تو ام نشسته / در ماتم آرزو سیه‌پوش
چون تو ز غرور دولت حسن / فریاد مرا نمی کنی گوش

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

می نالم و بامنت نظر نیست / در نالهٔ من مگر اثر نیست
شبها گذرانده ام درین کوی / وین‌طرفه که درمیان سحر نیست
شب نیست که خستهٔ فراقت / بر بستر درد محتضر نیست
بشتاب که عمر رفت بشتاب / در یاب که فرصت آن قدر نیست

با آنکه تو در دلی شب و روز — از حال دلم ترا خبر نیست
از باعث غصه ام چه پرسی — بگذار که قصه مختصر نیست
دست از سرم ای طبیب بردار — این درددل است دردسر نیست
تعجیل مکن بکشتن من — آهسته که خون من هدر نیست
امروز ستمگر و جفاکار — در شهر تویی کسی دگر نیست
بیداد تو می کشم چه سازم — چون داد زنم که دادگر نیست
ناچار بصد هزار حسرت — من بعد که چارهٔ دگر نیست

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

در کوی تو بسکه رفتم از دست — افتاد دلم ز دست و بشکست
من بر سر کوی تو ز بویت — گاهی دیوانه ام گهی مست
سودای تو پختنم ز خامی است — تو یوسف‌عهد و من تهی‌دست
ای تیغ جفا علم نموده — بسم الله اگر سر منت هست
تشریف غم تو هر که پوشید — دامن با دامن بلا بست
با اینکه خدنگ‌جورتو دوش — از پهلوی من گذشت و بنشست
خواهم که بشکر این همه لطف — گه دست ببوسمت گهی شست
گردد چو بلند شور اشکم — آوازهٔ سیل من شود پست
از فیض غم تو رفته رفته — جوی اشکم به بحر پیوست
با اینکه ز سجده جبهه فرسود — نقشم بر درگه تو ننشست
ای برده دل از کفم بدستان — چون وصل‌تو ام نمی دهد دست

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

بر هر که فلک بلا گمارد — او را بغم تو می سپارد
هر چند که می درم گریبان — غم دامن من نمی گذارد
هر شب از یاد قامت تو — دل بر سر من قیامت آرد
چشمم هر روز ماجرای — از خون بر خاک می نگارد
چشمت از بسکه مست ناز است — دل می برد و نگه ندارد
در شکوه مکن زبان درازم — این شعله مباد سر برآرد
مردم تا کی ز دل کند گوش — حرفی که مرا بگریه آرد
گریم بسیار ازان که دل را — دردت بسیار می فشارد

نزدیک شده است این که خونم　　از دیده بجای آب بارد
رحم است بحال آن که بی‌تو　　می میرد و جان نمی سپارد
تا روز شمار دردمندت　　بر بستر غم نفس شمارد
چون در دل بی‌مروت تو　　افسون وفا اثر ندارد

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

گر با تو نبودی آشنا دل　　رسوا نشدی هزار جا دل
نالم که چرا سپردم ای وای　　با همچو تو شوخ میرزا دل
تا چشم گشاد روز اول　　با داغ تو گشت مبتلا دل
زان روز که عشق‌بازی آموخت　　جنگ است مرا همیشه با دل
من عشق نمی شناختم چیست　　افگند مرا دربن بلا دل
عمریست که از غمت فتاده‌است　　بر بستر درد بی‌دوا دل
از وصل تو کس چه طرف بندد　　می آیی و میرود ز جا دل
شبها از بسکه زار نالد　　آرام نمی دهد مرا دل
از روزن سینهٔ فگارم　　بنگر که غمت چه کرده با دل
بر حال خراب من نظر کن　　ویرانه به بین ز دیده تا دل
تا چند زند بر آستانت　　شیئاً للله چون گدا دل
چون یافتم این که بر درتو　　هرگز نرسد بمدعا دل

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

ای بی خبر از خدا بیندیش　　بخشای بحال بندهٔ خویش
شمشیر مکش بکشتن من　　از گفتهٔ غیر کوته اندیش
آزردن من روا چه داری　　دارم دلکی غمین و صد ریش
داد از تو که گاهی از سر لطف　　مرهم ننهی به ریش درویش
یک ذره نمی کنی جفا کم　　هر چند که میکنم وفا بیش
شب میگذرد دل حزین را　　در زلف تو با هزار تشویش
این قصه کجا برم که دل را　　پیش آمده است کردهٔ خویش
چون با تو حریف شوخ عیار　　منصوبهٔ من نمی رود پیش
رفتم رفتم که همچو واقف　　گریان گریان بخانهٔ خویش

بنشینم و ترک عشق گویم
دست از تو بآب دیده شویم

رباعیات

الف

۱

یا رب به فقیریم ترحم فرما یا رب به اسیریم ترحم فرما
در طفلی و جوانیم کردی رحم اکنون در پیریم ترحم فرما

۲

ای مایهٔ ناز من ترحم فرما بر عجز و نیاز من ترحم فرما
دل سوخت گداخت جان زبیرحمی تو بر سوز و گداز من ترحم فرما

۳

عشقت ز دیارها بر آورد مرا شوق تو ز یارها بر آورد مرا
اما بعد به پیشیم آمد ز قضا کاری که ز کارها بر آورد مرا

۴

گردید وداع یار واجب مارا شد دوری ازان نگار واجب مارا
دارالحزن است از رقیبان کویش هجرت شده زین دیار واجب مارا

۵

گفتی که مبین تو صورت زیبا را مشنو زنهار صورت روح‌افزا را
ناصح تو خود انصاف بفرما چکنم گوش شنوا و دیدهٔ بینا را

۶

رفتم بر یار و قدر نشناخت مرا
و ز لطف بیکد و حرف ننواخت مرا
من گفتهٔ او را زکری نشنیدم
این گوش گران طرفه سبک ساخت مرا

۷

خوار آنکه تو از نظر فگندی او را
زار آنکه تو از نظر فگندی او را

برداشتنش کجاست مقدور کسی
بار انکه تو از نظر فگندی او را

۸

زان ذوق جفا که در سرشت است مرا
بیداد شکر لبان بهشت است مرا
خشتی که زنند بر سر من این قوم
شیرین مانند شیو خشت است مرا

۹

تا مهر رخ تو در نظر بود مرا
هر شام ز روشنی سحر بود مرا
آمد شب هجر بی‌خبر د سر من
زین روز سیاه کی خبر بود مرا

۱۰

این دل باشد دلیل در راه خدا
این دل بلد است کعبهٔ مقصد را
ز نهار که از شرابش آلوده مکن
یکبار ز آب میشود قبله نما

۱۱

ای هم نفسان که یار غارید مرا
آنروز که تابوت بر آرید مرا
اول زیر زمین بسپارید مرا
آنگاه به رچشمش گزارید مرا

۱۲

ای در قدمت امن و اماان زود بیا
ای جان جهان جهان جان زود بیا
دجال و شان فتنه بر انگیخته اند
ای مهدی آخرالزمان زود بیا

۱۳

ای عشق گران‌قدر سبک‌سیز بیا
تا چند نزاع حرم و دیر بیا
کفر و اسلام جنگ باهم دارند
ای صلح ده ثالث بالخیر بیا

۱۴

مالید غم زمانه گوش دل ما
زان سان که ز سر برید هوش دل ما
جز بار خدای کیست تا بردارد
این بار بلا باز سر و دوش دل ما

۱۵

رفت آن که رخت پیش نظر بود مرا
در خانه تمام شب سحر بود مرا
اکنون هر لحظه می‌زنم بر سر خویش
آن دست که باتو در کمر بود مرا

۱۶

آن روز که درد هجر شد روزی ما
گم شد همه فرخی و فیروزی ما
برخاسته رفت از بر ما هر یاری
داغ تو نشست بهر دلسوزی ما

۱۷

یاران گوئید شوخ طناز مرا
آن دل شکن خانه بر انداز مرا
از نالهٔ من اگر به تنگ آمده‌ای
رفتم که دگر نشنوی آواز مرا

۱۸

تا کی پیچیدن [illegible] کشیم تاب و تب [illegible]
وز ناله [illegible] بریم روز و شب [illegible]

گردید بلای جان ما بی‌صبری
افرغ یا ربنا علینا صبرا

۱۹

پروای رخ زرد کسی نیست ترا
باکی ز دم سرد کسی نیست ترا
نی رحم بدل کنی ونی لطف بجان
بیدرد کسی درد کسی نیست ترا

ب

۲۰

دل رفت و بدل گشت بغم عیش و طرب
صبحم گردیده شام و روزم شده شب
هر چند که خیرباد نا کرده برفت
هر جا باشد بخیر باشد یا رب

۲۱

ای کرده می حسن توا مست و خراب
از داغ تغافلت دلم گشته کباب
در آتشم و سوخته و سوختنم
دریاب مرا بیاد دامن دریاب

۲۲

سوگند بجان تو جان مایی مطرب
والله بگو که از کجایی مطرب
راهی که تو می بری رساند بخدا
هم رهزن و هم راهنمایی مطرب

۲۳

از قید جهالتم بر آور یارب ۲۳ وز بندزوال هم بر آور یارب
در چاه زنخدان بتان افتادیم زین چاه ضلالتم برآور یارب

ت

۲۴

یا رب کارم همیشه بی‌راه رویست
وقتم صرف اطاعت نفس غویست
گر من ز گناه ضعیف گشتم لیکن
غم نیست که بر عفو تو امید قویست

۲۵

افسوس که زین مرحله می‌باید رفت
گر یک دله ور ده دله می‌باید رفت
یک روز به پیش همه کس می‌آید
آن راه که بی‌قافله می‌باید رفت

۲۶

جانان غیر از جفا نکردی و گذشت
یک وعده ز صد وفا نکردی و گذشت
آن خسته که دوش تا سحر می‌نالید
درد او را دوا نکردی و گذشت

۲۷

پیری آمد ز چهرهٔ زیبایی رفت وز قامت همچو سرو رعنایی رفت
رفتار ز پا ز دست گیرایی رفت اکنون چه توان کرد توانایی رفت

۲۸

ایام شباب و کامرانی بگذشت داغم که بهار زندگانی بگذشت
خمیازهٔ عمر و عیش یعنی پیری در مرثیه‌خوانی جوانی بگذشت

۲۹

تیرش سوی من که از خطا افتاده است
می رفت کجا ببین کجا افتاده است
ای دل او را به پهلوی خود بنشان
کز دستهٔ خویشتن جدا افتاده است

۳۰

آزادی ما رفت اسیری مانده است
دستی محتاج دستگیری مانده است
هنگامهٔ آتش جوانی شد سرد
خاکستر افسردهٔ پیری مانده است

۳۱

یک لحظه ز افلاس دلم بی‌غم نیست
بیگانه و آشنا ازین محرم نیست
یا رب بخشای بر تهی‌دستی من
اسباب ز کف رفت و توکل هم نیست

۳۲

عشق است که آن نعمت الوان منست
راح من و روح من و ریحان منست
کفران باشد اگر کنم شکوه ازو
جان من و دین من و ایمان منست

۳۳

شکر تو گذاریم زبانی تا هست
تاب غمت آریم توانی تا هست
آسوده نییم از تقاضای غمت
باقی داریم نیم جانی تا هست

۳۴

دیدیم جهان کلفت آن بی‌ریب است
هر صبح طرب شام غمش در جیب است
ای بخت بساز با سیاهی کاینجا
مانند برص سپید گشتن عیب است

۳۵

پیریست دلا چه موقع ما و من است
کی هنگام تکانِ پیرهن است

دامن درکش کنون ز تقطیع لباس
کاین موی سپید تار و پود کفن است

۳۶

از جانب او خشم و عتاب و کین است
ما را عجز و نیاز و مهر آئین است
ما عهد وفا به آن جفاجو بستیم
دلبر این است گرچه دلبر این است

۳۷

در مدرسه‌ها که دور دور عقل است
هر نکته محل خوض و غور عقل است
قربان افادت کدهٔ عشق شوم
کانجا طوری و رای طور عقل است

۳۸

الله تو فریاد رسی را بفرست
بی کس افتاده ام کسی را بفرست
درد دل من طبیب را کرده مریض
یا رب تو مسیحانفسی را بفرست

۳۹

آن طفل که مست ساغر نادانی است
حالم ز غمش خراب و سرگردانی است
می نالم و رحم نایدش بر من زانکه
او ترک زبان ناله ام افغانی است

۴۰

در دور کمانداری چشم مستت
پیکان خورده است عالمی از دستت
قربان شومت بگو که من از چه گناه
شرمندهٔ یک تیر نیم از شستت

۴۱

دل در غم عشق دلبران خواهد سوخت
یک روز نه بلک جاودان خواهد سوخت
زین شعله که سر زد ز گریبان دل ما
تا دامن آخرالزمان خواهد سوخت

۴۲

درزی پسری پیشهٔ خود می آموخت
در پیشهٔ خود دقیقه ها می آموخت
روزی از روی نصح گفت استادش
بر وعدهٔ کس کیسه نمی باید دوخت

۴۳

تا هست ز دل اثری تمنا هم هست
تا دیده بود ذوق تماشا هم هست
ناصح این بند و پند سودی نکند
بگذار که تا سر است سودا هم هست

۴۴

جانم که گرفتار تن ظلمت‌زاست
از پهلوی دل همیشه در واویلاست
جان نیست اسیریست بزندان بدن
دل چیست بلای ز بلاهای خداست

۴۵

گرچه فلکم دور فگند از کویت
دل مانده همان اسیر در پهلویت
آن روز که از تو ام جدا میکردند
داغم که چرا سیر ندیدم رویت

۴۶

در حلقهٔ ارباب ورع بارم نیست
در مردم رند هم کسی یارم نیست

گیرم که به هیچ کس ترا کاری نیست
من هیچ کسم به هیچ کس کارم نیست

۴۷

از بس ز جفای تو دلم آزرده شده است
آتش کدهٔ شوق من افسرده شده است
نشتر کاری مکن ز مژگان بگذار
خون در رگ آرزوی من مرده شده است

۴۸

تا دل پی کسب بی‌قراری شده است
آمادهٔ صدهزار خواری شده است
زین واقعه بی‌صبر و خرد گشتم زانکه
صبرم فوتی خرد فراری شده است

۴۹

خط آمد و غمزه‌ات ز کار افتاده است
با روز سیه حسن دو چار افتاده است
چشم تو چو آن مست که گردد هشیار
از کردهٔ خویش شرمسار افتاده است

۵۰

در بر سلوک عالمی حیران است
بی‌جزبهٔ حق رونده سرگردان است
این راه بسعی خویش نتوان طی کرد
از پا بنشین که راه بی‌پایان است

۵۱

گر در پی یار خوبرو باید رفت
هشدار که بر وجه نکو باید رفت
در غور زنخدان بتان از ره دل
چون چاه بخویشتن فرو باید رفت

٥٢

نی خوب مرا قبول دارد نی زشت
در حرمم راه نه رویم به کنشت
یارب بکجا روم بفرمای که من
نی درخور دوزخم نی شایان بهشت

٥٣

از ناز سکین جگرخراشی تای دوست
رحم آر بمن بیا و پنهانی ای دوست
در چشم و دلم قرار یک دم نکنی
خود را چه قرار داده باشی ای دوست

٥٤

رفتی و بمن جسم حقیری مانده است
جانی بغم و درد اسیری مانده است
زان دل که مرا کرد مسخر در عشق
بالله کنون عشر عشیری مانده است

٥٥

سقا پسری که نام او بود حیات
از فرط عطش دید مرا در سکرات
آبی بخشید و من ز سر زنده شدم
واه واه چه حیات چشمهٔ آب حیات

٥٦

بو جهلی ارباب اول بی ریب است
اظهار هنر به پیش ایشان عیب است
القصه درین طائفهٔ بی خردانی
نی شرم حضور است نه حفظ غیب است

٥٧

هر لحظه بعاشقان برنگیست دلت
هردم در فکر تازهٔ جنگیست دلت

تنها نه دلم شکستی ای سنگین‌دل
خونی هزار شیشه سنگیست دلت

۵۸

ای کشته مرا حال تبه از دستت
روزم شده هم شب سیاه از دستت
از پا فتادم و نگیری دستم
آه از دستت هزار آه از دستت

۵۹

جانا ز دو روزه دوریت دل ریش است
باز آی که جان سپردنم در پیش است
تو سهل گرفته ای و لیکن بر ما
زهرست جدای که کم آن بیش دست

۶۰

گویم بتو آنچه تحفهٔ ملتان است
گرما و گدا و گرد و گورستان است
بیمار اگر شوی نمی پرسندت
ملتان گوی تو شهر ناپرسان است

۶۱

خود را ز هوس نگاه میباید داشت
از ناکس و کس نگاه میباید داشت
در دام کسی مباد افتد ناگاه
دل را بقفس نگاه میباید داشت

۶۲

دریاب که موسم جوانی بگذشت
بشتاب که وقت کامرانی بگذشت
ای شوخ بیا بگذر ازین جور و جفا
زان پیش که بشنوی فلانی بگذشت

ج

۶۳

جانان شده ای بدیدن خود محتاج
ره یافته بیماری عشقت بمزاج
باید این درد فتنه‌زا را کردن
از طب سکندری آیینه علاج

د

۶۴

مجنون که گرفتار غم لیلی ماند
جادهٔ عشق طرفه پا بر جا ماند
در شهر استادان عشق لیکن گویند
کو راه بده نداشت در صحرا ماند

۶۵

ای هم‌نفسان بمن اگر حرف زنیده
سنجیده بمیزان نظر حرف زنید
دیریست که از دو عالمم بیزاریست
با من از عالم دگر حرف زنید

۶۶

در ذات تو محو گشته کالذات شود
آسوده دل از جملهٔ آفات شود
من روی تو دیده ام نخواهم مردن
آن کس که رخ تو دید کی مات شود

۶۷

امشب که بمن غم تو هم منزل بود
کار من بیچاره بسی مشکل بود
هر آه که خلست بود دودی ز جگر
هر اشک که ریخت پارهٔ دل بود

۶۸

من عاشقم اصلاح مزاجم نکنید
تدبیر سرور و ابتهاجم نکنید
درد دل من می شود افزون ز دوا
اینست علاجم که علاجم نکنید

۶۹

تا چند درین غمکده خون باید خورد
وز حسرت جام عیش می‌باید مرد
ای کاش فلک بشکند ای کاش که تا
نی صاف درین شیشه بماند نی درد

۷۰

شیرین پسران شور دل مسکین اند
از حسن گلوسوز بلای دین اند
از خورد و بزرگ شان حلاوت ریزد
چون ریزکی قند همه شیرین اند

۷۱

بی‌مهری روزگار معلومم شد
بی‌رحمی آن نگار معلومم شد
واقف چه نشسته ای بکویش برخیز
کیفیت این دیار معلومم شد

۷۲

خوبان بمن آنچه می شنیدم کردند
با تیغ ستم قطع امیدم کردند
بازی بازی مرا نشاندند بخون
آخر این کافران شهیدم کردند

۷۳

ای عشق مرا ز قید کردی آزاد
یعنی از زرق و شید کردی آزاد

ممنون تو ام بندهٔ خویشم خواندی
از منت عمرو و زید کردی آزاد

۷۴

از خویش به تنگیم خدا می داند
با خویش بجنگیم خدا می داند
یعنی که ز دوری تو ای کعبهٔ جان
در قید فرنگیم خدا می داند

۷۵

تا چند بمن طبع تو سرکش افتد
تا کی طرزت به بنده ناخوش افتد
آتش ز تغافلت بجانم افتاد
در جان تغافل آتش افتد

۷۶

در تاب و تبم تمام شب می گذرد
روزم همه در رنج و تعب می گذرد
القصه بطولها شب و روز مرا
بی‌دوست به تشویش عجب می گذرد

۷۷

با نیک و بد دوری بسر باید برد
گر لطف و گر جور بسر باید برد
آخر این زندگی بسر می آید
یک چند بهر طور بسر باید برد

۷۸

آن را که بود اراده کز خویش رود
باید پی مرشد صفاکیش رود
بی‌راهنما کسی که شد سالک راد
چون دعوی بی‌دلیل کی پیش رود

۷۹

زاهد گل‌گشت باغ می‌باید کرد
کسب فرح از اياغ می‌باید کرد
اصلاح مزاج از ضرویات است
یک تنقیه دماغ می‌باید کرد

۸۰

ای داده بدل راه بد آموزی چند
در دل ز تو ام داغ جگر سوزی چند
گفتی روزی رسم بدادت در یاب
کز عمر نمانده است مگر روزی چند

۸۱

تا چند ز غم فسرده ام خواهی دید
در دست الم فسرده‌ام خواهی دید
دل‌تنگ مباش این همه بیزار مشو
بعد از دو سه روز مرده ام خواهی دید

۸۲

الله کریم است عطا می بخشد
هم پوشد عیب و هم خطا می بخشد
زاهد . هر چند پر گناهیم ولی
ما را بر رغم تو خدا می بخشد

۸۳

با ما دعوی هم‌سری نتوان کرد
زنهار که آن دلاوری نتوان کرد
در راهش با خاک برابر شده ایم
دیگر با ما برابری نتوان کرد

۸۴

افسوس که آتش جوانی شد سرد
فریاد که درمان نپذیرد این درد

خاکستر افسردهٔ پیری ناچار
در ماتم زندگی بسر باید برد

۸۵

جمعی که ز مردمان فراری کردند
در مسکن عافیت قراری کردند
ای من سگ آنان که چو اصحاب‌الکهف
از خلق رمیده جا بغاری کردند

۸۶

رفتم بر یار شب شکایت آلود
گفتم که ز درد تو تن و جان فرسود
گفتا موجود هست بوسی گفتم
موجود شفاست لطف باید فرمود

۸۷

زین کهنه قفس جمله اسیران رفتند
این غمکده را ساخته ویران رفتند
ای مرغ دل من که تو ماندی تنها
خاموش نشین که هم‌صفیران رفتند

۸۸

تجرید براه عشق کافی نشود
تفرید چون نیست سینه صافی نشود
باید دو جهان گذاشت همچو نعلین
هر پای برهنه بشر حافی نشود

۸۹

عشق آمد و سینهٔ مرا پر خون کرد
هوش از سر و صبر از دلم بیرون کرد
معذورم اگر ترا بگویم لیلی
جانا چکنم غرض مرا مجنون کرد

۹۰

جانان منم و دل حزین و دم سرد
جانی آزرده هم‌نشین غم و درد

زین بیش چگویمت که دارم به بغل
طومار مصیبتی که وا نتوان کرد

۹۱

هر دل که بروزگار من می سوزد
بر جان گناهگار من می سوزد
آن سوختنی منم که تا گرم شده است
دوزخ در انتظار من می سوزد

۹۲

شب تا سحر از درد دلم می نالید
فریاد که هیچ کس بدادم نرسید
در گریه کسی نشد شریک چشمم
جز ابر سیاه که روی او باد سپید

۹۳

شطرنجی من چو رو برو بنشیند
جان از تن من بساط خود بر چیند
من خود چه گدایم که بگردم ماتش
شه مات شود اگر رخش را بیند

۹۴

جز غم این جان حسرت‌اندوز ندید
جز داغ فراق هیچ دلسوز ندید
در هجر تو آن غم‌زده ام کز عمرش
صد سال گذشت و عید و نوروز ندید

۹۵

ساقی قدحی که آفت هوش شود
غم‌های جهان جمله فراموش شود
ته جرعه ز عمر فانی من باقیست
وقت است که از لطف‌تو سر جوش شود

۹۶

فردا که باهل زهد جنت بخشند
در مایدهٔ نا و نوش نعمت بخشند
ما بی‌عملان نیز امیدی داریم
شاید ما را به آه و حسرت بخشند

۹۷

گیریم که پیش خواجه قدر تو فزود
راسخ در بندگی ترا باید بود
بر موقف عجز خویش پا بر جا باش
مگذر چو ایاز از مقام محمود

۹۸

اهل ملتان که بی شعوری چندند
از راه خود فتاده دوری چندند
از بی‌بصری طوف مزارات کنند
کوری چند اند گرد گوری چندند

۹۹

هجر آمد و جسم و جان غمناکم خورد
این آدم خوارهٔ سخت بیباکم خورد
بر خاک نشاندهٔ آه! این درد مرا
چندانکه بکنج بیکسی خاکم خورد

۱۰۰

صبرم بدل تو هیچ تاثیر نکرد
کس حال مرا پیش تو تقریر نکرد
کردم بسیار جهد افسوس افسوس
تدبیر موافقت به تقدیر نکرد

۱۰۱

ای آنکه گذر به کربلا خواهی کرد
وز صدق طواف شهدا خواهی کرد

هر گاه که خواهی از خدا حاجت خویش
در بارهٔ ما نیز دعا خواهی کرد

۱۰۲

حالم ز تشنگی دگرگون گردید رفتم بسر چاه دلم بسکه طپید
هر چند که چرخ ماه را گرداند دیدم ماهی که چرخ میگردانید

۱۰۳

ازاطراف رخت غنیم خط پیدا شد در کشورحسن فتنه ها برپا شد
از بادغرور درسرش هیچ نماند زلفت اکنون کلانهٔ سودا شد

ر

۱۰۴

دیر است که دورم از حریم دلدار
با گریهٔ زار زار دارم سروکار
ای ابر بیا آب ز چشمم بردار
وانگه بروی بران بر و بوم ببار

۱۰۵

آن چشم سیه مست ببینید آخر
ترکی که مرا خست ببینید آخر
منعم مکنید دیگر از کشته شدن
آن دشنه و آن دست ببینید آخر

۱۰۶

هجر آمد و در عیش من انداخت فتور
زین درد غم و غصه ضرور است ضرور
می نال ای دل بقدر وسع امکان
مي کن آب دیده گریه حتی‌المقدور

۱۰۷

واقف غمگین مباش اگر چون پرکار
سرگشته شدی ز دست چرخ دوار

کین دایره می شود تمام آخرکار
آغاز به انجام رسد دل خوش دار

ز

۱۰۸

از وصل و فراق یار واقف مگریز
از خواری و اعتبار واقف مگریز
در کوچهٔ آرزو زمین گیر مشو
برخیز ازین دیار و واقف مگریز

۱۰۹

دل برد به صد حیله ز زلفت پرواز
مژگان تو اش گرفت الحق مایهٔ ناز
دم طالع مرغی است تو گوئی این دل
کز دام پریده رفت در چنگل باز

۱۱۰

آمد سحری از درم آن بنده‌نواز
شد گرم بهم معرکهٔ رمز و نیاز
کوتاهی کرد روز وصلش ای کاش
مانند شب فراق می بود دراز

۱۱۱

یارا بتو کارهاست بنشین مگریز
ما را بتو کارهاست بنشین مگریز
هر چند که هست این دل بی‌رحمت
خارا بتو کارهاست بنشین مگریز

ش

۱۱۲

تا دور شدم از قدم دلبر خویش
بر بالش راحت نگذارم سر خویش
بی او چون طفل اشک خوابم نبرد
از پردهٔ دیده گر کنم بستر خویش

۱۱۳

تا گوش مرا داده غم او مالش
در گوشهٔ تنها منم و صد بالش
این شور که در سرم فگنده ای یارا
فرصت ندهد که سر کنم بر بالش

۱۱۴

دنیا که بلای جان بود اقبالش
عاقل نرود ز جا به استقبالش
حال دنیا و طالبانش گویم
یک ماده سگی هزار سگ دنبالش

ع

۱۱۵

ای برده ترا ز هند تا روم طمع
خاصیت عنبر مکن از موم طمع
اقبال هما می کنی از بوم طمع
زنهار مدار این همه از شوم طمع

ق

۱۱۶

چندی بهوس شدم بهر قوم رفیق
افسوس نشد دو چار یک یار شفیق
اکنون من و هم نشینی تنهائی
توفیق ببخش یا اولی التوفیق

۱۱۷

ما را رسوا و خوار کردی ای عشق
فارغ از ننگ و عار کردی ای عشق
نیکی کردی بما چه نیکی کردی !
احسنت چه خوب کار کردی ای عشق

۱۱۸

از آمدن تو شد دلم شاد ای عشق
عالم عالم نشاط رو داد ای عشق

کردی از بند نیک نام آزادم
شاباش ای عشق آفرین ای عشق

ک

۱۱۹

هر چند که بوده ایم عالی ادراک
و ز طبع بلند هم نشین افلاک
کردیم تنزل و به شعر افتادیم
از شومی این کار نشستیم بخاک

۱۲۰

یک روز بکام ما نشد دور فلک
بسیار بد افتاده بما طور فلک
رفتیم بزیر خاک و آسوده نییم
دیگر بکجا رویم از جور فلک

۱۲۱

ای کرده مرا رنج فراقت باریک
گشتم از دوریت بمردن نزدیک
باز آی که دارم از فراق تو دلی
چون گور گناهگار تنگ و تاریک

گ

۱۲۲

آنی تو که از نام وفا داری ننگ
با صلح گران ناز تو پیوسته بجنگ
خواهم که شکایت دل سخت ترا
از خامهٔ فولاد نویسم بر سنگ

ل

۱۲۳

در عشق بهی شباب کردی ای دل
عاشق شده اضطراب کردی ای دل

این کار نه بر صواب کردی ای دل
خود را و مرا خراب کردی ای دل

۱۲۴

این راه که هست سخت جانکاه ای دل
چون پیش تو آمده است ناگاه ای دل
اندیشه مباد هرچه بادا بادا
سر کن متوکلاً علی الله ای دل

۱۲۵

عاشق شدی و ز من رمیدی ای دل
رفتی و بخاک و خون طپیدی ای دل
تو گفتهٔ من نمی شنیدی ای دل
دیدی که ز دلبران چه دیدی ای دل

م

۱۲۶

صد شکر که از قید خودی وا رستم
در سلسلهٔ اهل جنون پیوستم
رفتم بدر از شهر گریبان زده چاک
دامن به دامن بیابان بستم

۱۲۷

از سلسلهٔ بی سر و پایان توایم
از حلقهٔ بی‌برگ و نوایان توایم
ما را محروم مگردان ز درت
شیئاً لله ما گدایان توایم

۱۲۸

یا رب از معصیت تبه شد حالم
زین درد بر آستانه ات مینالم

از سپهر بسوز خرمن عصیانم
و ز لطف بشری نامهٔ اعمالم

۱۲۹

زر میطلبی تو من ندارم چکنم
سر میطلبی تو من ندارم چکنم
صبر جمیل یعقوب
گر میطلبی تو من ندارم چکنم

۱۳۰

یا رب لطفی که در هوایت میرم
وز ولولهٔ شوق بقایت میرم
شد زنده آنکس که برای تو بمرد
یا رب یا رب من از برایت میرم

۱۳۱

حجام بسر بسر هوایت دارم
سودای تو همچو موی دارد زارم
زنهار بمن آیینه منمایی که من
در عشق تو از صورت خود بیزارم

۱۳۲

خواهم که بدریای جنون غرق شوم
نی در پی عقل ذوفنون غرق شوم
با عاقبتم سری نمانده ناصح
دستم بگذار تا بخون غرق شوم

۱۳۳

حسن تو که بنده انتخابش کردم
کرد از همه خوبان جهان دل سردم
با ناز تو ناز دیگران کی ماند
ای صاحب طرز خاص گردت گردم

۱۳۴

کردم همه وضع و طبع دوران معلوم
کیفیت نه گنبد گردان معلوم
افلاک بکام غیر و ما سرگردان
شد قدرشناسی بزرگان معلوم

۱۳۵

ای شوخ ز نسیان تو در آزارم
افتاده به بستر نزارم زارم
بنویس به بنده رقعه ای بهر خدا
محتاج به تعویذ تو ام بیمارم

۱۳۶

چندی ز هوس به کوه و هامون گشتم
زین گردش بی فایده مخزون گشتم
عشقم مددی کرد که آخر کار
جاروب کش تربت مجنون گشتم

۱۳۷

در عشق [illegible] پند بپذیر دلم
کی می [illegible] به [illegible] بپذیر دلم
دیوانهٔ آن زلف مسلسل شده است
عاقل نشود به هیچ زنجیر دلم

۱۳۸

خواهم سر و زر در دلدار دهم
هر چیز که دارم کم و بسیار دهم
یک جان دادن ز هر کسی [illegible]
صد جان بهم آرم و یکبار دهم

۱۳۹

ای باد صبا [illegible] بنگر چونم [illegible]
دریاب که [illegible] غمزده و مجنونم [illegible]

حال دل من که گشته جو جو ز غمش
جو جو برسان بیار گندم گونم

۱۴۰

یاران از وضع آشنایی دورم
عمریست که از وحشت دل محشورم
نبود آمیختن بکس مقدورم
مجبور طبیعت خودم مجبورم

۱۴۱

سرگشته روزگار واقع شده ام
آواره هر دیار واقع شده ام
از واقعه خودم غم نیست که من
دور از سر کوی یار واقع شده ام

۱۴۲

دیری است که ما ستم کش صیادیم
عمری است که در دام بلا ناشادیم
مردیم و ندیدیم رهایی در خواب
در ساعت سنگین بقفس افتادیم

۱۴۳

فرهاد که بهر دوست شد دشمن کام
در کندن جوی شیر چون کرد اقدام
می گفت دمی که تیشه می زد بر سنگ
متی السبی رب منک الا تمام

۱۴۴

آن روز که می رفت ز کف مفت دلم
هر پند که دادم نه پذیرفت دلم
لاحول ولا قوة را می خواندیم
ما شاء الله کان می گفت دلم

۱۴۵

از اهل دول مدار چشم انعام
جوشند اگر با تو بگرمی تمام
در کیسهٔ شان غیر تهی دستی نیست
بدنام خزانه اند همچون حمام

۱۴۶

هر چند نهند دوستان صد نامم
از دولت عشق من همان بد نامم
رسوای دیار خویش بودن تا کی
جای بروم که کس نداند نامم

۱۴۷

جانا وصفت بصد طرب میگویم
پیدا و پنهان و روز و شب میگویم
زان نقطهٔ خال زیر لب چندانی
میگویم لیک زیر لب میگویم

۱۴۸

در بزم تو من ز بی‌نصیبان شده ام
با درد عجب دست و گریبان شده ام
با آنکه نکرده ام گناهی جز عشق
محتاج شفاعت رقیبان شده ام

۱۴۹

در کار تو جانا بدل و جان چسپیم
بر هر چه کنی به بنده فرمان چسپیم
گر خدمت زلف خود مرا فرمایی
همچون شانه بدست و دندان چسپیم

۱۵۰

من رخت ز کوی یار بردم رفتم
صد شکوه ز روزگار بردم رفتم

از نالهٔ من بود کسان را تصدیع
درد سر ازین دیار بردم رفتم

۱۵۱

من کی دل شاد و لب خندان دیدم
آشفتگی از غمت فراوان دیدم
زلفت دیروز آه در دست که بود
کامشب همه شب خواب پریشان دیدم

۱۵۲

مستوجب طعنهٔ دما دم ماییم
شایان ملامت دو عالم ماییم
سوزیم چراغ کعبه در بتخانه
بدنام کن دودهٔ آدم ماییم

۱۵۳

سودا زدهٔ زلف سیاه‌فام تو ایم
آشفته دل و تیره سرانجام تو ایم
آزادی ما ز بند تو ممکن نیست
مادام که زنده ایم در دام تو ایم

۱۵۴

افتاده هوای عشق دیگر بسرم
ای وای که خون گشت ز دل تا جگرم
بر عقل فشاندم آستین ای همدم
دستم بگذار تا گریبان بدرم

۱۵۵

ای دنیا کارخانه ات عقبی هم
این جا حکم تو نافذ است آنجا هم
امروز چو پرده‌پوشی من کردی
یا رب ندری پرده من فردا هم

۱۵۶

احوال عیان است گزارش چکنم
خارش بر من نمود بارش چکنم
ناخن فرسوده شد ز تن خاریدن
بیچاره شدم ز دست خارش چکنم

۱۵۷

از اهل جهان وضع جدایی دارم
عیش دگر از فیض جدایی دارم
شرمندهٔ یک قطره نیم زین دریا
مانند صدف رزق هوایی دارم

۱۵۸

از تیر جفا ای بت کافر کیشم
هر چند دل و جگر نمودی ریشم
لیکن بتو ام همان ارادت باقیست
من عاشق حسن اعتماد خویشم

۱۵۹

رسوا و خراب و خوار و زار است دلم
از دودهٔ عشق یادگار است دلم
آشفته و تیره روزگار است دلم
سر کوچه نشین زلف یار است دلم

۱۶۰

مرغ قفس چمن چمن میگویم
اوصاف گل و سرو و سمن میگویم
حاصل که ز بدگردی چرخ از دیری
غربت زده ام وطن وطن میگویم

۱۶۱

از طالع تیره بی دماغم چکنم
و ز بخت سیاه دا داغم چکنم

شبها خجلت ز روی پروانه کشم
درمانده بروغن چراغم چکنم

۱۶۲

ملا من چون تو منقلب حال نیم
خاموش ز تمیکن خودم لال نیم
با من بحث از قضیه ناسعقول است
خاموش که من قضیه دلال نیم

۱۶۳

خواهم که بجز خدا پرستی نکنم
یادی از ما سوا پرستی نکنم
لیکن بوی تو از صبا می شنوم
خود گو که چسان هوا پرستی نکنم

۱۶۴

در حضرت تو بصدق تام آمده ام
از دور پی عرض سلام آمده ام
ای گنج شکر کام مرا شیرین کن
از زهر زمانه تلخ کام آمده ام

۱۶۵

گشتیم درین خرابهٔ دنیا بدنام
افسوس نشد دو چار یک مرد تمام
تب بود آن کسی که جوشید بما
ریزش احدی نبود غیر از زکام

ن

۱۶۶

ای خورده خدنگ کاری از شست تو من
وی سینه کباب نرگس مست تو من

از پا افتاده خاک بر سر کرده
از دست تو از دست تو از دست تو من

۱۶۷

ای خورده برغبت شکر زهر تو من
رسوای هزار کوچه در شهر تو من
دل داده و خون خورده و جانی کنده
از بهر تو از بهر تو از بهر تو من

۱۶۸

ای راحت جان تو دل آزردن من
طبع تو چو گل شگفته ز افسردن من
صد بار بخون خوردن من آمده ای
یک بار نیامدی بغم خوردن من

۱۶۹

ای عشق مرا خراب کردی بس کن
والله بسی عذاب کردی بس کن
بی درد ! ز طاقتم برآوردی دود
دل تا جگرم کباب کردی بس کن

۱۷۰

ای باد صبا اگر وزی بر جانان
باید که بجوی ز دل بنده نشان
اندر خم طره یا شکنج زلفش
هر جا یابی ز من سلامش برسان

۱۷۱

جان میرود از منم مرو دور از من
در پنجهٔ دشمنم مرو دور از من
بنشین بر من دمی که تسلیم شوم
نزدیک بمردنم مرو دور از من

۱۷۲

دیدار غنیمت است بنشین بنشین
ای یار غنیمت است بنشین بنشین
این یک دو نفس که ما و تو یکجاییم
بسیار غنیمت است بنشین بنشین

۱۷۳

آن کان حیا و حلم یعنی عثمان
کردندش شهید اهل جور و طغیان
دانی که چرا ریخت بقران خونش
تا خون خواهش کند به محشر قران

۱۷۴

هر چند حسد نیست به آب و گل من
پاک است ازین لوث دل مقبل من
لیکن چون داغ لاله بینم گویم
کان نیز چرا نشد نصیب دل من

۱۷۵

بیچاره دلم که بود اسیر خوبان
خون گشت ازین صبر و خردآشوبان
با آنکه نکرده در وفا تقصیری
عمریست که هست داخل مغضوبان

۱۷۶

گرمی ای شعله‌خو بهر خام مکن
زنهار جفا بر من ناکام مکن
زین داغ چو پروانه مرا خواهی سوخت
چون شمع پگاه خویش را شام مکن

۱۷۷

آمد سحری بر سرم آن جان جهان
جان می طلبید و من ماندم حیران

مردم از بس خجالت، آن لحظه که گفت
کس از چو منی عزیز می دارد جان

۱۷۸

ای دوست بسی غمین شدم شادم کن
از بندگی فراق آزادم کن
بسیار خراب گشتم آبادم کن
چندانکه فراموش تو ام شادم کن

۱۷۹

افسوس که روزگار برگشت ز من
امسال بتر ز پار برگشت ز من
برگشتن روزگار سهل است اما
این است بلا که یار برگشت ز من

۱۸۰

واقف گزری بکوی آن قاتل کن
قطع نظر از زندگی باطل کن
تیغش به شهادت‌طلبان داد صدا
بشتاب تو هم شهادت حاصل کن

و

۱۸۱

آن ماه که نیست ماه را صورت او
خورشید خجل می شود از طلعت او
آیینه بکف گرفته حیران خود است
آیینه شده است ورطهٔ حیرت او

۱۸۲

خوش قامتی و سرو چمن بندهٔ تو
خوش چشمی و نرگس است بندهٔ تو
بلبل ممنون تست ای غنچه‌دهن
سر مشق شکفتگی گل است خندهٔ تو

۱۸۳

لطف تو بحال من چرا نیست بگو
خشم و غضب ترا سبب چیست بگو
می نالم و در دلت نمی یابم راه
ای جان کسی در دل تو کیست بگو

۱۸۴

واقف غلط است اینکه خدا دانی تو
بد حال ز حسرت نکویانی تو
دل محو بتان و بر زبان نام خدا
حیران تو ام عجب مسلمانی تو

ج

۱۸۵

واقف صد فتنه زاد از گریهٔ تو
شوری بجهان فتاد از گریهٔ تو
چندین معموره را بطوفان دادی
ای خانه خراب داد از گریهٔ تو

۱۸۶

ای زمرهٔ اهل دل بجان عاشق تو
جان عاشق تو روح و روان عاشق تو
از ولع و عقول وانس و جان عاشق تو
معشوق توی جمله جهان عاشق تو

۱۸۷

خوبی و دل ربای ارزندهٔ تو
دل صید نگاهای فریبندهٔ تو
یک دم به هیچ شرمندهٔ تو
من چاکر تو غلام تو بندهٔ تو

ه

۱۸۸

کارم همه وقت هرزه گردی بوده
پایم فرسوده بسکه ره پیموده

چون آبله از سفر نشد حاصل من
جز چشم تر و روی غبارآلوده

۱۸۹

واقف ز سبو و شیشه و پیمانه
نشکست خمار و من شدم دیوانه
در پای خم افتاده ام و میگویم
فریاد رس ای گلان تر میخانه

۱۹۰

دانی که بتن چیست همین ویرانه
بر روی زمین نیست چنین ویرانه
لیکن بر آن کسیکه صاحب ذوق است
گنج شکر است اندرین ویرانه

۱۹۱

از مستی خویشتن بسی شرمنده
دل خورده دماغ سوخته جان کنده
گه گریه بحال خود کند گه خنده
محنت کش روزگار یعنی بنده

۱۹۲

ساقی خبری ز بندهٔ داری یا نه
دریاب مرا به همت مردانه
خواهم خالی کنم ز می خمخانه
زان پیش که پر شود مرا پیمانه

۱۹۳

آن غمزه نرگس پر خمار سبحان‌الله
وان سنبل مشکبار سبحان‌الله
آن ناز آن عشوه آن خرام آن قامت
سبحان‌الله هزار سبحان‌الله

۱۹۴

سر در سرکاریت کنم انشاءالله
تن زار و نزارت کنم انشاءالله
دل رفت بفریاد تو للهالحمد
جان نیز نثارت کنم انشاءالله

۱۹۵

یک شب در خلوت خودم راه بده
وانگه کامم حسب دل‌خواه بده
گر زانکه به ناکامی خود خوش داری
یک بوسه بنام خوش الله بده

۱۹۶

ایدل ایدل دگر مکن قصد گناه
اعمال تو از گناه شد سخت تباه
بردار ز مشق معصیت دست اکنون
شد پشت و رخ نامهٔ اعمال سیاه

ی

۱۹۷

واقف که تو دور ز آستان یاری
باید که بسوی کعبه خود رو آری
من خود احرام طوف کویش بستم
بسم‌الله اگر تو هم سر حج داری

۱۹۸

خاک درش ای باد صبا آوردی
از بهر این چشم توتیا آوردی
از آمدن تو چشم من روشن شد
خوش آمده ای بیا صفا آوردی

۱۹۹

امروز کشیده ام می پر زوری
زان می افتاده در بر من شوری
مستم واقف چنانکه گر کشته شوم
هر قطرهٔ خون من شود منصوری

۲۰۰

در زندگیم نساختی شاد دمی
بردم ز جهان ز دست تو طرفه غمی
گرهست سر تلافی ما فاتت
بر تربت من رنجه بفرما قدمی

۲۰۱

ای دل جگر مرا خراشی تا کی
هردم بهوای تازه باشی تا کی
تو آذر و من خلیل سری دارد
من بت شکنم تو بت تراشی تا کی

۲۰۲

سر گردانم درین جهان از عمری
درمانده میان این و آن از عمری
شاید تو ز بندگان خویشم خوانی
می خوانم ختم خواجگان از عمری

۲۰۳

ای دل روزی که عشق می ورزیدی
پند من خیرخواه را نشنیدی
اکنون تو گرفتار و بلاکش ام من
شادم که سزای خویشتن را دیدی

۲۰۴

محبوس جهان فانیم از عمری
محشور به خصم جانیم از عمری

ای مرگ بیا بکن خلاصم زین بند
زندانی زندگانیم .. از عمری

۲۰۵

ای آنکه ز بنده رو همی گردانی
وز بزم خودم بصد جفا می رانی
آن درد که من ز دست او نالانم
اشعار مرا اگر بخوانی دانی

۲۰۶

ای دل چو بعشق سر فرود آوردی
هر جا صنمی بود سجود آوردی
در کوچهٔ زلف دلستانان عمری
سوداگری بگو چه سود آوردی

۲۰۷

در عقل گرفتم بفلاطون برسی
سودی ندهد . اگر بگردون برسی
در کوچهٔ زنجیر جنون پا بگذار
شاید بسر خانهٔ مجنون برسی

۲۰۸

ای کاش دوای درد دل می بودی
تا این بیمار یک نفس آسودی
گویند علاج این مرض صبر بود
من تجربه کرده ام . ندارد سودی

۲۰۹

گر هست ترا سر وصول یاری
بر جادهٔ شرع بایدت پا داری
خواهی که رهت بخلوت خاص رفتد
زین شارع عام پا برون نگذاری

خاتمه

این نسخهٔ بی‌ربط که دیوان فقیر است
مجموعهٔ احوال پریشان فقیر است

زنهار که شیرازهٔ آن نگسلی از هم
در وی نخ چندی ز رگ جان فقیر است

یعقوبم و این غمکده کنعان محبت
هر بیت در آن کلبهٔ احزان فقیر است

از سوز و گدازی که شناسد دل روشن
هر مصرع آن شمع شبتان فقیر است

هر چند که صد رنگ غم و درد دران است
کفران نکنم نعمت الوان فقیر است

گر نیست پریشان سخنم عذر پذیرند
زلفی عجبی سلسله جنبان فقیر است

هر که خواند دعا طمع دارم زانکه من بندهٔ گنهگارم

انتشارات پنجابی ادبی اکادمی

۱ - پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - آردو)
(مجلد اول) باهتمام دکتر محمد باقر ... 9 روپے

۲ - تاریخ کوه نور (فارسی - انگلیسی)
تالیف فقیر سید نورالدین بخاری بتصحیح دکتر محمد باقر ... 2 روپے

۳ - دیوان غنیمت (فارسی)
بتصحیح و مقدمه پروفیسر غلام ربانی عزیز ... 10 روپے

۴ - نامهٔ عشق (مثنوی سسی پنوں) (فارسی)
اثر اندرجیت منشی بتصحیح دکتر وحید قریشی ... 2 روپے

۵ - پنجابی قصے فارسی زبان میں (فارسی - آردو)
(مجلد دوم) - باهتمام دکتر محمد باقر 2.50 روپے

۶ - نیرنگ زمانه (فارسی)
تالیف عبدالرسول باهتمام دکتر محمد باقر 2.50 روپے

۷ - هیر سید وارث شاه (پنجابی)
بتصحیح و مقدمه شیخ عبدالعزیز بار - ایٹ - لا ... 7 روپے

۸ - کلیات بلھے شاه (پنجابی)
بتصحیح و مقدمه ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ... 6 روپے

۹ - پنجابی ادب تے سالک (پنجابی - آردو)
تالیف مولانا عبدالمجید سالک ، ترتیب ڈاکٹرعبدالسلام خورشید 1.50 روپے

۱۰ - تذکرهٔ مردم دیده (فارسی)
اثر عبدالحکیم حاکم لاهوری باهتمام پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالله 4 روپے

۱۱ - عبرت نامه (فارسی) تالیف مفتی علی الدین لاهوری
باهتمام دکتر محمد باقر (مجلد اول) ... 15 روپے

۱۲ - احسن القصص (پنجابی) مولوی غلام رسول عالمپوری
دے اپنے قلمی نسخے دی نقل ... 4 روپے

۱۳ - عبرت نامه (فارسی) (مجلد دوم) ... 10 روپے

۱۴ - فهرست کتابخانهٔ ملی : دکتر محمد باقر 3 روپے

۱۵ - منظوم اردو ترجمه کافیاں شاه حسین

(پنجابی - اردو) از عبدالمجید بھٹی ... 2 روپے

۱۶ - پنجابی دی پہلی کتاب ... 0.95 روپے

۱۷ - پوٹھوهاری گیت (اردو - پنجابی)

مرتب پروفیسر کرم حیدری ... 2 روپے

۱۸ - نیرنگ عشق (مثنوی غنیمت) (فارسی)

مرتب پروفیسر غلام ربانی عزیز ... 1.50 روپے

۱۹ - چٹھیاں دی وار (پنجابی)

بتصحیح و حواشی ڈاکٹر فقیر محمد فقیر ... 0.75 روپے

پنجابی ادبی اکیڈمی، ۱۲۔ جی ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور